قادیانی مذہب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

فاعتبروا یا اولی الابصار

قادیانی مذہب

کا

علمی محاسبہ

عجیب و غریب انکشافات و اعتقادات و اجتہادات و افتراقات

مؤلفہ

سلاح الدین محمد الیاس برنی

ام۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی (علیگ)

حیدرآباد دکن

مزید مضامین۔ جدید ترتیب

بار چہارم

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں طبع ہوا

قیمت تین روپیہ

قادیانی مذہب

فہرست مضامین

ضروری تشریح

جو عنوانات اس چوتھے ایڈیشن میں جدید شریک ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ نشان (ج) درج ہے۔ اور جن سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات شریک ہوئے ہیں ان کے ساتھ نشان (م) درج ہے۔ ان نشانات سے یہ بھی اندازہ ہو سکے گا کہ تیسرے ایڈیشن کے مقابل چوتھے میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا۔

تمہید اول

تمہید دوم

تمہید سوم

تمہید چہارم

فصل دوسری
نبوّت کی تمہید

فصل پہلی

ذاتی حالات

فصل چوتھی
نبوت کی تکمیل

(۱) ختم نبوت کی تجدید
(۲) مرزا صاحب خاتم النبیین
(۳) بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود رسول اللہ کی ذات
(۴) فنا فی الرسول اور بروز میں فرق (ج)
(۵) بروز اور اوتار (ج)
(۶) مسیح موعود محمد است وعین محمد است
(۷) ایک دفعہ پھر (ج)
(۸) ذرہ بھر (ج)
(۹) دونوں ایک (ج)
(۱۰) وہی نبی (ج)
(۱۱) انشراح صدر (ج)
(۱۲) یا یوں کہو (ج)
(۱۳) محمد مصطفٰے (ج)
(۱۴) مصطفٰے میرزا (ج)
(۱۵) محمد رسول اللہ (ج)
(۱۶) نبی اللہ رسول اللہ (ج)
(۱۷) وہ ایک ہے (ج)
(۱۸) قادیانی سلام (ج)
(۱۹) کلمہ شریف (ج)
(۲۰) مرزا صاحب پر صلوات
(۲۱) مرزا صاحب کی وحی والہام
(۲۲) قرآن وحدیث (ج)
(۲۳) نزول جبرئیل (ج)
(۲۴) وحی اللہ (ج)
(۲۵) الکتاب المبین (ج)
(۲۶) الہی کلام (ج)
(۲۷) قادیان کا قرآن
(۲۸) قادیانی دین
(۲۹) میری امت
(۳۰) نبی تشریعی یا غیر تشریعی
(۳۱) مرزا صاحب کی شریعت
(۳۲) جہاد (ج)
(۳۳) دس نبی اور ایک بندہ کا انتخاب۔
(۳۴) معترضین کو دھمکی۔

فصل تیسری

نبوّت کی تحصیل

فصل پانچویں

فضیلت کی تفضیل

فصل چھٹی

انکشافات

فصل آٹھویں

تعلقات

فصل ساتویں

ارشادات

فصل دسویں

سیاسیات

دور اول

فصل نویں

معاملات

فصل بارھویں

سیاسیات

دور ثالث

فصل گیارھویں

سیاسیات

دورِ ثانی

(د) نماز و حج

(ھ) جنازہ

(و) نکاح

فصل تیرھویں

قادیانی صاحبان و مسلمان ۔ دین و ملت

(ا) اختلاف

(ب) مسلمان

(ج) تکفیر

(ط) مرزا صاحب اور مسلمان

(ی) تبلیغ

فصل چودھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست و مملکت

(ا) قادیانی فرقہ

(ب) ہندوستان

(ز) میل جول

(ح) حمیّت

(ط) دیگر ممالک

(ی) خلاصہ

فصل پندرھویں
قادیانی اکابر

(۱) حکیم نورالدین صاحب خلیفۂ اوّل قادیان

(ج) اسلامی ممالک

(د) افغانستان

(ھ) عراق

(و) عرب

(ز) بیت المقدس

(ح) ترکی۔

(ب) مولوی عبد الکریم صاحب قادیانی

(ج) میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ ثانی قادیان

فصل سولھویں
قادیانیوں کی جماعت قادیان

(د) خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی

(ہ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

فصل سترھویں

قادیانیوں کی جماعت لاہور

فصل انیسویں

بچرنگ

فصل بیسویں

خاتمہ

فصل اٹھارھویں
دعووں کا داخلی نقشہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ؕ

بالمؤمنین رؤف رحیم ؕ

تمہیدِ اوّل

اللہ جل شانہ کا فضل وکرم ہے کہ اس پرآشوب زمانے میں حیدرآباد فرخندہ بنیاد حُبِ نبی اور عظمت رسول کا مسکن ومامن بنا ہوا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلینؐ ہے۔ سبحان اللہ ؎

شہِ ملکِ رسالت صاحبِ تاج وسریر آمد ضیا بار وجہاں افروز چوں مہرِ منیر آمد
امین وخازنِ رحمت معین وشافعِ اُمت وزیر و راز دار و نائبِ ربِ قدیر آمد
رسولِ ہاشمی خیر الوریٰ صل علیٰ احمدؐ کریم۔ صادق۔ نور۔ نذیر والبشیر آمد
چہ خوش چشمے کہ مازاغ البصر نازل بشانِ او زقلبِ پر صفا وز دیدۂ حق بیں بصیر آمد
خوشا پیغمبرِ برحق کہ بہرِ ما گنہ گاراں رؤفت والرحیم آمد کفیل والنصیر آمد
نماند تا حجابے جلوۂ روئے حقیقت را بے کشف رموز غیب علام وخبیر آمد

بنامِ آں شہِ لولاک صد جان ودلم قرباں
کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

ضمیمہ جات

(۱) ضمیمۂ اول۔ قادیانی جماعت

(۲) ضمیمۂ دوم ۔ قادیانی حساب

(۳) ضمیمۂ سوم ۔ قادیانی کتاب

(۴) ضمیمۂ چہارم۔ قادیانی کتابیں

(۵) ضمیمۂ پنجم۔ پروفیسر الیاس برنی کے تالیفات وتراجم۔

قادیان سے منگاکر تقسیم کیے گئے۔ غرض کہ خوب تلابیلی رہی۔

قادیانی صاحبان کی یہ غیر معمولی یورش اور سرگرمیاں دیکھ کر آخر مسلمانوں میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی تحقیق کا شوق پھیلا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا رسالہ کے جواب میں "ختم نبوت" کے مسئلہ پر مسلمانوں کی طرف سے بھی رسالے نکلنے شروع ہوے۔ ایک رسالہ "ثبوت ختم نبوت" کے عنوان سے من جانب مجلس الواعظین سید ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری نے شایع کیا۔ دوسرا رسالہ "قادیانی جماعت کے شایع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب" قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے شایع کیا۔ ان دونوں سے بڑھ کر مفصل جواب "ہدایۃ الرشید للغوی المرید" کے عنوان سے سید محمد حبیب اللہ صاحب قادری (عرف رشید پادشاہ) نے شایع کیا۔ علیٰ ہٰذا ایک رسالہ "تکذیب مرزا صاحب بہ زبانِ مرزا صاحب" ان کے بھائی سید ولی اللہ صاحب (عرف حبیب پادشاہ) نے شایع کیا۔ ختم نبوت کے اثبات میں ایک رسالہ مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری نے بھی شایع کیا لیکن اس سلسلے میں سب سے مدلل اور جامع رسالہ "آوازِ حق" نکلا۔ جو مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی استاذ جامعۂ اسلامیہ ڈابھیل کا علمی کرشمہ ہے اور جو مولوی فخر الدین رازی صاحب کی سعی سے حیدرآباد میں شایع ہوا۔

رسالوں کے علاوہ کچھ دو ورقے بھی نکلے مثلاً "ختم نبوت کے متعلق سکریٹری صاحب جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ"۔ اس عنوان سے عزیزم الحاج میاں سید محمود موسوی القادری سلمہ نے ایک دو ورقہ شایع کیا۔ علیٰ ہٰذا "قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات" اس عنوان سے ایک دو ورقہ قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے شایع کیا "مرزائیوں کے عقائد" اس عنوان سے بھی ایک دو ورقہ باجازت حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے شایع ہوا اور بہت مقبول رہا۔ اس کے سوا اخبارات و رسالوں میں بھی مضامین نکلے چنانچہ "خاتم النبیین" کے عنوان سے الحاج ابوالحسن محمد خیر اللہ صاحب سنوسی القادری نے "ختم نبوت" کے عنوان سے مولانا عیسیٰ شاہ صاحب نظامی نے اور "خاتم الانبیا" کے عنوان سے قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے مقامی اخبار رہبر دکن اور رسالہ خلیق میں سلسلہ وار مضامین شایع کیے جلسوں اور صحبتوں میں بھی تذکرے پھیل گئے

چنانچہ ماہ ربیع الاول شریف میں حسبِ اہتمام و احترام سے میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدرآباد میں منعقد ہوئے اور ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی نظیر کم تر مل سکتی ہے اول تو ماشاءاللہ خود یہاں اچھے سے اچھے علما، مشائخ اور واعظ موجود ہیں۔ مزید برکت یہ کہ دور دور سے نامور اور ممتاز عالم واعظ اس زمانے میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور اپنے علم و عقیدت کے گوہر لٹاتے ہیں حاضرین اپنے دامن ایمان گلہائے عقیدت سے بھر لے جاتے ہیں اور سب اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں بڑے بڑے جلسوں میں خود اعلیٰ حضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ اخوتِ اسلامی سے شرکت فرماتے ہیں اور عام و خاص کو عظمت رسالت کے آداب سکھاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے تاجدار کم تر نظر آتے ہیں۔

من جملہ بڑے بڑے مرکزی جلسوں کے ایک جلسہ میلاد مبارک کا علامہ مفتی نور الضیاء الدین نواب ضیاء یار جنگ بہادر کی سرکردگی اور صدارت میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ منعقد ہوتا ہے۔ علما اور مشائخ خصوصیت سے اس میں جمع ہوتے ہیں اس ناچیز ہیچ مداں کو بھی اس جلسے میں چند سال سے بہ تعمیل فرمائش تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ امسال بھی بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ یوم جمعہ جلسہ منعقد ہوا اور خلاف معمول اس ناچیز کے مشورے بلکہ اطلاع کے بغیر "ختم نبوت" کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ صرف ایک روز قبل اپنے کو پتہ چلا۔ بہرحال بڑے مجمع کے روبرو شب کو تقریر ہوئی۔ اپنی بے بضاعتی تو معلوم ہے خدا کی شان کہ تقریر کام کر گئی۔ دلوں میں اتر گئی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا تاہم قادیانی صاحبان کو تشویش ہوئی کہ ان پر کاری زد پڑی چنانچہ جلد از جلد ان کی طرف سے ایک رسالہ "ختم نبوت اور جناب برق فیض الیاس برنی" کے عنوان سے شایع ہوا اور اس میں کافی تفحص کے باوجود تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا کہ "مقرر کی اپنی وجدانی بے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثروں نے ہم سے سوالات کی بھرمار شروع کر دی جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ ہم مختصراً کچھ عام فہم دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں۔" اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی کئی جلسے بھی ہوئے۔ نامور قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں پر خوب تقریریں ہوئیں تردیدیں ہوئیں پھر کچھ تبلیغی رسالے بھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا والانامہ پہنچا خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے آپ دقائق متصوفین میں سوالات پیش کرتے ہیں اور یہ عاجز مفلس ہے محض حضرت ارحم الراحمین کی ستاری ہے اس ہیچ اور ناچیز کو مجلس صالحین میں فروغ دیا ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ کارِ بار قادر مطلق سے سخت حیرانی ہے کہ نہ عابد نہ عالم نہ زاہد کیوں کر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے۔ اس کی عنایات کی کیا ہی بلند شان ہے اور اس کے کام کیسے عجیب ہیں ؎

پسندیدگانے بجائے رسند		زما کہتر انش چہ آمد پسند

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ)

میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو کہ خاتم النبیین ہے جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی جو کہ چشمۂ حق ومعرفت ہے میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو (ترجمہ)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب عربی بنام مشائخ ہند مندرجہ انجام آتھم ص۱۴۴ مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن

غرض کہ خدا کے فضل سے بیداری پیدا ہوگئی اور غفلت میں جو نقصان پہنچ رہا تھا اس کا اندیشہ آئندہ کے واسطے رفع ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔

مذہبی بحث مباحثہ علماء کا کام ہے اپنے واسطے اپنا ایمان کافی ہے واللہ اعلم کیا مصلحت الٰہی تھی کہ بلا اجازت بلا مشورہ بلا اطلاع مسلمانوں نے اس ناچیز کو اس بحث پر کھڑا کردیا اور پھر قادیانی صاحبان نے اس میں زبردستی گھسیٹ لیا۔ چنانچہ تقریر کی شب کو جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی صاحبان کے نمایندے نے آکر تبادلۂ خیالات کے نام سے مناظرے کی دعوت دی۔ لیکن عذر کردیا گیا کہ اپنا یہ منصب نہیں ہے۔ اس کام کے واسطے علمائے کرام کی طرف رجوع کیا جائے تو مناسب ہے۔ واقعہ ہے کہ ہم جیسے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اسلامی خیالات سننے کا لوگوں کو خود بخود اشتیاق ہے۔ ورنہ علماء اور مشائخ کے مقابل ہمارے معلومات کی کیا حقیقت ہے لیکن یہ عذر قبول نہیں ہوا۔ اول تو تقریر کی تردید میں رسالہ نکلا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور اس کے آخر میں ہم کو اعراض کا الزام بھی دیا گیا چنانچہ اس رسالہ کے ختم پر لکھتے ہیں کہ "ہمارے ایک نمایندے نے جو جلسۂ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھا۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اسی مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع فرمایا جائے یہ جواب قابل غور ہے" اس بیان سے شاید ہماری کم ہمتی اور بے چارگی کا اعلان مقصود ہو مضائقہ نہیں۔ ع

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

بہرحال اس رسالے کے شایع ہونے پر خیال ہوا کہ اسی سلسلے میں علمی تحقیقات کے طور پر قادیانی مذہب کا دوسرا رُخ جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے نمایاں کردیا جائے تو خوب ہو۔ اس کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہو جائے اور مغالطے کی بھی گنجایش نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے جس سے عام تو کیا خاص لوگ بھی بے خبر ہیں وہ یہ کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مذہبی زندگی کے دو دور ہیں پہلے دور میں تو وہ انکسار جتاتے ہیں خوب خوش اعتقاد اور عقیدت مند نظر آتے ہیں انبیاء اولیاء سب کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ سب کی عظمت کرتے ہیں۔ اتباع کا دم بھرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے
(ایام صلح ص۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن دوسرے دور میں حالت بالکل برعکس ہے۔ اول تو ظلی نبی بن جاتے ہیں پھر بڑھتے بڑھتے تقریباً تمام انبیاء و مرسلین سے صراحتہً یا کنایۃً بڑھ جاتے ہیں بڑے سے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ اچھے اچھوں کو نظروں سے گراتے ہیں اور اپنے واسطے انتہائی عقیدت کے طالب نظر آتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قادیانی صاحبان اپنی تبلیغ میں تمام تر دور اول کی خوش عقیدگیاں پیش کرتے ہیں اور ان میں کافی تراوٹ ہے۔ ناواقف اور رواداری مسلمان ان کی خوش عقیدگیوں سے خوش ہو کر خود ان کی عقیدت میں پھنس جاتے ہیں اور جب اچھی طرح متاثر ہو کر قابو میں آجاتے ہیں تو وہ ان کو دور دوم کے اعتقادات پر لاتے ہیں جو چاہتے ہیں منواتے ہیں۔ ایمان کی خوب گت بناتے ہیں قادیانی تبلیغ کا یہ بڑا گر ہے۔ اچھے اچھے بے خبر ہیں۔ تحقیق کیجیے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور۔

مرزا صاحب کے مذہب کے دونوں دور خود ان کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان اپنی کتاب القول الفصل میں یوں واضح فرماتے ہیں:۔

غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے۔ تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرے دوا و زمین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں۔ اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت

اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔

(اعلان مورخہ ۲ ؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم اس بات کے لیے بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے امور ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو سچا اور راست باز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو

(ایام صلح ٹائٹیل ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راست باز اور کامل لوگ شرف صحبت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں تو بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔

(ازالہ اوہام ص۱۳۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے لئے کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہؓ) کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدائے تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے۔ وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کیا دوبارہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان اگست ۱۹۰۲ء)

اس کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں کہ یہ مذہب قرآن و اسلام سے کس حد تک تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

قادیانی مذہب کے مخصوص عقائد ثلاثہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نہایت اختصار اور وضاحت سے اپنی کتاب آئینۂ صداقت میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں۔

عاقل را اشارہ کافی ست ؎

> یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیۂ اسمہٗ احمد کی پیش گوئی مذکورۂ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے میں نے یہ عقائد اختیار کیے ہیں۔
>
> (آئینۂ صداقت ص۳۵)

قادیانی صاحبان تبلیغ اسلام کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا مسلمانوں پر بڑا احسان دھرتے ہیں لیکن انصاف سے دیکھئے تو بے سرو پا عقائد مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں اسلام سے ان کو ہٹا رہے ہیں۔ دین و ایمان گنوا رہے ہیں۔ من ملنے حاشیے جڑ رہے ہیں۔ بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں۔ تخریب دین کو تبلیغ دین بتا رہے ہیں۔ امت محمدی میں فساد بڑھا رہے ہیں۔ قادیانی مذہب کے مخصوص اعتقادات کی مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے تو بے ساختہ دل و زبان سے نکل جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ؕ انک انت الوھاب۔

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
رجب شریف ۱۳۵۲ھ

صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی بس ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا۔

(القول الفصل ص۲۴)

بعد کو اس زمانی تقسیم میں کسی قدر ترمیم کی گئی۔ چنانچہ میاں محمود احمد صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

> اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۱ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے بس .... یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱)

مرزا صاحب کی خوش عقیدگیوں کے مضامین تو مسلمانوں کو لبھانے اور پھسلانے کے واسطے قادیانی صاحبان بڑے شد و مد سے شایع کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک رسالہ "عقائد احمدیہ" نام سے حیدرآباد میں بھی شایع ہو چکا ہے۔ خوب سبز باغ دکھایا ہے لیکن وہ دم کے اعتقادات جو قادیانی مذہب کی جان ہیں۔ روح رواں ہیں قادیانیوں کا دین و ایمان ہیں وہ غیروں اور ارادت مندوں کے سامنے بھولے سے بھی بیان میں نہیں آتے سو درِ اصل پکے قادیانیوں کا حصہ ہیں۔ کچوں کے واسطے راز سربستہ ہیں اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا کمال ہے اس درجہ تکرار۔ تضاد۔ ابہام اور التباس ہے کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں۔ عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے جب تک صبر و استقلال کے ساتھ غور و خوض نہ کیا جائے اصل بات ہاتھ نہیں آتی۔ اسی ضرورت کے مدِنظر خود بانی مذہب جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کی امت کے مشہور و مستند اکابر کی کتابوں میں صاف صاف اقتباسات تلاش کر کے وہ مخصوص اعتقادات جو لوگوں سے تقریباً مخفی ہیں موزوں عنوانات و ترتیب کے تحت

اس رسالے کو بلا قیمت شایع کیا اور کسی مالی منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا۔
(رسالۂ بلاغ امرتسر اپریل ۱۹۳۴ء)

کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے بھی جواب میں ایک رسالہ شایع ہوا۔ "الیاس برنی کا علمی محاسبہ"۔ رسالہ کیا ہے قادیانی ذہنیت کی پوری تصویر ہے۔ الزام و اتہام کی ناکام تدبیر ہے۔ قادیانی صاحبان کا سیاسی کشف بھی عجیب و غریب ہے۔ اگر واقعی ان کے دلوں پر ایسے وسواس طاری ہیں تو حیرت ہے اور اگر یہ اُن کی طرف سے دیدہ و دانستہ افترا و بہتان ہے تو افسوس۔ ملاحظہ ہو۔

> آپ کی دیانت نے کس طرح اجازت دی کہ حکومت برطانیہ کی یاری و وفاداری کو محل اعتراض ٹھیرا کر "زمیندار" لاہور کے ظفر علی خاں نقاش ... اور "الجمیعۃ" دہلی کے مولوی کفایت اللہ کے نقش قدم پر چلیں۔ اور دیوبندی۔ بدایونی۔ خلافتی احراری اور کانگریسی تباہ کن تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹیں تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تلج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالہ کے صفحات ۵۶ و ۱۰۰ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔
>
> (الیاس برنی کا علمی محاسبہ قادیانی رسالہ)

یہ رسالہ بہ نظر احتیاط حیدرآباد چھوڑ کر بنگلور سے شایع کیا گیا۔ تاہم حیدرآباد میں بہ کثرت تقسیم ہوا۔ اس کا جواب بھی "قادیانی جماعت" کے عنوان سے ہفتہ عشرہ کے اندر شایع ہو گیا اور بطور ضمیمہ اس کتاب کے آخر میں شریک ہے کتاب کے ساتھ ان دو رسالوں نے بھی خوب کام دیا۔ خیالات واعتقادات کے سوا معاملات بھی بخوبی بے نقاب ہو گئے۔ بڑے بڑے نیک خیال چونک پڑے۔ عام طبقوں میں بیداری پیدا ہو گئی۔ مزید براں ملک کے معتبر اور مقتدر اخبارات و رسائل نے بھی ہل چل ڈالدی۔ چنانچہ خاصی زد پڑی۔ ہوا پلٹ گئی۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تمہید دوم

کن حالات کے تحت یہ کتاب "قادیانی مذہب" تالیف ہوئی اس کی مختصر کیفیت تمہید اول میں درج ہے شایع ہوتے ہی پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ چلا۔ دور دور تک پھیل گیا۔ خاص کر اعلیٰ اور تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ ہوئی گویا کہ مدت سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اچھے اچھے مبصرین نے اس تالیف کی متانت اور وضاحت کا اعتراف کیا۔ پریس ریویو میں بھی بالعموم اس خصوصیت کا اعتراف ہوا مثلاً

> جناب برنی کا یہ رسالہ (قادیانی مذہب) مولویانہ لعن طعن سے قطعاً پاک ہے۔ قادیانی اور اہل سنت مباحثات کے متعلق ایسی متین کتاب غالباً نہیں دیکھی گئی جس کو مخالف و موافق سب ٹھنڈے دل سے پڑھ کر سکون قلب کے ساتھ رائے قائم کر سکتے ہیں۔

> جناب مؤلف نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے زیادہ تر مرزا صاحب اور ان کے مستند تبعین کی تحریریں ایک خاص ترتیب سے جمع کر دی ہیں اور ان پر جو کچھ اظہار رائے کیا مختصر ہے اور تہذیب و متانت کے ساتھ ہے۔

> یہ مؤلف صاحب کے حسن نیت کی دلیل ہے کہ انہوں نے

لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی جھوٹی خبریں شایع کرتے ہیں کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آتا ہے والمرجفون فی المدینة ۔ کوئی اچھا کام نہیں جس پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں یہ اندرونی دشمن ہیں جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے یہ بھی آخر احمدی ہیں مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان کے دھوکا میں آجاتا ہے ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آرہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کے لیے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے اس کے ضایع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے۔ اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفع ضایع ہو جانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لیے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ
جو اخبار الفضل میں تاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء شایع ہوا)

بڑھ کر قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے کون واقف ہو سکتا ہے صاحب موصوف نے موجودہ حالت کا جو فوٹو کھینچا ہے واقعی قابل عبرت ہے ملاحظہ ہو۔

آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے ابتدا میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور صحیح بھی ہے مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں اسے محسوس نہیں کرتی اس کی حالت اس بچے کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے حتی کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے تب اُسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کے لیے اس سے چھڑا دی گئی ہے اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے نہیں وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں وہ اس سے ناواقف ہیں۔

سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہیں احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں ان کی مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لیے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے

اختلافات کے ڈھیر۔ کہیں اقرار کہیں انکار کہیں دعویٰ کہیں فرار۔ مباحث ناہموار پراگندہ تکرار۔ سخن سازی کی بھرمار۔ تاویلات کے انبار۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگینی پسند آئی تو معترف و مدّاح بن گئے کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف۔ چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرایہ میں یکجا ترتیب دے دی۔ تاکہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے۔ کیا امکان ہے۔ اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں۔ کیا جذبات ہیں۔ الحاصل دورِ حاضرہ کی مذہبی قومی و ملکی تحریکات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ

اوپر جو کچھ بیان ہوا اس کا منشا یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد سے اب تک اندرون سال جو حالات رونما ہوئے۔ ان کی مختصر کیفیت پیش نظر ہو جائے اور آئندہ تاریخ کے سلسلے میں کام آئے۔ ان شاء اللہ!

پہلا ایڈیشن بہت روک کر تقسیم کیا۔ پھر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا ملک کے گوشے گوشے پھیل گیا بلکہ ہندوستان کے باہر تک چلا گیا پھر بھی ہر طرف سے ہل من مزید کی صدائیں آتی رہیں۔ لامحالہ دوسرے ایڈیشن کا جلد اہتمام کرنا پڑا۔ یوں بھی پہلا ایڈیشن بہ درجۂ مجبوری عجلت میں شایع ہوا تھا۔ اسی لئے نسبتاً سرسری اور ناکمل تھا چنانچہ خود قادیانی صاحبان کو بھی اس کے متعلق قلت تحقیق کی شکایت تھی۔ اب دوسرے ایڈیشن میں کتاب کچھ سے کچھ ہو گئی نہ صرف یہ کہ کتابت کی غلطیاں اور طباعت کی خامیاں رفع ہو گئیں بلکہ مضامین میں بھی بہت کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے عنوانات قائم ہوئے جدید فصلیں شامل ہوئیں چنانچہ پہلے صرف پانچ فصلیں تھیں اب گیارہ ہیں۔ اور عنوانات پچاس سے بھی کم تھے۔ اب ڈھائی سو کے قریب ہیں ترتیب بھی بہت مسلسل اور مکمل ہو گئی حوالہ جات بھی بہ خوبی واضح ہو گئے۔

اوّل تو اکثر و بیشتر مضامین خود جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دوم ان کے صاحب زادگان میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان اور میاں بشیر احمد صاحب ام۔اے۔ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ سوم مرزا صاحب کے مریدان خاص مثلاً مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور وغیرہ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ غرض کہ تمام تر اقتباسات کا ماخذ قادیانی جماعت کے بانی اور اکابر کی کتابیں ہیں۔ اُن کے سوا جو اقتباسات دیگر تصانیف سے لئے گئے۔ وہ بھی اکثر اسی جماعت کے متعلقین سے وابستہ ہیں۔ معدودے چند اقتباسات غیر قادیانی کتابوں سے لئے ہیں۔ سو وہ بھی تمام تر علمی ہیں مذہبی نہیں ہیں۔ تشریح و توضیح بھی صرف بحالت ضرورت بغایت اختصار شریک کی گئی۔ مقصود یہ کہ خود قادیانی صاحبان ہی کی زبان سے ان کا دین و ایمان بیان ہو۔

رہا قادیانی لٹریچر اسے دیکھئے تو طول کلام۔ التباس و ابہام۔ لفظی ہیر پھیر

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیان بہت ہی شریفانہ اور استدلال مخلصانہ ہے۔ قادیانی مذہب کے بہ عہد ارتقاء اور اس کی حقیقت کے متعلق یہ کتاب ایک بیش قیمت ذریعہ معلومات ہے اور ارباب ذوق اس سے مستفید ہو کر قادیانیوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شکست دے سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب ایک گورکھ دھندا ہے ایک مجموعۂ تضاد اور ذخیرہ اضداد ہے اور اسی لئے "من عند غیر اللّٰہ" ہے۔

(اخبار مدینہ بجنور جلد ۲۳ نمبر ۸۶ مورخہ ۷ انومبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مؤلفہ جناب الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعۂ عثمانیہ حیدر آباد دکن۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۴۴۳ صفحہ۔ کتابت بہتر۔ کاغذ عمدہ۔ طباعت قابل تعریف

قادیانی مذہب کے مزعومات کی تردیدیں تو بیشمار علماء و فضلاء نے کی لیکن واقعہ یہ ہے کہ خالص علمی رنگ میں پوری تحقیق اور تدقیق کے بعد کامل سنجیدگی اور متانت سے برنی صاحب نے جس طرح یہ کتاب لکھی ہے ان ہی کا حق ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قادیانیوں کی تدلیس و تلبیس پوری بے نقاب ہو جاتی ہے۔ دیانت تحریر کا یہ عالم کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کہی۔ دلچسپی کی یہ کیفیت کہ جب تک کتاب ختم نہ کر لیجیے۔ کتاب چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے۔ کتاب کیا ہے قادیانی مذہب کا انسائیکلو پیڈیا ہے مرزا غلام احمد صاحب کے اباطیل کا دنداں شکن جواب قادیانیت کا مکمل مرقع ایک ایسا آئینہ جس میں قادیانیوں کا ایک ایک خط و خال نمایاں

برنی صاحب اب تک ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے مشہور تھے لیکن کتاب لکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذاہب کے مطالعہ اور ان کی تحقیق و تدقیق میں بھی انہوں نے پورا وقت صرف کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے خوب سوچ سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ کر کے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید سوم

یہ کتاب "قادیانی مذہب" سب سے اول رجب المرجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی اور کن حالات میں تالیف ہوئی۔ اس کی کیفیت تمہید اول میں موجود ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ایک سال کے اندر ہی ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ میں شایع ہوگیا۔ اس ایڈیشن میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا تمہید دوم میں مختصر تشریح درج ہے۔ اس کی کیا خصوصیات تسلیم کی گئیں۔ ذیل میں چند تبصرے ملاحظہ ہوں:۔

مولانا الیاس برنی ایم۔ اے۔ ال۔ ال بی (علیگ) مقیم حیدرآباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا "قادیانی مذہب" کے نام سے ایک مختصر رسالہ شایع کیا تھا اس رسالہ کو مزید مضامین کے اضافہ کے ساتھ زیر بحث موضوع پر ایک مبسوط تالیف کی صورت میں شایع کیا ہے۔

مولانا الیاس برنی نے قادیانی مذہب کی تردید کے لیے بالکل اچھوتا مدلل اور اثرانگیز طریق اختیار کیا ہے۔ انہوں نے قادیانی مذہب کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرکے ان میں سے ضروری اور اہم تحریریں انتخاب کرلی ہیں۔ اور ان کو نہایت عمدہ اور لطیف سلیقے اور پیرایہ کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا ہے کہ مطالعہ کے بعد قادیانی تحریک کے زیر و بم۔ مد و جزر اور حقیقت پر خود بخود پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔ خود مؤلف نے اپنی طرف سے بہت کم رائے زنی کی ہے بلکہ قادیانی مذہب کے چہرے کو قادیانی تصانیف و تحریرات کے آئینہ میں دکھا دیا ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ ایک جدید تعلیم یافتہ اہل قلم کی اس تصنیف نے قادیانی حلقوں پر سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔

میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اور ان احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے
میں نے تخلی بالطبع ہو کر اس امر پر غور کیا ہے کہ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے؟
لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آئی ہم نے ہر ایک کی خدمت کی ہے اور خدمت
کرنے کے لئے اپنی عزت کی قربانی کی۔ ماریں کھائیں۔ گالیاں کھائیں۔ احراری
اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلافات کی برداشت کر سکتے ہیں (حالانکہ اختلافات
ناقابل برداشت ہیں) مگر ان کی حکومت سے وفاداری برداشت نہیں کر سکتے۔
ہم نے گورنمنٹ کی خاطر اس قدر تکالیف اٹھائیں مگر اس سے کیا لیا......
ہمیں نہ تو ملک کی خدمت سے کچھ ملا۔ اور نہ حکومت کی خدمت سے سوائے
اس کے کہ گالیاں کھائیں ماریں کھائیں۔

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لئے کہ وہ جہاد
کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا
صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحب زادہ سید عبداللطیف کو اس لئے
مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس
ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض
حکام سے ہمیں یہ بدلا ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا ہے۔
دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے
افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے
جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں
کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے
تم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہیں اور جب یہ واقعات
کسی عقل مند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا رویہ صحیح نہیں۔
ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے
اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے مگر حکومت نے

ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو قادیانیت سے کچھ بھی متاثر ہے یا قادیانیوں کے رازدرونِ پردہ سے واقف ہونا چاہتا ہے ضرور اس کا مطالعہ کرے۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب کی قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے۔

(اخبار خلافت بمبئی جلد ۱۳ نمبر ۲۲۳ مؤرخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم اے ال ال بی تقطیع ۱۸×۲۲/۸ ضخامت ۵۰۳ لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس۔ یہ کتاب بھی قادیانی مذہب کے اصلی چہرے پر سے نقاب اٹھانے کے لئے لکھی گئی ہے اس میں مرزا غلام احمد صاحب بانی مذہب کے ان احوال و اقوال کو جن سے مرزا صاحب کی نبوت کی حقیقت منکشف ہوتی ہے خود مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی خاص تحریروں اور تقریروں سے اقتباس کر کے ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جن کے پڑھنے سے ہر ایک منصف مزاج اور سمجھ دار شخص اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا مذہب کس حد تک حامل صداقت قابل اتباع ہے۔ اس کتاب میں بھی خلاف تہذیب اور دل آزار کلمات کے استعمال نہ کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو تعلیم یافتہ مسلمان قادیانی غلط فہمیوں کا شکار ہو کر قادیانیت کا دم بھرنے لگے ہیں۔ اُن کی آنکھیں کھولنے کیلئے ایسی ہی کتابوں کی ضرورت ہے۔

(اخبار منادی۔ دہلی۔ مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

بہرحال، دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول رہا اور خوب موثر اور کارگر ثابت ہوا۔ کچھ عرصہ سے جو قادیانی مذہب کے متعلق ملک میں عام بیداری پیدا ہو رہی ہے اور قادیانی جماعت کے کارناموں سے پبلک واقف ہو رہی ہے تو اس کے آثار قادیانی صاحبان کو بہت ناخوش گوار نظر آتے ہیں چنانچہ قادیانی مذہب کی موجودہ حالت کا جو دردانگیز نقشہ خود خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے بے تاب ہو کر کھینچا ہے وہ تمہید دوم میں قابل ملاحظہ ہے۔ قادیانی جماعت کی اس وقت ملک میں جو حیثیت خود قادیانی صاحبان کو نظر آتی ہے وہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

یہ تو خارجی احوال و آثار ہیں۔ اندرونی طور پر بھی جماعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور نہ رہ سکتی تھی۔ گرچہ پردہ داری کی پوری کوشش کی جاتی ہے پھر بھی اصل کیفیت گاہے گاہے بے ساختہ زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

گزشتہ سال چند دن میں اسی ہزار کی کمی تھی اور اس سال بھی بار بار جائے کم ہونے کے بڑھ رہا ہے۔ پس جب کہ جماعت کے بعض افراد ماہواری چندہ بھی نہیں ادا کرتے اور اس معمولی قربانی کے کرنے کے لیے بھی تیار نہیں تو میں کس طرح سمجھ لوں کہ وہ بڑی قربانی پر آمادہ ہیں

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

غرض کہ جماعت قادیان جو قادیانیوں کی مستند اور بڑی جماعت ہے۔ مسلمانوں کی عام بیداری سے پریشان نظر آتی ہے۔ رہی دوسری جماعت لاہوری اگرچہ قادیانیوں میں اس کا اعتبار کم ہے پھر بھی یہ انہیں کی ایک چھوٹی جماعت ہے۔ اس نے قادیانی تعلیم میں مصلحت آمیز ترمیم کر کے مسلمانوں کو ملتفت کرنے کی راہ نکالی۔ اور اس میں کچھ کامیابی بھی ہوئی لیکن اصل حالات منکشف ہونے پر مسلمان چونک پڑے۔ اور لامحالہ اس جماعت کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ چنانچہ جماعت قادیان کا مشہور اخبار "الفضل" اس معاملہ میں رقم طراز ہے کہ :-

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین (یعنی امیر قادیانی جماعت لاہور) جب اپنے کارنامے گنانے شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زور کے ساتھ ووکنگ مشن کا ذکر کیا کرتے ہیں ... لیکن اب ووکنگ مشن والوں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے کہ ان کا اور ان کی مشن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے چنانچہ انہوں نے بقول زمیندار (مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء) اپنے رسالہ اسلامک ریویو کی مارچ کی اشاعت میں صفحہ اول پر "کچھ اپنے متعلق" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شایع کیا ہے :-

ارکان ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ووکنگ (انگلینڈ) نہ قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں نہ احمدی تحریک سے متعلق ہیں۔ ہم تمام امور ...

ہماری اس عبارت کو گوارا کیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کیے گئے ہیں ہمارے دل زخمی کر دیے گئے ہیں ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے۔ اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لیے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

اس سلسلے میں ایک اور امر بھی عبرت آموز ہے۔ وہ یہ کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" شایع ہونے کے بعد ہی قادیانی صاحبان نے بڑے شد و مد اور بڑی بلند آہنگی سے ہم پر سیاسی الزام لگانے کی کوشش کی تھی کہ کسی طرح زک دیں اور نقصان پہونچائیں لیکن چاہ کن را چاہ در پیش۔ چاہتے تھے حکومت کو ہم سے بدظن کریں اور اب خود حکومت کی شکایتوں کا طومار باندھ رہے ہیں۔ ربیع الاول شریف ۱۳۵۲ھ سے ہم پر قادیانی التفات شروع ہوا اور خدا کی قدرت کہ ٹھیک ڈیڑھ سال بعد ماہ شعبان ۱۳۵۳ھ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اعلان فرماتے ہیں کہ اس ڈیڑھ سال سے ان پر کیا گزر رہی ہے

ع۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اگر کہیں یہ صورت قادیانی صاحبان کے موافق ہوتی تو جناب مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کی بڑی دلیل قرار پاتی لیکن کردن خویش۔ آمدن پیش کا اچھا سبق ملا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

میں نے یہ تفصیل اس لیے بتائی ہے کہ شاید بعض لوگوں کے دل میں خیال گزرتا ہو کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے اسے جانے دینا چاہیے مگر حقیقت یہ ہے کہ ڈیڑھ سال سے ایسے واقعات متواتر ہو رہے ہیں اور میں نے اوپر صرف چند مثالیں بیان کی ہیں۔ ورنہ اور بہت سے واقعات اوپر کے نتائج کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ ایک لمبا سلسلہ ہے جو جماعت پر مصائب اور مشکلات کے رنگ میں گزر رہا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ شعبان ۱۳۵۳ھ)

جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے ان کی مکمل فہرست آخر میں بطور ضمیمہ
مل ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ یہ تالیف تمام تر قادیانی اکابر اور بالخصوص خود مرزا
م احمد قادیانی صاحب کی کتابوں پر مبنی ہے۔ مختصر یہ کہ من جملہ ایک سو بیس کتب و رسائل
بارات کے جن سے اقتباسات لئے گئے ہیں ایک سو پانچ خود قادیانی صاحبان کی
نیف و تالیف و تحریر ہیں۔ اور ان میں بھی نصف یعنی پچاس سے زیادہ خود مرزا
ریانی صاحب کی کتابیں شامل ہیں اس طرح صرف پندرہ کتابیں اور رسالے مسلمانوں کے
یک ہیں اور ان میں بھی پانچ فن طب سے متعلق ہیں الحاصل یہ کتاب "قادیانی مذہب" کو
یانی مذہب اور اکابر مذہب کی زبان سے بیان کرتی ہے اور یہی طریق اسلم ہے اس کے سوا
رسالے "قادیانی جماعت" "قادیانی حساب" اور "قادیانی کتاب" جو بطور جواب کے
گئے۔ اس ایڈیشن کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
۱۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو کوئی شخص حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ہم فرقۂ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں"

ہم غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب ووکنگ مشن والے کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ احمدیت سے اُن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور وہ فرقۂ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر اُن کو احمدی قرار دینا صریح دھوکا نہیں اور فریب کاری نہیں تو اور کیا ہے۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی سلسلے میں اخبار الفضل نے لاہوری جماعت کو طعن دیا ہے کہ:۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقاء کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیانِ خلافت (یعنی لاہوری جماعت) کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور فی الجملہ قادیانی صاحبان متزلزل اور متفکر ہیں ــ ع ــ رنگ بد لا نظر آتا ہے خدا خیر کرے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دو سال کے اندر ہی اندر کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن ۱؍محرم ۱۳۵۴ھ میں تیار ہو گیا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ایک مختصر رسالہ تھا پانچ فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے چھوٹی تقطیع حجم تقریباً سو صفحے۔ دوسرا ایڈیشن البتہ ایک مستقل کتاب بن گیا۔ گیارہ فصلیں جن کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات۔ متوسط تقطیع۔ حجم تقریباً ۲۵۰ صفحے۔ موجودہ تیسرے ایڈیشن میں جس قدر اضافہ ہوا وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہیں یعنی دیگر ڈیڑھ سو جدید عنوانات شریک ہوئے۔ اور ان سب کے ساتھ بطور امتیاز علامت (ج) درج ہے اس کے سوا تقریباً چالیس سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ان کے سامنے بھی بطور امتیاز علامت (م) مرقوم ہے۔ خلاصہ یہ کہ تخمیناً ستر فی صدی مضامین تیسرے ایڈیشن میں اضافہ ہوئے

مولانا الیاس برنی صاحب ایم۔اے ناظم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے قادیانی عقائد کی اصلی صورت اس فرقہ کی مستند کتابوں سے مضامین اخذ کر کے دکھا دی ہے جس سے ہر شخص قادیانی دجل سے واقف ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے علمی طبقہ میں اور جدید تعلیم یافتہ گروہ میں اس کتاب کی دھوم مچ گئی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب مناظرہ کی نہیں ہے لیکن مناظرے کے مقصد پر اس سے بہتر کتاب کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔

(اخبار منادی دہلی مؤرخہ ۲۴ر اگست ۱۹۳۵ء)

مولوی الیاس برنی معاشیات کے ایک مستند عالم ہیں جن کی کتابیں اُردو زبان میں اس فن پر شاید سب سے زیادہ ہیں لیکن وہ ایک معاشی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متکلم اور مناظر بھی ہیں اور تعجب یہ ہے کہ وہ جتنے بلند پایہ معاشی ہیں اتنے ہی دقیق النظر متکلم اور کامیاب مناظر بھی ہیں اُن کی یہ کتاب رجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی۔ ایک سال کے اندر ہی ربیع الاول ۱۳۵۳ھ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شایع ہوا اور محرم ۱۳۵۴ھ میں تیسرا ایڈیشن تیار ہو گیا۔ پہلے یہ کتاب سو صفحے کا ایک چھوٹا سا رسالہ تھا دوسرے ایڈیشن میں ۳۵۰ صفحے ہوئے اور اب تقریباً ۶۰۰ صفحات ہیں۔

پروفیسر الیاس برنی جیسے سنجیدہ اور متین مصنف کی تصنیف میں لہجے کی متانت و سنجیدگی۔ رائے کا استحکام۔ نقل کی احتیاط اور روایات سے علیحدگی کی جس قدر امید کی جا سکتی تھی وہ اس کتاب میں پورے طور پر نمایاں ہے۔ اور قادیانی مذہب کے متعلق ہر قسم کی معلومات بلا حاشیہ آرائی جس قدر مستند مواد سے اس کتاب میں جمع ہے وہ اور کتابوں میں دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کتاب کی اشاعت سے قادیانی فرقے میں اگر سر مرتبہ ہلچل پڑ گئی تو کوئی عجب نہیں اور یہی اس کی نافعیت اور کامیابی کی سب سے روشن دلیل ہے

(رسالہ نادان بجنور بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ عیسوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تمہید بار چہارم

یہ کتاب "قادیانی مذہب" کچھ ایسی مقبول ہوئی کہ تیسرے سال کے اندر ہی اس کا چوتھا ایڈیشن نکل گیا۔ اور تحقیق کا سلسلہ کچھ اس طرح پھیلا کہ ہر جدید اڈیشن سابقہ اڈیشن سے کیفیت اور کمیت میں بہت بڑھ گیا۔ اس چوتھے ایڈیشن کی خصوصیات بیان کرنے سے قبل ضرور ہے کہ تیسرے ایڈیشن کا حساب پڑتال لیں۔ اول یہ کہ ملک میں اس کے متعلق کیا رائے قائم ہوئی دوم یہ کہ اس دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے۔ سابقہ اڈیشنوں کی تمہیدات میں بھی یہ تنقیحات شریک رہی ہیں اس طرح اس کتاب کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ قادیانی تحریک کے پلٹے بھی پیش نظر ہوجائیں گے۔ اور آئندہ تاریخ میں کام آئیں گے۔

بریلی۔ دیوبند۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ لاہور اور دیگر مقامات کے سربرآوردہ علماء نے بہ یک زبان اس کتاب کی از حد تعریف کی اور اس کو بہترین محاسبہ تسلیم کیا ان سے بڑھ کر جدید تعلیم یافتہ طبقوں نے اس کی قدر کی اور مذہبی مباحث کے قطع نظر اس کو نفسیاتی تحقیق کا ایک علمی کارنامہ شمار کیا۔ اور اس سے جو اخلاقی۔ تمدنی اور سیاسی پہلو نمایاں ہوے ان کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عدم توجہی میں کیا کیا ہوتا رہا۔ اور نگہداشت کی کس درجہ ضرورت ہے چنانچہ آج علماء سے بڑھ کر قومی لیڈر اس کتاب کی اہمیت محسوس کرتے ہیں منجملہ اکابر ملت سر محمد اقبال نے تو دوسرے ہی اڈیشن پر رائے دی تھی کہ یہ کتاب ملک میں وسیع پیمانے پر شایع ہونے کے قابل ہے۔

اخبارات و رسائل نے تیسرے اڈیشن پر جو تبصرے لکھے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

قادیانی مذہب کی تاریخ کا لب لباب ہے جس کی نشو و نما اور ارتقاء کو بتدریج بیان کیا ہے۔ مرزا صاحب آنجہانی کے خیالات اور اعتقادات بر حسبِ تبدیلیاں احول زمانہ کی روش کے ساتھ ساتھ ہوئیں ان کا بیان نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے اور قادیانی مذہب کے چہرے سے نقاب اتار کر دنیا کو اس کی اصلیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اس مرقع میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جسے دل آزار یا خلاف تہذیب کہا جا سکے۔ دوست دشمن سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ بہرحال پروفیسر صاحب اس علمی کارنامے کے لئے لاکھوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(رسالہ صوفی پنڈی بہاءالدین بابت جولائی ۱۹۳۵ء)

قادیانیت کی تردید میں اب تک علمائے اسلام نے دفتر کے دفتر تیار کر دئے ہیں۔ لیکن عموماً وہ تحریریں مولویوں کے قلم سے نکلی ہوئی ہیں جو انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنیت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں اور اس لئے اپنے مقصد میں بھی زیادہ موثر نہیں ثابت ہوئی ہیں۔ حال میں سر اقبال اور مسٹر مرزا ظفر علی وغیرہم کی تحریروں کے باعث بحث کا رخ بدلا ہے اور اب ہمارا جدید طبقہ بھی ادھر متوجہ ہو چکا ہے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب اس سلسلے میں السابقون الاولون میں شامل ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ اور وہ ترتیب زمانی میں سر اقبال وغیرہ سے بھی اس باب میں متقدم ہیں۔ ان کی کتاب قادیانی مذہب کا یہ جدید اڈیشن بہ لحاظ اضافہ مضامین ایک جدید اور مستقل کتاب کے حکم میں ہے اور اس میں قادیانی مذہب کے اسرار کو ایک جدید طرز پر طشت از بام کیا گیا ہے جو دلچسپ بھی ہے اور دلنشین بھی۔

اس ضخیم تالیف میں مؤلف نے کمال یہ کیا ہے کہ خود بہت ہی کم لکھا ہے بلکہ خود مرزا صاحب (بانیٔ فرقہ) کی تحریروں سے ان کے اقتباسات لے لے کر انہیں ایک خاص ترتیب اور سلیقہ مندی سے پرو دیا ہے جس سے

جناب الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون واقف نہ ہوگا۔ آپ نے دنیائے تالیف و تصنیف میں وہ کارہائے نمایاں کئے ہیں جن کا زمانہ مداح ہے آپ نے مذہبیات میں بھی بڑی مخلص اور تحقیق کی ہے اور قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" نامی کتاب تالیف کی ہے جس کا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے قادیانی مذہب کے خلاف سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی۔ لیکن اس بحر بے کراں میں غوطہ لگا کر جو دُر مکنون پروفیسر صاحب نے نکالا ہے وہ کم غواصوں کو نصیب ہوگا شروع سے آخر تک کتاب مذکور پڑھ جائیے آپ ایک لفظ بھی ایسا نہ پائیں گے جو پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہو۔ مرزا صاحب آنجہانی کے خاندان اور پیدائش سے لے کر دم واپسیں تک کے واقعات بڑی کاوش اور محنت سے لکھے ہیں مضمون مسلسل ہے۔ کہیں ایک لفظ بلکہ حرف کا بھی سکتہ نہ ہوگا لیکن حیرت اور کمال تعجب کا مقام ہے کہ یہ تمام الفاظ خود مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ترتیب میں جو کمال پروفیسر صاحب نے کیا ہے اس کی نظیر اگر ناممکن نہیں تو فی زمانہ محال ضرور ہے کتاب کیا ہے قادیانی مذہب کا انسائیکلو پیڈیا ہے جو چیز آپ کو ہزاروں کتابیں رسائل پڑھنے سے مہیا نہ ہو سکے گی وہ آپ" قادیانی مذہب" کے علمی محاسبہ میں پائیں گے ہم نے بھی قادیانی لٹریچر کا مطالعہ بہت کیا ہے لیکن جو حوالجات پروفیسر صاحب نے ترتیب دئے ہیں ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو ہماری نظر سے نہ گزرے تھے۔ انداز بیان نہایت ہی عالمانہ اور شریفانہ ہے۔ طرز تحریر دل پسند اور جاذب توجہ ہے استدلال معقول اور دیانت سے مملو۔ کوئی بات بغیر حوالہ نہیں لکھی۔ جو مضمون بیان کرنا چاہتے تھے اس کے لئے الفاظ اور فقرات مرزا صاحب آنجہانی کی کتب سے اخذ کئے ہیں تاکہ عطائے شما بلقائے شما کا مصداق ہو سکے۔

ولولہ انگیز حقیقت خیز مقالے نے ہمالیہ سے راس کماری تک ہل چل ڈال دی ہے
جس میں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے فلسفیانہ پہلو کو قدرتی قانون پر منطبق کر کے
رسول اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کا عظیم شرف حاصل کیا ہے
متع اللہ المسلمین بطول بقائہ۔

لیکن جدید طبقے کی تمام کاوشوں میں سب سے زیادہ منظم، باضابطہ،
متین و سنجیدہ شہ کار واقع میں وہ عظیم و عطیر کارنامہ ہے جس کے لیے قدرت کے
ہاتھوں نے مسلم یونی ورسٹی کے ایک ہونہار سپوت۔ عثمانیہ یونی ورسٹی کے
جلیل القدر استاد۔ پروفیسر الیاس برنی ام۔اے۔ال۔ال۔بی ناظم
دارالترجمہ عثمانیہ یونی ورسٹی کو منتخب کیا۔

فاضل موصوف اب تک ملک میں اپنی معاشی اور ادبی خدمات کی
بنیاد پر شہرت رکھتے تھے۔ لیکن دو سال ہوئے ہیں کہ حیدرآباد میں ایک شر
پیدا ہوا جس سے خیر کا عظیم سمندر ابل پڑا۔

پروفیسر مذکور نے ایک تقریر کی تھی جس کا قادیانیوں سے دور کا بھی
تعلق نہ تھا زیادہ سے زیادہ انہوں نے اسلام کے نظریہ ختم نبوت کی عالمانہ
مثال میں تشریح کی تھی لیکن قادیانیوں نے برنی صاحب کو بھی بے کس بے زبان
مولویوں پر قیاس کر کے "ریش بابا" کے ساتھ بھی بازی گری کا ارادہ کیا۔ حسب
عادت ایک رسالہ شایع ہوا جس میں برنی صاحب سے مطالبہ لیا گیا
کہ تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تذکرہ اپنی تقریر میں کیوں کیا
...... ظاہر ہے کہ ایک مسلمان اس مطالبہ پر جس حد تک برہم ہو سکتا ہے
برنی صاحب بھی ہوئے لیکن بجائے کسی لفظی زق زق کے خاموشی کے
ساتھ انہوں نے قادیانی لٹریچر کی فراہمی کا کام شروع کر دیا۔ اور بڑی
تدبیروں سے انہوں نے جب اس جماعت کے پیشوا اور اس کے معتبر
اہل قلم مرزا صاحب کے مقربین و خلفا کے وثائق جمع کر لیئے تو بجائے مناظرانہ

مرزا صاحب کے دعوے اور تعلیمات اور خود ان کی زندگی کے سارے خط و خال نظر آ جاتے ہیں۔ رومی اور چینی نقاشوں کے معرکہ کا مشہور قصہ یہ چلا آ رہا ہے کہ چینی نقاشوں نے بڑی محنت سے دیوار پر نقش و نگار بنائے۔ رومی ہنرمندوں نے اور کچھ نہ کیا۔ صرف یہ کیا کہ مقابل کی دیوار کو صیقل کر کے آئینہ بنا دیا اور جوں ہی پردہ اٹھا ساری چینی نقاشیاں ہو بہو رومی دیوار پر منعکس ہو گئیں۔ برنی صاحب کا فن نقاشی بھی کچھ اسی قسم کا واقع ہوا ہے۔ انہوں نے مرزا کا چہرہ خود مرزا کے آئینے میں جلا کر کے دکھا دیا ہے اور خود الگ کھڑے ہو گئے ہیں۔

دل چسپی سے کتاب کا کوئی صفحہ خالی نہیں۔ عبارت کسی خشک علمی یا مذہبی کتاب کی نہیں۔ ناول یا افسانہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جابجا قلم کی شوخیاں اور مہذب ظرافتیں اس پر مستزاد ہیں۔

(اخبار صدق لکھنؤ مورخہ ۲۱ / ماہ جون ۱۹۳۵ء)

الغرض پچاس سال کا ایک عظیم مغالطہ جس میں ہندوستان کے غریب تعلیم یافتہ مسلمان اور شاید حکومت انگریزی بھی مبتلا ہو گئی تھی۔ اب اس کا پردہ چاک ہو رہا ہے اور جس کا اس تحریک میں جہاں مقام تھا وہ پہچانا جا رہا ہے۔

صرف یہ ہی نہیں کہ قادیانی جماعت اور حکومت کے تعلقات اس نوبت تک پہنچ چکے ہیں بلکہ یکایک قدرت کی طرف سے یہ عجب معاملہ ہو رہا ہے کہ قادیانی بحث و مباحثہ جسے اب تک خالص دیوبند اور فرنگی محل بریلی اور سہارن پور کے جبہ و دستار والے مولویوں کا ایک مذہبی مشغلہ سمجھا جا رہا تھا۔ جدید تعلیم یافتہ گروہ کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئی ہیں۔ ایک طرف جماعت احرار جس میں تعلیم یافتوں کی ایک معقول تعداد شریک ہے وہ اس تحریک کے استیصال کے لیے آستین چڑھا چکی ہے تو دوسری طرف مولوی ظفر علی خاں کا شبدیز خامہ ان کے تعاقب میں سرپٹ چھوٹا ہوا ہے اور حال میں علامہ سر اقبال ادام اللہ فضلہ وطول اللہ عمرہٗ کے اس

(۲) برنی صاحب نے اپنی طرف سے جو کچھ کام کیا ہے وہ عنوانات اور سرخیوں کے قائم کرنے میں کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوت اجتہاد دقّت رسی۔ ژرف نگاہی کی جو داد ان عنوان بندیوں میں انہوں نے دی ہے یہ اُن کا مخصوص حصّہ ہے

(۳) اس کے سوا ترتیب ایسی رکھی ہے کہ تم اس کو منطقی استدلال نفسیاتی تحلیل۔ تاریخی تسلسل اور تدریجی ارتقا کی ایک سلیس اور دلچسپ کتاب جو چاہو قرار دو۔ ناظرین کی بشاشت طبع کو باقی رکھنے کے لئے سرخیوں میں ایسی جان بھری گئی ہے کہ پڑھنے والا ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد اس وقت تک کسی دوسرے مشغلے میں اپنے کو لگا نہیں سکتا جب تک اس کو ختم نہ کر لے۔

پروفیسر برنی سلمہ اللہ تعالےٰ نے بڑا کام انجام دیا ہے۔

فجزی اللہ عنی وعن الاسلام وعن رسول الاسلام وعن القرآن خیر الجزاء۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر علماء کی جماعت شرح صدر اور وسعت قلب سے کام لے تو برنی صاحب کے اس کام کو ایک تجدیدی کام قرار دے سکتی ہے

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(انگریزی نبوت کی انگریزی تنقید مندرجہ اخبار صدق لکھنؤ مؤرخہ یکم اگست ۱۹۳۵ء)

گوناگوں اسباب کی بدولت اس دوران میں جو آثار نمودار ہوئے وہ بھی قابل توجہ ہیں ان کا ایک سادہ خاکہ خود قادیانی صاحبان کے بیان سے ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

خود مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں۔ اور ان کے بعد قادیانی صاحبان نے اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ سرکار انگریزی اور قادیانی تحریک میں چولی دامن کا ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں۔ چنانچہ سیاسیات کی فصل ان مضامین سے لبریز ہے لیکن نہ معلوم کیا صورتیں پیش آئیں کہ قادیانی صاحبان نے بے اعتنائی سے لے کر مظالم تک سرکار انگریزی کے خلاف شکایات شایع کرنی شروع کر دیں

ومجادلانہ طریق کے خالص علمی رنگ میں انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ (قادیانی مذہب) کتاب کی صورت میں شایع کیا۔ برنی صاحب کے قلم سے یہ کتاب کچھ ایسے انداز میں نکل پڑی کہ ہاتھوں ہاتھ ملک میں پھیل گئی اور ڈیڑھ سال کے عرصے میں جدید اضافوں کے ساتھ اس کے دو ایڈیشن پاپے نکالنے پڑے بڑھتی ہوئی مانگ دیکھ کر پچھلے چند مہینوں میں پروفیسر صاحب مذکور نے اور بھی ہمت سے کام لیا۔ وقت اور روپیہ کی ایک بڑی مقدار اس کتاب کی ترتیب میں صرف کی۔ حال میں (۶۰۶) صفحات پر اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بڑی آب وتاب کے ساتھ پریس سے نکلا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اب تک قادیانی تحریک کے متعلق جتنی کتابیں، رسالے مضامین شایع ہوئے ہیں ان سب سے اس کتاب کا رنگ بالکل نرالا ہے بالخصوص چند خوبیاں خاص طور پر اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۱) سب سے بڑی خصوصیت پروفیسر ممدوح نے اپنی کتاب کی یہ رکھی ہے کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کی تحریک کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جائے جہاں تک ممکن ہو خود مرزا صاحب یا ان کے معتبر اصحاب وخلفاء کی کتابوں سے خود ان ہی کے الفاظ میں ہو۔ برنی صاحب نے بڑے اہتمام اور حزم کے ساتھ اپنے ارادے کو پائہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ خود ارقام فرماتے ہیں۔

"کل ایک سو بیس کتابوں سے مواد لیا گیا جن میں سے ایک سو پانچ قادیانی ہیں اور صرف پندرہ غیر قادیانی۔ ان پندرہ میں سے بھی صرف چار قادیانی مذہب کی تنقید میں ہیں۔ باقی پانچ فن طب سے متعلق ہیں چند اخبارات و رسائل ہیں۔ جن سے بعض واقعات نقل کیے گئے ہیں۔ رہیں ایک سو پانچ کتب قادیانی ان میں سے نصف خاص مرزا صاحب کی تصانیف ہیں باقی نصف دیگر قادیانی صاحبان کی"

(قادیانی مذہب ص۹۹)

تبدیلی بھی ہوگئی ہے۔ تو چونکہ حکومت کی طرف سے سرکلر جاری ہو چکا ہے اس لیئے بالعموم افسر اس سرکلر کا خیال رکھیں گے اور ملازمتوں اور ٹھیکوں وغیرہ میں ہماری جماعت کے افراد کے حقوق کو پامال کیا جائے گا چنانچہ بعض جگہ ایسا ہوا بھی ہے کہ بعض احمدی جو اچھے قابل تھے ان کے حقوق کو افسران بالا کی طرف سے نظرانداز کر دیا گیا۔ جو پہلے حالات کے لحاظ سے ناممکن تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۳۵ء)

اسی طرح مجھے شملہ سے ایک خط آیا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن ایک ذمہ دار انگریز افسر سے ملنے گئے۔ اس افسر نے کہا آپئے کیسے آئے انہوں نے کہا آپ ہمارے دوست ہیں۔ اس لئے ملنے آگیا۔ اس افسر نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ میں آپ کا دوست تھا مگر معلوم نہیں آئندہ بھی ایسا رہ سکوں گا یا نہیں..... اسی طرح انگلستان سے خطوط آئے ہیں۔ ان میں ایسی رپورٹوں کا ذکر ہے جن میں بلا وجہ ہم پر الزام تراشے گئے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بات کھول دی کہ کسی انسان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ کہ جن کی جانیں بچانے کے لیے ہم اپنی جانیں پچاس سال تک قربان کرتے رہے جن کی عزتیں بچانے کے لیے ہم پچاس سال تک اپنی عزتیں قربان کرتے رہے ان پر بھی ہمارا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے..... ہمیں یہ جو اطمینان تھا کہ پُرامن حکومت ہے اور شریف لوگوں کی حکومت ہے گو ہمارا یہ خیال صحیح تھا اور میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ صحیح ہے مگر پھر بھی ہمارا یہ اطمینان صحیح نہ تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

وہ جن کو ادعا تھا اپنے عدل اور انصاف کا

ہوا ہے راز فاش ان کی لاف اور گزاف کا

اس کا بھی کافی مواد سیاسیات کی فصل میں شریک ہے۔ قادیانی جذبات کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:۔

پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ احمدیوں کے ساتھ ہے اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ ہم پر ظلم کرنے سے رُکے ہوئے تھے - اور یہ صورت حالات اتنی واضح تھی کہ حکومت پنجاب کے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجے کے افسر نے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے جب کہ وہ ابھی حکومتِ ہند میں نہیں گئے تھے کہا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ حکومت آپ کی حمایت یا کسی قسم کی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں تو آپ کو اس سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۶ راگست ۱۹۳۵ء)

دوسری بات جو پہلے نہ تھی وہ حکام وقت کا موجودہ رویہ ہے پہلے ہمارے دشمنوں کو کبھی کبھی سرکاری افسران کی طرف سے چشم نمائی بھی ہو جاتی تھی اور اس طرح وہ اپنی شرارتوں میں نہ حد سے گزرتے اور شرارتوں کا سلسلہ کسی نظام میں زیادہ عرصے تک قائم رہ سکتا تھا لیکن اب مخالفت کی تنظیم سے گورنمنٹ بھی دب گئی ہے

(ضمیمہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

گورنمنٹ نے ایک خفیہ سرکلر جاری کیا کہ جو قریباً تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کے نام بھیجا گیا کہ جماعت احمدیہ کی حالت گورنمنٹ کی نگاہ میں مشتبہ ہے اس لئے اس کے افراد کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ سرکلر تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو یا اکثر اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجا گیا۔ کیونکہ متفرق جگہوں سے اس سرکلر کی تصدیق ہوئی ہے۔ میں نام نہیں لے سکتا لیکن ایک جگہ سے تو اس سرکلر کے الفاظ تک ہمیں معلوم ہو گئے تھے۔ اب اگر گورنمنٹ کے بعض افسر کے خیالات یہ ہیں"

اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اس جوش وخروش کو دیکھ کر وہ منافقین کی جماعت جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اسی طرح لگی رہی ہے جیسے کھیتوں میں چوہے۔ اس نے بھی اپنا سر نکالا اور خیال کیا کہ اوہو! آج خوب موقع ہے۔ آؤ ہم بھی انہیں بتائیں کہ ہم کچھ بہادری کر سکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح اِدھر اُدھر بِل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔

جمعیۃ العلماء اس وقت تک خاموش تھی۔ کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں سے بغض وعناد ہے۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد کی توجہ اس طرف ہے تو اس نے خیال کیا۔ ایسا نہ ہو جماعت احمدیہ کو کچلنے کا سہرا احراریوں کے سر رہے۔ پس اس نے بھی اعلان کر دیا کہ مسلمانان عالم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا استیصال کریں۔ جب اس زور وشور سے اغیار نے جماعت احمدیہ کا مقابلہ ہوتے دیکھا تو ان میں سے آریہ سماج کے اخبار بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے وہ بھی اُٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے۔ قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہو گئے..... ......

ہندوستان کے سیاسی لیڈر ابھی تک خاموش تھے بلکہ کہنا چاہیئے کہ ان کا معتد بہ حصہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں فتنہ وفساد اور آپس کی تفرقہ سے بچنا چاہیئے اسی طرح اعلیٰ عہدہ دار خاموش تھے۔ یا کم از کم ظاہر میں خاموش سے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طوفان مخالفت فرد ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہم پیچھے کیوں رہیں اس خیال کا آنا تھا کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شایع کر دیا۔ پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آگیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب جو ہمیشہ

وہ جن کے لئے تم نے اپنے خون بھی بہا دئے
اور جن کی تقویت کے لئے مال و زر لٹا دئے
وہ آج اپنے دشمنوں کا آپ رازدار ہے
خلاف فعل اس کا ہر اک قول اور قرار ہے

(ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے گجراتی قادیانی کی نظم مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۳۵ء)

روم کی حکومت نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا۔ مگر وہ مسیحیت کو نہ مٹا سکی۔ اسی طرح انگریز مجھے سولی پر لٹکا سکتے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کو لٹکا سکتے ہیں۔ ہم کو قید کر سکتے ہیں مگر انگریزوں اور دنیا کی سب حکومتوں سے بھی یہ ممکن نہیں کہ احمدیت کو مٹا سکیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

قادیانی تحریک کے منصوبے اور مقاصد واضح ہوئے تو ملک میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص بے چینی پیدا ہوئی کہ اس کو نظر انداز کرنا خالی از خطر نہیں ہے اور انسداد کی ضرورت ہے چنانچہ خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اس بیداری کا اچھا نقشہ کھینچا ہے ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت اور جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادے سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لا کر کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک منظم صورت میں جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔ پھر امراء ان کی جماعت میں شامل ہو گئے اور ذاتی رسوخ اور ذاتی فوائد کے حصول کے لئے اور بعض افراد سے ذاتی بغض و عناد نکالنے کے لئے انہوں نے احرار کی مدد کرنی شروع کر دی۔ پھر پیروں، گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت ان کے اندر شامل ہو گئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اخباروں اور تقریروں کے ذریعے سے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کر دیا جہاں تک

خود قادیانی جماعت کے خود دار لوگ قادیانی استبداد سے بیزار ہو چلے تو خلیفہ صاحب نے منافقوں کے نام سے ان پر بھی خوب لے دے کی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کے بعض منافق بھی تیس مار خاں بننے لگے ہیں کچھ تو علی الاعلان ایسی باتیں کرتے ہیں اور کچھ یہ طاقت تو نہیں رکھتے۔ اس لئے علٰحدہ علٰحدہ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ ہم سے کسی کو جماعت سے نکالیں تو سہی۔ ہم ایک جماعت ہیں ...منافق دو قسم کے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو روپیہ یا عزت کی خاطر افسروں کو جا کر غلط باتیں بتاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو احرار سے ملتے ہیں۔ یہ بے غیرت اور بے شرم کہلاتے تو احمدی ہیں۔ مگر ملتے ان لوگوں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینا کوئی بات ہی نہیں اور میری مخالفت کے لئے وہ اسے برداشت کرنے کو تیار ہیں .... مجھے ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم ہیں لیکن جیسا کہ میرا اصول ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو اصلاح کا کافی موقع دیا جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک شہادت شرعی موجود نہ ہو میں شرعی سزا نہیں دیا کرتا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

بالآخر خلیفہ صاحب قادیان نے حکومت کو مسلمانوں کو۔ اور خود اپنے نام نہاد منافقوں کو کھلا چیلنج دے دیا جو اعلان جنگ سے کم نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

حکومت سے کہہ دو کہ ہم خیرخواہ اور امن پسند ضرور ہیں۔ مگر یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ سلسلہ کی عزت کو کم کیا جائے۔ ادب سے لیکن کھول کر حکومت کو یہ سنا دو کہ ہم سے یہ امید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حکام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی جی ہاں جی ہاں کہتے ہوئے سر جھکائے رکھیں۔ ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔

مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہارے لئے ہم ہمیشہ قربانی کرتے آئے ہیں

ان باتوں سے الگ رہتے تھے بدل پڑے اور سمجھا کہ اسلامیہ کالج کا پرنسپل ایسی باتوں میں کیوں دخل نہ دے اور کس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اس موقع سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور وہ بھی ہمارے مخالفین کی صف میں شامل ہو گئے۔ غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے۔ ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں۔ پیرزادے بھی ہیں جمعیۃ العلماء بھی ہے اہل حدیث بھی ہیں۔ دیوبندی بھی ہیں۔ قادیان کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں۔ پادری بھی اُن کے ہم نوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں سیاست داں بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے۔ گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لیے آمادہ ہو رہی ہے ......

ہمارے خیرخواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے کئی دفعہ کہلوا چکے ہیں کہ ان شدید مخالفت کے ایام میں میں خاموش رہوں مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہم نواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہتا ہوں۔ تم سارے مل جاؤ اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لیے اختیار کرو۔ قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو جو کھلم کھلا تمہاری تائید کر رہے ہیں اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی پرائیوٹ مجلسوں میں (قادیانی) سلسلے کے نظام پر ہنسی اُڑاتے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ اور دن اور رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لیے تل جاؤ۔ یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار
الفضل قادیان مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۳۵ء)

ہماری جماعت کے لیے بے شک پچھلے ایام میں ایسا طویل ابتلاء آیا۔ ہے کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ نہ معلوم خدا تعالیٰ کی مدد کب آئے گی اور عام طور پر کہا جانے لگا تھا کہ اس حملے کا سلسلہ بہت لمبا ہو گیا ہے۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا ——— (البتہ میاں محمود احمد صاحب کو شاید معلوم تھا جب کہ انہوں نے کچھ دنوں قبل پیش گوئی کی تھی کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جا رہی ہے للمؤلف) کہ خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کا علاج احرار کے گھر میں گورد وارے پر بندھک کمیٹی کے پاس رکھا ہوا تھا جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلے میں ظاہر ہو گیا اور جس نے مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ احرار جو ہماری مخالفت خدمت اسلام کے نام سے کر رہے ہیں وہ جھوٹے تھے۔ اسلام کے لئے قربانی کرنا ان کا طریق نہیں وہ تو اپنی ذاتی بڑائی کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور جب ذاتی بڑائی حاصل نہ ہوتی ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے گھر کے لئے بھی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ (لاہور میں سکھوں نے جو شہید گنج کی مسجد شہید کی تو قادیانی صاحبان متوقع اور منتظر تھے کہ احرار کٹ مریں گے اور قصہ پاک ہو جائے گا لیکن احرار نے آئینی اور قانونی تدابیر کو مقدم سمجھا اور بعد کو عام اکابر کی بھی یہی سے قرار پائی اس لئے قادیانی صاحبان کو مایوسی ہوئی۔ للمؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

یوں تو خلیفہ صاحب قادیان کو دنیا جہان سے مخالفت کا شکوہ ہے لیکن پھر بھی حکومت سے اور احرار سے بدگمانی کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی راز داری کی خبر میں بھی کافی صراحت موجود ہے ملاحظہ ہو۔

اب بھی خطرہ کچھ کم نہیں ہوا صرف اس نے اپنی شکل بدل لی ہے ورنہ خطرہ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں پڑ سکتا مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خطرہ پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی اور احرار کی طرف سے بھی۔ جب انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ قوم (قادیانی) بیوقوف نہیں

اور کرتے رہیں گے لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ احمدیت میں اس وجہ سے کوئی کمزوری آنے دیں۔ جس دن تم احمدیت کے خلاف تلوار اُٹھاؤ گے۔ اس دن بس دو ہی صورتیں ہمیں مطمئن کر سکیں گی۔ یا تو یہ کہ تم ایمان لے آؤ اور یا پھر یہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤ۔

منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہیئے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے ان کا ہم سنگ دل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہوگا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

لیکن سب سے زیادہ قادیانی صاحبان جمعیۃ احرار سے ناراض ہیں چنانچہ خلیفہ صاحب نے ان کو بھی چیلنج دیا۔ پیش گوئی کے اسباب تو جلد ظاہر ہو گئے لیکن پیش گوئی کا مقصد حاصل نہ ہو سکا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

آج ہمیں احرار سے بھی یہ کہہ دینا چاہیئے کہ ہم نرم طبائع رکھتے ہیں فسادی نہیں ہیں لیکن تمہاری ایک ایک قربانی کے مقابلہ میں ہم دس دس پیش کر کے بھی خوش نہیں ہوں گے ہم اس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیں گے جب تک کہ تم لوگ یا توبہ نہ کر لو اور یا پھر تمہارے نظام کو ہم دنیا سے فنا نہ کر دیں اور تمہاری پارٹی کو توڑ نہ دیں۔ ہمارے آرام کی اب دو ہی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ تم مومن بن جاؤ اور دوسری یہ کہ تم پراگندہ ہو جاؤ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

ابھی چند ہفتے ہوئے میں نے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جا رہی ہے اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں اب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ زمین ان کے پاؤں سے نکل گئی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

کہ جو ہمارے ساتھ چل سکتا ہے چلے۔ اور جو نہیں چل سکتا وہ پیچھے رہ جائے اس میں اب کوئی تبدیلی کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب قربانی کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔ جو اس کو بوجھ سمجھتا ہے وہ نہ اٹھائے۔ حتی کہ جو انگلی اٹھاکر بھی کوئی اعتراض کرے گا میں اس کو جماعت سے علیحدہ کر دوں گا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۵ء)

پھر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی جماعت کو جوش دلایا کہ موت تک کے واسطے تیار ہو جائیں ملاحظہ ہو۔

برادران کرام! گزشتہ دو سال کے عرصے میں ہم شاید سیکڑوں مرتبہ جمع ہوئے ہوں گے تا اپنی مظلومیت اور بعض سرکاری حکام کی احرار نوازی کی داستان ذمہ دار ارکان حکومت تک پہنچائیں اور پھر زور اور طاقت کے ساتھ اسے پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے متعلق کانگرسی اصحاب کا یہ مشہور قول بالکل درست ہے کہ وہ بہت اونچا سنتی ہے ہمیں نہایت ہی افسوس ہے کہ مجلس احرار نے حکومت سے وفاداری رکھنے والی اور مصیبت میں اس کے کام آنے والی جماعتوں (یعنی قادیانیوں) کو اس سے منقطع کرنے کے لیے جو پروگرام تجویز کیا تھا وہ ہمارے صوبہ کی عاقبت نااندیشی اور کوتاہ نظری کے باعث بہت حد تک کامیاب ہوتا جا رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لیے تیار ہو رہے ہیں اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پرجوش دعوے کرتے رہے ہیں اُن کا وقت آن پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگا دیں اور پرزور الفاظ میں سلسلے کی خاطر ہر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں۔ بلکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو عملاً قربانیاں کرنی پڑیں گی اور خدا کی راہ میں ممکن ہے آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا مورد بننا پڑے اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی

کہ یوں ہی آسانی سے اُسے پکڑا جا سکے تو ان کے حملے نے اب عقل مندانہ شکل اختیار کر لی ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر جلد ۲۴ مؤرخہ ۱۶ جنوری ۱۹۳۶ء)

لامحالہ خود قادیانی جماعت بھی عام طور پر ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور ڈھیلی پڑ گئی تو خلیفہ صاحب نے ان کی بھی خوب خبر لی اور اپنے ڈکٹیٹر بننے کا اعلان کر دیا۔ ملاحظہ ہو۔

گزشتہ سال کے خطبات کے بعد میں سمجھا تھا کہ اب کئی سال تک جماعت کو جگانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی مگر ابھی آٹھ ماہ ہی گزرے ہیں کہ سستی پیدا ہونے لگی ہے۔ ایک دو ہی دن ہوئے میں نے ایک اور رنگ میں بات کی تھی۔ مگر ناظر صاحب بیت المال نے خیال کیا کہ میں نے کہا ہے کہ میں تحریک جدید کے لیے اس سال چندہ کی تحریک نہیں کروں گا اور اس بنا پر بہت خوش ہوئے کہ اس تحریک سے چندہ عام کی ادائگی میں سستی پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارکن جماعت کے سستوں کا بوجھ محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن میں نے گزشتہ سال یہ اعلان کر دیا تھا کہ اب میں سستوں کی پروا نہیں کروں گا اور جو مستعد ہیں ان کو آگے لے جاؤں گا۔ ہم سونے والوں کو جگائیں گے مگر جو نہیں جاگیں گے ان کو چھوڑتے جائیں گے۔

پچھلے سال میں نے بتایا تھا کہ میں نے جس قربانی کا مطالبہ کیا ہے یہ بہت ہی کم ہے آئندہ کے لئے جو اسکیم میرے مدنظر ہے وہ بہت بڑی قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے اور اب یہی ہو گا کہ کمزوروں کے متعلق ہم یہ ہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت کرے اور جو باقی ہیں اُن کو آگے بڑھائے جاؤں گا اور اس صورت میں خواہ دس آدمی بھی میرے ساتھ ہوں۔ انجام کار فتح ان ہی کی ہو گی۔

بس ان معاملات میں اب میں نہ ناظروں کی پروا کروں گا۔ نہ انجمن کی نہ افراد کی اور نہ جماعتوں کی اور نہ مشوروں سے کام کروں گا۔ اب تو یہی ہے

ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز پسند فرمائی ہے کہ اس وقت ایک نئی تحریک تین ہزار روپیہ قرض کے لئے جماعت کے ان خاص احباب سے کی جائے جو حصول ثواب کی خاطر خوشی سے اس میں شریک ہونا چاہیں

(اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء عیسوی)

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ ہم نے اس تحریک پر گیارہ لاکھ روپیہ صرف کیا۔ اس میں قابل غور امر یہ ہے کہ یہ روپیہ آیا کہاں سے ....

ہم پر تو ایک لاکھ چالیس ہزار قرض ہے۔ دو دو ماہ کی تنخواہیں لوگوں کو نہیں ملتیں پھر یہ گیارہ لاکھ روپیہ کہاں سے آگیا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

عام جماعت کے ساتھ ساتھ کارکن جماعت بھی شاید بد دل ہو گئی کہ اس نے خلیفہ صاحب کے مقابل خود رائی اور خود سری شروع کر دی۔ چنانچہ اس بارے میں خلیفہ صاحب کی شکایت قابل ہمدردی معلوم ہوتی ہے ملاحظہ ہو:۔

اگر ناظروں میں تعاون نہیں اور وہ میری باتوں کو نہ سنیں جو تجاویز میں پیش کروں اس کی بجائے وہ اپنی تجاویز چلانا چاہیں۔ جو میں تدابیر بتاؤں ان کو چھوڑ کر وہ اپنی تدبیریں بروئے کار لائیں اور اگر کارکنوں میں تعاون نہ ہو مبلغوں میں تعاون نہ ہو اور میں کچھ کہتا رہوں اور وہ کچھ کرتے رہیں تو یہ وہی بات ہو گی کہ ے من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ تربیت کے نقص کی وجہ سے اب تک میری مثال اور ناظروں اور کارکنوں کی مثال بالکل یہی ہے کہ ے

من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید۔ میں کچھ کہتا ہوں وہ کچھ اور کرتے ہیں میں کوئی سکیم پیش کرتا ہوں وہ کوئی اور سکیم چلاتے ہیں۔ میں کوئی اور پالیسی بتاتا ہوں وہ اپنی پالیسی کے پیچھے چلے جاتے ہیں ...... ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعت محسوس کرے کہ خلیفہ وقت جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے

ایذاؤں کا تحمل ہونا پڑے:۔

(قادیانیوں کی خیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام ۔ تقریر میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار
الفضل قادیان مورخہ ۱۶ ر جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ر اگست ۱۹۳۵ء)

قادیان ۔۵ر جولائی ۱۹۳۵ء آج حضور نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) مخالفین احمدیت کے انتہائی مظالم ۔ ان کی ناقابل برداشت بدزبانیوں اور ایذارسانیوں کا ذکر فرماتے ہوئے نہایت ہی دردناک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے دوران میں سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں اور کوئی آنکھ آنسو بہانے سے باز نہ رہ سکی ۔ یہ خطبہ ان شاء اللہ بہت جلد درج اخبار کیا جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۳۵ء)

تم (قادیانیوں) سے اگر کوئی پوچھے کہ اسلام کی زندگی کی کیا صورت ہے تو تمہاری طرف سے اس کا ایک ہی جواب ہونا چاہئیے کہ

ہماری موت ۔ موت ! موت !!

پس تم اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء)

لامحالہ اس دوران میں مالی دقتیں بھی نمودار ہو گئیں ۔ گرچہ اس قسم کی دقتیں بالعموم کم ظاہر ہونے پاتی ہیں ۔ تاہم بہ حالت مجبوری اعلان میں آ گئیں ۔

احباب کرام کو معلوم ہے کہ مخالفین سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصے سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ بڑھ رہا ہے جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب پھر زیادہ زیر بار ہو گئی ہے اور معمولی بجٹ میں اسے اخراجات کا پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کچھ عرصے سے انجمن کے کارکنوں اور متعلقین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ماہ بہ ماہ ادا نہیں کیے جا سکتے اور بعض ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے ۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے حضرت امیر المومنین

دوسروں کو کافر اصطلاحی طور پر کہتے ہیں ورنہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے لیکن خدا تعالیٰ کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کردے۔
(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۵ء)

خلیفہ صاحب قادیان نے اپنے بچاؤ کی جو یہ تدبیر نکالی تو اس سے اپنے پرایوں کا اور شکوہ بڑھ گیا کہ اس درجہ غلط بیانی کی کیا گنجایش تھی۔ تکفیر کے معاملے میں قادیانی مسلک کس کو معلوم نہیں کتاب میں تو آئندہ بکثرت اقتباسات درج ہیں۔ فی الحال یہاں دو مختصر لیکن مستند حوالے ملاحظہ ہوں۔

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نورالدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔
(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ صفحہ ۲۴ ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)
(و اخبار بدر نمبر ۲ جلد ۱۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۹ نمبر ۳ جلد ۱۴)

قادیانی صاحبان کی لاہوری جماعت گو مختصر ہے لیکن نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ اور زمانہ شناس ہے۔ اس نے پہلے ہی تاڑ لیا کہ مرزا صاحب کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر یہ چلنے والی بات نہیں ہے۔ ع۔
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ چنانچہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جلد وہ ان عقائد سے دست کش ہوگئی اور اس پر قانع رہی کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود یا کم از کم مجدد اسلام منوایا جائے اور ان کے مریدین و معتقدین کی ایک جماعت احمدی کہلائے اور اپنی صواب دید سے مرزا صاحب کی تعلیم پھیلائے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن اس مسلک کا بہت نمایاں نمونہ ہے۔ بہرحال یہ جماعت فی الجملہ مسلمانوں سے گھلی ملی رہی

اگر وہ سمجھتی ہے کہ خلیفہ نے جو کچھ کہا وہ غلط کہا اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا تو جو لوگ یہ سمجھتے ہوں ان کا فرض ہے کہ خلیفہ کو سمجھائیں اور اس سے ادب کے ساتھ تبادلۂ خیالات کریں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۷۰، ۱ جلد ۲۳ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

یوں تو خلیفہ صاحب قادیان نے بہت کچھ جوش و خروش دکھایا لیکن ساتھ ہی بخوبی محسوس کر لیا کہ عام ناراضی کی تاب لانا محال ہے۔ ترکیب کے ساتھ پہلو بدلنا ضرور ہے کہ بظاہر بات بھی بنی رہے اور رفع شکایت بھی ہو جائے مرزا صاحب کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر۔ قادیانی جماعت کا یہ بنیادی مسلک ہے اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو لازم ملزوم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس مسلک پر ان کو کس درجہ استقرار و اصرار ہے۔ کتاب میں کثرت شہادت موجود ہے مصلحت وقت کی خاطر خلیفہ صاحب قادیان نے بالآخر کفر کو کافی نرما دیا کہ نبوت بھی ضمناً ڈھیلی پڑ جائے۔ عاقل را اشارہ کافی است۔ توقع تھی کہ یہ طفل تسلی کام دے جائے گی۔ اور مسلمانوں کی شکایت و ناراضی کسی نہ کسی حد تک رفع ہو جائے گی مگر مسلمان چونکہ قادیانی اعتقادات و جذبات سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں یہ تدبیر کچھ کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بہرحال تکفیر کی ترمیم قابل ملاحظہ ہے

ہم میں اور ان (غیر احمدیوں) میں تو کفر کی تعریف میں اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حال آں کہ ہم یہ معنی نہیں کرتے نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق سمجھا جا سکتا ہے لیکن جب وہ اس مقام سے نیچے گر جاتا ہے تو گو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے مگر کامل مسلم اسے نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ تعریف جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ ان کا کفر تو ایسا ہے جیسا سرمہ والا سرمہ بیچتا ہے۔ وہ بھی جب کسی کو کافر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ اسے پیس کر رکھ دیں۔ کہتے ہیں وہ جہنمی ہے اور ابدی دوزخ میں پڑے گا لیکن ہم

امید کہ احباب کرام اس بارے میں اپنی آراء اخبار میں بھیج کر
اس سوال پر روشنی ڈالیں گے۔ خاکسار دوست محمد۔

(اخبار پیغام صلح لاہور بابت ۱۱ر جون ۱۹۳۵ء)

عام بیداری کے تحت ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریک اور مسلمانوں کی تائید پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی جس کی رو سے قادیانی صاحبان انجمن کی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے اور آئندہ کے واسطے بھی ناقابل شرکت قرار پائے۔ اس موقع پر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے اپنی بریت کے واسطے جو معذرت پیش کی وہ قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتویٰ دینا چاہیں دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو۔ شاید ہی مفید ثابت ہو۔

(اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۹ جلد ۲۴ مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایۃً مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے۔ گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع رہے۔ اور اب بھی قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں ؎

معشوقِ ما بہ مشربِ ہر کس موافق است ــــ با شراب خورد و بہ زاہد نماز کرد

ڈاکٹر سر محمد اقبال کو بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ حال تک قادیانی جماعت کے مخالف نہ تھے بلکہ ایک گونہ موافق اور مؤید تھے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب بھی مذکورہ بالا معذرت میں شکایتاً تحریر کرتے ہیں:۔

اور مسلمانوں سے اپنے کاموں میں بہت کافی مدد لیتی رہی۔ لیکن قادیانی منصوبے منکشف ہوئے تو مسلمان اس جماعت سے بھی کھٹکے۔ پس جس طرح خلیفہ صاحب قادیان نے مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے تکفیر میں ترمیم کرنی چاہی۔ امیر صاحب جماعت لاہور نے بھی کوشش کی کہ مسلمانوں کو غیر احمدی کہنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ "احمدی" لقب اپنے واسطے مخصوص سمجھیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ (مولوی محمد علی صاحب) کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اپنی جماعت کا احمدی نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے اپنے نام پر نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو "غیر احمدی" کے نام سے پکارنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے کیوں کہ وہ بھی تو احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی عقیدت و وابستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں غیر احمدی کہنا گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے غیر احمدی کے بجائے غیر از جماعت کے لفظ استعمال کیے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے۔

"اگر ہماری جماعت کا نام احمدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی طرف منسوب ہے تو گو ایک جماعت خصوصیت سے اس اسم کا مظہر ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسری جماعت کو غیر احمدی کہنا کہاں تک درست ہے جس کا ظاہر مفہوم یہ ہوگا کہ گویا ایسے لوگوں کو احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں اور جس صورت میں ہماری جماعت کے کسی فرد کا یہ خیال نہیں تو آیا ایسی حالت میں کہ بعض احباب کو یہ لفظ ناگوار گزرتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس لفظ کے استعمال کو چھوڑ دیں۔

اور حسن سلوک بے محل ثابت ہوا۔ تاہم جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ڈاکٹر سر محمد اقبال نے مولوی محمد علی صاحب قادیانی کی طرح کوئی رنگ نہیں بدلا بلکہ آج سے ایک مدت قبل بھی ان کا وہی عقیدہ تھا جو آج ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

> لمعات میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
>
> (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۰۸ مورخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۱۶ء)

رہی یہ فرمائش کہ سابقہ تحریرات کو نظرانداز کرکے جدید تحریرات پر فتویٰ دیا جائے اس کے واسطے لازم ہے کہ مرزا صاحب کی وہ تعلیم اور وہ تصانیف جن پر سابقہ تحریرات مبنی ہیں ان کے منسوخ ومتروک ہونے کا اعلان کردیا جائے تاکہ نفاق رفع ہو۔ اس کے بعد شاید فتوے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن پر ملک میں کیا رائے قائم ہوئی اور اس دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے مختصر کیفیت پیش ہوئی۔ ذیل میں چوتھے ایڈیشن کی خصوصیات بطور اجمال پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں پانچ مختصر فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے تقطیع چھوٹی حجم (۱۲۰) صفحہ۔ دوسرے ایڈیشن میں گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات درج ہوئے تقطیع متوسط حجم (۳۴۰) صفحہ۔ تیسرے ایڈیشن میں تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہوئے تقطیع متوسط حجم (۶۲۵) صفحہ۔ خیال تھا تیسرا ایڈیشن کتاب کی مستقل شکل قرار پائے گا چنانچہ اس ایڈیشن میں اس کا اعلان بھی کردیا تھا لیکن خدا کی قدرت اس دوران میں قادیانی تحریک کے متعلق مستند معلومات کا اور بہت سا ذخیرہ ہاتھ آگیا جس کی پہلے سے کوئی توقع نہ تھی اور جس کو نظرانداز کرنا بھی کسی طرح ممکن نہ تھا۔ لہذا یہ کل جدید معلومات چوتھے ایڈیشن میں شریک کردی گئیں۔ بجنسہٖ اقتباسات جن سے کی گئی

علامہ سر محمد اقبال جیسے بلند پایہ انسان جسے (یعنی خود مولوی محمد علی صاحب قادیانی کو) آج سے چار سال پیشتر ایک مسلمان کمیٹی کا صدر بنائیں۔ آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے۔ اور جس جماعت کو سو لہ ستر سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بتائیں (یہ الفاظ علی گڑھ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے احمدیوں کے متعلق کہے) اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں بس مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فتویٰ آپ دیں وہ آج کی تحریرات پر دیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۹ جلد ۲۴ مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء)

کیفیت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مذہب کو جس شکل میں پیش کیا وہ مدتوں ابہام۔ التباس۔ اور تضاد کی بدولت چیستان اور معمہ بنا رہا حتی کہ خود مرزا صاحب کو اور ان کے صاحب زادے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو اعتراف بلکہ اصرار ہے کہ مدت تک خود مرزا صاحب کو ٹھیک پتہ نہ چل سکا کہ وہ کیا دعویٰ کر رہے ہیں اور کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ بمشکل تمام آخر عمر میں مرزا صاحب کچھ سمجھے کہ وہ واقعی نبی اور رسول ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اس درجہ بات گول رکھی کہ اب تک قادیانیوں کی لاہوری جماعت باوجود مرزا صاحب کی پیرو ہونے کے ان کے ادعائے نبوت و رسالت کی تاویل کرتی ہے۔

اِن ہی اُلجھنوں کی بدولت مدت تک مسلمان بھی متردد رہے کہ بالآخر مرزا صاحب کے مذہب پر کیا حکم لگائیں۔ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقے نے حسن ظن مقدم سمجھا۔ لیکن قادیانی صاحبان نے اس حسن ظن سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا حتی کہ ان کا اصلی مسلک اور حقیقی مقصد بخوبی واضح ہو گیا اور مسلمانوں کو ان کے اقوال و افعال سے بخوبی ثابت ہو گیا ؎

ترسم کہ بہ کعبہ نہ رسی اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

چنانچہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی جو حال میں انگریزی مضامین لکھے ہیں۔ اُن میں افسوس کیا ہے کہ مدت تک مسلمان دھوکے میں رہے اور حال میں ان پر قادیانی تحریک کی پوری حقیقت کھلی۔ اس صورت میں مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے نہ کہ قادیانی صاحبان کو کہ حسن ظن

تمہید چہارم

فی الواقع قادیانی تحریک دین و ایمان۔ تہذیب و اخلاق۔ تمدن و معاشرت اور قومیت و سیاست کے حق میں کیا حکم رکھتی ہے اور کیا انجام چاہتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بیت السلام
حیدرآباد دکن
ماہ شوال ۱۳۵۴ھ

ملتمس
خادم محمد الیاس برنی

پہلو نکلتے ہیں اپنے اپنے محل پر کئی کئی جگہ بھی درج ہوئے ہیں۔ لیکن یہ تکرار صرف چند اقتباسات کے واسطے مخصوص ہے۔ عام طور پر ہر اقتباس لپنے محل پر صرف ایک مرتبہ درج ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہ تعداد کثیر جدید عنوانات شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے تحت کافی اقتباسات درج ہیں۔ ان کے علاوہ جا بجا قدیم عنوانات کے تحت بھی مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ضمیمہ جات میں بھی اسی طرح کچھ اضافہ ہوا۔ غرض امتیاز جدید عنوانات کے ساتھ علامت (ج) اور مزید اقتباسات درج ہونے کی صورت میں قدیم عنوانات کے ساتھ علامت (م) تحریر کر دی ہے تاکہ کوئی چاہے تو بہ یک نظر معلوم کر لے کہ تیسرے ایڈیشن کے مقابل چوتھے ایڈیشن میں کیا کیا اضافہ ہوا۔ علاوہ بریں چونکہ کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے مضامین بہت بڑھ گئے اس لیے کل کتاب کو از سر نو بیس فصلوں میں تقسیم کر دیا۔ امید ہے کہ اس تقسیم سے تفہیم میں بہت سہولت رہے گی اس طرح چوتھے ایڈیشن میں بیس فصلیں اور ان کے سوا چار تمہیدیں اور چار ضمیمے داخل ہیں۔ چونکہ حجم کافی بڑھ گیا اس لئے متوسط تقطیع کے بجائے بڑی تقطیع پر کتاب طبع ہوئی پھر بھی کافی ضخیم رہی۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ اضافوں کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور کتاب کی آخری شکل کب قرار پائے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ بہ ظاہر تیسرا ایڈیشن مکمل شکل قرار پا چکا تھا۔ یہ محض تائید غیبی تھی کہ جس مواد کا وہم و گمان بھی نہ تھا وہ خود بخود میسر آ گیا لیکن کتاب اس قدر بہت بڑا گئی کہ آئندہ کسی معتد بہ اضافہ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی یوں معمولی کمی بیشی دوسری بات ہے لہٰذا اس چوتھے ایڈیشن کے مکمل ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

سب سے اول عبدالخالق خاں سلمہ اور ان کے ساتھ عبدالحلیم سلمہ۔ عبدالقدوس ہاشمی سلمہ۔ غلام دستگیر رشید سلمہ اور برادرم کمال احمد فاروقی سلمہ۔ یہ وہ عزیز نوجوان ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی تالیف۔ طباعت اور اشاعت میں ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ملک و ملت کے بہی خواہ قادیانی لٹریچر کے اس مجموعے کو مطالعہ فرمائیں۔ قادیانی صاحبان کے عذرات و تاویلات کو سماعت فرمائیں اور پوری تحقیق کے بعد انصاف فرمائیں کہ

مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔

بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیئے مقرر کیئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا۔ تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور

نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

ذاتی حالات

(۱) مختصر سرگذشت

اب میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پڑدادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے. ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پُرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے.... سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے .... اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد صاحب فرزندِ رشید اُن کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے .... اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضٰی قادیان میں واپس آئے۔ اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گانوں واپس ملے .... پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب

(۲) خاندانی زوال

میرے والد مرزا غلام مرتضٰی صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیرخواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہونچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔

غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجے کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی۔

(تحفہ قیصریہ ص ملا مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد انگریز آئے تو انھوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کر لی اور صرف سات سو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کر دی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سو اسی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہو گئی۔

(سیرۃ المہدی ص ۱۵۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) آبائی مکانات

بیان کیا مجھ سے مولوی حکیم بخش صاحب ایم اے نے کہ بیان کیا ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ ایک دفعہ مسٹر میکانکی ڈپٹی کمشنر گورداسپور قادیان دورہ پر آئے۔ راستے میں انہوں نے دادا صاحب (مرزا غلام مرتضٰی صاحب) سے کہا کہ آپ کے خیال میں سکھ حکومت اچھی تھی یا انگریزی حکومت اچھی ہے۔ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں چل کر جواب دوں گا جب قادیان پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ یہ سکھوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ مجھے امید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرمت بھی کر سکیں گے۔

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۲۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔ اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضایع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔

ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی (یعنی سیالکوٹ کی کچہری میں (۱۵) ماہوار کے محرر تھے) آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا اس لیئے ان کے حکم سے جو عین میری منشا کے موافق تھا۔ میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا.... اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

میری عمر قریباً چونتیس ۳۴ یا پینتیس ۳۵ برس کے ہو گی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے میں اس وقت لاہور میں تھا۔ جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض پیچش میں مبتلا پایا........ اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے........ غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا۔ اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۴۴ تا ۱۶۳ خلاصہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) بچپن کی بات (ج)

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیوں کہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۲۶ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) اِدھر اُدھر

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے میرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔ اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ ......

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چاء کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہ ہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۴۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴) سندھی

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچہ کا عرف سندھی رکھ دیتی ہیں چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس نام سے پکار لیتی تھیں (سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳۳ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) لطیف اشارہ (ج)

میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور (مرزا صاحب کا) یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ (مصنفہ مرزا صاحب) کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔

(تریاق القلوب ص۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) انثیت کا مادہ

حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی اور فی الواقع جنت ہی میں چلی گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔

(حیات النبی جلد اوّل ص۵۰ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے۔ مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۹۵ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۲) دندان مبارک (ج)

دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔ تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ (شاید دیر میں شروع کی ورنہ کیڑا نہ لگتا۔ للمولف)

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۰۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۳) توبہ توبہ

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت (مرزا صاحب) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چوں کہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کیے تھے اس لئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں

(۹) بھئی لوگ (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی (یعنی بھائی) لوگ (حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا) دکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۵ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) لازمہ شرافت و شجاعت

جس زمانے میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جا رہا تھا۔ عام طور پر لوگ ہتھیارات رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکا وغیرہ اور تلوار کے کرتب کی ورزشیں عام تھیں لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ یضع الحرب کے لئے آئے تھے اور ان کے زمانے میں امن و آسائش کی راہیں کھل جانے والی تھیں آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی بجائے کہ یہ امور لازمہ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم صفحہ ۱۳۸ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۱۱) دایاں ہاتھ (ج)

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم درد صاحب قادیانی) ایم اے نے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے۔ سامنے اسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ

(۱۶) مُدرّسی

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی میں نے اُن کی (یعنی مرزا صاحب کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چوں کہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔ فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں میں اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں احشروا الذین ظلموا وازواجھم۔ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۹۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) ملازمت

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ .... چوں کہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے ..... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۴۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۸) مرزا صاحب کی سادگی

حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ، پگڑی اور ایک کھونڈا کو یا خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ پر پورا عمل تھا۔ جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے

پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۳۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۳۲ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۴) انگریزی دانی

اسی زمانے میں (یعنی جب کہ مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے)۔ مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ (مرزا صاحب کے انگریزی الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ للمولف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵) مختاری

چوں کہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لیئے بنائے نہیں گئے تھے۔

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۰) لباس (۹)

آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لیئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململ کا رہتا تھا بجائے گرم کرتے کے صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر جاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۲۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔ اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۲۶ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے .... اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کرتے تھے باندھ لیا کرتے تھے۔

تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے،
وہ ضرور سب سے پہلے السّلام علیکم۔ کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو
مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کر لیتے صرف ایک بار میں نے حضور
کی زیارت ایسے لباس میں کی جب کہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے
پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر
پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا کوٹ نہ تھا۔ شیخ
صاحب نے عرض کیا۔ حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور
ایک دو گانٹھیں کھول کر اسمیں سے گھڑی نکالی معلوم ہوا کہ بند ہے، چابی دی گئی وقت درست
کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا۔ اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا۔
حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ۔
چابی دی جاتی ہے۔

(ایام از قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۹) جیبی گھڑی

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب
کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے
زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی
عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے۔ اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے، اور منہ سے
بھی گنتے جاتے تھے میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال
کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۶۱

مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۲) مرزا صاحب کی شکر گزاری

دعوے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) باغ میں تشریف لے گئے ساتھ چند اور بھی دوست تھے کسی دوست نے ایک پھل دار درخت پر حضرت اقدس کا عصا مبارک پھینکا وہ عصا وہیں لٹک کر رہ گیا۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی مگر وہ عصا نیچے نہ گرا میں (حافظ نبی بخش صاحب قادیانی) نوجوان لڑکا تھا میں اپنا تہ بند کس کر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا مبارک اتار لایا حضرت اقدس کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بار بار فرماتے میاں نبی بخش تم نے بڑا کمال کیا تم نے تو آج میرے والد صاحب کا سونٹا نیا لاکر مجھے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹے تو راستے میں جو ملے ان سے بھی ذکر کیا کہ میاں نبی بخش نے مجھے آج نیا سونٹا لاکر دیا ہے۔ پھر مسجد میں آکر بھی اسی شکر گزاری کا ذکر فرماتے رہے۔

(ذکر حبیب از سوانح مصباح الدین احمد صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی سنہ ۱۹۳۴ء)

(۲۳) ضعف کی شکایت

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابطیس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیوں کہ میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔

انزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ

مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ (مرزا صاحب) معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے۔ اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازاربند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازاربند استعمال فرماتے تھے۔ کیوں کہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لیئے ریشمی ازاربند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی ازاربند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۴۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲) خاص ادائیں (ج)

نئی جوتی جب پاؤں کو کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چوں کہ حضور (مرزا صاحب) کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ وغیرہ بنوا کر لایا کرتے تھے حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۸ نمبر ۶

مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۵ء)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلوم سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت عزیزی اس کا موجب تھی وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت عزیزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں کبھی کبھی اچھی دوا کی جیبی جیبی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتے عشرے کے بعد محسوس ہوتی ہے چوں کہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھائی ہے اس لیے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے لیکن چوں کہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی فالحمد للہ علی احسانہ

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۹ جنوری ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر(۲) صفحہ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں، اور کسی قدر امبر وقت دوسرے دوں گا حسب آپ

(۲۴) ایک ابتلا (ج)

ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خدا داد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔

(تریاق القلوب ص۳۵-۳۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) مجرب دوائیں (م)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی (نورالدین) صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں۔ جو کسی قدر آپ لے گئے تھے اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار غلام احمد ۳۰ ر دسمبر ۱۸۸۶ء

آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں .... آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویہ استعمال فرمایا کرتے تھے مثلاً کوکا۔ کولا مچھلی کے تیل کا مرکب ایسٹن سیرپ۔ کونین۔ فولاد وغیرہ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۶) توحید کا گر (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام (مرزا صاحب) کی عادت تھی کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ بہت سی دوائیں کھا لیتے اور فرمایا کرتے کہ میں اس لئے کرتا ہوں تا جب شفاء حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دوائی سے شفاء ہوئی ہے اور اس طرح پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا لے۔ یہ ایک توحید کا گر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۸۱ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

(۲۷) پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی

روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا۔ اور آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے۔ اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدائً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں۔ صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی.........

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۹ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۹) سخت دورہ (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۰) خطرناک (ج)

پھر آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے

ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہو گئی ہے میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۸) رمضان کے دورے (ج)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے۔ مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لئے باقی چھوڑ دئے! ور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے۔ اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں

پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات، غم، اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان ص۱۰ اگست ۱۹۲۶ء)

میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیوں کہ طبّی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں، اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ ۔ ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آجاتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول از منظور الٰہی ص۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آگیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جب خاندان سے اس کی ابتدا ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجکو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان اگست ۱۹۲۶ء ص۱۱)

اکثر یہ مرض (مراق) تنہا رہنے یا زیادہ خوض علم میں کرنے یا محنت شدید یا ریاضت شدید یا مجاہدہ نفس سے پیدا ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق ص۲ مصنفہ حکیم اصغر حسین خاں فرخ آبادی)

(۳۴) مالیخولیا مراق

مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز سوداسے جو معدہ میں جمع ہوتا

پیش کیا ہے۔ کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا۔ اور عزت کے ساتھ بری کر دوں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے۔ اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی۔ اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا۔ اور آنکھیں بھی پونچھیں جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیوں کہ آپ نے یک سخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لئے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے سب لوگ کمرے میں آ گئے۔ اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے پھر اس نے کہا یہ آرام کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالاں کہ معمولی مقدمہ ہے جو یوں ہی طے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا اس وقت آرام ضروری ہے۔ میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں کتنے عرصہ کے لیئے سرٹیفکیٹ چاہیئے۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے کہا فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا اس نے فوراً ایک مہینہ کے لیے سرٹیفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۱) مراق کا سلسلہ

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت

سے ہیں لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں (ترجمہ)
(اکسیر اعظم جلد اول صفحہ ۱۸۹ مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں)

مالیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار متغیر بخوف و فساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج کا سوداوی ہو جانا ہوتا ہے جس سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہو جاتا ہے یا پھر یہ مرض حرارت جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔ جب اس میں غذا کے فضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے اخلاط جل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو ان اعضا سے سیاہ بخارات اٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں اسی کو نفخہ مراقیہ مالیخولیائے نافخ اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں (ترجمہ)
(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

علاج عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی (پرندوں کا) زود ہضم گوشت۔ اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو ...... اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک۔ عنبر۔ نافہ اور عود استعمال کرائیں نیز فم معدہ کے لئے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔ مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے۔
(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

(۳۴) مالیخولیا کے کرشمے (ج)

مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف و فساد ہو جانے کو کہتے ہیں۔ .... بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے .... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ

ہے پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش دخانی ڈکاریں آنا ضعف معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا، ہاضمہ خراب ہوجانا۔ پیٹ پھولنا۔ پاخانہ تپلا ہونا۔ دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا (ترجمہ)

(شرح الاسباب العلامات، امراض راس، مالیخولیا تصنیف علامہ برہان الدین نفیس)

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مراق) کی علامات کا ظہور فتور قوت حیوانی یا روح حیوانی سے ہوتا ہے جو کہ جگر و معدے میں ہوتی ہے مگر تحقیقات جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مرض عصبی ہے۔ اور جیسا کہ عورات میں رحم کی مشارکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح اعضائے اندرونی کے فتور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔

علامات مرض۔ مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے .... بھوک نہیں لگتی کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

(مخزن حکمت مصنفہ شمس الاطبا حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (طبع دوم))

فساد ہضم کھٹی دخانی ڈکاریں منہ میں زیادہ رال آئے۔ پیٹ پھولتا ہو پیٹ میں قراقر۔ تناوٹ اور سوزش ہو جھوٹی بھوک معلوم ہوتا لو کی طرف دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں۔ ہاضمہ اچھا ہو تو مرض میں تخفیف ہو ہاضمے کی خرابی اور تخمے سے مرض میں زیادتی ہو.... گاہے جسم کے اوپر کے حصے میں کپکپی اور لرزہ۔ ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں کا جلنا کبھی ان ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہوجانا۔ مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا یہاں تک کہ کبھی غشی تک نوبت پہنچ جائے ...... کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا کبھی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوندتی معلوم ہونا آنکھوں کی کرختگی پلکوں کا بوجھل ہونا۔ دماغ اور سر میں سوزش و گرمی۔ دردسر اور نسیان یکایک اچھو آگے جانا...... مرض مراق کے لوازم

نہیں رہتی۔ کیوں کہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

(۳۵) دق اور سل (م)

حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہوگئی تھی۔ اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا کرتے تھے اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر اول ص۷۹ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے۔ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت (مرزا) صاحب کو سل ہوگئی تھی۔ اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہوگئی تھی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی۔.......... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربہ کھلایا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۶) دو چادریں

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء و اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳)

خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

(شرح الاسباب والعلامات امراض راس۔ مالیخولیا۔ مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس)

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً......... مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعوی کردیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیر اعظم جلد اوّل ص۱۸۸ مصنفہ حکیم محمد اعظم خانصاحب)

(۳۴) ہسٹریا (م)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذالک۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے جن مردوں کو یہ مرض ہو ان کو مراقی کہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۸۴ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء)

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا۔ مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوی کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت

(۳۸) دائم المرض

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں..... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری...... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اربعین نمبر۳ و ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رنگین ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھکر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بہ مشکل پڑھ سکوں کیوں کہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔

خاکسار غلام احمد قادیان ۵ فروری ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) ص۸۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۹) چشم نیم باز

مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہ ہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں...... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور

(مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء)

(۳۷) دو بیماریاں

مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بے تاب ہو جایا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہوجاتے تھے۔ اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپایہ کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تو میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینے پر مارا اور کہا کہ دور ہو۔ تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی۔ آنکھ اور دو اور عضو پر اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم۔ سو ایک عمر گزری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمد للہ۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

.... میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ صلا مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۳) مقدمہ کی فکر (ج)

چوتھے وہ لمبا اور تکلیف دہ فوجداری مقدمہ جو کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کی طرف سے اوّل اوّل جہلم اور پھر اس کے بعد گورداسپور میں چلا گیا تھا۔ اور بالآخر بعدالت اے۔ ای ہری سشن جج امرتسر، ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو فیصل ہوا اور آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) بری کئے گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۲۴ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا۔ ایک دن حضرت (مرزا) صاحب کچہری کی طرف تشریف لیجانے لگے اور حسب معمول پہلے دعا کے لئے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے رہے۔ اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا! میں نے تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۴) بے توجہی

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۷۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۰) عصبی کمزوری

حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان مئی ۱۹۲۷ء)

(۴۱) مرض اعصابی (ج)

مخدومی مکرمی اخویم (مولوی نورالدین صاحب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

.... یہ عاجز پیر کے دن ۹ مارچ ۱۸۹۱ء کو مع اپنے عیال کے لودھیانہ کی طرف جائے گا۔ اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے اور اس عاجز کو مرض اعصابی ہے۔ سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اٹھا نہیں سکتا کہ اس حالت میں لدھیانہ پہنچ کر پھر جلدی لاہور میں آوے طبیعت بیمار ہے۔ لاچار ہوں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جاوے .... والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۴۲) خرابی حافظہ

مکرمی اخویم سلمہ۔

بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالاں کہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے تاہم میں اس بات کی پروا نہیں کرتا۔ اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔

(ارشاد مرزا غلام قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۸ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۴۷) انہماک

باوجود یکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۴ منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۴۸) اوہو (ج)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضور (مرزا صاحب) کے پاس کیرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ میری طرف بہت جھک گئے۔ میں ذرا کھسک گیا آپ اور میری طرف ہو گئے میں اور ایک طرف ہو گیا حتیٰ کہ اتنی تھوڑی سی جگہ پر میں رہ گیا کہ ایک جگہ پر کیہ کا بیسہ جو کسی گڑھے میں پڑا اس دھکے سے میں نیچے جا پڑا اور جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لئے بیٹھ گیا تا حضرت صاحب محسوس نہ کریں کہ میں گرا ہوں مگر آپ نے فرمایا اوہو مفتی صاحب آپ گر گئے جگہ تو بہت ہے اور آپ پیچھے ہٹ گئے۔ شاید یہ بھی کوئی امتحان ہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۵ء)

اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پانوں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی (جوتہ) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پانوں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۵) جیب کے ڈھیلے (ج)

آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے۔ اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔ (البتہ کھانے میں مرغ بٹیر مقویات میں مشک عنبر مفرح عنبری اندخاص مجربات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف و تائید۔ اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے۔ دنیا کی طرف صرف اسی قدر توجہ باقی رہ گئی تھی۔ اس سے زیادہ نہیں للمولف)

(مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر صاحب قادیانی تتمہ براہین احمدیہ جلد اول ص۶۷)

(۴۶) مصروفیت

میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے

آئے تو جس دن بٹالہ میں پیشی تھی اس سے قبل رات عشاء کی نماز کے بعد حضور جواب دعویٰ لکھنے بیٹھے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں حضور کے مسودہ کو خوشخط لکھتا جاؤں۔ اندر کے صحن میں حضور بیٹھ گئے لالٹین اور بتیاں روشن کی گئیں ..... حضرت صاحب مسودہ لکھتے رہے اور میں نقل کرتا رہا۔ اسی حالت میں ساری رات گزر گئی اور صبح کی اذان ہوگئی اس وقت اچانک حضرت صاحب کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بیہوش ہو گئے۔ لوگ باہر سے بلائے گئے بہت دیر تک بدن کو دبانے اور ملنے کے بعد ہوش میں آئے۔

(منظور وصال از مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۵۲) خرابی صحت

عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بے کار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲ منقول از آئینہ احمدیت صفحہ ۱۸۶ مولفہ دوست محمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۳) سخت بیمار (ج)

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم صاحب درد قادیانی) ایم۔ اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی۔ اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا۔ اور نبض بھی بند ہو گئی مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لاکر میرے اوپر اور نیچے رکھو چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت امرزا

(۴۹) روٹی کے ٹکڑے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے۔ اور جب آپ اُٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کیوں کیا کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۵۰) دوران سر

پان عمدہ بنگلہ (عصہ) اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں قیمت یہاں سے دی جاوے گی مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دیکر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو جھکیر آتا ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۵۱) دماغی بیہوشی

پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے جب کہ عیسائی دشمنوں نے حضور پر مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور مسلمان مولوی صاحبان عیسائیوں کی تائید میں گواہیاں دینے کے لئے

فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیر جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے...... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے، سالن ہو یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی......... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرینی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے جب ضعف معلوم ہوتا جن دنوں میں تصنیف کا کام ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں معمولی کھانا ہی کھاتے تھے... دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیاء بلکہ بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمولی مقدار میں۔ بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کئے ہیں مگر ان بیوقوفوں کو یہ خبر نہیں کہ ایک شخص جو عمر میں بوڑھا ہے اور اسے کئی امراض لگے ہوئے ہیں اور باوجود ان کے وہ تمام جہاں سے مصروف بیکار ہے........ وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف بطور قوت لا یموت اور سد رمق کے طور پر استعمال کرتا ہے تو کون عقل کا اندھا ایسا ہوگا کہ اس خوراک کو لذائذ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تعبیر کرے خدا تعالیٰ ہر مومن کو بدظنی سے بچائے۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفے کے لایا بھی کرتے تھے گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنترہ، سیب، سروے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمنڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرت سر، لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے، بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پرچول

صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مرض تو قولنج زحیری کا تھا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
"ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا۔ اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے"۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۴)

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہوگئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہوگیا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۰ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۴) مرغوبات (م)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا) صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنویں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کے تازہ ٹھنڈا یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔۔۔۔۔۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔۔۔۔۔۔ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال۔ سبزی۔ ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۶۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اس لئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر، فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کے لئے

میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جز و تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصے میں۔ اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اوپر کے حصے میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ یہ دونوں مرضیں اسی زمانے سے ہیں جس زمانے سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے شامل کی گئیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۰۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۷) روغن بادام

ایسی حالت میں روغن بادام سر اور بیرون ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے اس لیے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خالص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہوا اور کہنہ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو تو ایک بوتل خرید کر بھیج دیویں، پانچ روپیہ قیمت اس کی ارسال ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی
مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

بادام روغن میری بیماری کے لئے خریدا جائے گا۔ نیا اور تازہ ہو۔ اور عمدہ ہو۔ یہ آپ کا خاص ذمہ ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔ لوگوں کی نذرانہ کے طور پر آوردہ مٹھائیوں میں سے بھی کھا لیتے تھے اور خود بھی روپے دو روپے کی مٹھائی منگوا کر کھا کرتے تھے یہ مٹھائی بچوں کے لئے ہوتی تھی۔

بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۳۲ تا ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۵) شکار کی ضرورت

عام طور پر آپ کو شکار سے شوق اور دلچسپی نہ تھی، ہاں طیور کے گوشت کو پسند فرماتے تھے اور دراصل حضرت صاحبزادگان میں شکار کا شوق بھی حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے آیا جو حضرت والد صاحب قبلہ کی خوشنودی اور دعا کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غذا بالکل کم ہو گئی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ پرند کا شوربا آپ پسند کرتے تھے اس لئے عام طور پر خدام کوشش کرتے تھے کہ کوئی پرند کا شکار کر کے لائیں، اسی سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی سعی کرتے تھے۔

(حیات النبی جلد اوّل نمبر دوم ص۱۳۹ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵۶) درستی صحت

مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہو گئی تھی، یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی، اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا تردّ الیک انوار الشباب یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھ محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ

کام کی محنت سر پر ہے اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمادیں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں بشرطیکہ وہ بازاری نہو کیوں کہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اگرچہ مشک دو ماشے یا تین ماشے ہو وہ بالفعل کفایت کرے گا مگر عمدہ ہو اگر صلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جائے تو نہایت خوب ہے مگر جلد ہو۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۴ اگست ۱۸۹۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۱۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا مگر اب تک کلی اطمینان نہیں کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔

ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر رہ گئی اور گرنے سبب۔ سے خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی ضایع ہوگئی اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی یہ مشک بہت عمدہ تھی اُس دکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائیں کہ دورۂ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۲۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی عنبر اور

(۵۸) مشک (م)

آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہوں اور تازہ و خوشبودار ہو بذریعہ ویلوپے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیوں کہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔

(خطوط امام بنام غلام صفحہ ۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرما دیں (ص۳ و ۴)

آپ بیشک ایک تولہ مشک بقیمت (صہ) روپیہ خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں ضرور بھیج دیں (ص۵)

پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہیئے خوشبودار ہو ضرور ویلو کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں مگر مشک اعلیٰ درجے کی ہو چھیچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو (ص۶)

(خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے مجھ کو آں مکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا اب میں نے کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی۔ مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں خاص کر مشک، یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت

اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے بہت ضعیف ہو گیا ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰ جون ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۹۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۰) مفرح عنبری

یاقوت، مروارید، مرجان، یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری بڑی محنت سے تیار ہو گیا ہے قیمت ایک ڈبیہ (صہ)

(اشتہار مندرجہ سرورق ص خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

میں (حکیم محمد حسین صاحب) اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لیئے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔

(خطوط امام بنام غلام ص مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین صاحب قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۶۱) افیون (م)

مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ

بشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے بشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت نہ تھی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۳۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۹) عنبر

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا اب بفضلہ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے دورہ مرض سے امن ہے۔ حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو۔ آمین ثم آمین (المکتوب نمبر ۶۲)

عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامنگیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے (مکتوب نمبر ۶۵)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص۲۶-۲۷ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا

پڑھانا گیا تھا غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کو کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء)

مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ منہاج الطالبین ص مصنفہ میاں صاحب)

۲۸ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ۔۔۔۔۔۔۔

خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہے ہیں سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک تی سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نوشتہ عبدالرحیم درد صاحب قادیانی
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء نمبر ۲ جلد ۱۷)

(۶۲) سنکھیا

جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء
از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابطیس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔

(نسیم دعوت صفحہ ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا، نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی۔ اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شایع کرتے ہیں بعض لوگ کہتے مولوی نورالدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعوی نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھا رہتا تھا کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے

ہے بعض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا ضعف بھی پڑ جاتا تھا۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔
(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی فریق لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء
و مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(۶۵) مجاہدات

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔
یہ بات مسلّم اور واضح ہے کہ راست باز انسان کے لئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔ الکرامات ثمرۃ مجاہدات
علالت طبع بہت حرج انداز ہے اگر بہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے۔ مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجے کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔
خاکسار غلام احمد ۱۳ مارچ ۱۸۹۱ء
(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۱۱۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۶) توجہات (۷۰)

مخدومی مکرمی اخویم (مولوی نورالدین صاحب)
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ دو روز سے میں نے اس شخص کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یک دفعہ سخت علیل ہو گئے یعنی تیز تپ ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں۔ بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں..... والسلام خاکسار غلام احمد
(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۶۳) ٹانک وائن

مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام صفحہ ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا۔
"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت صہ ہے (۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)"

(سودائے مرزا صفحہ ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

(۶۴) ٹانک وائن کا فتویٰ

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا چہ جائے کہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہوا اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا

پر ہاتھ اٹھایا مگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انہیں روک دیا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۶ جلد ۱۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک لکھنؤ کا آدمی آیا آپ نے قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا۔ اچھے مسیح موعود بنے ہو کہ ق اور ک میں بھی فرق نہیں جانتے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۶۹) نماز

اب پنجاب میں حاجی ریاض الدین احمد صاحب نقشبندی دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت و اخلاق سے ملے اپنے کانگریس کمیشن کے رکن اعظم حکیم نورالدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ حکیم نورالدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران: کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔

(رسالہ دلگداز لکھنؤ مارچ ۱۹۱۶ء)

بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اگر کسی بیماری کے غلبے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق دوران سر اور بہ اطراف کا مرض تھا اور یہ وہ

یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا بھارا موجب یہی توجہ باطنی تھی.......

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ فروری ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہوگئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے۔ آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لئے مجھے نہیں ملا صحت کا منتظر ہوں.......... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۰ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۶۷) الہامی خاندان

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا، ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں لیکن اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیوں کہ خاندانوں کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔

(اربعین نمبر۲ صفحہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۸) پنجابی حلق (۶۰)

بے شک یہ درست ہے کہ پنجابی حلق ہر ایک لفظ کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ تو قرآن کا صحیح تلفظ عربی لہجہ میں ادا نہیں کر سکتا ہے ایسا شخص کہاں مسیح ہو سکتا ہے اس کی یہ بات سن کر سید عبد اللطیف صاحب شہید نے اس

(۲۷) مرزا صاحب کی وفات

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا صاحب قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی۔ اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آجایا کرتی تھی اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے۔ تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت ازحد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا .... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی۔ اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ ۱۰½ بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

زرد چادریں تھیں جو روز ازل سے خدا نے اپنے مسیحا کے لیے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۷۰) زنانی نماز (ج)

حضور (مرزا صاحب) کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد نہ جا سکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز با جماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحب (مرزا صاحب کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں بلکہ حضرت (مرزا) صاحب کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں

(تحریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء)

(۷۱) اسٹیشن کی سیر

بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں حضرت نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے؟

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۶۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

باوجود اس کے کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر وحیوں سے ملتی رہی مگر پھر بھی جب حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ اللہ فی علل الانبیا حضرت احمد علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حسب وعدہ الٰہی متوفی ہوکر حیوٰۃ طیبہ سے رفیع المرتبت ہونے کا وقت آیا تو بالکل اچانک ہی آگیا جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔ اس کام میں وہ برابر آخیر وقت تک نہایت متعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیاری (دست اور قے) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً (۱۲) گھنٹہ کی بیاری کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۲۴۱ نمبر ۹ جلد ۱۳)

(۷۴) مرض الموت (ج)

خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشا کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے میں اپنے بستر پر جاکر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا۔ یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے۔ اور ادھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیوں کہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۹ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۷۵) وقت آخر (ج)

خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ

(۳۷) ایک سخت بیماری (ج)

اگر آپ احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی ڈائری کو (اخبار) بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے، آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے۔ جس کا نام پیغام صلح ہے۔ اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جاوے۔ اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست اور قے میں۔ للمؤلف) مبتلا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۳۲۳ نمبر ۹ جلد ۱۳)

بمقام لاہور آپ کا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا) قیام قریباً ایک ماہ تک رہا۔ اور اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمائیں۔ ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں۔ اور روزمرہ نمازوں میں شامل ہوتے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے جس روز حضور کا واقعۂ وصال ہوا۔ اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام پیغام صلح رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جاوے جب وہ یہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لئے تشریف لے گئے مگر واپسی پر ان کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ بیمار ہو گئے (یعنی دست اور قے کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ للمؤلف) اور دوسرے دن قریباً ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بقاء ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۳۴۱ نمبر ۹ جلد ۱۳)

فصل دوسری

نبوت کی تمہید

(۱) نبی رسول

انبیاء اس لیے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم ص۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) ختم نبوت پر ایمان واصرار

کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے

والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے" تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ "ہاں"۔

(سیرۃ المہدی حصہ ۱ صفحہ ۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۷۶) عبرت

مرزا صاحب اپنی اکثر تحریرات میں ہیضے اور طاعون کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے ہیں جو بطور عذاب نازل ہوتا ہے چنانچہ ایک ہی سال قبل اپریل ۱۹۰۷ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابل مرزا صاحب نے جو آخری فیصلے کا اعلان کیا۔ اور جو اس کتاب کی فصل سیزدہم میں درج ہے۔ اس میں بھی یہی دعا کی ہے کہ جو کاذب ہو اس پر ہیضے یا طاعون کی شکل میں موت نازل ہو۔ انتقال کے وقت خود مرزا صاحب کو دست اور قے کی عجیب بیماری ہوئی۔ حکیم اور ڈاکٹر موجود تھے۔ علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر بارہ گھنٹہ میں خاتمہ ہو گیا۔ مقام عبرت ہے۔ (للمولف)

کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی

(ازالہ اوہام ص۵۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی۔

(ایام صلح ص۱۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا۔ اور نہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانے پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے

اور یہ صحیح نہیں جیساکہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلعم کے بعد نبی کیوں کر آسکتا ہے درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا

(حمامۃ البشریٰ ص۳۴ مصنفہ مرزا غلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔

(کتاب البریہ ص۱۸۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیۃ خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بہ حیثیت رسالت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔

(ازالہ اوہام ص۵۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیوں کہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

(ازالہ اوہام ص۷۶۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے

رسول اور نبی ہوں۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب والحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعوی کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔ (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

(آسمانی فیصلہ ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۲)

ختم نبوت ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں کیوں کہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مومنین صالحین کا اتفاق ہو چکا ہے مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجراء نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس فرقہ کو محمودیہ کہا جاسکتا ہے کیوں کہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔

(ختم نبوت اور اسلام مضمون مندرجہ پیغام صلح
اخبار قادیانی جماعت لاہور مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء)

قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر دار رہیں خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے بس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ۹۹ طبع اول ۶۲ طبع دوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے ..... اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲)

ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے ......

اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۴۴)

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں "ولکل ان یصطلح" سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔

(سراج منیر ص۲ و ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ اُن میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے ..... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۹ جلد ۳ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء منقول از رسالہ مسیح موعود و ختم نبوت ص۴ مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴) محدثیت سے نبوت تک ترقی

ہمارے سید و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آں حضرت صلعم کوئی نبی

(۳) ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایۂ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آں جناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے .... غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۳۰۲)

اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیوں کہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔

(مواہب الرحمٰن ص۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیے جاتے ہیں

(جنگ مقدس ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اول اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزے کا لفظ اسی محل پر بولا کرتے ہیں جب کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو۔ لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزے کا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۳ جلد ۵ منقول از قمر الہدیٰ ص۵ مؤلفہ قمر الدین صاحب جہلمی قادیانی)

اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ محدث کا وجود انبیا اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔

(ازالہ اوہام ص۵۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

(توضیح مرام ص۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حد سے خروج ہے۔ اے نادانو۔ میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸

مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نہیں آسکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔

(شہادت القرآن ص۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳ ترجمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی .... میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔

(حمامۃ البشریٰ ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں۔ اور نہ اس کی کوئی اصل ہے .... ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ۔ بالفعل نہیں۔ تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا۔

(حمامۃ البشریٰ ص۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص۴۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدثیت .... کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا۔

(ازالہ اوہام ص۴۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے

(۷) راضی نامہ (ج)

جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوائے نبوت مندرجہ کتب مرزا صاحب کے ہو رہا تھا۔ آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا۔ اثنائے تحریر میں مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے پر جلسہ عام میں فیصلہ ہو گیا۔ جو عبارت درج ذیل ہے۔ المرقوم ۳ر فروری ۱۸۹۲ء

العبد	العبد	العبد	العبد
برکت علی کیپلن چیف کورٹ پنجاب	محی الدین المعروف صوفی	خاکسار رحیم بخش	فضل دین
العبد	العبد	العبد	العبد
رحیم اللہ	ابو یوسف محمد مبارک علی	حبیب اللہ	دستخط بخط گورمکھی

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین۔ اما بعد تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالۂ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیوں کہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔

جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آں حضرت

(۵) استعارہ اور مجاز (ج)

ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدائے تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۱۰۳ مرزا صاحب کا مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحب)

(۶) نبوت سے معذرت

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیا کے بعد نبی کیسا۔؟

(انجام آتھم حاشیہ ص۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) مثیل مسیح بننے پر قناعت (م)

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بہ شدّت مناسبت و مشابہت ہے۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل ص۱۵ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔

(براہین احمدیہ ص۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد۱ ص۱۷۱ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں ہے جو آج میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ میں کئی مقامات پر بہ تصریح درج کر دیا تھا جس کے شایع کرنے پر سات سال سے کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا

صلے اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں ..... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مولف رسالہ توضیح مرام

(اعلان مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹۵ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۸) کئی مہدی (ج)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں

(مکالمہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۸ فروری ۱۹۲۴ء نمبر ۶ جلد ۱۱)

(۹) مسیح موعود کی اہمیت (م)

اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔

(ازالہ اوہام طبع اول ص۱۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیئے۔ کیوں کہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔

(توضیح المرام ص۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) ذریت کی بشارت

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔کیوں کہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہو گی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔فرزند دلبند گرامی وارجمند۔مظہر الحق والعلا۔کان اللہ نزل من السماء،

(ازالۃ الاوہام ص۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) دمشق تا قادیان

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارۂ سفید مشرقی کے پاس اتریں گے یہ لفظ ابتدا سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے۔ . . . . بس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔اور خدا تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا۔ اور چوں کہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہئے۔اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔

غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے . . . خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان

کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شایع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کو خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔

(ازالۂ اوہام ص۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے ..... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول المحقہ جلد ۲ ص۱۶۲)

میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط بنام مولوی عبدالجبار صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول المحقہ جلد دوم ص۱۵۹)

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانے کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے ...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیوں کہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔

(ازالۂ اوہام ص۱۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر ..... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔

(کشتی نوح ص۴۶،۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) مشابہت

ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے کیوں کہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک ، اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں ۔ اور حضرت عیسیٰ کے لئے خدا نے جو پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اس میں بھید تھا کہ خدا تعالے بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیال کوٹ ص۳۱)

چودھویں خصوصیت بروز مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل

بہ وجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں .... سو خدا تعالیٰ نے اس عام قاعدے کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخرج منه الیزیدیون۔ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔

اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام ص۶۳ تا ص۷۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) بھید کھل گیا

مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔

(کشتی نوح ص۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے۔ اور آنے والا یہی ہے۔ اور شک محض نافہمی سے ہے۔

(کشتی نوح ص۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے

خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا اگر اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدائے تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح اوائل میں میرا عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہیں سے نہ تھا۔ مگر بااین ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور سب سے آخر ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا.......

پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کرسکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربع میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۵۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) مسیحیت کے پردہ میں نبوّت

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۸ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

(تحفۂ گولڑویہ ص۱۹۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو امتی نہیں۔ یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا ...... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر (ترجمہ)

(مواہب الرحمن ص۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔

(چشمۂ معرفت ضمیمہ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے اس زمانے میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجے کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لیے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ... کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی

فصل تیسری

نبوت کی تحصیل

(۱) ختم نبوت کی تاویل۔ اپنی نبوت کی تشکیل

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے۔ تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا ہے بلکہ نبی بھی اور امتی بھی مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔

(ضمیمہ مسیحی ص۱۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص۵۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ختمیت کا اہل یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں یا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر جلد ۱۲ ص۲ ماہ اگست ۱۹۱۷ء عیسوی)

(۲) مہر کا فلسفہ (ج)

جس کامل انسان پر قرآن شریعت نازل ہوا...... اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا، بلکہ اس معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا...... اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کیلئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا (گویا مرزا صاحب نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت وہمدردی بھی ناقص قرار پاتی ہے۔ (للمؤلف)

(حقیقۃ الوحی ص۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آں حضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔

(الملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۹۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

طرزِ کلام کے مطابق دوسرے الفاظ میں خاتم النبیین کے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ کی نسبت بڑے درجے پر دلالت کرنے والے ہونے چاہییں۔ اور وہ یہی معنے ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کا معیار صرف آپ کے نقش قدم پر چلنا ہو گا، اور آپ کی شریعت کو قائم کرنا ہو گا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۵ جلد ۱۴)

پس یقیناً ہمارے مخالف مولوی صاحبان نے خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں سخت

جو پہلے سے امتی ہے پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہو سکتے تھے لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے .... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانے میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے جیسے آنحضرت صلعم اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔ میرا پیارا اور میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء)

محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کما حقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو۔ سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا

(۳) نبی بننے کی ترکیب

میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجے کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہدا میں اور شہدا سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے وہ آخر جب اس درجے سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سر الٰہی (نبی) بن جاتا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۵۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پہلے نبیوں کی امت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رک جاتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر نظر فرماتا تھا اور جن کو اس قابل پاتا کہ وہ نبی بن سکیں ان کو اپنے فضل سے بڑھاتا۔ اور براہ راست نبی بنا دیتا تھا۔

لیکن ہمارے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام بلند پر کھڑا کیا اور آپ نے استادی کا ایسا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں پاس کرا سکتے ہیں ..... ان کے (یعنی گزشتہ انبیاء کے) مدرسہ کا آخری امتحان نبوت نہ تھا بلکہ ولایت تھا۔ پھر نبوت بلا واسطہ موہبت سے ملتی تھی۔ لیکن ہمارے آں حضرت کو ایسا درجۂ استادی ملا کہ آپ کے مدرسے کو کالج تک بڑھا دیا گیا اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی بن سکتا ہے۔

(القول الفصل ص۱۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ آں حضرت صلعم اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے اور خدا تعالیٰ نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی۔ کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیغامی (فریق لاہوری) یہی کہہ کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اسی لئے رسول کریم کے بعد امت محمدیہ میں نبی نہیں آسکتا ....

(لیکن) اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر

غلطی کی ہے ۔ آپ خاتم النبیین ہیں مگر ان معنوں میں کہ آپ کا وجود باجود مہر نبیوں کی ہے جو شخص آپ کے قولی اور فعلی نمونے کو کامل طور پر اپنے اندر پیدا کرے گا اور اتباع اور اطاعت میں ایسا صراط مستقیم پر چلے گا کہ ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہو گا ایسے شخص کی نبوت پر آپ کا وجود باجود ایک مہر ہے کیوں سرکاری مہروں کے لئے ضروری ہے کہ کاغذات بھی ہوں ورنہ مہروں کا بنانا ہی لغو ٹھہرے گا پس جس صورت میں خدائے تعالیٰ نے آں حضرت کو نبیوں کی مہر قرار دیا ہے تو ضرور ہے کہ اس رتبہ میں نبی بھی ہوں جو آپ کی اتباع اور آپ کی تصدیق سے نبوت کا درجہ حاصل کریں جیسا کہ محاورہ ہے ہم بولتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کہہ کر اپنے اس قول پر مہر لگا دی ہے یعنی اپنے منہ سے اس کی تصدیق کر دی ہے ۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۶۹ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۱۵ء)

کہا گیا ہے کہ مبایعین (قادیانی صاحبان) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے لیکن مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور باوجود اس کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا اگر آپ کی امت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ خاتم النبیین بھی نہیں ہیں ۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

الحکم مورخہ ۷ فروری ۱۹۰۵ء میں حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کے قلم مبارک سے ایک سائل کے جوابات شایع ہوئے ہیں ۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا صریح ثبوت موجود ہے ۔ وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے ۔

سوال خاتم النبیین رسول تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح درست ہو سکتا ہے ۔

جواب خاتم مہر کو کہتے ہیں ۔ جب نبی کریم مہر ہوئے ۔ اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہو گا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی ۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۹۱ جلد ۹)

اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ کو آپ کی امت سے اٹھا دیا تا آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جائے اور تا پہلے سلسلے سے اس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانے میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا۔ اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ اور موسوی سلسلے کی مماثلت بھی قائم رکھی۔ اور عظمت نبوت آنحضرت بھی قائم رکھی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بجواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان، ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء
منقول از رسالہ ختم نبوت صفحہ از فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی)

(۶) نبوت کی دعا (ج)

افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو دعا سکھاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اس کو کچھ حصہ نہیں تو پھر یہ دعا کیوں سکھائی گئی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعے سے مل سکتا ہے اور گویا کہ ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعے سے طلب کرتا ہے یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جد و جہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جد و جہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اول میں سے ہے.....

اس میں کوئی خوبی بھی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے، ہاں خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے۔ پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ڈائری مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۰ نمبرہ مؤرخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۴) نبوت کا کمال

اور اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے عز و جل نے اس بندہ (یعنی مرزا صاحب) کا نام اسی لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال ثابت ہو کیوں کہ نبی کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے اور کسی فرد پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے اور یہ جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہو سکتا۔

(ترجمہ الاستفتا عربی ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) ختم نبوت کی ہتک

تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا۔ اور اس کے بعد اب مدت دراز کے گزرنے سے لوگوں کے چوں کہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے تھے کہ آں حضرت ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جائے تو اس سے آں حضرت کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا۔ اس لئے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لیے ظاہراً بھی بول دیا ...... آپ کے جانشینوں اور آپ کی امت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ ہونے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ اول عظمت آنحضرت دوم عظمت اسلام سو آں حضرت کی عظمت کی پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر تیرہ سو برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تاکہ آپ کی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو۔ کیوں کہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی امت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا جیسے حضرت موسیٰ کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی۔ اور کوئی عظمت نہ تھی سو خدا نے ایسا کیا کہ

کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی۔ جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور و مہجور ہوتی بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ملنا محال و ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے...........

...... یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں جان بھی فدا کرے اُس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بے زار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہو گا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہو گی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ جو کہا کہ کنتم خیر امۃ یہ جھوٹ تھا نعوذ باللہ اگر یہ معنی کئے جائیں کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر خیر الامۃ کے بجائے شر الامم ہوئی......اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی

پس مقام نبوت کے لئے دُعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔

(مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کی تفسیر القرآن، تشریح آیت اہدنا الصراط المستقیم اخبار الفضل قادیان نمبر ۴۲ جلد ۱۳ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء عیسوی)

(۷) ختم نبوت پر الزام - عبرت کا مقام (م)

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہونا چاہیے۔ اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں .... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔

حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

بس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اس نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی وقیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے۔ اور اگر

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہوسکے باطل کردوں کہ اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے ..... کہ یہ مان لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا فیضان ناقص اور آپ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پاسکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہوگیا جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ (رسول اللہ صلعم) نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی مردود ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۸۴، مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ہم کہتے ہیں کہ ساری امت صحابہ سے لے کر مسیح موعود تک (بقول میاں صاحب کے مرزا صاحب کو الگ کرلو پھر باقی تیرہ صدیوں کے) کل صلحاء مع صحابہ کبار کل ائمہ محدثین یہ سب آں حضرت صلعم کو دنیا کے لئے لعنت خیال کرتے تھے اور کیا واقعی یہ لوگ نعوذ باللہ من ذلک لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وہ جس کو کہا گیا لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ اپنے دلوں میں کیا یہ نہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر سمجھتے تھے تو میاں صاحب کی کسوٹی پر وہ کیا ہوئے۔ اور پھر وہ جس نے خود یہ لفظ کہے وہ میاں صاحب کے نزدیک کیا ہوا۔ افسوس کہ دین کو بچوں کا کھیل بنا لیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ آں حضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا کسی نے نہیں مانا۔ ....

اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کا

قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے بلکہ ان کے بعد ان کی امت میں سے سیکڑوں نبی آئے مگر آپ کی امت سے خدا کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک سے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا۔ کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بہ جواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء

منقول از رسالہ ختم نبوت مؤلفہ فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی)

حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا۔ ثابت کرتا ہے کہ آپ کو واقع میں نبی بنا دیا گیا۔ ورنہ کسی اور معنی کی رو سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت نہیں ہوتا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۲۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس کے تمام افراد اس مرتبۂ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی

(الوصیۃ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ ان کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا۔

پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا ظل ہو۔

(کشتی نوح ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آگئی پس جب کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ کا جو انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا تھا وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ہو۔

پس درود میں یہ دعا کی باتی ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم کی امت کو دیا گیا اس سے بڑھ کر ہمیں دے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ان ان میں یہ بھی فرق ہو گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں۔

(درود شریف کی تفسیر از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۹) صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکا مت دو اور خدا کی کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے جس کے بارے میں سورۂ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم بس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیوں کر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۲)

قرآن کریم نبوت کو رحمت بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ اے قوم اللہ تعالےٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیں اور وہ یہ ہیں کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں دنیوی سلطنت بھی عطا کی۔

پس نبوت جب کہ رحمت الٰہی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت میں تبدیلی نہیں کیا کرتا تو عقلاً اور نقلاً کسی شخص کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت رسول کریمؐ

نام پانے کے لئے صرف مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت جاتی رہی۔ ایسا ہی میاں صاحب آیۃ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں جیسا کہ انہوں نے صفحہ ۲۲۱ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اور اگر آپ سے بھی پہلے کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی اخرین منھم کے ماتحت اصحاب رسول اللہ بن جائے گی لیکن چونکہ آپ نے اس میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں تو اس صورت میں آخری رسول مسیح موعود ہوئے اور اس امت میں پھر سلسلۂ رسالت ختم ہوا۔

کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ من ذالک میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لئے عذاب ہوئے یا نہیں۔ اور آں حضرت صلعم کا اس سے کیا بچاؤ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آگیا جو اس زمانے میں جو قیامت تک ممتد ہے نہ آنے کے برابر ہے۔ اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں وہ اسی اعتراض کے ماتحت نہیں جس کے ماتحت آں حضرت صلعم آخری نبی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ کیا قرآن دنیا کے لیے عذاب ہے جو اس کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(النبوۃ فی الاسلام مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری ۲۰۵ لغایتہ ۲۰۸ حاشیہ)

(۸) مسلمانوں کو دھوکا

میرے نزدیک درود کے ذریعے دعا سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا لگنے والا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا حضرت ابراہیم کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے یہ دھوکا کھانا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی گئی ہے اور اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی تھی۔ اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا اس سے بڑھ کر رسول کریم

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۲۸ و ۲۲۹ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۰) آئندہ نبی (ج)

اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے......... اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا۔ بس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔ کیوں کہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۳۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آسکتا ہے۔ اگر کوئی اور نبی بنا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آسکتا ہے۔ آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جب وہ نبی آئے گا اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۵ جلد ۱۴)

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آخری زمانے کا نبی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو یہ کہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا بس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۳۰ جلد ۲۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۳ء)

کئی جاہل لوگ (قادیانی صاحبان) جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں السلام یا نبی اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

افسوس ہے کہ غیر احمدی علماء جن غلطیوں میں پڑ گئے ان میں سے ایک اہم ترین غلطی یہ ہے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت خدا تعالیٰ نے بند کر دیا۔ اور اب خواہ کتنی ہی ضرورت داعی ہو کوئی نبی اس کی طرف سے مبعوث نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین سمجھتے ہوئے کیوں اس افسوسناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ رمئی ۱۹۳۴ء)

بہر حال یہ خیال کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت بند ہو چکا۔ بالکل باطل اور لغو خیال ہے۔ قرآن اور احادیث اور امت محمدیہ کے بہترین افراد اس عقیدے کی لغویت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور در حقیقت امت محمدیہ کی شان بھی اسی میں ہے کہ اس میں جہاں صلحاء، اولیاء، شہداء اور اصفیاء پیدا ہوں وہاں ایسے بھی انسان ہوں جو خدا سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر کے نبی بن جائیں۔ تا امت محمدیہ حقیقی معنوں میں خیر الامم کہلا سکے۔

تعجب ہے ہمارے مخالف کہنے کو تو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں اور یہ کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر عقیدہ وہ رکھتے ہیں جس کے ماتحت نہ صرف امت محمدیہ خیر الامم نہیں کہلا سکتی بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی حرف آتا ہے اگر امت موسویہ میں باوجود کم تر درجہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کے انبیاء آسکتے ہیں تو کیوں امت محمدیہ میں ضرورت کے وقت نبی نہیں آسکتے۔ حق یہی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور امت محمدیہ کی فوقیت اسی میں ہے کہ ضرورت کے وقت امت محمدیہ میں نبی پیدا ہوں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو کر بنی اسرائیل کے نبیوں سے بڑھ کر ہوں تا معلوم ہو کہ جس کے خادم ایسے ہیں ان کا آقا کس شان کا مالک ہے۔ (اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ جلد ۱۹ مورخہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۳۱ء)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا بھی سلسلہ جاری ہے.... نہیں یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آں حضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے....اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے،

تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔ اگر یہ مانیں کہ کفر تو دنیا میں موجود ہو گا لیکن ہدایت کا سامان نہ ہو گا تو پھر یہ جائے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا احسان ماننے کے آپ کی طرف ظلم منسوب ہو گا کہ آپ نے ہدایت کا راستہ بند کر دیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں انکی رحمت تمام زمانوں اور تمام قوموں پر وسیع ہے لیکن اگر یہ مانا جائے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس صورت میں رحمۃ للعالمین نہیں ٹھہریں گے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۷ء نمبر ۶۸ جلد ۱۴)

خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (محمود احمد) صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہوں گے تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے۔ آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔ وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کردے گا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آسکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزار ہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔

(رد تکفیر اہل قبلہ ص۳۴ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

یاد رکھو جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے علاوہ ہو کر بھی ہم کچھ کرسکتے ہیں وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہو گا۔ اسی لمحہ سے نئے نبی کی ضرورت محسوس ہو گی جو آکر نئی جماعت بنائے گا اور تم برباد کئے جاؤ گے۔ وہی بات سچ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کہی اور جو آپ کے خلاف کوئی دوسرا کہے وہ غلط ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

میں انہیں سمجھاتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ میں نبی نہیں۔ میں تو نبی کا نائب ہوں۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۳ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۲۹ء)

(۱۱) ہزاروں نبی (ج)

انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے ..... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالےٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔

(انوار خلافت ص۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔

(انوار خلافت ص۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۱۲ر مئی ۱۹۲۵ء)

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا ضرورت ہے کیوں کہ آپ کے بعد کوئی نبی تو آنا نہیں۔ مگر اس کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نبی ضرور آئیں گے نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں اوّل اس لئے کہ مسلمان معصوم نہیں ہوگئے کہ ان سے غلطیاں اور بداعتقادیاں اور بدعملیاں ظاہر ہونا ناممکن ہیں۔ جب یہ ناممکن نہیں تو نبیوں کا آنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ اگر مصلحین کی ضرورت نہ تھی تو مجددین کی کیوں پیش گوئی فرمائی گئی۔

(تقریر حافظ روشن علی صاحب جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۲۳ء)

سوال: ۔ کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے؟

جواب: ۔ ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے

ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔
(چشمہ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔
(دافع البلاء ص۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے۔ ان کے اس سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں ...... جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے۔ وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔
(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۰۸ء)
(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۵ء)

۲۶ر فروری ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود نے فرمایا اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس امت میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیا کا ذکر نہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کثرت سے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی مثیل موسیٰ یعنی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں۔
(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۱۰ منقول از منظور الٰہی ص۲۳۱ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۲) نبوت کا ایقان و اعلان (م)

جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور)

چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیوں کر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشین گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خداتعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خداتعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت

خلاصہ کلام یہ کہ مجازی نبی کے لفظ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے۔ اور خود ہی اس کے معنی بتا دیے ہیں۔ وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی اور اس اصطلاح کی رو سے آپ کے مجازی نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ براہ راست نبی بنے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس علی وجہ الحقیقت نبوت کا مدعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وہ شخص ہے جو براہ راست نبی ہونے کا مدعی ہو اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کوئی الگ دین بنائے اور اس کے مقابلہ میں جو نبوت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت کی برکت سے حاصل ہو وہ علی طریق المجاز ہوگی پس طریق المجاز اور وجہ الحقیقت ہونا صرف طریق حصول نبوت کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ جس شخص کو علی طریق المجاز یعنی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے نبوت ملے گی وہ نبی نہیں ہوگا۔

(منکرین خلافت کا انجام ص۱۵ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۱۴) گھٹیا قسم کی نبوت (ج)

یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض نفس کا ایک دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا ہے یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے۔ کیوں کہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آں حضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی ص۲ مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۹ راپریل ۱۹۰۸ء)

(۷) اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

غور کا مقام ہے کہ ہم موسیٰ کو تو صرف اس لیے نبی کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس کو نبی کہا ہے عیسیٰ کو نبی اللہ صرف اس لئے جانیں کہ قرآن کریم میں اس کی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر جب مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا سوال آوے تو ہم اس اصول کو چھوڑ کر لفظی تاویلات میں پڑ جاویں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی نبوت کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے کلام نے ان کو بطور نبی کے پیش کیا ہے۔ پس جب اسی خدا کے کلام (یعنی مرزا صاحب کی وحی) میں مسیح موعود کو کئی دفعہ نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو ہم کون ہیں کہ اس کی نبوت کا انکار کریں۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۱۴ نمبر۳ جلد۱۴)

اگر کوئی شخص خالی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو .... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیوں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آں حضرت صلعم نبی رکھیں۔ کرشن نبی رکھے۔ زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں۔ لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۱۳) حصول نبوت کے دو طریق (ج)

میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے پہلے انبیاء نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔

(القول الفصل ص۱۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

شیر کے نام سے نہ پکاریں۔ ظاہر ہے کہ شیر کا زرد ہونا اسے شیر ہونے کی حیثیت سے نیچے نہیں گرا دیتا۔ اسی طرح مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا ظلی نبی ہونا مسیح موعود سے نبوت کو نہیں چھین لیتا بلکہ صرف نبوت کی قسم ظاہر کرتا ہے اور اگر ایک چیز کی قسم بتانے سے اس چیز کی ہستی باطل ہو جاتی ہے تو نعوذ باللہ نبی کریم کی نبوت بھی باطل ٹھہرتی ہے کیونکہ آپ کی نبوت بھی تشریعی نبوت تھی جو نبوت کی ایک قسم ہے۔ پس یہ ایک بچوں کا سا خیال ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ میں حقیقی اور مستقل نبی تو شامل ہیں مگر ظلی نبی نہیں کیوں کہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی قسمیں ہیں اسی طرح ظلی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے اور جو حقیقی اور مستقل نبیوں کو حقوق حاصل ہیں وہی ظلی نبی کو بھی حاصل ہیں کیوں کہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں ....

اس جگہ میں یہ بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں جہاں کہیں بھی حقیقی نبوت کا ذکر ہے وہاں اس سے مراد ایسی نبوت ہے۔

جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت ہو ورنہ حقیقی کے لغوی معنی کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت حقیقی ہی ہوتی ہے جعلی یا فرضی نہیں۔ اور مسیح موعود بھی حقیقی نبی تھا۔ اور جہاں کہیں بھی مستقل نبوت کا ذکر ہے وہاں ایسی نبوت مراد ہے جو کسی کو بلا واسطہ بغیر اتباع کسی سابقہ نبی کے ملی ہو ورنہ مستقل کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت مستقل ہوتی ہے۔ عارضی نہیں۔ اور مسیح موعود بھی مستقل نبی تھا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۸ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۷) ظلم عظیم (ج)

اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں (یعنی مرزا صاحب کی وحی میں۔ للمؤلف) مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا۔ "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا"۔ یا جس طرح فرمایا "یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر"۔ یا جس طرح فرمایا "انی مع الرسول اقوم"۔ اور مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعوی رسالت و نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ

(۱۵) جواب اعتراض

اگر کوئی نادان کہے کہ وہ (مرزا صاحب) تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے۔ خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے مجدد ہی لکھا ہے دیکھو لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۶ مورخہ ۲۶ ر جنوری ۱۹۱۵ء)

پھر حضرت مسیح موعود نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی بروزی نبی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا "چوں کہ تکمیل ہدایت کے لئے آں حضرت صلعم نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا ایک بروز موسوی دوسرے بروز عیسوی"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵)

اب کیا حضرت نبی کریم بروز موسوی اور عیسوی ہونے کی وجہ سے معاذ اللہ نبی نہ تھے پس حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ آں حضرت صلعم بھی خود بروزی نبی تھے۔ یشوعا بھی خود بروزی نبی تھا حضرت یحییٰ بھی مجازی اور بروزی نبی تھے۔ کیا تمہارے لئے حجت ہے یا نہیں؟ اور اگر ان نبیوں کو بوجہ بروزی ہونے کے تم لوگ واقعی نبی مانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جس کے نبی اللہ ہونے کے بارے میں خدا اور رسول کی تصدیق موجود ہے۔ بوجہ بروزی اور ظلی ہونے کے نبی نہ ہوں۔ وہ بھی یقیناً نبی تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹ مورخہ ۱۳ ر جولائی ۱۹۱۵ء)

(۱۶) نبوت کی تقسیم (ج)

جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے نہ پکار سکیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اگر شیر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سفید۔ ایک سرخ اور ایک زرد۔ تو ہم سفید اور سرخ شیر کو تو شیر کہیں۔ مگر زرد شیر کو

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔

(کشف الاختلاف صہ مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں میں نے اپنی کتاب انوار اللہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں (الفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھ کر فرمایا "آپ نے ہماری طرف سے حیدر آباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۸ و ۳۹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

غرض کہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم صلعم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یا ایہا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۴۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

محترم ڈاکٹر صاحب اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیوں کہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کو مسیح موعود۔ مہدی۔ نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے (نعوذ باللہ) اور اس لئے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہوا۔ آپ ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے۔ اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہو گا جو دیگر انبیا کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔

(مکتوب محمد عثمان خاں صاحب قادیانی مندرجہ المہدی نمبر ۱ صفحہ ۴۵ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

دیکھو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔

(دیکھو خط حضرت مسیح موعود بہ طرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور)

یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کے یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شایع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے ظاہر ہے۔ بس ان تین عظیم الشان شہادتوں کے ہوتے ہوئے کون ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت سے انکار کرے؟

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۸) مرزا صاحب حقیقی نبی (م)

درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔

(القول الفصل مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

بس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

فصل چوتھی

نبوّت کی تکمیل

(۱) ختم نبوّت کی تجدید

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت صلعم کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت صلعم کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ ماہ اگست ۱۹۱۷ء صفحہ ۲۵)

اس اُمت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ...... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا... تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس جگہ یہ سوال طبعاً پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا لیکن اس اُمت میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) اطلاع عام (ج)

میں پبلک اور حکام کی اطلاع کے لیے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کو اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور بنی نوع انسان کا نجات دہندہ مانتے ہیں اور تمام وہ عقیدت مندی اور محبت جو کسی ہندو کو حضرت کرشن یا حضرت رام چندر جی سے یا کسی عیسائی کو حضرت مسیح ناصری سے یا کسی یہودی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہو سکتی ہے۔ وہ اپنے پورے کمال کے ساتھ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رکھتے ہیں۔

(چودھری شیخ محمد حسین صاحب قادیانی ایم اے کی تقریر بمقام قادیان بتاریخ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۲۰) تناقض کا خلاصہ (ج)

کسی سچیار عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔

(ست بچن صفحہ ۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔

(ست بچن صفحہ ۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

اس امت میں نبی صرف ایک ہی آسکتا ہے جو مسیح موعود ہے اور قطعاً کوئی نہیں آسکتا جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر متحقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۳ صفحہ ۳۲ تا ۳۶ ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

پس اس لئے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا۔ اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔ بے شک اس امت محمدیہ میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے۔ لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔ اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود مخصوص کیا گیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۱۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود رسول اللہ کی ذات

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت

اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کی گئی ہے اس لئے آپ کے بعد ہیں کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو معلوم ہو کہ ختمیت ازل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لئے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی۔ پس بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمٰن کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔

(ما الفرق بین آدم والمسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ب مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا آیا گیا۔

(ما الفرق بین آدم والمسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ج مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر جلد ۱۲ ص ۱۱ ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیۃ میں ایک پیش گوئی مخفی ہے۔ اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) مرزا صاحب خاتم النبیین (ج)

پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آسکتے

ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا۔ نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔

وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۱ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیا کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔

(نزول المسیح ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں

پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جب کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالےٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض کا کامل نمونہ ٹھیروں۔

(چشمہ معرفت ص۳۲۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیوں کہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیوں کہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چوں کہ میں ظلی پر محمد ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک

چاہیئے۔ کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو معاذ اللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپکی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی۔ مندرجہ رسالہ ریویو آف

ریلیجنز صفحہ ۱۴۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آں حضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آں حضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا۔ یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

اور آں حضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آں حضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزا ہے۔ حالاں کہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آں حضرت کی بعث اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر کفر میں بعث اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت "و آخرین منھم" کی مصداق ہونے سے آں حضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفےٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔

(نزول المسیح ص۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بروز کے معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ من یک قطرہ ز آب زلال محمدم۔ لیکن جب آپ بروز کی حکمت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے۔ من فرق بینی وبین المصطفےٰ فما عرفنی ومارای کہ جو مجھ میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر۸۱ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۶ء)

تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۰۵ نمبر۳ جلد۱۴)

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیۃ وآخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۰۵ نمبر۳ جلد۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں   اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب قادیانی)

اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء
منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان ص۱۰)

اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا

(۶) مسیح موعود محمد است و عین محمد است

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

ادہر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است "

میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپ کو بروز محمد کہتا ہے اور بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ "میں بروزی طور پہ وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے خدا کے نزدیک صحابہ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں حالاں کہ وہ خدا کا نبی ...... الہامی الفاظ میں کہہ چکا تھا کہ "جو میری جماعت میں شامل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں شامل ہوا"۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو محمد رسول اللہ کر کے مخاطب کرتا ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ نہ سنے تھے کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالاں کہ یہ بات قرآن سے صراحۃً ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے جیسے کہ واخرین منھم سے ثابت ہے۔

خدا کے ارادے نے میرے دل پر کسی بزرگ کے منہ سے "مسیح موعود محمد است و عین محمد است" کے الفاظ کندہ کروائے۔ وہ وہ فرد کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نبی اللہ نے خود بھی صحفوں کے صفحے لکھے ہیں ..... یعنی وہ میرا پیارا اور میری

(۴) فنافی الرسول اور بروز میں فرق (ج)

البتہ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ فنافی الرسول اور بروز میں بڑا فرق ہے جس طرح مثیل اور بروز میں فرق ہے۔ فنافی الرسول اس حالت کا نام ہے جب کہ کسی شخص کے اندر امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اکمل اور اتم درجہ تک پائے جائیں لیکن جب اس حالت سے گذر کر اسے نبوت محمدیہ کی چادر پہنائی جائے اور اس کے آئینہ ظلیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس ہو تو اُس وقت وہ حالت بروز کہلاتی ہے۔ گویا فنافی الرسول ہونا صدیقیت کا مقام ہے اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہونا نبوت کا مقام ہے۔ پس اسی لئے فنافی الرسول کے مقام تک تو امت محمدیہ میں سے سینکڑوں پہنچے مگر بروز کے مقام کے لئے مسیح موعود ہی مخصوص تھے جن کو احادیث میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے نبی اللہ کہا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ ش ۴۸ مورخہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(۵) بروز اور اوتار (ج)

پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے بروز میں وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر بروز نہ تھے کیوں کہ خدا نے آپ کا نام موسیٰ نہیں رکھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء کے نام دئے گئے۔ اور آپ ان کے بروز ہو کر نبوت کے مقام پر پہنچے۔ پس فنافی الرسول اور مثیل ہونا بروز سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز اور اوتار ہم معنے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ ر اکتوبر ۱۹۳۱ء نمبر ۴۸ جلد ۱۹)

(۷) ایک دفعہ پھر (ج)

وہ جس نے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اور نبی کریم میں تفریق کی۔ اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیوں کہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارأی (دیکھو خطبہ الہامیہ ص۱۷۱) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا۔ اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیوں کہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان نمبر ۳ جلد ۱۴ ص۱۰۵)

(۸) ذرہ بھر (ج)

حضرت مسیح موعود نام کام اور مقام کے اعتبار سے گویا آں حضرت صلعم کا ہی وجود ہیں اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں ایک ذرہ بھر بھی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مسیح موعود شاگرد اور آں حضرت صلعم استاد ہیں لیکن یہ فرق نام۔ کام اور مقام کے اعتبار سے نہیں بلکہ ذریعہ یا حصول نبوت کے اعتبار سے ہے اب میں اس مضمون میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے بصراحت اس امر کو لکھا ہے کہ مسیح موعود حقیقت محمدی حقیقت کا مظہر تام اور آپ کے وجود کا آئینہ ہے اور جیسا کہ آں حضرت صلعم اپنی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ اولین میں مبعوث ہوئے ہیں ایسا ہی وہ آخرین میں بھی اسی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ فیض آں حضرت صلعم کا صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا چنانچہ آپ (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:۔

"پس جب کہ یہ امر بنص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا ہے کہ جیسا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود

احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں خضر راہ بننے والا حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل تھا جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے..... مسجد گمٹی والی (لاہور) میں......
دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا کہ "مسیح موعود محمد است وعین محمد است"
وہ خدا کا پیارا (مرزا صاحب) جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو بروز محمد کہتا تھا اور جو کہتا تھا کہ "میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول کا ہی وجود قرار پایا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ) اس لئے مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں کوئی دوئی یا مغائرت باقی نہیں رہی (خطبہ الہامیہ) .... اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے اور جو کہتا تھا کہ جمیع انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ جس کے آگے موسیٰ اور عیسیٰ وہی حیثیت رکھتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے آگے رکھتے ہیں۔
مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اول دلیل یہ ہے جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں "اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی واخرین منھم کے بھی ہیں۔... اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱)

پس ہمارا صحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ "جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔" صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور نفاء حضرت احدیت کے لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جائے تو یہ سب کہنا باطل ہو جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۲ اگست ۱۹۱۵ء)

ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو آں حضرت صلعم سے غیر یقین کیا جائے جیسے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:-

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چوں کہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے

(ایک غلطی کا ازالہ صا)

الغرض مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور سے ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ کو چوں کہ آں حضرت صلعم کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا اس لئے آپ عین محمد تھے اور آپ میں جمیع کمالات محمدیہ کامل طور پر منعکس تھے پس اس لئے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کے ساتھ مبعوث ہوگا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۱۰) وہی نبی (ج)

پس حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آں حضرت صلعم کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں کیوں کہ آخری ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے پس اس لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا تمام کمال یعنی نام کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے بلکہ خود آں حضرت صلعم کا ہی آنا متصور ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۵ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

کی جماعت پر فیض ہوگا تو اس صورت میں آں حضرت صلعم کا ایک اور بعث ماننا پڑے گا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا۔ اور اس تقریر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۹۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت درحقیقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آں حضرت صلعم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آں حضرت صلعم کا فیض ہوا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا اور آپ کی جماعت پر عین بعین وہی آں حضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں باعتبار نام کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۷۰، مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

(۹) دونوں ایک (ج)

پس جب کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گو یا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں تو یہ کس قدر حق سے خروج ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کے عین محمد ہونے سے انکار کریں اور چونکہ حضرت مسیح موعود آں حضرت صلعم کا بروزی وجود رکھتے ہیں اس لئے

واسطہ ہے جس کے ذریعہ سے محمدی قوت اور جلال پھر از سر نو دنیا پر ظاہر ہوا۔ الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ۔

مسیح موعود محمد است وعین محمد است

پس حضرت مسیح موعود وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آں حضرت صلعم کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں۔ کیونکہ آخری ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ پس اس لئے خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آں حضرت صلعم ہی کا تمام کمال یعنی نام، کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے بلکہ خود آں حضرت صلعم کا ہی آنا متصور ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۵ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۳) محمد مصطفےٰ (ج)

اس رویت اور معرفت سے مراد وہ مرتبہ رویت و معرفت ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ ماعرفنی ومارائ۔ یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفےٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور نہ پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور نہ سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفےٰ ہی یقین کیا جائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵۶ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

(۱۴) مصطفےٰ میرزا (ج)

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک   کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا

(۱۱) انشراح صدر (ج)

پس ہم نہایت ہی انشراح صدر سے اس بات پر یقین لاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر (نہ تناسخ کے طور پر) وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں جن کا آخری زمانہ میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور یہ کہ حضرت مسیح موعود واقعی وہی جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت ہیں جس کا آنا خدا کے مقدس نوشتوں میں ایک قرار یافتہ عہد کے طور پر درج ہے اور آپ روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو زمین حجاز میں اب سے تیرہ سو برس پہلے پیدا ہوئے تھے صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس حضرت مسیح موعود کا اپنا کلام بھی ہم کو ان الفاظ پر پورا یقین لانے کے لئے صراحۃً مجبور کر رہا ہے جو حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل نے اپنی کمال معرفت حاصل کرنے کے بعد فرمائے تھے کہ

مسیح موعود محمد است و عین محمد

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۵ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۲) یا یوں کہو (ج)

گذشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام، کام آمد مقام مرتبہ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں۔ یا یوں کہو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جیسا آں حضرت صلعم کو پانچویں ہزار میں محمدیت کی چادر پہنائی گئی تھی۔ ویسا ہی آج مسیح موعود کو پھر بروزی طور پر وہی محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہے۔ یا یوں کہو کہ مسیح موعود ایک ایسا آئینہ ہے جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ یا یوں کہو کہ حضرت مسیح موعود ایک ایسا

مینہ کے لفظ رسول کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانا صاف اور صریح اس امر کی بین دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے جن معنوں میں ان آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لئے جاتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۷) وہ ایک ہے (ج)

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چھوڑ دیں گے تو وہ اور کون سی باتیں ہیں جن کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے کیا احمد سے علیحدہ ہو کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمد اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا اس نے ہرگز حضور (مرزا صاحب) کو نہیں پہچانا۔ اس کا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے۔ جس نے احمد کو چھوڑا اس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا۔ وہ ہرگز ہرگز وآخرین منهم لما یلحقوا بهم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اس وقت ہم میں موجود ہے پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اشاعت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ در اصل وہ ایک ہے۔

(منشی حبیب الرحمٰن صاحب قادیانی کا خط بخدمت مرزا صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان

جلد ۲۳ نمبر ۱۶۷ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۱۸) قادیانی سلام (ج)

سیدنا حضرت احمد جری اللہ پر سلام

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۰ء)

اے امام الوریٰ سلام علیک مہ بدر الدجیٰ سلام علیک

محمد پئے چارہ سازی اُمت ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء)

(۱۵) محمد رسول اللہ (ج)

ہم نے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا بلکہ اس لئے کہ خدا نے تم سے محمد رسول اللہ فرمایا کوئی نیا نبی نہیں آیا نہ پرانے نبیوں میں سے بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) نے اپنی نبوت کو ظلی و مجازی نبوّت کہا اور حقیقی مستقل نبوت نہ کہا بعض لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھے...... میرا ایمان ہے کہ اگر مرزا صاحب مستقل اور حقیقی نبی ہوتے تو ہرگز ہرگز یہ درجہ نہ پاتے جو محمد رسول اللہ صلعم ہو کر پایا۔

تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے کیوں کہ اگر تم اپنی ساری جائدادیں سارے اموال اور جانیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث۔ قطب۔ ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گذرے ہیں اُن کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا..... اللہ نے تمہیں محمد رسول اللہ کا چہرہ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۶) نبی اللہ رسول اللہ (ج)

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی اللہ اور رسول اللہ پیش کیا ہے اور اپنے آپ کو زمرہ انبیاء و مرسلین میں شامل فرمایا ہے اور جن آیات قرآنیہ کو اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے ان میں صریح طور سے الفاظ رسول یا رسلہ کے موجود ہیں جن کا حضور (مرزا صاحب) نے اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔ پس آیات قرآنیہ

احادیث کی رو سے جن میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آں حضرت صلے اللہ علیہ پر بھیجنا ازبس ضروری ہے۔

اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی ص۱۳۶)

تمہیں اصحاب الصفہ (کی ایک عظیم الشان جماعت) دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔

(رسالہ درود شریف منقول از اربعین نمبر ۲ ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو (اس جماعت میں) مثیل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہونگے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف ص۱۳۶ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔

(رسالہ درود شریف منقول از اربعین نمبر ۳ ص۳۵ و نمبر ۳ ص۲۲ و ۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سَلامٌ عَلٰی اِبراھیم۔ ابراہیم پر سلام (یعنے اس عاجز پر)

(اربعین نمبر ۲ ص۱۱ و ۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خدا تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ اور سلام ہے۔

(اربعین نمبر ۲ ص۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

از روئے سنت اسلام و احادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریحاً ۔ سے آپ کی آل کو بھی

مہدی عہد و عیسیٰ موعود احمد مجتبےٰ سلام علیک
مطلع قادیاں پہ تو چمکا ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے مظہر الانبیا سلام علیک
مسقط وحی مہبط جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ سلام علیک
کفر کی شب کو کر دیا کافور مثل شمس الضحیٰ سلام علیک
مانتے ہیں تری رسالت کو اے رسول خدا سلام علیک

(اخبار الفضل قادیان جلد، نمبر ۱۰ مورخہ یکم جولائی ۱۹۲۰ء)

(۱۹) کلمہ شریف (ج)

اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں جیسا کہ وہ (مرزا صاحب) خود فرماتا ہے "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رایٰ" - اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا - جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے - پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں - ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی -

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

صفحہ ۱۵۸ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۰) مرزا صاحب پر صلوات

پس آیۃ "یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کی رو سے اور ان

رضی اللہ عنہ، مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صف میں حضور کی بائیں طرف کھڑا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضور نے میری ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے اس وقت یہ الہام ہوا ہے "صلے اللہ علیک وعلیٰ محمد"۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۴۳ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۲۱) مرزا صاحب کی وحی والہام (۴)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا | بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم | از خطا ہا ہمیں ست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید | از دہان خدائے پاک و وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را | بر کلامے کہ شد بروالقا
واں یقین کلیم بر تورات | واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین صفحہ ۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی ۔ نزول المسیح صفحہ ۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو

درود میں شامل کیا جائے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمالی درود پر اکتفا نہ کیا جاوے جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچ جاتا ہے.... چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلواۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا۔ صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا۔ تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔

(منقول از اربعین نمبر۲ ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کی یہی صورت نہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ پر ملا کر ہی درود بھیجا جائے۔ بلکہ ایسے طور پر آپ پر درود بھیجنا بھی جائز ہے کہ بظاہر اس میں تصریح کے ساتھ آں حضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ذکر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ جائز ہے کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے اور اس موقع پر اس نبی پر درود اور سلام بھیجا جائے تو اس میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا جائے۔

نیز یاد رہے کہ کسی غیر نبی پر اس طرح پر الگ طور پر درود وسلام بھیجنا سنت مومنین اور سنت اسلام کے خلاف ہے اور یہ بات انبیاء سے مخصوص ہے کہ ان کے لئے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

(رسالہ درود شریف ص۱۴۰ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

پیر سراج الحق صاحب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول

جس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ وحی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کی طرح شبہات سے پاک و منزہ ہے، رد کر دینے کے قابل ہے۔ اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود (مرزا صاحب) کے دعاوی صادقہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعویٰ کا صدق الہامات کے ذریعہ پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو پھر ہم نے آپ کو حکم و عدل مان لیا اور جس حدیث کو آپ نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کر لیا۔ اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑ دی۔ کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت کیا فرمایا۔ مگر خدا کا زندہ رسول (مرزا صاحب) جو ہم میں موجود تھا اس نے خدا سے یقینی علم پاکر امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے۔ اس لئے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود سے سنیں وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے حدیث نبی بتایا جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ......
حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہ راست۔ اس لئے (مرزا صاحب کا) الہام مقدم ہے نہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے راوی اس کے راویوں سے معتبر ہیں۔

مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آں حضرت صلعم کے منہ سے نہیں سنی۔ سچی حدیث اور مسیح موعود کا

میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۶۴ اشتہار مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء)

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔

(اربعین نمبر ۴ ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور توراۃ اور انجیل کا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۲) قرآن و حدیث (ج)

اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔

(اعجاز احمدی ص۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کرد ے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ احادیث جنہیں ہم اپنے محدود و ناقص علم سے صحیح سمجھیں۔ ان کے مقابلہ میں مسیح موعود کی وحی رہاں وہ وحی

جاءنی ائیل واختار - وادار اصبعہ واشار - ان وعد الله اتی فطوبی لمن وجد ورائی -

یعنی میرے پاس آئیل آیا (اس جگہ آئیل خدا تعالے نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے -

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت"

(مواہب الرحمن ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) وحی اللہ (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں - جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے کیوں کہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو -

یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے - حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد علیہ الصلوۃ والسلام کو ملا - پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا صاحب) کی نبوت کی دلیل ہے -

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ و ۷ بابت ۱۹۱۹ء النبوۃ فی الالہام ص۲۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۵) الکتاب المبین (ج)

خدا تعالے نے حضرت احمد علیہ السلام (مرزا صاحب) کے بحیثیت مجموعی الہامات

قول مخالف نہیں ہو سکتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۲ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۳) نزولِ جبرئیل (ج)

جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں ان کے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے پاس نہ صرف ایک بار جبرئیل آیا بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔ قرآن میں نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ثابت ہے۔ ...... ورنہ دوسرے انبیاء کے واسطے جبرئیل کا نزول از روئے قرآن شریف ثابت نہیں ...... اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرئیل کہو اور چونکہ حضرت احمد علیہ السلام بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا ہے لہذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتا دیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرئیل ہی ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ ، بابت ۱۹۱۹ء النبوۃ فی الالہام صفہ ۳۰ مولفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

میری (میاں محمود احمد صاحب کی) عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی سنئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرئیل اب بھی آتا ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۷۹)

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پڑھے۔
(خطبہ عید میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۲۶ء)

(۲۷) قادیان کا قرآن

اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی پٹڑی جاچکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی کیوں کہ نبی اور کتاب آخر لازم و ملزوم چیزیں ہیں گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو یہ رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب نہیں دی گئی اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی۔ لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا بلکہ میاں محمود احمد صاحب نے تو صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے اور مرید بھی اب تک بھٹکتے پھرتے تھے..... وہ عاجز آکر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب بتا دیتے تھے تو کبھی خطبہ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو...... اس لئے اب کے سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لئے بھی ارشاد فرمایا تاکہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کریں۔

اگر حضرت مسیح موعود عین محمد ہیں اور آپ کی بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہیے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی۔ وہ قرآن جدید ہے۔ اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ

کو الکتاب المبین فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے حضرت (مرزا) صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے۔ اور مجموعہ الہامات کو الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں ....

پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے اور حضرت (مرزا) صاحب کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں الکتاب المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں ولو کرہ الکافرون۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ ۱۹۱۹ء۔ النبوۃ فی الالہام صفحہ ۴۳۔ ۴۴۔ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۶) الہی کلام (ج)

حقیقی عید ہمارے لئے ہی ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الہی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے ہیں۔ دوسری کتابیں خواہ کتنی پڑھی جائیں جو سرور اور یقین قرآن کریم سے پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی کتاب کے پڑھنے سے نہیں ہو سکتی۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا۔ مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے۔ خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہو گیا اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام پڑھتا رہتا اور دیکھتا کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا وعدے دیئے ہیں اور پھر ان پر دل سے یقین رکھتا تو ایسا مضبوط ہو جاتا کہ کوئی مصیبت اسے ڈرا نہ سکتی۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے

خصوصاً موجودہ اختلافات سلسلہ کی موجودگی میں شائع کرنا ایک نامناسب اقدام ہے سرمایہ کافی ہو تو آپ کے الہامات و مکاشفات کو بہترین صورت میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ موجودہ حالات میں جب کہ مفت خورے بہت ہیں اور قیمتاً لینے والے کم۔ ایسا کام تکمیل کو پہنچنا دشوار رہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱ر مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۸) قادیانی دین

اللہ تعالےٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا اور فرمایا۔ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زور آور حملوں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۵ء)

(۲۹) میری اُمّت

(مرزا صاحب نے) فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا اس لئے اس کی امت گمراہ ہو گئی اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے میری اُمت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۹ مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۱۶ء)

میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے۔ اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیوں کہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے۔

اسی لئے جناب میاں محمود احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کرسکتا۔ تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش کریں گے۔ ضرور ہے کہ وہ پرانے قرآن کا جو محمد صلی اللہ صلعم پر نازل ہوا۔ اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانی میں نازل ہوا۔ دونوں کا مجموعہ ہونا چاہئے گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا تب یہ قدیم و جدید قرآن مل کر وہ قرآن بنے گا۔ جس کے لئے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ یهدی من یشاء والا قرآن ہوگا۔

(اجرائے نبوت کا فتنۂ عظیم از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور ۱۱ر جون ۱۹۳۴ء)

یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ قادیانی احباب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مجموعہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے لئے مولوی شیر علی صاحب نے اخبار میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس بارہ میں اتنی گذارش ہے کہ جیسا کہ اکثر پرانے احباب کو علم ہے کہ حضرت صاحب اپنے الہامات کو اپنی کاپی میں لکھ لیا کرتے تھے اور پھر باہر تشریف لاکر احباب کو بھی سنا دیا کرتے تھے اس طرح آپ کے اکثر الہامات اخبارات سلسلہ میں آپ کی مختلف تالیفات میں اور آپ کے خطوں میں محفوظ ہوگئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی تشریحات بھی آپ کی تحریروں اور تقریروں سے مل سکتی ہیں باقی اگر کوئی رہ گئے ہوں تو وہ آپ کی کاپیوں اور دیگر کاغذات سے جو غالباً آپ کے فرزندوں کے پاس محفوظ ہوں گے مل جائیں گے۔ آپ کے الہامات کو چھبیس سال کے بعد زبانی روایات کی بنا پر

صلے اللہ علیہ کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا ......

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

حضرت میاں (محمود احمد) صاحب نے اربعین کا حوالہ دے کر جو فرمایا ہے کہ "خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دے کر مسیح موعود کو ایک رنگ میں تشریعی نبی قرار دیا ہے" یہ بھی حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی منوانے کی ایک ابتداء ہے۔

(الہدیٰ نمبر ۵ صفحہ ۱۴۲ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۱) مرزا صاحب کی شریعت

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا.... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک اذکیٰ لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) نبی تشریعی یا غیر تشریعی (م)

جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور ان کے لئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ہے۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نبی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔ اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط ......

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا۔ اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد　　منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی) (ص۴۹)

(۳۳) دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب

خدا کے راست باز نبی رامچندر پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی کنفیوشس پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی موسےٰ پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی مسیح پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی محمد صلعم پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو۔

خدا کے راست باز بندہ باباناتک پر سلامتی ہو۔

(چودھری ظفراللہ خاں صاحب قادیانی بیرسٹر کا ٹریکٹ جو مارچ ۱۹۳۳ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا)

(منقول از پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۳۴) معترضین کو دھمکی

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔

(اعجاز احمدی ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چوں کہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو معیار نجات ٹھہرایا۔ جس کے آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(حاشیہ اربعین ۴ ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

(۳۲) جہاد (ج)

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین ۴ ص۱۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا (ص۱۲)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

تکذیب لازم آتی ہے۔ اور میرے اقرار سے خدائے تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلعم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچ اور اس سے فتوی طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔

(پیغام ۱۴۶ صفحہ ۲ کالم ۲)

(تقریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸

مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء)

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخالفین احمدیت کی بھی عجیب حالت ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارا اعتراض صرف حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے گویا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں وہ آں حضور پر اعتراض کرنے سے بھی خوف نہیں کرتے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۷ء نمبر ۶۵ جلد ۱۴)

اگر معترض کو حضرت مسیح موعود کے الہام انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی پر اعتراض ہے اور وہ اعتراض مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انصاف کی بنا پر ہے تو اسے یہ چاہئے کہ اوّل یہ اعتراض پہلی تمام کتب مقدسہ پر کرے اور پھر قرآن اور احادیث نبویہ پر کرے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۵ء)

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کیا میری تکذیب آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسی کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی وانا منک بیشک میری تکذیب سے خدا کی

مخاطب کر کے فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ..... اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حضرت مرزا صاحب جمیع اہل بیت طیبین وطاہرین کہ اس میں دیگر اولیاء اللہ مجددین امت بھی شامل ہیں اُن سب کے کمالات اپنے اندر لے کر اُن سے بڑھ گئے اور جو کچھ کہ ان میں متفرق طور پر تھا جب آپ میں مجموعی طور پر آ گیا تو آپ نبی بن گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ع۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۲) حضرت مجدد الف ثانی (رح)

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً لنعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص۹۷ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۳) حضرت غوث الاعظم اور مرزا صاحب (رح)

سید عبد القادر جیلانی نے اپنے آپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا۔

فصل پانچویں
فضیلت کی تفصیل

(۱) اُمت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت

اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں۔ مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا۔ وہ موعود تھا۔ (یعنی خود مرزا صاحب)

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصۂ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو

پس ان میں فرق حال اور اصول کا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبعوث ہو کر توحید کو اس سے زیادہ پیش نہیں کیا جتنا کہ سید عبد القادر جیلانیؒ اور محی الدین ابن عربیؒ نے کیا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء نمبر ۴۶ جلد ۱۳)

(۵) مجدد اعظم (ج)

چنانچہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد کی رو سے آپ کی امت کے مجددین میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ السلام جو مجدد اعظم ہیں جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم سے ہیں مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے کما صلیت اور کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہوئے۔

(تتمہ رسالہ درود شریف صفحہ ۱۲ مولفہ غلام رسول صاحب قادیانی)

(۶) صحابہ کرام اور قادیانی صاحبان (ج)

حوالہ جات مندرجہ بالا ان لوگوں پر حجت ہیں جو اصحاب مسیح موعود کی عیب چینیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی صحابہ آنحضرت سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت صلعم سے تربیت پائی اور ان لوگوں نے مسیح موعود (مرزا صاحب) سے۔ دونوں میں فرق بیّن ہے حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود (مرزا صاحب) و مصطفےٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہے پھر صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ

کیونکہ وہ مامور نہیں تھے مجدد تھے۔ اور مجددیت کے مقام پر کھڑے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کردی کہ یہ کچھ میرے اندر گذر رہا ہے اور میں نے یہ کچھ دیکھا ہے وہ مجدد تھے۔ مخاطبہ مکالمۂ الہیہ سے مشرف تھے۔ اور اپنے زمانہ میں لوگوں کے لئے حجت تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رکھا گیا تھا جو مامور کرکے بھیجے گئے۔ اس لئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کرسکتے تھے کہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے۔ توحید کا حال اور خاص کر وہ حال جو ان کے ساتھ گذر رہا تھا وہی بیان کرسکتے تھے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ پس یہ فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیا حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء نمبر ۴۶ جلد ۱۳)

(۴) توحید کی تعلیم (ج)

شاید کوئی کہے کہ تم اپنے قول سے آپ پکڑے گئے۔ اگر عبد القادر جیلانیؒ اور محی الدین ابن عربیؒ نے بھی توحید کے متعلق وہ بات بیان کی جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کی اور خدا سے علم حاصل کرکے کی۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب میں ان سے بڑھ کر کون سی بات ہے لیکن ہم نے کب کہا ہے کہ ان کا علم خدا سے حاصل کردہ نہ تھا۔ بے شک ان کا علم خدا سے ہی حاصل کیا ہوا تھا لیکن نور نبوت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا علم کامل نہ تھا۔ اس لئے ابن عربی تو وحدت وجود کی طرف نکل گئے۔ اور سید عبد القادر حال کی کیفیات بیان کرنے تک محدود ہوگئے۔ اس سے آگے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے اور ہرگز اصول بتانے کی طرف نہ آئے جن سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے اصول بیان کئے اور آپ میں اور ان میں یہی تو فرق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے آکر توحید کے اصول اور مقاصد بیان فرمائے مگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔

یوں ہی غصہ میں آجاتے ہیں۔ قرآن کریم نے کہاں امام حسینؓ کا نام لیا ہے زید کا ہی نام لیا ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہیئے تھا کہ امام حسین کا نام بھی لے دیا جاتا اور پھر ماکان محمد ابا احد من رجالکم کہہ کر اور بھی ابوت کا خاتمہ کر دیا اگر الا حسین اس آیت کے ساتھ کہہ دیا جاتا تو شیعہ کا ہاتھ کہیں تو پڑ جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۹۱ ۱۹۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ اُن کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آیۃ ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسینؓ رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیۃ نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔

غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دنیا بیہودہ خیال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے پس بلاوجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنا دنیا۔ خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے..... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔ اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دنیا چاہیئے۔ اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صد ہا نشان کیوں دکھلائے۔ اور کیوں وہ ہر دم

اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ قرار دیا پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کا فرق ہے وہ بعثت اولی کے تربیت یافتہ ہیں۔ یہ بعثت ثانی کے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۹۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء)

(۷) خدا کا کلام (ج)

سب سے بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والے انسان کے ساتھ تعلق ہو کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلق ہوتا ہے لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۵ء)

ایک نبی ہم میں (قادیانی صاحبان میں) بھی خدا کی طرف سے آیا۔ اگر اس کی اتباع کریں گے تو وہی پھل پائیں گے جو صحابہ کرام کے لئے مقرر ہو چکے ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء آئینہ صداقت ص ۵۳ مصنفہ میاں صاحب موصوف)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچا لہسن رکھا گیا تو آپ نے نہ کھایا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم بھی نہ کھائیں۔ فرمایا تم سے خدا کلام نہیں کرتا تم کھا سکتے ہو۔

(منہاج الطالبین ص ۱۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۸) حضرت امام حسینؑ پر فضیلت

امام حسینؓ پر فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ ان پر میری فضیلت سن کر

(اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیوں کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا صاحب) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے" ۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص ۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے۔ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں ۔

(دافع البلاء ص ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالیاں دیتا ہے کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا پس تو برافروختہ ہوا"

(اعجاز احمدی ص ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) صد حسین (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے میں سو حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے ۔ وہ شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا

میری تائید میں ہے۔
(نزول المسیح ۴۵تا۵۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے (یعنی مرزا صاحب نے) امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (بیشک) سمجھا اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دیگا۔" ص۵۶

"اور بخدا اُسے (یعنی حضرت امام حسینؓ کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔" (ص۸۱)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔" ص۸۱

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔" ص۶۹

"مگر حسین (کو دیکھو تو) تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔" ص۶۹

"اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو بلنگ صورت میں بچایا جاتا ہوں۔" ص۶۹

"اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آئیں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔" ص۶۹

"تم نے اس کشتہ (حسین) سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے جو غیور رب ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے۔" ص۸۱

"کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیز گار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہونچا اے مبالغہ کرنے والو۔" ص۶۸

"اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔" ص۶۹

"اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا۔" ص۷۲

کسی کو یہ نہ دی جائے گی چنانچہ پھر کوئی سید کبھی بادشاہ نہیں ہوا سوائے چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے سیدوں کو حقیقی بادشاہت اور خلافت کبھی نہیں ملی۔ امام حسنؓ نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے (صفحہ ۲۲)

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۱) حضرت علی اور اہلبیت (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہلبیت نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت علی یا دیگر اہلبیت کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے اور ضرورت زمانہ بھی تقاضی ہوتی تو ضرور وہ بھی نبوۃ کا درجہ پاتے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۱۲) وارث رسول اللہ (ج)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث۔ اس کے خلق کا وارث۔ اس کے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا۔ اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ملحق بہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۶۷)

جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنی سوال ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) علیہ الصلوۃ والسلام امام حسین کے برابر تھے یا ادنی حضرت امام حسین دلی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۸ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

(۱۰) حضرت امام حسنؓ کی ناشکری (م)

سالانہ جلسہ (قادیان) کے موقع پر مرزا (محمود احمد) صاحب (خلیفہ قادیان) نے فرمایا کہ میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دستکش ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو اُن کی ناشکری کے طفیل خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کے لیے اُن کے خاندان سے سلطنت چھین لی یہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔

(المہدی نمبر ۲،۳ صفحہ ۳۴ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں آتا کیوں کہ یہ غلطی بڑے سے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے (صفحہ ۴۱)

ایک دفعہ انہوں نے (حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم) خدا کی نعمت کو چھوڑا۔ خدا تعالےٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے

ہو سکتے ہیں تو کیوں یہ بات مسیح موعود (مرزا صاحب) کی جسمانی اولاد کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کے لئے دو باتیں جمع ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ....
ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے ان کو (صاحب زادہ بشیر احمد صاحب کو) اٹھایا ہوا تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لئے کہا۔ اس نے کہا میں ابھی یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا میری یہ اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے بچہ کو اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے۔
پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیئے

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۵۳ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۴ء)

(۱۶) زندہ اور مردہ علی

یہ پانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۰۱ء ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۱۳۱ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(۱۷) مردے

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۸ء بشام کے وقت سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ کیا مردوں سے استعانت مانگنی جائز ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ بات یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

(۱۳) اکلوتا بیٹا (ج)

ہاں وہ محمد صلعم کا اکلوتا بیٹا (یعنے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑئے بن گئیں۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ اس کو مقدمات میں گھسیٹا گیا۔ اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۰۱ نمبر۳ جلد ۱۴)

(۱۴) فی الواقع (ج)

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جو فی الواقع نبی اور رسول اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان رکھنے والے ہیں وہ بھی آنحضرت صلعم کے روحانی فرزند ہیں ---------- کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) جن کا ظہور تمام نبیوں کے ظہور کے قائم مقام ہے اور جن کا وجود تمام نبیوں کے وجود کا مظہر کہ ان کا آنحضرت صلعم کے توسط سے روحانی تولد بمنزلہ تمام انبیاء کے روحانی تولد کے ہے جس سے آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین یعنی ابوالانبیاء ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۸ر فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

(۱۵) بدبخت (ج)

بدبخت ہیں وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کی روحانی اولاد ہیں اور نہیں مسیح موعود کی اولاد کی کیا پروا ہے۔ اگر وہ مسیح موعود کی روحانی اولاد

اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں اُن سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں اُن کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ اِن فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہلبیت مسیح موعود میں سے ہونے کی اُن کی نسبت تھی وہ سب جاتی رہی۔

(المہدی نمبر ۳و۲ ص ۵۷ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی فریق لاہوری)

(۲۰) تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین ص ۲۸۸-۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے۔ ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوئے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا۔ اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے

کہ حضرت یوسف کی زندگی میں لوگ اُن کی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ بلکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دے کر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ منظور الٰہی صنہ ۲۰ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۸) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر فضیلت

صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے اور اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجۂ نبوت کے پانے سے روکا جاتا ہے ورنہ اسی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اُسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دینی کا کام لیتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی جو صدیق تھے۔ تجدید کا کام کرنا پڑا۔ ..... اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سیکڑوں لوگوں نے پایا۔

(حقیقۃ النبوۃ صنہ ۱۵۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

(معیار الاخیار اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صنہ ۳۰)

(۱۹) ابوبکرؓ و عمرؓ

مجھے اہلبیت مسیح موعود علیہ السّلام سے خاص محبّت اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔

...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے حضرت نبی کریم کی خاص خاص صفات کے اور اب ہم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ان تمام صفات میں حضرت نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔ ... نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے لیکن حضرت نبی کریم کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے اور آپ سب سے بڑھ کر دولتمند ہو گئے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

وَاٰتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔

(استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۱) کچھ اور ہی رنگ (ج)

لاریب اسرائیلی عورتوں نے کئی ایسے بیٹے جنے جو نبی کہلائے مگر خدا کی قسم آمنہ کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا اس کے مقابل اگر اسرائیلی خاندان کے سارے بیٹے بھی ترازو میں رکھے جاویں تو تب بھی اسمٰعیلی پلڑا ضرور جھکا رہے گا۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح بے شک تورات کو بہت سے نبی خدمت کے لئے عطا ہوئے لیکن قرآن کی خدمت کے لئے جو نبی امت محمدیہ میں پیدا کیا گیا (یعنے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) وہ اپنی شان میں کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۱۷ نمبر۳ جلد ۱۴)

پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اس کے (یعنی آنحضرت صلعم کے) شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا۔ بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۲۵۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا۔ جن تک انبیاء بنی اسرئیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے۔ اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچا دے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی۔ مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۴ نمبر ۳ جلد ۱۴)

پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لانفرق بین احد من رسلہ داؤد اور سلیمان اور زکریا و یحیٰی علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں۔ وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔

(الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

انبیاء کے کمالات کے سلسلہ میں (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ:۔

سے بلند ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۵ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۳ء)

(۲۴) تمام کمالات (؟)

اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ عیسیٰ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ جو نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان کو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لینے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰ کے لئے بھی یہ ضروری نہ تھا کہ اسے اس وقت تک نبوت نہ ملے جب تک محمد صلعم کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع نہ کرلے۔ کیوں کہ ان سب لوگوں کا کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا۔ لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) چوں کہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کر لیا۔

(کلمۃ الفضل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۵) حضرت آدم علیہ السّلام پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس و جن پر سردار حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجدوا لآدم سے معلوم ہوتا ہے پھر شیطان نے انہیں بہکایا! اور جنتوں سے نکلوا دیا اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی۔ اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اس رخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے ہاں پرہیز گاروں کے لئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔ اور یہ وعدہ

(۲۲) تین سوال (ج)

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور ان کا درجہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء علیہم السّلام کے برابر ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے لیئے قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر ہے۔ اس سوال کا جو درحقیقت تین سوالوں پر مشتمل ہے یہ جواب ہے (ا) حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نبی تھے (ب) آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السّلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔ (ج) آپ کی نبوت کا ذکر قرآن کریم میں متعدد جگہ پر آیا ہے۔ لیکن اسی صورت میں جس طرح کہ پہلے انبیاء کا ذکر پہلی کتب میں ہوا کرتا تھا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۵ جلد ۱۴)

(۲۳) آپ کا درجہ (ج)

سوال:۔ کیا صاحب شریعت نبی کو غیر شرعی نبی پر فضیلت نہیں ہوتی۔ صاحب شریعت نبی تو مسلم ہوتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا اگر صاحب شریعت نبی غیر شرعی نبی کا معلم ہو تو اسے اس پر فضیلت ہوگی۔ ورنہ ایک غیر شرعی نبی صاحب شریعت نبی سے بڑھ سکتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ پہلے سب انبیاء بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل کر رہے تھے۔ اِدھر اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں جمیع کمالات محمدیہ کا بروز ہوں جو آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کا درجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے سوا باقی تمام انبیاء

فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلقوں میں آگئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب کا فرمودہ درس قرآن مندرجہ الفضل قادیان
جلد ۱۵ نمبر ۶۴ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(۲۸) آدم اول و ثانی (ج)

فقعوا لہ ساجدین کے بھی یہ ہی معنی ہیں کہ آدم اول کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرماں بردار اور غلام ہو جاؤ جب آدم اول کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا تو آدم ثانی حضرت مسیح موعود جو آدم اول سے شان میں بڑھا ہوا تھا اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

(ملائکۃ اللہ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۶۵)

(۲۹) آدم کا جوڑا (ج)

خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا۔ اور جب بھی سنتا گراں گذرتا میں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرے سے لذت پاتے تھے کیوں کہ وہ برکت اسی الہام کے ماتحت ہوئی یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ پہلا آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم (مرزا صاحب) کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ

قرآن میں لکھا ہوا تھا۔
ماالفرق فی اٰدم و مسیح موعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ صت حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ اُن کو دارِ فنا کی طرف لوٹائے۔ اور ان میں سے اختلاف ومخاصمت۔ تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انھیں اتحاد ومحویت۔ نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ھوالاخر میں اشارہ کیا گیا ہے کیوں کہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی نشانی ہے

(ماالفرق فی اٰدم و مسیح موعود۔ ضمیمہ خطبہ الہامیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) دائرہ گول (ج)

لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ کے شروع میں آدم کو پیدا کیا جو اس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرۃ کا دائرہ گول ہو جائے۔

(خطبہ الہامیہ صـ۱۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) انوکھا عقیدہ (ج)

میرا اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیوں کہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے

(۳۲) حضرت عیسیٰ پر فضیلت

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(تریاق القلوب ص۱۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبیؐ کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بےنصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمھارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیۃ کے کیا معنے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے خدا تو تمھیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

(چشمہ مسیحی ص۱۶ و ۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور اس کی شریعت اکمل و اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر ...... انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا بس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جاری ہوا ۔ خدا تعالیٰ نے بڑی عظیم الشان پیش گوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعے دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی گئی ۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا ۔

(خطبۂ نکاح فرمودہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰ء نمبر ۶۹ جلد ۱۷)

(۳۰) حضرت نوح علیہ السّلام پر فضیلت

اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں ۔ وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھکر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۱) حضرت یوسف علیہ السّلام پر فضیلت (ج)

پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیوں کہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا ۔

(براہین احمدیہ حصۂ پنجم ص۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام ڈوئی مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۱۱۸)

(۳۴) آدم مسیح اور نوح پر فضیلت (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام (مرزا صاحب) نے لکھا ہے۔ ہر نبی کی دوسری بعثت اس کی پہلی بعثت سے زیادہ شاندار ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا پہلا آدم آیا اور اسے شیطان نے جنت سے نکال دیا مگر دوسرا آدم اس لئے آیا ہے تا انسانوں کو دوبارہ جنت میں داخل کرے پھر فرمایا پہلا مسیح آیا اور اسے دشمنوں نے دکھ دیا اور صلیب پر لٹکایا۔ مگر یہ دوسرا مسیح اس لئے نہیں آیا کہ صلیب پر لٹکایا جائے بلکہ اس لیے آیا ہے تا وہ صلیب کو توڑے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کردے پس خدا تعالیٰ کے اس رحیمانہ سلوک کو دیکھتے ہوئے خیال آیا تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسّلام کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے۔ پھر آپ سے ایسا سلوک ہوگا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسّلام کا نام نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے (سب سے بڑے) بیٹے کو ہدایت سے محروم کردیا تا بتائے کہ یہ نوح کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی تا ظاہر کردے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے دور رہا۔ مگر پھر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کرکے ظاہر کردیا کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا اس سے بڑھ کر اسکا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان

جلد ۹ نمبر ۵ مورخہ ۱۱ رجولائی ۱۹۲۱ء)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں۔ وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(ازالۃ الاوہام ص۱۵۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳) خدا مرزا مسیح (م)

ہاں آپ کا (مرزا صاحب کا) یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ پاک الزام سے بری ہے۔ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت ہی زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے تاہم میں اس کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے چنانچہ ایک بار میں نے اور حضرت مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لئے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں غرض اس طرح یہ حضرت (مرزا صاحب) نے بہ لحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کے جو آپ کے شامل حال ہیں تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک لکھ دیا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۹۹ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

نہیں روک سکتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۷) مرزا صاحب کا خلق

انک لعلے خلق عظیم راقم مضمون ہذا سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی) کے ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا صاحب) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہوا اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع و مقتدی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔

(ذکر حبیب از سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی مندرجہ الحکم قادیان خلص نمبر ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۸) محمد رسول اللہ مرزا صاحب

مسیح موعود کی جماعت "وآخرین منہم" کی مصداق ہونے سے آن حضرت کے صحابہ میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ آن حضرت کے صحابہ ہونے کے لئے صحابہ نے آن حضرت کا وجود پایا ہو۔ پس صحابہ بننے کی شان ایک امتی پر ایمان لانے کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ اور احمدی بننے کا مرتبہ احمد پر ایمان لانے سے حاصل ہو سکتا ہے نہ کسی غلام احمد پر ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علے الکفار رحماء بینھم کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے اب اس الہام سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

(۱) یہ کہ آپ (مرزا صاحب) محمد ہیں اور آپ کا محمد ہونا بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہے نہ کسی اور لحاظ سے۔

(۲) آپ کے صحابہ آپ کی اس حیثیت سے محمد رسول اللہ کے ہی صحابہ ہیں۔

(۳۵) موسیٰ اور عیسیٰ پر فضیلت (ج)

حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کی نسبت مولانا محمد احسن صاحب امروہی قادیانی اپنے مکتوب موسومہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان میں) لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت شان کا کوئی شخص نہیں گذرا۔ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے تو آن حضرتؐ کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۸ مورخہ ۱۸ ارچ ۱۹۱۶ء)

(۳۶) انبیاء کی ہتک

تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی ہتک کی ہے۔ یاد رکھو میرا (مرزا صاحب کا) مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کروں اول تو یہ ہے ہی غلط کہ میں کسی نبی کی ہتک کرتا ہوں ہم سب کی عزت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بیشک ہو میں نے جو دعوے کئے وہ اپنی عظمت وشان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہو تو ہمیں ہرگز اس کی پروا نہیں ہوگی بیشک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں۔ آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے

آپ کے نام کے ساتھ بھی لگا دیا گیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مسیح جوان ہوگا اور غلام کے معنی جوان کے ہیں جس سے یہ بتایا گیا کہ اس کے کام جوانوں کے سے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیۃ (اسمہ احمد) مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔

(انوار خلافت ص ۱۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خدا تعالےٰ نے اسم احمد کو تو حضرت عیسیٰ سے روایت کیا اور اسم محمدؐ کو حضرت موسیٰ سے۔ تاکہ پڑھنے والا جان لے کہ جلالی نبی یعنی حضرت موسیٰ نے وہ نام اختیار کیا جو اس کی مثال کے موافق تھا یعنی محمد جو اسم جلالی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو اختیار کیا جو اسم جمالی ہے۔ کیونکہ وہ خود جمالی نبی تھا۔ اور اس کو جنگ و جدال میں سے کچھ نہ ملا تھا۔ پس خلاصہ مدعا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے کامل مثیل کے ظہور کی پیشگوئی کی۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ یہ بات تم کو نجات دلائے گی۔ ہر ایک کے شک اور وہم سے۔ اور جلال و جمال کی حقیقت تم پر واضح ہو جائیگی۔ اور شکوک کے رفع ہونے کے بعد اصلیت کھل جائے گی جس وقت تم نے یہ بات مان لی تو تم ہر ایک دجال کے شر سے خدا کی پناہ میں رہو گے۔ اور ہر ایک ضلالت سے نجات پاؤ گے۔

(ترجمہ اعجاز المسیح ص ۱۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۲ء)

جو اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کی صفت کے مصداق ہیں۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۳۹) اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب

اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعوے یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی یہ ہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔
(انوار خلافت ص ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

جب اس آیت (اسمہ احمد) میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے۔ دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۶ء)

آپ کا یہ سوال ہے کہ (اسمہ احمد میں) بشارت تو احمد کی ہے اور مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ...... مطلق غلام احمد نہ عربی ہے کیوں کہ اس حالت میں غلامُ احمدَ ہوتا اور نہ یہ نام فارسی بن سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں غلامِ احمد ہوتا اور نہ یہ نام اردو ہو سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں احمد کا غلام ہونا چاہئے تھا اصل بات یہ ہے کہ ... چوں کہ حضرت صاحب کے خاندان میں غلام کا لفظ اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس ملک کے رواج کے مطابق چلا آتا تھا اس واسطے

آپ کے نام کے ساتھ بھی لگا دیا گیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مسیح جوان ہوگا اور غلام کے معنی جوان کے ہیں جس سے یہ بتایا گیا کہ اس کے کام جوانوں کے سے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیۃ (اسمہ احمد) مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔

(انوار خلافت ص ۱۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خدا تعالےٰ نے اسم احمد کو تو حضرت عیسیٰ سے روایت کیا اور اسم محمدؐ کو حضرت موسیٰ سے۔ تاکہ پڑھنے والا جان لے کہ جلالی نبی یعنی حضرت موسیٰ نے وہ نام اختیار کیا جو اس کی مثال کے موافق تھا یعنی محمد جو اسم جلالی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو اختیار کیا جو اسم جمالی ہے۔ کیوں کہ وہ خود جمالی نبی تھا۔ اور اس کو جنگ وجدال میں سے کچھ نہ ملا تھا۔ پس خلاصہ مدعا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے کامل مثیل کے ظہور کی پیشگوئی کی۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ یہ بات تم کو نجات دلائے گی۔ ہر ایک کے شک اور وہم سے۔ اور جلال وجمال کی حقیقت تم پر واضح ہو جائیگی۔ اور شکوک کے رفع ہونے کے بعد اصلیت کھل جائے گی جس وقت تم نے یہ بات مان لی تو تم ہر ایک دجال کے شر سے خدا کی پناہ میں رہو گے۔ اور ہر ایک ضلالت سے نجات پاؤ گے۔

(ترجمہ اعجاز المسیح ص ۱۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

جو اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کی صفت کے مصداق ہیں۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء)

(۳۹) اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب

اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعوے یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہی ہیں۔
(انوار خلافت ص ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

جب اس آیت (اسمہ احمد) میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے۔ دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ و ۵ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

آپ کا یہ سوال ہے کہ (اسمہ احمد میں) بشارت تو احمد کی ہے اور مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ...... مطلق غلام احمد نہ عربی ہے کیوں کہ اس حالت میں غلامُ احمدَ ہوتا اور نہ یہ نام فارسی بن سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں غلامِ احمد ہوتا اور نہ یہ نام اردو ہو سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں احمد کا غلام ہونا چاہئے تھا اصل بات یہ ہے کہ ... چونکہ حضرت صاحب کے خاندان میں غلام کا لفظ اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس ملک کے رواج کے مطابق چلا آتا تھا اس واسطے

علامت ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ کیوں کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی۔ مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔

(انوار خلافت ص ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۲) احمد کون ہے اور کون نہیں (ج)

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ آیت مرقومۃ الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیشگوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہے۔ پیشگوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتلایا گیا ہے جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس لئے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کو محمد ہی کے نام سے یاد فرمایا گیا اور تورات میں بھی آپ کی پیشگوئی میں آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا۔

جیسا کہ سورۃ فتح میں اس کی تصدیق موجود ہے جہاں فرمایا محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ..... لیکن اسم احمد کا ذکر تمام قرآن میں ایک جگہ صرف سورہ صف ہی میں پایا جاتا ہے اور وہ بھی حکایۃً مسیح کی پیشگوئی کے الفاظ میں جس کا مصداق حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بار بار آپ کو ہی قرار دیا اور بار بار اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ آنے والا احمد رسول جس کا ذکر مسیح کی پیشگوئی میں ہے وہ آپ (مرزا صاحب) ہی ہیں اور اگر احمد والی

خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنے اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیوں کہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنے جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۰) تعریف کرو (ج)

میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو اور نا امیدی کے درجہ تک اپنے امر کو نہ پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم کی تعریف نہ چھوڑی اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا۔ پس اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے۔

(خطبہ الہامیہ صنہ ۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیوں کہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صنہ ۱۴۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۴۱) احمد رسول مرزا صاحب

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہ آیت بھی احمد رسول کی ایک

(یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہی ہے جس کی بعثت حسب وعدہ آلہی واٰخرین منھم خود نبی کریم کی بعثت ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۴۴) مرزا صاحب ابراہیم اور احمد

اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کے طرز پر بجا لاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۵) حضرت سید المرسلین پر فضیلت

پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا یہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔

پیشگوئی کے مصداق آں حضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تھے تو ضرور تھا کہ آپ کی وحی بھی آپ کو احمد ٹھہرا کر اس امر کی تصدیق کرتی۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۵ء)

(۴۳) محمد اور احمد کی تقسیم (ج)

ان تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو احمد کے نام سے پکارا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ آپ احمد تھے ....

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ ہم نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کو احمد نہیں مانتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ احمد تھے۔ بلکہ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ آپ کے سوائے کوئی احمد نہیں ہے اور نہ کوئی احمد ہو سکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آپ اپنی پہلی بعثت میں بھی احمد تھے؟ نہیں۔ بلکہ آپ اپنی پہلی بعثت میں محمدیت کی جلالی صفت میں ظاہر ہوئے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ صف میں کسی ایسے رسول کی پیشگوئی کی گئی ہے جو احمد ہے پس ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی نبی کریم کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں بلکہ آپ کی دوسری بعثت یعنی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے متعلق ہے۔ کیونکہ مسیح موعود جمالی صفت کا مظہر یعنی احمد ہے ..... اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب اعجاز المسیح میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریم کے دو بعثت ہیں۔ بعث اوّل میں اسم محمد کی تجلی تھی مگر بعث دوم اسم احمد کی تجلی کے لئے ہے ....

ان تمام حوالجات سے یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ سورۂ صف میں جس احمد رسول کے متعلق عیسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی کی ہے وہ احمد مسیح موعود

قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں وہ سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعے سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے . . . .
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنے اسوقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گزر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ

(خطبہ الہامیہ ص۱۹۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۴۴)

اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو

(ذکر آکی صلا تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان منقول از کتاب جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ صلا مولفہ فضل الدین صاحب قادیانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد بہرحال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء)
(منقول از المہدی نمبر ۲ و ۳ صفحہ ۲۹ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

مسیح موعود (مرزا صاحب) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔

پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

لہ خسف القمر المنیر وان لی ‏ غسا القمران المشرقان اتنکر

اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

(اعجاز احمدی صلا مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں۔ تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل و راشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو

کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت کے بعث اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آن حضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزا ہے۔ حالاں کہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آن حضرت کی بعث اوّل و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴۷) خطبہ الہامیہ (ج)

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا۔ جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے۔ پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہئے۔ کیوں کہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدس (مرزا صاحب) تحریر فرماتے ہیں۔ "جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔" اسی طرح صفحہ ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں (بہ تشکل مرزا صاحب) بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۳۱ نمبر ۳ جلد ۱۴ -)

اور یہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی۔ (گویا یہ حقائق مرزا صاحب پر منکشف ہوئے۔ للمؤلف)

(ازالہ اوہام ص۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل　　غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی)

(۴۶) ہلال و بدر (م)

اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم اللہ ببدر۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے منہ نہیں پھیرتا کیا آخرین منہم کی آیت میں فکر نہیں کرتے اور کس طرح منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے ... اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل و راشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔

بنی بھی مستثنیٰ نہیں آں حضرت صلعم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت و قرآن کریم ہے۔ اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے مصدق ہو ان تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنیوالا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہی) .... اے نبیو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اسکی مدد فرض سمجھنا (جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔)

(اخبار الفضل قادیان ۱۹ و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

چنانچہ الفضل (قادیان) ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اس پر دھڑتے سے مضمون نکلا اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا۔ اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا۔ کہ اس پیش گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے۔ اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے وہ مسیح موعود ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئیگا کہ لوکان محمد حیالما وسعہ الا اتباع المسیح الموعود کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انھیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ متبع اور غلام ہوتے۔

یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں کے ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ اور ہر قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔

(۴۸) چودھویں کا چاند (ج)

اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جب کہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالےٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایما ہے۔ اور یہ کہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ میں ہوں جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیش گوئی تھی جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا۔ اور چودھویں کا چاند نکلا تو اس کو دوکاندار خودغرض کہا گیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صـ ۱۶۳ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔)

آپ نے (قادیانی مقرر نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود وہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا یعنی رسول کریم پس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیوں کر ہو سکتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۷، مورخہ یکم فروری ۱۹۱۶ء)

(۴۹) مرزا صاحب کا خدائی عہد

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ ؎۔ جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی

ہو چکے ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے درا صل اس زمانہ میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۲) ذہنی ارتقاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا ...... اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) ان کا پورا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشوونما ہوگئی۔ چنانچہ آجکل باریک اقسام گناہ کی نکل آئی ہیں اور کئی باریک نیکیاں بھی ظاہر ہو رہی ہیں مقابلہ زیادہ سخت ہے لوگ اعلیٰ تربیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جن کا جواب بغیر ذہنی ترقی کے مشکل تھا۔ تلوار کے جہاد کے بجائے قلمی جہاد کا وقت ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

(۵۳) دو عورتیں

بہرحال حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ایسی شفیق اور مہربان ماں کی گود میں پرورش پائی تھی جو اپنی صفات عالیہ کے لحاظ سے خواتین اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں اس خاتون کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا جو نبیوں کا موعود تھا اور جس کو آنحضرت صلی اللہ

کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے۔ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو بڑھا چڑھا بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرارت سے کام لیا گیا۔

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷ جون ۱۹۳۶ء)

(۵۰) عہد منظوم (ج)

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے — کہ جب تم کو دوں میں کتاب اور حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیمبر — تو ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت
کہا کیا یہ کرتے ہو اقرار محکم — وہ بولے مقر ہے ہماری جماعت
کہا حق تعالیٰ نے شاہد رہو تم — یہی میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا — بنے گا وہ فاسق اٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے — وہی عہد حق نے لیا مصطفےٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا — سبھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک وہ امت کا موعود آیا — وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا — بنے آج ہر ایک عبد شکورا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۷ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء)

(۵۱) سفید بال

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید

(۵۵) قادیانی اعتقاد (ج)

پھر ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے اس قدر نشانات ظاہر ہوئے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہوسکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ (جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء) تھا یعنی تمام انبیاء عالم کا نمونہ آپ کی ذات قدسی صفات میں جمع تھا۔

(الفضل قادیان جلد ۵ ۳۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۵۶) قرآن کریم میں مرزا صاحب کی مزید بشارات

چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر .... اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی ...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲)

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (ای مرسل من اللہ) کہہ (اے غلام احمد) اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔

(البشریٰ جلد دوم ص ۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ۔

علیہ وسلم نے اپنا سلام کہا اور خدا تعالیٰ نے جس کے مدارج اور مناقب میں فرمایا انت منی وانا منك

اس عظیم الشان انسان کی ماں دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو آمنہ خاتون کے بعد اپنے بخت رسا پر ناز کر سکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں ان میں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں۔ جنھوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵۴) ۹۹۵ ۹۹۵ (ج)

وہ جس کا ظہور خاص خدا کا ظہور تھا۔ وہ جس کی مسکراہٹ میں صد جلوۂ طور تھا۔ وہ جس کی چشم نیم باز میں جنت کی سو کھڑکی کھلی تھی وہ جس کی صحبت قدسیہ کی ایک ایک گھڑی زاہد شب زندہ دار کی صد سالہ عبادت سے قیمتی تھی وہ جس کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی وہ جس کی قوت ملکیہ دافع ہر شور و شر تھی وہ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید و تفرید بنایا جس کو آیت انت معی وانا معك وانت منی وانا منك سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بنایا۔ (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء)

وہ جو خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہے۔ وہ جس کا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہو۔ جس نے بیا۔ پانچ لاکھ انسانوں کو مسلمان بنا دیا۔ (حالانکہ پنجاہ سالہ کوششوں کے بعد ۱۹۲۰ء کی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں قادیانیوں کی تعداد ۵۷ ہزار سے بھی کم نکلی۔ اور یہ بھی تمام تر وہ مسلمان ہیں جو اس چکر میں آگئے۔ للمؤلف)

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۰۸)

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۷) مرزا صاحب کے بشارتی نام

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیئل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیئل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند!!

(حاشیہ اربعین ۳ صـ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہے کرشن جی رودر گوپال۔ (البشریٰ جلد اوّل صـ۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

امین الملک جے سنگھ بہادر۔

(البشریٰ جلد دوم صـ۱۸ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۸) مرزا صاحب کے گواہ

میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیش گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھیر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۹) مرزا صاحب کی جامعیت (م)

خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور

علی الدین کلہ۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۳ ۔ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور یہ (مرزا صاحب) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ہ	صفحہ ۷۰
الرحمن علم القران ہ	صفحہ ۷۰
قل انی امرت وانا اول المومنین ۔	صفحہ ۷۰
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ	صفحہ ۷۱
داعیا الی اللہ وسراجا منیرا ۔	صفحہ ۷۵
دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۔	صفحہ ۷۶
سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا ۔	صفحہ ۷۸
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔	صفحہ ۷۹
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم ۔	صفحہ ۸۰
سلام علی ابراھیم ۔	صفحہ ۸۷
فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ۔	صفحہ ۸۸
انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔	صفحہ ۹۴
انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ۔	صفحہ ۱۰۱
انا اعطینا لک الکوثر ۔	صفحہ ۱۰۲
اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا ۔	صفحہ ۱۰۲
یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم ۔	صفحہ ۱۰۷

۱

اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں سو وہ میں ہوں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰ مصنفہ مرزا غلام قادیانی صاحب)

علاوہ اس کے ہم کو یہ بھی تو دیکھنا چاہیے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا مظہر ہے جیسا کہ اس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء اس لئے اس کے آنے سے گویا امت محمدیہ میں تمام گزشتہ نبی پیدا کئے گئے پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھ کر رہا۔ کیوں کہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو توریت کی خدمت کے لئے موسیٰ کو عطا ہوئے تھے۔ اس امت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کئے گئے جو موسیٰ سے پہلے گزر چکے تھے بلکہ موسیٰ بھی خود دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود باجود میں پورا ہوا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۱ نمبر۳ جلد ۱۴)

آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ نوحؑ۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسفؑ یحییٰؑ عیسیٰؑ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا۔ اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

(نزول المسیح ص۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۰) واحد وجود (ج)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود

سیدالمرسلین کا بروز بنایا ۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہو گا ۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں ۔ میں نوح ہوں ۔ میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں ۔ میں یعقوب ہوں میں اسمٰعیل ہوں ، میں موسیٰ ہوں ، میں داؤد ہوں ۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں ۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں ۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں ۔ میں ابراہیم ہوں ۔ میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں ۔ یعنے ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں ۔

(حقیقۃ الوحی ص۷۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے ۔ اس لئے ہمارا نام آدم ۔ ابراہیم ۔ موسیٰ ۔ نوح ۔ داؤد ۔ یوسف سلیمان ۔ یحییٰ عیسیٰ وغیرہ ہے ۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں ۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں ۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان اپریل ۱۹۰۲ء
منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ ص۴۹ شائع کردہ جماعت قادیانی جماعت قادیان)

عیسٰے اور ہندؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمدؐ اور احمد ہے۔

اس عظیم الشان فتنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مناسب سمجھا کہ امت محمدیہ کو موسیٰ کی امت کی طرح متفرق طور پر نبی نہ دئے جائیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مجدد دئے اور اس فساد کے زمانہ میں نبیوں کا قرضہ یکمشت ادا کر دیا۔ جیسا کہ مختلف نبیوں کی امتوں نے یکمشت اسلام پر حملہ کیا اور یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے ایسا کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۶ء)

(۶۲) تمام طاقتیں (ج)

میں نے اس مضمون کو قبل از عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ...... ان سب کی صدق اور حقیقت ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے ہیں۔ وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود ہے اور تیار۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے۔

(نور الدین ص ۱۵۶ مصنفہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان)

(۶۳) اگر حضور ملکہ معظمہ (ج)

اگر حضور ملکہ معظمہ میرے تصدیق دعوے کے لئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ نشان ظاہر ہو جائے اور نہ صرف یہی بلکہ دعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظمہ

ایسا بھی ہوگا جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا اگر وہ حسب ذیل کلام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔ یعنے ؎

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اور یہ کہ ؎

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۶۵ جلد ۱۷)

(۶۱) قرضہ یکمشت (ج)

سائل: حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ تک بہت بنی آئے۔ اگر آنحضرت کے بعد نبوت جائز ہوتی تو مرزا صاحب سے پہلے مجدد بھی بنی ہوتے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب بھی نبی نہیں۔

مجیب: بیشک اس امت کا حق بھی تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے بنی ان میں پیدا ہوتے مگر خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اس امت مرحومہ کو دجال کے عظیم الشان فتنے کا سامنا ہونے والا ہے اور تمام نبیوں کی امتیں گمراہی میں بڑھ کر اسلام پر حملہ آور ہونے والی ہیں۔ اس لئے مصلحت الٰہی یہی ہوئی۔ کہ اس امت مرحومہ کو سارا قرضہ اس عظیم الشان فتنے کے زمانہ میں یکمشت دیا جائے چنانچہ واذا الرسل اقتت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں کے قائم مقام ایک بنی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ، عیسائیوں کے لئے

(۶۵) مرزا صاحب اوتار

اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کرکے بھیجا ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لیے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامۂ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی .... یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو ردّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔

(تتمۂ حقیقۃ الوحی ص۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آخیر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو

کے پایہ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں ۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے ۔

(تحفہ قیصریہ صـ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۴) خواہ زندہ مر جائے (ج)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... ڈاکٹر صاحب کا خط پہونچا ۔ ڈاکٹر صاحب ایسے امور کے دکھلانے کے لئے مجھے مجبور کرتے ہیں ۔ جو میرا نور قلب شہادت نہیں دیتا کہ میں ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کروں گو یہ عاجز خدا تعالےٰ کی قدرتوں کو غیر محدود جانتا ہے ۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ ہر ایک قدرتی کام وابستہ با وقات ہے ۔ اور جب کسی امر کے ہو جانے کا وقت آجاتا ہے ۔ تو اس امر کے لئے دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور امید بڑھ جاتی ہے ۔ اب ایسی باتوں کی طرف جو ڈاکٹر صاحب کا منشاء ہے کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی مادر زاد اندھا اچھا ہو جائے پیدا نہیں ہوتا ۔ ہاں اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مر جائے ۔ یہی بات پہلے میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھی تھی کہ آپ صرف یہی شرط رکھیں کہ ایسا امر ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے برتر ہو ۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو امر انسانی طاقتوں سے برتر ہو وہی خارق عادت ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے خواہ نخواہ مردہ وغیرہ کی شرطیں لگا دی ہیں ۔

والسلام

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندؤں میں کام کریں گے۔ اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۷۱ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۶۷) مرزا صاحب کے معجزات و نشانات

بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ تتمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا۔

(اخبار البدر قادیان جولائی ۱۹۰۶ء و اخبار الفضل مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۲ء)

میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ..... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص ۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دور کرنے کے لیئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں ہی (کرشن) ہوں۔

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پر تھا۔ اور نیکی سے دوستی۔ اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ:-

"ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے"

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳ از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) یاد رکھو (ج)

یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں یعنی آپ ہندوؤں کے لیئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہو سکتے ہیں حضرت مسیح موعود مسیح ہیں آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا۔ آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ سے ملے گی۔ کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی

کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں ۔
(نزول المسیح ص۸۱-۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۹) مرزا صاحب کا زمانہ (ج)

اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔

(اربعین ۲ ص۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔

(الراقم خاکسار میرزا غلام احمد)
(مکاشفات کا آخری سرورق۔ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا۔ جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یعنے انسانی مظاہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دیکھو تم ایسے زمانہ میں پیدا کئے گئے ہو جس کی تیرہ سو سال سے لوگ خواہش کرتے چلے آئے ہیں۔ امام شافعی۔ ابن حزن (ابن حزم) ابن حجر۔ ابن تیمیہ محی الدین ابن عربی۔ عبد القادر جیلانی۔ شہاب الدین سہروردی۔ یہ لوگ

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمۂ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے۔ اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۸) جیسا کہ (ج)

جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السّلام کی حضرت آدم سے لے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السّلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السّلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں۔ مگر یہ معجزات اور پیش گوئیاں ہزار ہا لوگوں کے واقعات چشم دید ہیں۔ اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۸۹ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

(۷۱) قادیانی معروضہ (ج)

اگر آج قادیان کا مقدس نبی اس زمین پر زندہ ہوتا تو میں عرض کرتا پیارے احمد۔ سیدنا مسیح موعود! تو خدا کا نبی۔ خدا کا رسول۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز لشکر اسلام کا فاتح سپہ سالار اور آسمانی بادشاہت کا پر جلال سلطان ہے تیرے آنے سے ہر نبی زندہ ہوا۔ تیرے آنے سے مردوں میں جان پڑی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء)

(۷۲) سچ پوچھو تو (ج)

اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ سلم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم کیوں حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ قرآن پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر یقین اس کی نبوت کی وجہ سے ہوا ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

اور حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمان حضرت علیؓ جن کے متعلق ہو کہ امت سے بڑھ کر ہیں ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ہیں اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے فوت ہو گئے ہیں کہ ہمیں مسیح موعود (مرزا صاحب) کا زمانہ میسر ہو۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۴ مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۴ء)

ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کوئی معمولی شان کا انسان نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ میں اپنے درجہ کے لحاظ سے سب پر فوقیت لے گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کا لقب پانے کے لئے صرف وہی چنا گیا باقی کسی کو یہ درجہ عطا نہ ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو وہ زمانہ دیا جس پر اللہ تعالےٰ کے تمام نبی ناز کرتے آئے ہیں اور جس کے پانے کے لئے اس امت کے بڑے بڑے ابدال دعائیں کرتے کرتے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۳۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۷۰) زندہ ہوا (ج)

حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا۔ ہر راستباز نے دوبارہ حیات پائی پس حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدیان چند مچھیوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر بھی کتنے ہیں اس نے کیا کیا۔ وہ کون سی خوبی اور کون سی صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب میں نہیں۔

ہم نبی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل — جو نہ مانیں گے ہمیں وہ کافر و مردود ہیں
منکرین انبیاء ہوتے کبھی مومن نہیں — بلکہ ہوتے بوجہل فرعون یا نمرود ہیں
سب نبی دیتے رہے ہیں جن کے آنے کی خبر — وہ ہیں ہم حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں
ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق ہر قوم کو — اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں
جو ہمیں مانیں مسیح اور اپنے جھگڑوں میں حکم — وہ ہمارے متبع ہیں وہ ہمیں محمود ہیں
ہم جو آئے پھر ہوا تجدید حکم اسجدوا — ہو کے آدم سب ملائک کے بنے مسجود ہیں
حق تعالیٰ نے کیا ہے ہم پہ بس لطف و کرم — حد سے بڑھ کر اس کے ہم پر فضل ہیں اور جود ہیں
جو ہمارے در پہ آئے ہو گئے مقبول حق — جو یہاں سے پھر گئے وہ اس کے ہاں مطرود ہیں
وہ خدا کے فضل جو مخصوص ہیں مومن کے ساتھ — اب ہمارے منکروں پر حشر تک مسدود ہیں
انبیاء ہونے ہمارے بعد ہوں یا اولیاء — اب ہمارے اتباع میں تا ابد محدود ہیں
ہم نے اپنی زندگی میں وحی حق سے دی خبر — جن امور سر و اخفی کی وہ اب مشہود ہیں
یہ درر جو نظم میں منظوم یوسف نے کئے — یہ ہماری وحی اور تحریر میں موجود ہیں

مندرجہ بالا نظم میں مرزا صاحب کے جو دعاوی پیش کئے گئے ہیں ان کے ثبوت میں مرزا صاحب کی کتابوں کے بکثرت حوالے دیئے گئے ہیں جو اس نظم کے تحت اخبار میں درج ہیں لیکن بخوف طوالت یہاں ترک کر دیئے گئے ہیں۔ للمولف۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء)

(۷۵) مزار پر انوار حضرت احمد مختار (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دار العلوم میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہیئے لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے کا ضرور

(۷۳) رسول قدنی (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی — تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
انت منی دا نا منک خدا فرمائے — میں بتاؤں تری کیا شان رسول قدنی
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے — ہم ہیں نا چیز سے انسان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے — اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی
آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے — تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے — تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمۂ چشم تری خاک قدم بنوائے — غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی
اپنے اکمل کو بچا لیجیے کہ ہے زرد و زبوں — اس کے عصیان کا طغیان رسول قدنی

(اقتباس الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۷۴) حضرت مسیح موعود کی شان (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۵ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے آپ کے تمام دعاوی آپ کی وحی اور تحریرات سے منتخب کرکے جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور نے نہایت عمدگی کے ساتھ نظم کر دیے ہیں اور حوالجات بھی ساتھ دے دئے ہیں امید ہے احباب بہت دلچسپی سے پڑھیں گے ایڈیٹر

اے اسیر المنکرین ہم احمد موعود ہیں — کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰ معہود ہیں
ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں — مظہر زرتشت و موسیٰ کرشن اور داؤد ہیں
ہم مثیل لوط اسحاق اور اسمٰعیل ہیں — ہم مثال یوسف و یعقوب صالح ہود ہیں
ہم ہیں عکس ایلیا و حزقیل و دانیال — ہم ہی تصویر محمد حامد و محمود ہیں

فصل چھٹی

انکشافات

(۱) شیطان کا فریب

جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی کوئی اصل صحیح شرع میں نہ ہو۔ خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱ ترجمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنے مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کلم اللہ موسی علی جبل و کلم الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینھما ان کنت من الناظرین۔

خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے ہم کلام ہوا۔ سو اس دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

(نور الحق ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نکالنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یدفن معی فی قبری اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔

صیغہ تربیت قادیان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۸

مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔ یاد رکھنا چاہیے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے۔ تا ایمان چھین لے

افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنے خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں . . . . . . اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں۔ ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں

(حقیقۃ الوحی ص۱تا۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کیلئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں۔ خدا ان کے شر سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ قول مشہور کہ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو۔ اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو. . . .
چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لیے شیطانی القا سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامن گیر ہیں اس لیے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا
اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی کمال صفائی صفائی نفس پر موقوف ہے جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لیے بطور استخارہ و استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے۔ خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور در اصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے۔۔۔۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال ہے۔ اور نماز سے بھی تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا اے شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لیے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔

اب جب کہ سید عبد القادر جیسے اہل اللہ اور مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو عامۃ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا۔ وہ کیوں کر اس سے بچ سکتے ہیں۔ اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبد القادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کریں

(ضرورۃ الامام ص۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) فتنہ عظیم

اس زمانے میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں

اور بعض میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔

(شرح اسباب وعلامات باب امراض دماغ مصنفہ حکیم برہان الدین نفیس بن عوض المتطبب الکرمانی)

بعض عالم اسی مرض میں مبتلا ہو کر دعوئے پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی صحیح واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔

(مخزن حکمت طبع پنجم جلد ۲ ص ۱۳۰۵ مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب)

تیماپور ملک دکن کے ایک صاحب مولوی عبداللہ (قادیانی) آج کل ایک ابتلا میں مبتلا ہیں اور اس بات کے مدعی ہیں کہ اصل مہدی موعود وہی ہیں اور حضرت صاحب مسیح تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مفتری نہیں ہیں لیکن دماغی حالت کی وجہ سے بیمار و معذور ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ بعنوان مولوی عبداللہ تیماپوری ص ۴۱۲ تا ۴۱۵ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) مرزا صاحب کی توجیہ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ایک حوصلہ مند مرید چراغ دین نامی نے بھی مرزا صاحب کے ماتحت رسالت کا دعویٰ کیا تو مرزا صاحب کو بہت ناگوار گزرا اور صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا۔

"نفس امارہ کی غلطی نے اس کو (یعنی چراغ دین کو) خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ بس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لیے مستعفی نہ ہو جائے۔"

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء عیسوی

(دافع البلاء ص ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس دعوے کی نفسیات کی مرزا صاحب نے جو تشریح فرمائی ہے وہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القائے شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القا ہو جاتا ہے

آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں۔

پھر دوسرے قسم کے خواب میں یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں پھر تیسری قسم کے ملہم وخواب بین وہ لوگ ہیں.... جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الٰہیہ میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱ تا ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب میں بموجب آیۃ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) مالیخولیا کے کرشمے

مالیخولیا کے بعض مریض بظاہر صحیح الدماغ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جب ان کی طول طویل اور بے سروپا باتیں سنی جائیں تو حاذق طبیب سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہیں۔

(سودائے مرزا ص۱۴ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب)

طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

(تحقیقات ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی اسسٹنٹ سرجن مندرجہ رسالہ ریویو قادیان مئی ۱۹۲۶ء)

بعض مریضوں میں یہ فساد گا ہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے۔ اور بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے ہی سے دے دیتا ہے۔

حجۃ اللہ القادر وسلطان احمد مختار

لکھا تھا اور یہ سوم دار کا روز انیسویں ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ م ۲۲ اکتوبر سنہ ۸۳ عیسوی اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ بکرم ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۵-۵۱۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) خیالی کرشمے (ج)

ایک زبردست الہام اور کشف۔ آج ۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا۔ یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے بعد ۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا

کافر جو کہتے تھے وہ نگون سار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم حاشیہ صفحہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۸) غلام احمد قادیانی کا کشف

لطیفہ۔ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الایات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس

اور بچوں کہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبنیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ جبنیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے"۔ (آمین ثم آمین۔ للمؤلف)

المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء

(دافع البلاء ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) عجیب الہام (ج)

رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا اور وہ یہ ہے قل لضیفك انی متوفیك۔ قل لاخیك انی متوفیك۔ یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا۔ اس کے معنی بھی دو ہیں ایک تو یہ کہ جو تیسرا مورد فیض یا بھائی ہے۔ اس کو کہہ دے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں وفات دوں گا معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ اس قسم کے تعلقات کے کم و بیش کئی لوگ ہیں اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات اکثر وارد ہوتے رہتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص۲۷ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۶) عالم کشف

آج اس موقع کے اثناء میں جب کہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا کہ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ

"فتح کا نقارہ بجے"

پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ "دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری"۔

جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں

اور اس میں یہ بھید تھا کہ تیرھویں صدی کے سر پر آپ نے ہی مجدد بننا ہے
(مضمون معراج الدین عمر صاحب قادیانی بعنوان حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے مختصر حالات تتمہ براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۲)

(۱۰) تمام و کمال اصلاح

تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گزر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے۔ اتنے میں میرے دل میں محض خداتعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے اپنی جگہ کو چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصہ میں میں نے بیٹھنا چاہا تب انہوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائنتی کی طرف چند انگلی کے فاصلے پر ہو بیٹھے تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اٹھا دوں۔ پھر میں ان کی طرف جھکا۔ تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر پھر چند انگلی کی مقدار پر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اور پائنتی کی طرف کیا جائے تب پھر وہ چند انگلی پائنتی کی طرف کھسک کر ہو بیٹھے۔ القصہ میں ایسا ہی ان کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائنتی کی طرف کھسکتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کو آخر کار چارپائی سے اترنا پڑا اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اس پر چٹائی وغیرہ کچھ نہ تھی اتر کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں تم آمین کرو تب میں نے یہ دعا کی کہ رب اذهب عني الرجس وطهرني تطهيرا۔

اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اُٹھ گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اُٹھ گئے اور میری آنکھ کھل گئی اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلند تر کھینچ کر لے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی جس میں خدا نے بہ تمام و کمال میری

عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔

(ازالۂ اوہام ص۱۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لطیفہ پر لطیفہ۔ مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ کہ ضلع گورداس پور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے جو مرزا صاحب کے ہم عصر تھے لیکن سب سے بڑھ کر تیسرا لطیفہ قادیانی صاحبان کی یہ تاویل ہے کہ دوسرے قادیان میں کوئی غلام احمد تھے تو ہوا کریں۔ مرزا صاحب کی طرح غلام احمد قادیانی ان کا مرکب نام تو نہ تھا گویا وہ بے چارے قادیان کے غلام احمد تھے اور مرزا صاحب غلام احمد قادیانی تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے) سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں اسلئے اگر ضلع گورداس پور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں۔ اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا تھا تو اس سے آپ کے دعوے کی تغلیط نہیں ہوتی کیوں کہ آپ نے نہ قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔

(کتاب آئینہ احمدیت ص۴۵ مصنفہ دوست محمد صاحب قادیانی جو ۱۹۳۲ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شایع کی)

(۹) تیرہ سو کا عدد (ج)

جس نے دعویٰ کیا اس کا نام بھی یعنی "غلام احمد قادیانی" اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے

(تریاق القلوب ص۶۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کے پورے نام "غلام احمد قادیانی" کے اعداد بہ حساب جمل (۱۳۰۰) نکلتے ہیں

(۱۳) خدائی مشاغل (م)

"اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا "میں نماز پڑھوں گا۔ اور روزہ رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں"۔

(البشریٰ جلد دوم ص۷۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے فرمایا "میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا"،

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۳۲ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

انی مع الاسباب اتیك بغتة ۔ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب انی مع الرسول محیط۔"

میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا۔ اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں "

(مرزا صاحب کا الہام مندرجہ البشریٰ جلد دوم ص۷۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) خدائی تعلقات

"انت منی بمنزلة ولدی ۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔

(حقیقۃ الوحی ص۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"انت منی بمنزلة اولادی"!

مرزا صاحب کا الہام منقول از احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ماہوار ہینڈ بل نمبر ۱ بعنوان تاویل المتشابہات فی تفسیر الالہامات)

اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن"

(البشریٰ جلد اول ص۴۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"یا قمر یا شمس انت منی وانا منك ۔ اے چاند اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے"

(حقیقۃ الوحی ص۷۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اصلاح کردی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہوسکتی۔

(حیات النبی جلد اول ص۹۵ و ۹۶ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی۔ تریاق القلوب ص۶۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) قرآن میں قادیان

اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونیکا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انا انزلناہ قریبا من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ .... تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔

(ازالۂ اوہام ص۳۴ و ص۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) تینوں مقامات (ج)

ہم مدینہ منورہ کی عزت کرکے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم قادیان کی عزت کرکے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہوسکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لیے چنا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی تقریر
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح صفحہ ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیش گوئی کے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا۔ اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو اور خوب غور کرکے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیش گوئی سورۃ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا (سورۃ تحریم)

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) خدا کے دستخط (ج)

۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء۔ ایک رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو آئے ہیں اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اس پر دستخط کردو میں نے کہا کہ میں نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ پبلک نے کردیئے ہیں میں نے کہا کہ میں پبلک نہیں یا پبلک سے باہر ہوں۔ ایک اور بات بھی کہنے کو تھا کہ کیا خدا نے اس پر دستخط کردئے ہیں مگر یہ بات نہیں کی تھی کہ بیداری ہوگئی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص ۴۴ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۱۷) خدا کی روشنائی کے دھبے

ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڑھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاء وقدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے

اَنت من ماء نا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل (بزدلی) سے"

(انجام آتھم ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یحمدك اللہ من عرشہ و یمشی الیك۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے"۔

(انجام آتھم ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"خدا قادیان میں نازل ہو گا"

(البشریٰ جلد اول ص۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

انا نبشرك بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔ ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہو گا گویا خدا ہی آسمان سے اُترآیا۔

(استفتاء ص۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) الہامی حمل

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یعنی "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔

(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا دیا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے

(۱۹) گویا حضرت ملکہ معظمہ (ج)

رویاء دیکھا کہ گویا حضرت حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں اسی اثناء میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو جو میرے پاس بیٹھے ہیں کہا کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ مکاشفات صـ۲ مؤلفہ ابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۲۰) دیکھ لیجئے (ج)

۸ دسمبر ۱۹۰۲ء۔ دو شنبہ نماز عصر سے قبل حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے رویاء سنائی کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے اور اس کے نیچے ایک غار سی چلی جاتی ہے میں نے اس میں پاؤں رکھا تو دھنس گیا اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا۔ پھر ایک جست کر کے میں اوپر آگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر۔ اور میں اس پر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے (شاید حضرت عیسیٰ بھی خواب ہی میں پانی پر چلتے تھے۔ ملوانے) حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر ادھر تیر رہے ہیں۔

(مکاشفات صفحہ ۲۵

مؤلفہ ابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دئیے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔ اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی۔ ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی

(تریاق القلوب ص۳۴ حقیقۃ الوحی ص۲۵۵ باختلاف الفاظ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) خدا کی انگریزی شان

ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا "آئی لو یو" یعنے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ "آئی ایم وِد یو" یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ "آئی شل ہلپ یو" یعنی میں تمہاری مدد کروں گا (انگریزی محاورہ کی رو سے اگر آئی کے ساتھ شل کی جگہ وِل ہوتا تو الہام اور بھی قوی ہو جاتا۔ للمؤلف) پھر الہام ہوا "آئی کین وہاٹ آئی وِل ڈو" یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا "وی کین وہاٹ وی وِل ڈو" یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے

(براہین احمدیہ ص۴۸۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔

(نزول المسیح ص۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا چوں کہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کیے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں۔ اور بعض من جانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو اخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کیے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں پریشن عمر براطوس یا پلاطوس۔ یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں پھر دو لفظ اور ہیں ھو شعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں اول عربی فقرہ ہے یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا۔ یو مسٹ ڈو وھاٹ آئی ٹولڈ یو۔ تم کو وہ کرنا چاہیئے جو میں نے فرمایا ہے یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ اُس ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے اس کو غور سے دیکھ لینا چاہیے اور وہ الہام یہ ہیں۔ دو آل من شڈ بی انگری بٹ گاڈ از ود یو ہی شل ہلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ کین ایکس چینج۔

ترجمہ۔ اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہو گا وہ تمہاری مدد کرے گا اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے۔ پھر اس کے بعد ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے۔ آئی شل ہلپ یو۔ مگر بعد اس کے یہ ہے۔ یو ہیو ٹو گو امرتسر پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے۔ ہی ہلز ان دی ضلع پشاور۔

(۲۱) انشاپردازی

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاپردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیوں کہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

(نزول مسیح ط۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) الہامی شعر

کچھ دن گزرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا آخر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے جیسے یہ مصرعہ "تمام شب گزرانیم در قیام و سجود"

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں۔ پھر آخیر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے۔ مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے۔

طریق زہد و تعبّد نہ دانم اے زاہد　　خدائے من قدمم راند براہِ داؤد

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ط۵۳ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۲۳) الہامات کی زبان

اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو۔ اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیوں کہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔

(چشمۂ معرفت ط۲۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا اسے ذوالجلال — Glory be to the Lord.

آفریندۂ زمین و آسمان — God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تمہیں امرتسر جانا پڑے گا صفحہ — You have to go Amritsar.

وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے صفحہ — He halts in the Zila Peshawar.

ایک کلام اور دو لڑکیاں صفحہ ۱۰۲ — Word and two girls.

معقول آدمی صفحہ ۸۴ — Fair man.

(البشریٰ جلد دوم مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, words of God cannot exchange.

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں۔

I shall give you a large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) نرالی بشارت

جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی صفحہ ۸۹

لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبے سے کم تر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی صفحہ ۱۰۱

(نزول المسیح مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ فقرات ہیں ان کو تصحیح سے لکھیں اور بہ راہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بہ موقع مناسب درج ہو سکیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۶۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) نیا نام

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یلاش خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنی میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لاشریک۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) انگریزی الہامات

I love you.	میں تم سے محبت کرتا ہوں۔
I am with you.	میں تمہارے ساتھ ہوں۔
Yes, I am happy.	ہاں میں خوش ہوں۔
Life of pain.	زندگی دکھ کی۔
I shall help you.	میں تمہاری مدد کروں گا۔
I can, what I will do.	میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔
We can, what we will do.	ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔
God is coming by His army.	خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔
He is with you to kill enemy.	وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لیے تمہارے ساتھ ہو
The days shall come when God shall help you.	وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی .... اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۰۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۸) قادیانی اسرار (ج)

اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے ...... "اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔

۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۲ - ۲۷ - ۲ - ۲۶ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ - ۱ - ۴ - ۲۰ - ۱۴ - ۱۰

۱ - ۲۱ - ۲۱ - ۲۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱ - ۱۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۴ - ۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷

۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱ - ۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۶ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷ - ۵

۱ - ۱۴ - ۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۷ - والسلام علیٰ من فہم اسرارنا واتبع الہدیٰ

الناصح المشفق خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء۔

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۸۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۹) گپت الہام

(۱) ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء ۳۲ - ~~ظہر~~ ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۲ - ۲۷ - ۲ - ۲۶ - ۲ - ۲ - ۲۸

۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ -

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱ -

۱۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱ - ۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب (۳) شادی خاں (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ از حضرت مسیح موعود) بہ ذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بہ ذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے (نوٹ۔ از مؤلف البشریٰ) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیش گوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چوں کہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لیے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہر صورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔

(البشریٰ جلد دوم ص۱۱۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۷) وحی الٰہی (ج)

پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا جلد آنے والا ہے اور اس کے لیے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیوں کہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لیے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیوں کہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیوں کہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لیے اور نام بھی ہوں گے مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور یہ جواب بھی دیا ہے ..... یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چوں کہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی...... مگر یہ ضرور ہوگا کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک کہ وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔

(۳۱) بندر اور سور

تب آپ نے (یعنی مخالف نے) نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے ارد گرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

(قادیانی اخبار پیغام صلح لاہور، ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۲) بلی کو پھانسی (ج)

میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا۔ بار بار رگڑتا تھا لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ مکاشفات ص۳۳ مؤلفہ ابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۳) ہندوؤں کا خواب

ہندوؤں کے بارے میں فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم گیر سونامی (طاعون) میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی۔ چنانچہ جب ہم نے ! ہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آ کر کہا تھا کہ ہم تو اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر آ رہیں گے۔ اسی طرح دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں پھر ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما تیری آستی

۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۶ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴ - ۱ - ۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۶

(البشریٰ جلد دوم ص۱۰۱ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) - ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۳ - ۲۷ - ۲ - ۲۶ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۶ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱

۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱

۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۶ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴

۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۷

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص۸۶ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) پتھر کی بھینس (ج)

مجھے ۱۲؍رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے دل میں خیال تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام و آہستگی سے مینہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رؤیا ان کے لیے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جس کو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ پھر بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہو گیا جب بعد اس کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں تب میں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوب صورت بھینس بنا دیا جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور صورت اور مفید جان دار ہے خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آگیا اور بلاتوقف سجدے میں گرا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۶) کولا وائن

۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص۵۰ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۷) دردِ دنداں

نشان (نبوت) ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے اس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بیتابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔ اور تھوڑی سی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا۔ اور زبان پر یہ الہام جاری تھا واذا مرضت فھو یشفی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۸) عدالتی الہام

ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری کے مقدمہ کی وجہ سے جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا۔ موجود تھا مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارے میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے پھر ان کو اپنی لہو و لعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا...... پھر بعد اس کے

گیتا میں موجود ہے" لفظ رودر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔
(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۴) خواب خرگوش (ج)

(غالباً) نومبر ۱۹۰۶ء میں رؤیا دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں اور جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہوگئی تو میں (یعنی مرزا صاحب) واپس آگیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں واپس آتے ہوئے بھی گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہوگئی اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہے چند قدم چل کر روشنی ہوگئی آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا وہاں چند ایک لڑکے ہیں انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آگئے پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب آرہے ہیں۔ ان کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ اسی سے کام چلاتا ہے وہ چیز اس طرح سے ہے جیسے کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے جس سے قلم بغیر محنت بہ آسانی چلنے لگتا ہے میں نے کہا میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا میں نے کہا کہ اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہوگئی۔
(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۶ء)
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۳۵) خاکسار پیپرمنٹ

ہفتہ مختتمہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء حالت کشفی میں جب کہ حضور (مرزا صاحب) کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا "خاکسار پیپرمنٹ"
(اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء مجموعہ مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

چہرے کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرے پر ٹپک رہی ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ یہ لوگ رد کھے ہوتے ہیں نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں۔ میں نے جا کر کاغذ اس کو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اس پر دستخط کر دو اس نے بلا تامل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر میں نے واپس آکر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑ دابھی دستخط کیلئے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے بعد اس کے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہو گئی۔ تب میں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات صـ۳۴ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

۱۷ ار ۱۸ ر نومبر ۱۹۰۱ء کی درمیانی شب رؤیا دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسّی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے اور وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معًا ایک پروانہ دیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات صـ۱ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک دکان دار کی طرف میں نے کسی قدر قیمت بھیجی تھی کہ وہ ایک عمدہ اور خوشبودار چیز بھیج دے اس نے قیمت رکھ کر ایک بدبودار چیز بھیج دی وہ چیز دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا جاؤ دکان دار کو کہو کہ وہی چیز دے ورنہ میں اس دغا کی اس پر نالش کر دوں گا۔ اور پھر عدالت سے کم سے کم چھ ماہ کی اس کو سزا ملے گی اور امید تو زیادہ کی ہے تب دکان دار نے شاید یہ کہلا بھیجا کہ یہ میرا کام نہیں یا میرا اختیار نہیں اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ ایک سودائی پھرتا ہے اس کا اثر میرے دل پر پڑ گیا اور میں بھول گیا اور اب

جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا باعث ہوا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۹) بیداری اور خواب (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دشمنوں کی طرف سے چھ مقدمات پیش آئے چار فوجداری ایک دیوانی اور ایک مالی .... اور یہ مقدمات ان مقدمات کے علاوہ ہیں جو جائداد وغیرہ کے متعلق دادا صاحب کی زندگی میں اور ان کے بعد پیش آتے رہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۲۳ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ مئی ۱۹۰۵ء خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے شبہ گزرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص وہٹی قائم علی ہے اور اس کے سررشتہ دار ہمارے بھائی غلام قادر مرحوم ہیں۔ اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعیٰ علیہ کو بلوانا ہے۔ مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ پچیس روپیہ طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلوایا جائے۔ ہم نے جیب سے پچیس روپیہ دئے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی ص۶۳ مندرجہ مکاشفات ص۴۰ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

یہ خواب آئی میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے۔ اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے

دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۲) ایکس ایکس ایکس (ج)

رؤیا میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا، اور فوت شدہ خیال کرکے ان سے کہا کہ میری عمر اتنی ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جاوے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تحصیلدار۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ غیر متعلق بات کیوں کرتے ہیں جس امر کے لئے کہا ہے اس کے لیے دعا کریں تو انہوں نے سینہ تک ہاتھ اٹھائے مگر آگے نہ اُٹھائے اور کہا ایکس ایکس ایکس اور یہ ہی کہتے ہوئے چلے گئے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ رسالہ۔ دنیوی کی ترقی مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۳) ایک بزرگ سے (یا دیکھو) گتھم گتھا

ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ بزرگ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھوا لوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جاوے اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب بزرگ سے بہت گتھم گتھا ہوا تب اس مردے نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی (لیکن افسوس کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب فوت ہوگئے۔ شاید بزرگ صاحب نے آمین دل سے نہ کہی ہو۔ مؤلف)

(کشف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء
ایضاً مکاشفات صفحہ ۳۴ باختلاف الفاظ
مؤلفہ منظور الٰہی صاحب۔ قادیانی)

وہی چیز دینے کو تیار ہوں

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات صنا مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء۔ رؤیا شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز ہے جیسے ترازو کے ڈبلے ہوتے ہیں مثل جھیور روں کی بہنگی کے۔ میں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں پھر کسی نے میاں شریف احمد کو اس میں بٹھا دیا اور اس کو چکر دینا شروع کیا اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری۔ میں کہتا ہوں اس کو تلاش کرو ایسا نہ ہو محمد حسین نالش کر دے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ مکاشفات مرزا صاحب صا۴ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۰) مرزا ا ... رہے؟ (ج)

میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہو ... کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ... ایک سررشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوتی اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء مندرجہ مکاشفات صلا مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۴۱) خدائی لیڈر

مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا۔ حتیٰ کہ ان کی یہ غصے کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت (مرزا صاحب) کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکباد دیں

(۴۶) طاعون کی آمد

(نبوت کا) چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانے میں جب کہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اور بہت مری پڑے گی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شایع کی پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۷) پیش گوئیاں (۴)

اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں بجز انبیا کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے وبا پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیگا ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی یہ ہوگا وہ ہوگا۔

(براہین احمدیہ ص۲۶۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے

(۴۴) عمر کی بشارت

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۱۶ مئی ۱۹۰۱ء۔ اللہ تعالیٰ حاضر ہے۔ میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعی علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں دیا مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ صفحہ ۲۹ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۲۴۲ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

وادادواسوتناواشاعوا فیہ خبرا فیشرنا رہنا بثمانین سنة من العمر او هو اکثر عددا۔

ومرت ماخواستند دوران پیش گوئی کردند پس خدا مارا بشارت ہشتاد سال عمر داد بلکہ شاید ازیں زیادہ (یعنی بشارت ہوئی کہ عمر اسّی سال ہوگی یا اس سے زیادہ)

(مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی گویا فی الحقیقت صرف اڑسٹھ سال عمر ہوئی۔ للمؤلف۔

(۴۵) طاعون کا حکم (۷)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) فرمایا رات کو میں نے ایک خواب دیکھی کہ ایک شخص نے مجھے ایک پروانہ دیا ہے۔ وہ لمبا سا کاغذ ہے میں نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ عدالت سے جاری کے لئے طاعون کا حکم جاری کیا گیا ہے اس پروانہ سے پایا جاتا ہے کہ اس کا اجرا میں نے کیا ہے۔ جیسے کاغذات محافظ دفتر کے پاس ہوتے ہیں ویسے ہی وہ میرے پاس ہے۔ میں نے کہا کہ یہ حکم ایک عرصہ سے ہے اور اس کی تعمیل آج تک نہ ہوئی اب میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اس سے مجھے ایک خوف طاری ہوا اور تمام رات میں اسی خرخشہ میں رہا اور اس پر روشن خط میں لفظ طاعون کا لکھا تھا گویا حکم میرے نام آتا ہے۔

(مکاشفات صفحہ ۳۰ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

وحی الہٰی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی شاید ان تحریکات کے لئے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنی ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۹۶-۹۷ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

موعودہ قیامت خیز زلزلہ کا مرزا صاحب کو آخر عمر تک انتظار رہا مگر شاید بھول میں پڑ گیا۔ نہ آیا۔ اور مرزا صاحب فوت ہو گئے اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں جب یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو من مانا موقع مل گیا اور شد و مد سے اعلان ہوا کہ :۔

اس پیش گوئی میں زلزلے کا لفظ ہے لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی ....

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیش گوئی کو شایع کیا تو اس وقت یہ نوٹ بھی لکھ دیا تھا کہ گو ظاہر الفاظ زلزلے کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر ممکن ہے کہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے۔

(دعوۃ الامیر ص۲۳۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لیکن قادیانی صاحبان کی توجہات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ گزشتہ دفعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا تو وہ اسی پیش گوئی کا مصداق قرار پایا اور اب ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کے کوئٹہ کے زلزلے پر بھی خوشی منائی جا رہی ہے کہ "یہ ایک تازہ نشان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء)

(۴۹) مرزا صاحب کی دلیل (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) آیت وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا کر اپنا رسول ہونا تحریر فرمایا ہے۔ اور یورپ اور امریکہ اور اٹلی وغیرہ میں زلازل اور طوفانوں کے آنے کا باعث بھی اپنی بعثت ٹھہرائی ہے لیکن مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) اس امر کو مذہب کا کھیل بنانا قرار دیتے ہیں۔ اور یہ لکھ کر کہ اگر یورپ اور اٹلی وغیرہ میں عذابوں کا آنا کسی نئے رسول کے آنے کی وجہ سے ہے تو اسے (یعنی رسول کو) ہندوستان میں نہیں بلکہ یورپ و اٹلی میں

یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی ہی چیزیں ہوں کہ زلزلے آویں گے۔ قحط پڑیں گے قوم پر قوم چڑھائی کرے گی۔ وبائیں پھیلیں گی وغیرہ وغیرہ۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

طاعون کے پھیلنے کے بارے میں مجھے الہام ہوا الامراض تشاع والنفوس تضاع یعنی مرضیں پھیلائی جائیں گی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی۔ اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی بدر اور الحکم میں شایع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے۔ اور وہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے ابھی ان کی انتظار ہے۔ سو منتظر رہنا چاہیئے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۸) قادیانی زلزلہ (ج)

مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا.........

مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلے کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گزارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے۔ اور اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے بجز اس کے کہ جو سچے دل سے آنیوالے حادثہ پر یقین رکھتا ہے۔ مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گزرتا ہے کہ ظاہر الفاظ

(۵۰) آتھم کا غم (ج)

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا بلکہ کافی عرصے تک بعد کو زندہ رہا۔ مرزا صاحب نے تاویلات کا بہت زور لگایا لیکن ؏

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے (مؤلف)

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ مع کارڈ پہنچا۔ اب تو صرف چند روز پیش گوئی میں رہ گئے ہیں دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے۔ یہ شخص معلوم فیروزپور میں ہے۔ اور تندرست و فربہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلا سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ باقی خیریت ہے مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ اگست ۱۸۹۴ء

نوٹ (از مؤلف مکتوبات احمدیہ) یہ آتھم کی پیش گوئی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغناء ذاتی پر قابل رشک ہے۔ آپ کو مخلوق کے ابتلا کا خیال ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۳ ص۱۲۵ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔

آنا چاہئے تھا۔ صریح طور پر حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی تکذیب کی ہے۔ اور ان کا یہ اعتراض بعینہ وہی ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد نے (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے جو مدتوں مرزا صاحب کے معتقد اور مرید رہے لیکن بالآخر اصلیت سمجھ کر بہ توفیق الٰہی قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ للمؤلف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:۔

"زلزلے سانس فرانسسکو میں آئے۔ یا فارموسا میں یا کولمبیا میں یا اٹلی میں کہیں طاعون ہو۔ کہیں کالرا پھیلے۔ اس کو تکذیب مرزا (صاحب) کا نتیجہ تبلایا جائے۔ گیا دنیا میں سوائے اس ایک جرم کے اور کوئی جرم جناب خداوندی میں قابل سزا نہیں رہا"

(الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۴۸ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مطبوعہ مطبع عزیزی)

(منکرین خلافت کا انجام صفحہ ۹ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

جو لوگ ان الفاظ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا۔ جب تک کہ پہلے ایک رسول اس وقت مبعوث نہ کیا جائے۔ وہ غلطی کرتے ہیں...... پھر اگر رسول کی ضرورت ہے تو عین اس مقام پر ہے جہاں عذاب آئے ۔ مثلاً جنگ کا عذاب یورپ میں آئے یا کوئی بھاری زلزلہ اٹلی میں آئے اور اس سے دلیل یہ لی جائے کہ ضرور اسی وقت کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہوگا۔ تو پھر ایسے رسول کا ہندوستان میں مبعوث ہونا خدائے حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا جس میں حکمت کچھ بھی نہیں۔ وہ رسول یورپ میں یا اٹلی میں آنا چاہیئے تھا

پھر دوسری دقت یہ ہے کہ ہر رسول کے لئے ایک وقت مقرر کرنا پڑے گا کہ اگر اس کے بعد اتنے عرصے تک عذاب آئے تو وہ اس کی بعثت کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر اس میعاد کے بعد آئے تو نیا رسول چاہیئے۔ اور اب جو عذاب آرہے ہیں۔ اگر ان کے لئے کوئی نیا رسول پیدا ہونا ضروری ہو چکا ہے تو اب آئندہ رسول کی کب ضرورت ہو گی۔ آیا یہ قانون تیرہ سو سال کا بن جائے گا۔ ایسی باتیں کرنا گویا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ مذہب علم نہیں بلکہ کھیل ہے"

(بیان القرآن ص ۱۱۱۷ و ص ۱۱۱۸ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

مولانا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم۔

آج ۶ ستمبر ہے اور پیش گوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیش گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے:۔

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی"۔

اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہو گئی۔ نہیں ہرگز نہیں عبداللہ آتھم اب تک صحیح و سالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔

...... میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔ لڑکے کی پیش گوئی میں تفاول کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مر گیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکہ کی پیش گوئی کے اصل مفہوم کے سمجھنے میں تو غضب ڈھا دیا۔ ......

راقم محمد علی خاں از مالیر کوٹلہ

(نواب محمد علی خاں صاحب کا خط مرزا صاحب کے نام مندرجہ آئینہ حق نما ضمیمہ ۱۰۱ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵۱) پسر موعود کا الہام اور اس کا اعلان (ج)

پہلی پیش گوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل خدائے رحیم و کریم و بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا ...... سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے سو تجھے بشارت ہو کہ

مجھے وظیفے کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی۔ مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریبًا ساری رات صرف کرکے ختم کیا تھا وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیوں کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالبًا شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینکدیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا"۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

"۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھ کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جاکر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقع میں یہ مرگیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مرجائے گا"۔

(رحیم بخش صاحب قادیانی ام۔ اے ولد ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء)

جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت ہی کلام ہے اور پھر .... یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا .... اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رزیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی (یہاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خوب چوٹیں کی ہیں۔ وجہ یہ کہ لوگ مرزا صاحب کو چھیڑتے تھے کہ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو کچھ مسیحائی دکھایئے۔ کس ترکیب سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آڑ لے کر مسلمانوں کی عقیدت ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے۔ للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۲ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۳) وعدۂ الٰہی

چوں کہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی دربارۂ تولد ایک فرزند صالح درج ہے جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص ساکنہ قادیان نے یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ حالاں کہ یہ قول نام بزرگان کا سراسر افترا اور دروغ و بمقتضائے کینہ و حسد و عناد جبلی ہے۔ جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ (گویا مرزا صاحب کی بات تمام مسلمانوں کی بات ہے۔ للمؤلف) اس لئے ہم ان کے اس قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بہ موجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا

(اشتہار واجب الاظہار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۲ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیوں کہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمانی کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امرا مقضیا۔

الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء

(تبلیغ رسالت جلد اول ص۵۸ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۲) عظیم الشان نشان آسمانی (ج)

اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے کیوں کہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح کو واپس منگوایا جائے ....

اس کا وقت گزر گیا اور وہ غلط نکلی۔ ہم اس کے جواب میں صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں

ایک صاحب ملازم دفتر ایگزمینر صاحب ریلوے لاہور .... اپنے خط مرسلہ ۱۳ ر جون ۱۸۸۶ء میں اس عاجز کو لکھتے ہیں کہ تمہاری پیش گوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی۔ اور تم حقیقت میں بڑے فریبی مکار اور دروغ گو آدمی ہو..... بھلا کوئی اس بزرگ سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہو گا اس سے ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔

ہاں اس اشتہار (۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء) میں ایک فقرہ ذوالوجوہ درج ہے کہ "مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا"۔ مگر کیا اسی قدر فقرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ مدت حمل سے ایام باقی ماندہ حمل موجودہ مراد ہیں کوئی اور مدت مراد نہیں۔ اگر اس فقرہ کے سر پر اس کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی تھی مگر جب الہامی عبارت کے سر پر اس کا لفظ (جو مخصوص وقت ہو سکتا ہے) وارد نہیں تو پھر خواہ نخواہ اس فقرے سے وہ معنی نکالنا جو اس صورت میں نکالے جاتے جو اس کا لفظ فقرۂ مذکور کے سر پر ہوتا۔ اگر بے ایمانی اور بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ دانشمند آدمی جس کی عقل اور فہم میں کچھ آفت نہیں اور جس کے دل پر کسی تعصب یا شرارت کا حجاب نہیں وہ سمجھ سکتا ہے کہ کسی ذوالوجوہ فقرے کے معنی کرنے کے وقت سب وہ احتمالات مدِنظر رکھنے چاہئیں جو اس فقرے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ سو فقرۂ مذکورہ بالا یعنی یہ کہ "مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے۔ جس کی ٹھیک ٹھیک وہی تشریح ہے۔ جو میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی نے اپنے اشتہار ۸ ر جون ۱۸۸۶ء میں کی ہے (ابھی تک میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی مرزا صاحب کے بڑے معتقد اور خاص الخاص مرید تھے مگر بعد کو بہ توفیق الٰہی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ بلکہ سابقہ واقفیت کی بنا پر مرزا صاحب کی تردید میں تحریریں شایع کر کے تلافی مافات کر دی للمؤلف)

(اشتہار محک اخیار و اشرار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۹۰ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۴) نکتہ چینی اور دوبارہ توجہ

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لیے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا ..... ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں"۔ چوں کہ یہ عاجز ایک بندۂ ضعیف مولی کریم جل شانہ کا ہے اس لئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہو گا وہ بھی شایع کیا جائے گا۔

(اشتہار صداقت آثار من جانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۵) لڑکی کی ولادت اور ذو الوجوہ فقرہ

سو واضح ہو کہ بعض مخالف ناخدا ترس جن کے دلوں کو زنگ تعصب و بخل نے سیاہ کر رکھا ہے ہمارے اشتہار مطبوعہ ۸ر اپریل ۱۸۸۶ء کو یہودیوں کی طرح محرف و مبدل کر کے اور کچھ کے کچھ معنی بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شایع کرتے ہیں تا دھوکہ دے کر ان کے یہ ذہن نشین کر دیں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی تھی

بہرحال ان دونوں وجوہ میں سے کسی وجہ کی رو سے پیش گوئی کی صحت پر جرح نہیں ہو سکتی۔
اسی لئے مرزا صاحب نے اسی اشتہار ۸ اپریل میں قیاسی طور پر یہ بھی صاف لکھ دیا تھا
کہ غالباً وہ لڑکا اب یا اس کے بعد قریب حمل میں پیدا ہو گا۔ اور پھر اس اشتہار کی اخیر سطر میں مرزا صاحب نے
بھی تحریر کر دیا کہ میں اسی قدر ظاہر کرتا ہوں جو مجھ پر من جانب اللہ ظاہر کیا گیا اور آئندہ جو اس سے
زیادہ منکشف ہو گا۔ وہ بھی شایع کیا جائے گا۔ سو مرزا صاحب نے اپنے اسی اشتہار میں تبلا بھی دیا کہ
اس اشتہار کا الہامی فقرہ مجمل اور ذوی الوجوہ ہے جس کی تشریح اگر خدا نے چاہا تو پیچھے کی جاوے گی۔
(اشتہار واجب الاظہار من جانب سید عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی ۸ جون ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۷) وہ لڑکا (ج)

اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے
اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں
لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا
ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد
ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک (اس لڑکے کا نام بشیر احمد
رکھا گیا۔ للمؤلف)
(اشتہار خوشخبری من جانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۹
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۸) مزید لڑکے کا جدید وعدہ (ج)

سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی
جو دین کا چراغ ہو گا (یعنی بشیر احمد۔ للمؤلف) بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا
جس کا نام محمود احمد ہو گا اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔
(اشتہار پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۲۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵۶) میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار (ج)

پہلا اشتہار جس کو مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بمقام ہوشیار پور شایع کیا تھا اس میں کوئی تاریخ درج نہیں کہ وہ لڑکا جس کے صفات اشتہار میں درج ہیں۔ کب اور کس سال پیدا ہوگا۔

دوسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب کی طرف سے شایع کیا گیا یہ بہت مفید اشتہار ہے۔ اس میں بتصریح تمام کھول دیا گیا ہے کہ وہ لڑکا نو برس کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ اس میعاد سے تخلف نہیں کرے گا لیکن تیسرا اشتہار جو مرزا صاحب کی طرف سے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو جاری ہوا اس کی الہامی عبارت ذوی الوجوہ اور ریکھ گول گول ہے اور اس میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ (پسر موعود) کب اور کس تاریخ میں پیدا ہوگا۔ ہاں اس میں ایک یہ فقرہ ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ فقرہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ایک ذوی الوجوہ فقرہ ہے اگر الہامی عبارت کے سر پر لفظ اس کا ہوتا یعنی عبارت یوں ہوتی کہ اس مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا ضرور اس میں پیدا ہو جائے گا تو بلا شبہ مواخذہ کی جگہ تھی۔ مگر اب تو ناحق کی نکتہ چینی ہے..... الہامات ربانی یا قوانین سلطانی کی عبارتیں اس پایہ اور عزت کی ہوتی ہیں جن کے لفظ لفظ پر بحث کرنا چاہیئے۔ سو الہامی عبارت میں اس کا لفظ متروک ہونا (جس سے حمل موجودہ میں پیش گوئی محدود ہو جاتی) صریح بتلا رہا ہے کہ اس جگہ حمل موجودہ مراد نہیں لیا گیا۔ بلکہ اس فقرہ کے دو معنی ہیں۔ تیسرے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔

اول یہ کہ مدت موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا یعنی نو برس سے کیوں کہ اس خاص لڑکے کے حمل کے لئے وہی مدت موعود ہے۔ (لیکن میر صاحب کی یہ تاویل ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی پر ذرا بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ للمؤلف)

دوسرے یہ معنی کہ مدت معہودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا سو مدت معہودہ حمل کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ڈھائی برس بلکہ بعض کے نزدیک انتہائی مدت حمل کی تین برس بھی ہے

وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس نے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی۔ یہ الہام اس قدر جلال اور شان و شوکت کے ساتھ ہوا کہ جب حضور نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اس کی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق اپنی امیدیں جمالیں بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابود اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا بعض نے اور اسی قسم کی امیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیش گوئی کے جلال اور شان و شوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بغیر کوئی امید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا

غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا مگر اللہ نے بھی ایمان کے رستہ میں ابتلا رکھے ہیں سو قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بد اعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزا کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے۔ بس عام لوگوں میں چہ می گوئی ہو رہی تھی کہ یہ کیا ہوا۔ کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی امید واری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا۔ اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی۔ چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیش گوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔

کچھ عرصے بعد یعنی اگست ۱۸۸۶ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی اور کئی لوگ جو متزلزل ہو گئے تھے پھر سنبھل گئے۔ اور لوگوں نے سمجھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے اور خود حضرت

(۵۹) انتقال اور مخالفین و موافقین (ج)

مخدومی مکرمی مولوی نورالدین صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا لڑکا بشیر احمد (پہلا) روز بیمار رہ کر آج بہ قضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا.......... والسلام

(انتقال کے بعد یہ لڑکا بشیر اول کے نام سے تعبیر ہونے لگا۔ للمؤلف)

خاکسار غلام احمد۔ ۴ رنومبر ۱۸۸۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۶۰) لوگوں کو ابتلاء (ج)

خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے مجھے شکست دی ہے۔ اور وہ میاں محمد خاں صاحب ہیں۔ بشیر اول کے فوت ہونے پر لوگوں نے حضرت (مرزا) صاحب کو بہت سے خطوط لکھے۔ مولوی (نورالدین) صاحب نے لکھا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مر جاتا۔ تو میں کچھ پرواہ نہ کرتا۔ مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا۔ اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے اور ساتھ ہی لکھا کہ اگر اس قسم کا کوئی اور خط بھی آیا ہو تو اس سے آگاہ فرمادیں اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے مولوی صاحب کو دو خط بھیجے جن میں سے ایک میاں محمد خاں صاحب کا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ اگر میرا ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کر دیا جاتا تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا ہاں بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلاء نہ آتا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۵ مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۲۰ء)

(۶۱) طوفان عظیم

جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیار پور جا کر

کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی ......
خدا تعالیٰ نے ... پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے"۔ پہلے بشیر کی نسبت پیش گوئی ہے (جو بتاریخ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء اس اعلان سے ایک ماہ قبل انتقال کر چکا۔ للمؤلف) جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے (جس کے آئندہ پیدا ہونے کی امید ہے۔ للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی سمجھی گئی تھی وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔ (ایک وہ جو فوت ہو چکا۔ ایک وہ جو آئندہ تولد ہوگا (للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حکیم نور الدین صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ص۱۲ نمبر ۱ جلد ۳)

(۶۳) بالفعل محض تفاول (ج)

خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا

صاحب کو بھی یہی خیال تھا۔ گو آپ نے اس کے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا۔ مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ واللہ اعلم۔

غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی۔ مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا حتی کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کے لئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا اور نہ اس کے بعد آیا ..... بہر حال یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔

حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لیے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ ہاں یہ میں نے کہا تھا کہ چوں کہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں جن میں اس کی بڑی ذاتی فضیلت بتائی گئی تھی اس لیئے میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہو۔ مگر خدا کی وحی میں جو اس معاملہ میں اتباع کے قابل ہے ہرگز کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ غرض لوگوں کو بہت سنبھالا گیا۔ چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے۔ لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا اور مخالفین میں بڑے درجہ کا استہزاء کا جوش تھا اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شدومد سے انتظار نہیں ہوا۔ جو اس سے قبل تھا (حقیقت کھل گئی اور پھر وہ پسر موعود آیا بھی نہیں۔ البتہ تاویلات کا سلسلہ آخر تک جاری رہا للمولف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ۲۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۶۲) در حقیقت دو لڑکے (ج)

ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی (بشیر اول) کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ظاہر کیا گیا تھا

اسی پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ ر جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ ر صفر ۱۳۱۷ھ تھی۔ بروز چہار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود چوتھا لڑکا تاریخ مذکور میں پیدا ہو گیا۔ (۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار والی پیش گوئی ۲۲ ر مارچ ۱۸۸۶ء کے اعلان کے مطابق حسب وعدۂ الٰہی زیادہ سے زیادہ ۹ سال کے عرصے میں پوری ہونی قرار پائی تھی لیکن مرزا صاحب کے موجودہ بیان کے مطابق ۱۸۹۹ء میں چودھویں سال پوری ہوئی صرف پانچ سال کا فرق پڑا۔ کچھ زیادہ نہیں۔ للمؤلف)

(تریاق القلوب ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہر حال مرزا صاحب اس درجہ خوش تھے کہ نو عمری ہی میں اس لڑکے کا نکاح بھی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب قادیانی کی دختر مریم سے کر دیا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اخبار بدر قادیان ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء واخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ ر فروری ۱۹۲۱ء (مؤلف)

(۶۶) ولادت سے قبل کلام (ج)

اور اس لڑکے (مبارک احمد) نے پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ "مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴ ر جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیش گوئی ۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چہار شنبہ چوتھے گھنٹے میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی (جو چوتھے گھنٹہ

اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے پاک وعدے کو پورا نہ کر لے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخر رُسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہ دُور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اس قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا (دو دھ کا جلا چھاچھ کو پھونک کر پیتا ہے مرزا صاحب بشیر اول کا انجام دیکھ چکے تھے۔ اس لئے بشیر ثانی کے معاملہ کو گول مول رکھنا لازم تھا۔ للمولف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار منقول از ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۱۳ نمبر ۵ صفحہ ۱۷۶)

(۶۴) تین چار (ج)

ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شایع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۵) چوتھا لڑکا (ج)

میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ اس کی نسبت پیش گوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی ...... سو خدا نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفین کی تکذیب کیلئے

اور سخت سے سخت گھبراہٹ کے موقعوں پر بھی گھبرایا نہیں کرتے تھے وہ بھی گھبرا گئے انہوں نے نبض پر ہاتھ رکھا تو چھوٹ چکی تھی۔ انہوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا حضور کستوری لائیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چابی لے کر قفل کھول ہی رہے تھے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا یہ دیکھ کر حضرت مولوی صاحب یکدم گر گئے۔ میں نے دیکھا وہ سخت گھبراہٹ میں تھے۔ انہیں زیادہ خیال یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبارک احمد سے بہت محبت ہے اس کی وفات کی وجہ سے انہیں شدید صدمہ ہوگا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ سنا کہ مبارک فوت ہو گیا ہے تو آپ کاغذ قلم دوات لے کر بیٹھ گئے اور چند خط لکھ کر دیئے کہ ڈاک میں ڈال دو۔ ان خطوں میں مضمون یہ تھا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی دین تھی اس نے لے لی۔ رنج و فکر کی بات نہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے غرض دوسروں کو صبر کی تلقین کے خطوط اس وقت روانہ کیئے اور یہاں کے لوگوں کو فرمایا بے شک مبارک احمد سے ہمیں محبت بہت تھی لیکن اس لیئے ہمیں محبت تھی کہ ہمیں خیال تھا بعض الہامات اس کی ذات سے پورے ہونے والے ہیں۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۸ را کتوبر ۱۹۳۲ء)

(۷۰) خوش ہونا چاہیئے (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن رات اس کی تیمارداری میں مصروف رہتے تھے اور بڑے فکر اور توجہ کے ساتھ اس کے علاج میں مشغول رہتے تھے اور چونکہ حضرت (مرزا) صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو گیا تو حضرت صاحب کو بڑا سخت صدمہ گزرے گا لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوا تو فوراً حضرت صاحب بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک فوت ہو گیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضا پر راضی ہونا چاہیئے اور مجھے بعض الہاموں میں بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا۔ سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کا کلام پورا ہوا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۸۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اور بارش کو تو مرزا صاحب جانیں لیکن تقویم اسلامی کے حساب سے نہ چہار شنبہ چوتھا دن ہے نہ ماہ صفر چوتھا مہینہ۔ البتہ قادیانی تاویل ان کو چوتھا بنالے تو دوسری بات ہے۔ (للمؤلف)

(تریاق القلوب ص۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۷) یک دفعہ پیش گوئی یاد آگئی (ج)

اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی۔ اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکورہ میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صلا اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

(تریاق القلوب ص۱۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۸) دُعا قبول صحت کی بشارت (ج)

۲۷ اگست ۱۹۰۷ء صاحب زادہ میاں مبارک صاحب جو تپ سے سخت بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا "قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا" یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے۔ یہ پختہ طور پر یاد نہیں کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۰۷ء)

(۶۹) آخری وقت (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبارک احمد سے بہت محبت تھی۔ جب مبارک احمد بیمار ہوا تو دوائی وغیرہ میں ہی پلایا کرتا تھا میں نے دیکھا کہ آخری وقت میں حضرت مولوی (حکیم نور الدین) صاحب رضی اللہ عنہ جو بڑے حوصلہ اور قوی دل کے انسان تھے

جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینے کے اوپر کے حصے پر بوسے دینے شروع کئے ہیں۔ اور نہایت رقت کی حالت ان پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۶ء)

(۷) کشفِ حقیقت (ج)

غالباً گیارہ بجے کا وقت ہوگا۔ جب مجھ پر ایک خفیف سی غنودگی طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا میرے خیمہ کے مغربی دروازے سے دو شخص داخل ہوئے۔ ایک جوان دوسرا معمر۔ اول الذکر تو جناب مرزا بشیر الدین محمود تھے۔ جن کو میں نے فوراً پہچان لیا۔ لیکن ان کے رفیق کو کبھی میں نے ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ اسی لیئے میں ان کو نہ پہچان سکا۔ ان کا لباس لٹھ کھادی کا تھا۔ اور وہ بھی کسی قدر کثیف۔ سر پر بغیر کلاہ کے ململ کی پگڑی۔ گلے میں پرانی وضع کا کرتہ۔ اور نیچے ایک تہ بند۔ لیکن جب یہ دونوں میری چارپائی کے نزدیک کرسیوں پر بیٹھ گئے تو میں نے پہچان لیا کہ یہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) ہیں۔ آپ کا چہرہ غمگین تھا۔ آپ کی اس حالت نے مجھے غمناک کر دیا۔ اور میں نے روتے ہوئے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے۔ آپ نے خشمناک حالت میں میاں محمود کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ سب اس کا کیا ہوا ہے۔ یہ نوجوان کسی کی نہیں مانتا۔ جو اس کے دل میں آتا ہے۔ کرتا ہے۔

(خواجہ کمال الدین صاحب کا کشف مندرجہ کتاب مجدد کامل مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب)

(۷۱) تین چار کا چکر

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیسا اخفا ہے۔ پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا مگر ہمارے موجودہ سارے لڑکے بھی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ مرزا سلطان احمد اور فضل کو بھی شمار کر لیا۔ اور بشیر اول متوفی کو بھی ..... تھیں (یعنی خاکسار راقم الحروف کو) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کر لیئے۔ اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔ شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دیئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کر لیئے۔ اور مبارک کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کر لیئے۔ اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۹ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۷۲) حاصل (ج)

پسر موعود کی بشارت کے تفصیلات درج کرنے کا منشا یہ ہے کہ مشتے نمونہ از خروارے اندازہ ہو جائے کہ مرزا صاحب کی عظیم الشان پیش گوئیاں کس انداز سے پیش ہو کر کس طور سے پوری ہوتی تھیں۔ ابہام۔ التباس۔ تاویل اور تضاد کی بہترین مثالیں ہیں۔ اور اس لحاظ سے ضرور قابل یادگار ہیں۔ (للمؤلف)

(۷۳) تازہ خواب (ج)

میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تھی تو میں نے دیکھا کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب آئے ہیں (وہ اس وقت تک انگلستان سے واپس نہیں آئے تھے) اور میں قادیان سے باہر بڑی سڑک پر ان سے ملا ہوں۔ وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغل گیر ہو گئے ہیں اور اس کے بعد نہایت

نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف توضیح المرام ص۷۵)

(۳) وحدت وجود

مرزا صاحب نے میر عباس علی صاحب کے استفسار پر "وحدت وجود" کی تردید میں ایک مبسوط خط ۱۳ فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ کو لکھا جس میں وجودیوں کے اعتقادات کے پرخچے اڑا دیئے۔ وحدت وجود کے مسئلہ پر جب آپ نے (مرزا صاحب نے) قلم اٹھایا تو یوں ہی خیالی طور پر نہیں بلکہ آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیا تھا۔ اور کافی مطالعہ کر کے یہ فیصلہ کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر و تفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں اور خود عقل خدا داد کی رو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعوی کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حدیث ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوئی ہیں جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتیں۔"

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص۹۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۴) عیسیٰ کی حقیقت

وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

(توضیح مرام صفحہ ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل ساتویں

ارشادات

(۱) دوبارہ نزول (ج)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) نے فرمایا یہ وجوہات جو مفسرین و محدثین نے لکھے ہیں ممکن ہیں کہ یہ ہوں لیکن دراصل الحمد شریف کا نام ہی سبع مثانی ہے اور اس کا سبع مثانی ہونا یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا دوبارہ نزول ہوا ہے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسری بار مسیح موعود (مرزا صاحب) پر۔ چنانچہ ہم پر اس کا دوبارہ نزول ہوا اور مسیح موعود کا ثبوت اس سورۃ سے واضح تر ہے اور ہماری تحریریں اور تفسیریں اس پر گواہ ہیں۔ توریت میں بھی سات آوازیں یا سات گرج لکھی ہیں اور وہ مقفل مانا گیا ہے ہمارے زمانہ میں وہ قفل کھولا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۲ مورخہ ۱۸ راگست ۱۹۳۱ء)

(۲) قیوم العالمین کا قادیانی تخیل.

اس بیان مذکورۂ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم

اس کی نبوت پر قایم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قایم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیوں کہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷، حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کنجریوں سے تیل ملوانا کوئی معمولی بات ہے۔ یسوع کا ان سے کیا تعلق تھا۔ اگر پادری صاحبان کہیں کہ اس کنجنی نے توبہ کر لی ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ کنجنی کی توبہ کا کیا اعتبار ہو۔ ان کو تو توبہ کرتی ہے اور رات کو جا کر مونڈھے پر بیٹھ کر بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صفحہ (۲۷۳) مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا موئد بنا کر بھیجا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ (۲۰۰) مجموعہ تقاریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۶ ر اکتوبر ۱۸۹۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۰۲)

اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۶۹)

غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے لہذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات اُن کی نبوت کے بارہ میں پیدا ہوں۔

(نور القرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نمبر ا صفحہ (۳۲)

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔

(اعجاز احمدی صفحہ (۱۳) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہود تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل

عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔

(انوار القرآن حصہ دوم ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) مریمؑ کی عصمت (م)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) فرمایا "مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارکہ رہے گی۔ نکاح نہ کرے گی۔ اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ میں ہیکل کی خدمت کروں گی۔ اور باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفوں نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر یہی دیکھا جائے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا اب اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراض واقع ہوتے ہیں۔

(اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء و اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۲۷ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء)

غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے

القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لیے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلقات کے شبہات شائع کیے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ (۱۸) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کے یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیوں کہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ دے سکے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۲۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) مرزا صاحب کی معذرت

ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے۔ اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے۔ جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ .... سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک

پر لگاتے تھے۔ ورنہ وہ خود تو جس دن سے پیدا ہوئے اسی دن سے مخالفین کی لعنت کے مورد تھے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ابتداء بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا صدق تو لوئی بھی نظر نہیں آتا یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود ان کے حواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین بار ان پر لعنت کی ....

...... یہ صرف حضرت نبی کریم ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے ان کی بریت کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب انہیں دلا دیا۔ اور اب مسلمان ان پر رحمۃ اللہ کا لفظ بولتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صفحہ ۷ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۸) حضرت عیسیٰ کی پیدائش (۲)

اخویم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سیدنا حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم مغفور نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر اخویم شیخ محمد جان صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ وزیرآباد کے مندرجہ ذیل استفتاء کا اپنے قلم سے مندرجہ ذیل طور لکھ دیں۔ یہ نقل اس کی مطابق اصل ہے۔ اگر عکس کی ضرورت ہو تو اصل شیخ محمد جان سے منگوا لیں۔

راقم قمر الدین از جہلم

سوال بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور! اگر کوئی حضور کے مریدوں میں ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ نہ مانے تو اس کے ایمان میں کوئی نقص ہے یا نہیں۔ ایک سائل کا یہ سوال ہے اس پہ کچھ فرمایا جائے۔

خاکسار محمد جان ۲۸ دسمبر ۱۹۱۱ء

اس پر آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس قلم دوات ہے تو کسی نے کہا میرے پاس پنسل ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات چاہیئے۔ جب قلم دوات آئی تو آپ نے فرمایا۔

قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) لعنت

مرزا صاحب نے فرمایا۔ توراۃ کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کرلیا کہ یسوع صلیب پر جاکر ملعون ہو گیا۔ جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے۔ تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جائے۔ جب لعنت کا لفظ آ گیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو۔ مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رد کیا ہے۔ اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ ان کی پیدائش بھی پاک تھی۔ اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۲۴ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

آں حضرت صلعم کے حضرت مسیح اور آن کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپ نے انہیں ہر ایک قسم کے الزام سے بری کیا جو ان کے مخالف یہودی ان

لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالقِ طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن وارادہ سے ان کو دے رکھی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بد تر۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(۱۰) عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں ۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

جو لوگ فرعون کے وقت مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے اُن کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے ۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے ۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق (یعنے سحر اور جادوگری) پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود

جواب منجانب حضرت خلیفۃ المسیح مہدی وقت حضرت نورالدین اعظم۔
"جہاں تک میری سمجھ ہے یہ مسئلہ کسی عقیدہ میں داخل نہیں نہ قرآن کریم نہ حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے کہ یہ عقیدہ رکھو اگر کسی کی تحقیق اس کو مجبور کرے تو وہ معذور ہے یہ میرا خیال ہے۔ نورالدین"

(المہدی نمبر ۲ و ۳ صفحہ ۹۳ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک صاحب نے عرض کیا بے نظیر چیز تو دنیا میں سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

فرمایا۔ ہم تو اسے بھی بے نظیر نہیں مانتے۔ بلکہ اور بھی کئی ایسی پیدائشوں کا علم ہے دو سو مشہور لوگوں کے نام تو انسائیکلوپیڈیا والے نے گنائے ہیں۔ ہلاکو خاں اور چین کے شاہی خاندان منچو کے ایک بادشاہ کی پیدائش بھی اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۔ جون ۱۹۳۲ء نمبر ۱۴۵ جلد ۱۹)

(۹) سوال و جواب

بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع واقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے تو آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھلائیے .... ۔ ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا

اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ چنانچہ جس نے کبھی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی یقین تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) مرزا صاحب کی مسیحائی

۳۱ جولائی ۱۹۰۵ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب یکایک سخت بیمار ہو گئے اور چند بار غش آیا۔ آخری مرتبہ ایسی غشی طاری ہوگئی کہ بدن بے حس اور سرد ہو گیا۔ سب عورتوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دعا میں مصروف تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے۔ باایں ہمہ آپ نے عرق گلاب لا کر صاحبزادہ صاحب کے منہ پر چھینٹے مارے۔ جس کے بعد انھیں کچھ حرکت ہوئی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آ گئے۔ حضرت مسیح موعود نے باہر آ کر بیان فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں آنکھیں پھر گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعداء کا ہے اس سے بچ جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں جو لوگ کہ علماء یہود کی برکت جاتی رہی تھی۔ اور موٹے اور سطحی خیال کے لوگ تھے۔ کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی

اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

(ازالہ اوہام ص۳۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس سے کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں۔ اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ اور یورپ امریکہ میں بکثرت ہیں۔ اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزہ کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا۔ اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام ص۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ چنانچہ جس نے کبھی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی یقینی تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) مرزا صاحب کی مسیحائی

۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب یکایک سخت بیمار ہو گئے اور چند بار غش آیا۔ آخری مرتبہ ایسی غشی طاری ہوگئی کہ بدن بے حس اور سرد ہو گیا۔ سب عورتوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دعا میں مصروف تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے۔ باایں ہمہ آپ نے عرق گلاب لا کر صاحبزادہ صاحب کے منہ پر چھینٹے مارے۔ جس کے بعد انہیں کچھ حرکت ہوئی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آ گئے۔ حضرت مسیح موعود نے باہر آکر بیان فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں آنکھیں پتھرا گئی تھیں میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعداد کا ہے اس سے بچ جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں جو ں کہ علما یہود کی برکت جاتی رہی تھی۔ اور موٹے اور سطحی خیال کے لوگ تھے۔ کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی

اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس سے کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیوں کہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں۔ اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ میں بکثرت ہیں۔ اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزہ کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انھیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا۔ اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) یسوع مسیح سے پیار ۔ مسیحی ملکہ کا دربار

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آن جناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرات کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے۔ اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کروں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ (کم از کم مرزا صاحب کی تصانیف انجام آتھم۔ ازالہ اوہام۔ اور کشتی نوح میں یسوع مسیح کی جو گت بنائی گئی ہے ان کے اور ان کی والدہ مریمؑ کے حق میں جو بدگوئی اور بدزبانی روا رکھی گئی ہے۔ اس پر ضرور توجہ ہو کہ یہ تحریرات بھی ملکہ معظمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں (المؤلف)

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند)

(۱۴) مسیحی سرکار ۔ قادیانی اقرار (ج)

غرض مسیح کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشنوں میں سے اس نام کے معنی یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے گئے بلکہ آج سے انیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہ ہی معنی کئے ہیں

انہوں نے بھی سمجھ لیا۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ع۳۰ منقول از منظور الٰہی ص۲۶ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۲) مسیح ابن مریم اور مرزا صاحب

میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور ممتاز ہے۔ اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا۔ ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا۔ اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے۔ اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دیئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے۔ جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے .... اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے۔ اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

(مرزا صاحب کا مکتوب بنام ڈوئی صاحب
مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۱۱۸)۔

جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے ۔سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۳ از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا۔ ۔ ۔ ۔ تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم واکمل طور پر آگئی ۔ اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی اُنہوں نے کیا ۔ نبوت کا دعوی اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دئے اور وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے ۔ اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے۔

(رسالہ کشف الغطاء صفحہ ۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جو سرکار ہند کے اعلیٰ حکام کے ملاحظہ میں پیش کیا گیا)

(۱۵) مسمریزم کی تشریح

اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا عمل الترب نام رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ یہ عمل الترب ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے قوی امید رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

عمل مسمریزم کا یہی اصول ہے کہ توجہ ڈال کر اپنا اثر دوسرے پر ڈالا جاتا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی یہ علم آتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۶ء)

(۱۶) حلول و اتحاد کی حقیقت

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا

یاد رکھنے کے لایق ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے کیوں کہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے اور اس ستارہ کی یہ تاثیر ہے کہ مامورین کو خون ریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھاتا ہے۔

اس وقت کے مبعوث پر پر تو ستارہ مشتری ہے نہ پر تو مریخ۔ اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) قادیانی تعلیم

بعض تعلیمات سلسلہ احمدیہ کی آپ کو ایسی نظر آئیں گی جو بظاہر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور جو اس مشہور تعلیم کے بھی خلاف ہیں جو قرآن کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن ...... حضرت مسیح موعود نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی صرف مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے ہاں بعض باتیں آپ نے نئی بھی بیان کی ہیں لیکن وہ بھی قرآن کریم سے باہر نہیں بلکہ قرآن کریم سے ہی ہیں لیکن چوں کہ وہ اس زمانہ سے مخصوص تھیں دنیا کو اس سے پہلے ان کی معرفت عطا نہیں کی گئی تھی۔

(تحفہ لارڈ ارون صفحہ ۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۹) ملائکہ اور شیطان

اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ دکھاؤ تو کہنا چاہیے کہ تمہارے اندر یہ خواص کہ بیٹھے بٹھائے آناً فاناً بدی کی طرف متوجہ ہو جانا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہا درجہ کی انکسار و فروتنی و عجز و نیاز میں گر جانا یہ اندرونی کشش جو تمہارے اندر موجود ہے ان سب کے محرک

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور چوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیتہ۔ وآخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو (یعنی مرزا صاحب کو) اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بس مسیح موعود خود محمد رسول ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۵۸ نمبر ۴ جلد ۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی)

(۱۷) قادیانی نجوم

ان دونوں حسابوں کی رو سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس کی خدائے تعالیٰ نے سورۂ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے یعنی ہزار پنجم جو مریخ کے اثر کے ماتحت ہے اور یہی سر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدین کے قتل اور خوں ریزی کے لئے حکم فرمایا گیا جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا چاہا اور ان کے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدائے تعالیٰ کے حکم اور اذن سے مریخ کا اثر ہے غرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی بعث اول جلالی تجلی ظاہر کرنے کے لئے تھا۔
مگر بعث دوم جس کی طرف آیتہ کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوبھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ باریک بھید

کیوں کہ نبی تو ایسے معجزات دکھاتے ہیں اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں دکھائے۔

کچھ تو اس ابتلا میں پڑ جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے اور جو نبوت پر یقین رکھتے ہیں ان میں سے کئی آپ کے معجزات کو بیان کرنے میں مبالغہ آرائی شروع کر دیں گے اور آہستہ آہستہ وہ معجزات وہی رنگ اختیار کر لیں گے جو پہلے انبیاء کے معجزوں کو دے دیا گیا ہے اور بوجہ جھوٹ ہونے کے خدا تعالیٰ کے نزدیک لعنت کا باعث بن جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۲ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۲۲) معجزہ شق القمر کی تاویل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعة وانشق القمر ○ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (یعنی قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان نہیں دیکھا اور نہ اس کو جادو کہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر رکھا گیا۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی اور یہ آیتیں بطور پیش گوئیوں کے ہیں۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا کیوں کہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ایک استعارہ ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ آیت یعنی وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یہ سورہ قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں۔ اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو

جو قوی ہیں وہ ان دو الفاظ ملک و شیطان کے وجود میں مجسم ہیں۔
(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء منقول از اخبار الفضل نمبر ۱۳۴ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۵ء)

(۲۰) معجزہ کی تعریف

(عنوان مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء)

ایک دفعہ منشی محمد اللہ وڑے خاں صاحب نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔

"معجزہ کی ایسی مثال ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو ایک پیر کے مرید ہوں وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے وہ دعا کرے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل پڑے۔ اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ ہے۔ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔"

(اخبار الحکم قادیان نمبر ۴۴ جلد ۳۷ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۲۱) کمزوری پر پردہ (ج)

یہ باتیں قطعی طور پر اسلام اور احمدیت کے خلاف ہیں اور احمدیت کی تحریر تبر کا حکم رکھتی ہیں کہ معجزات تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ان سے انکار کر دیا اور اگر ہم قرآن سے ایسے معنی کریں گے تو دشمن کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ قرآن سے تو ایسے معجزات خود ان کے نزدیک بھی ثابت ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے ان سے انکار کیا۔ پھر جماعت کے بعض لوگ جن کا علم وسیع نہیں سمجھیں گے کہ یہ ٹھیک ہے جو پیغامی (لاہوری فریق) کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی نہ تھے

ہونے۔امام محترم کی زیارت کرنے ۔ ۔ ۔ ۔۔ کے شوق میں دارالامان مہدی ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے اُن کی للہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے۔

اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں. دوکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۷۴ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء)

زمینِ قادیاں اب محترم ہے　　ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) قادیان کا ظلی حج (ج)

چوں کہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالاں کہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶۶ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں ۔اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں مگر غیر مبائعین (لاہوری جماعت) مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں اسی بات پر وہ قائم ہیں تو قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو ظلی حج کہنا کوئی ناجائز نہیں ہے ۔اگر میں یہ کہتا کہ مکہ معظمہ کا حج موقوف ہو گیا اور اس کے بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے تب وہ اعتراض کر سکتے تھے مگر مکہ معظمہ کا حج تو قائم ہے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۸۰ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت امر نہیں۔

(نزول المسیح صفحہ ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک صاحب نے (مرزا صاحب سے) پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں فرمایا "ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے۔"

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(۲۳) قادیان کی مسجد

دوسرا کھلا نشان خانہ کعبہ کے متعلق یہ ہے کہ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (القرآن) یعنی یہ ایک امن کا مقام ہے۔ یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے۔

(نکات القرآن حصہ سوم صفحہ ۲۶ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

مرزا صاحب الہام کی بنا پر یہی صفت اپنی قادیانی مسجد کی قرار دیتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔ "بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخلہ کان اٰمنا) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) ارض حرم (ج)

جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ (جلسہ سالانہ) پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں۔۔۔ لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور۔۔۔ ارض حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام میں نواب محمد علی خاں صاحب کو جو ہمارے بہنوئی ہیں قادیان آنے کی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربّانی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ مصنفہ مرزا صاحب)

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم شہید حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے تھے وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے چنانچہ پھر صاحبزادہ صاحب حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے کیوں کہ اگر وہ حج کے لئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔

(تقریر جلسہ سالانہ: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۲۷) عذرِ حج

مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہو لے"۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۶۴ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے حج خدائے تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ۵ھ

جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں ص۵

(خطبہ جمعہ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اس طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۱ نمبر ۲۲)

(۲۶) حج نفل سے بڑھ کر حج (ج)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تک تاکید کی کہ آپ نے فرمایا:-

اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲ مصنفہ مرزا صاحب)

...... جب یہ جلسہ اپنے ساتھ اس قسم کے فیوض رکھتا ہے کہ اس میں شمولیت نفلی حج سے بھی زیادہ ثواب کی انسان کو مستحق بنا دیتی ہے تو لازماً ان فوائد سے مستفیض ہونے کے لئے جماعت کے ہر فرد کے دل میں تڑپ ہونی چاہیئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۰ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازہ کھلنے کا وقت آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ...... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ (صفحہ ۳۶۵ و ۳۶۶)

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم)

(۲۹) بحث سے انکار

کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ صاحب کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے۔ اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت و انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیوں کہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کون سا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔

اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔

(اربعین ۴ ص ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۸) قادیان میں مسجد اقصیٰ (۴)

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیاں کی مسجد ہے۔ جیسے فرمایا۔ اس معراج میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء)

پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔

پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ (بقیہ حاشیہ ص۳۹ بر ص۴۰)

اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ عزاسمہ نے اپنے اس قول میں سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ .... اور مسجد اقصیٰ وہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے ص۲۵۔

اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے (صفحہ ۳۴)

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا۔ ... ... یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائے گی (ص۳۷)۔

لکچر نہ دوں۔ اس لئے میں اب لکچر نہیں دوں گا انہوں نے کہا حضور اب تو سب کچھ ہو چکا ہے لوگوں میں بڑی ہتک ہوگی حضرت صاحب نے فرمایا خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس کے حکم کے مقابل میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا غرض حضرت صاحب نے لکچر نہیں دیا خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سفر میں مولوی محمد اسمٰعیل علی گڈھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہان سے گزر گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۶۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۲) حافظ بنا شد (م)

ان اختلاف کے طوفان کے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا ہے۔ سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان علماء تین قسم کا شرک مانتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) علماء تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے۔ مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے بڑے بڑے توحید پرست وہابی بھی حضرت مسیح کو ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ کہتے کہ وہ آسمان پر کئی سو سال سے بیٹھے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ ان پر کوئی تغیر آتا ہے۔

(حضرت مسیح موعود کے کارنامے ص۲۹ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

وکلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المقربین ھذا ھو موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین اور اس کا حضرت موسیٰ کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا نبی بنایا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ

(۳۰) حیران (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ مولوی علی احمد صاحب ام۔ اے اور میں نے ترجمانی کی حضرت صاحب سے اس انگریز نے سلسلہ کلام کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا کوئی نشان دکھایئے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کا آنا بھی میری صداقت کا نشان ہے۔ اس پر وہ حیران سا ہو گیا اور اسی حیرانی کے عالم میں اس نے مجھ سے پوچھا میں یہ بات سمجھا نہیں کہ ہمارا آنا کیوں کر آپ کی نبوت کا ثبوت ہو گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ نبی وہ ہوتا ہے جو خدا سے خبر پاکر کوئی بات پہلے بتائے اور وہ پوری ہو جائے۔ میں نے آج سے ایک عرصہ پہلے خدا سے خبر پاکر یہ بیان کیا تھا کہ دور دور سے چل کر لوگ میرے پاس آئیں گے اور آج آپ امریکہ سے چل کر مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ پھر کیا میں خدا کا نبی نہیں ہوں۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۶ء نمبر ۶ جلد ۱۳)

(۳۱) علی گڑھ میں سکوت

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لے کر یعنی ابتدا ۱۸۸۹ء میں حضرت (مرزا) صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے حضرت صاحب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے ...... علی گڑھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کر کے حضور کے ایک لکچر کا انتظام کیا تھا۔ اور حضور نے منظور کر لیا تھا جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی اور لکچر کا وقت قریب آگیا تو حضرت صاحب نے سید تفضل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں

ہوئے۔ ہرچند ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہوسکتا اور کسی طرح اس پر جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی اور نیز کہنے والے کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے مگر عناد و تعصب نے انہیں سمجھنے کا کبھی موقع نہیں دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۲ء جلد ۹ ص ۹۳-۹۴)

(۳۵) جھوٹ سچ (ج)

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد

(اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء منقول از المہدی نمبر ۱ ص ۲-۳ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور ہرگز نہیں مرا اور مردوں میں سے نہیں۔

(ازالۃ الحق جلد اول ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص موحد کہلا کے خدا تعالیٰ کو ایک سمجھے اور پھر یہ بھی عقیدہ رکھے کہ سیکڑوں سالوں سے حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بغیر کسی جسمانی تغیر کے جوں کے توں بیٹھے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(۲۳) چنیں چناں

جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لتومنن بہ ولتنصرنہ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہوئے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر (۸) جلد (۱۲) اگست ۱۹۱۷ء ص۲۵)

(۲۴) سچا جھوٹ (ج)

مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان و انصار جن کی غرض اس صوبہ بہار میں بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بھکایا جائے۔ اپنے ضعیفوں ٹریکٹوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں معاذاللہ یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم کے گیارہ بیٹے فوت

پرظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدائے تعالے ہر طرح سے اس کو تمہاری (یعنی مرزا صاحب کی طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے (اس کا تصفیہ بعد کو ہو جائے گا۔ للمؤلف) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اوٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالۂ اوہام (صفحہ ۳۹۶) مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) بشارت کی بشارت

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اور اولاد ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کی پیش گوئی موجود ہے (خاص اولاد کی مشہور پیشگوئی یوں ہے۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاول والاخر مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء (مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) غالباً یہی خاص اولاد پیش نظر ہے۔ للمؤلف)

گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی (گویا حدیث شریف کی رو سے مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا لازم ہے اور یہ مسیح موعود ہونے کا خاص ثبوت ہوگا۔ للمؤلف)۔

(ضمیمہ انجام آتھم (صفحہ ۵۳) حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل آٹھویں

تعلقات

(۱) اراکین خاندان

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ محمدی بیگم کے خواستگار۔

(۲) محمدی بیگم۔ ایک نوعمر لڑکی۔

(۳) مرزا احمد بیگ۔ محمدی بیگم کے والد۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے ماموں زاد بھائی۔

(۴) والدہ محمدی بیگم۔ مرزا صاحب قادیانی کی چچا زاد ہمشیرہ۔

(۵) فضل احمد اور سلطان احمد۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے لڑکے۔

(۶) عزت بی بی۔ فضل احمد کی اہلیہ (مرزا احمد بیگ کی بھانجی)

(۷) مرزا علی شیر بیگ۔ عزت بی بی کے والد۔

(۸) والدہ عزت بی بی۔ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ۔

(۹) مرزا سلطان محمد۔ محمدی بیگم کا شوہر۔ اور مرزا صاحب قادیانی کا کامیاب رقیب۔

(۱۰) پھجے دی ماں۔ مرزا قادیانی صاحب کی پہلی بیوی۔

(۱۱) نصرت جہاں بیگم۔ مرزا قادیانی صاحب کی دوسری بیوی۔

(۲) بڑی بشارت

خدائے تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مندرج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑہائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۵۸)

(۵) لالچ اور دھمکی

اللہ تعالٰے نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہدے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہشمند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پہ کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کروں گا اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ تبلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤگے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا یہ حکم اللہ کا ہے پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کردی ہے۔ پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۲

مصنفہ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) خدا داد موقع

(محمدی بیگم کے اعزا) مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی سو وہ دعا قبول ہو کر خدائے تعالےٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ اس لڑکی کا والد ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نامی کو بیاہی گئی غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بند و بست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے بہ تمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خدائے تعالےٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو

بلکہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے۔ اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ ...... اگر میعاد گذر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پانوں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔

یہ خط میں نے احمد بیگ کو ۱۳۰۶ھ میں لکھا تھا۔ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳-۷۴ ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) اس راقم کا ایک خط (ج)

اخبار نور افشاں ۱۰ رمئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے۔ اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی میں ہی سیاہ کیا ہے۔ .... اب یہ جاننا چاہیئے کہ جس خط کو ۱۰ رمئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے۔ جو خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا ...... پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کے نکاح میں لاوے گا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۱۱ و ص۱۱۵ ص۱۱۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۸) خاندانی سرد مہری

پہلا خط

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

(۶) اے عزیز سنیئے (ج)

تب میں نے اللہ تعالےٰ کے ایماء اور اشارہ سے اس کو (یعنے مرزا احمد بیگ صاحب کو) خط لکھا اور اس میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے عزیز سنیئے۔ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات کو لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ ان شاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اور میں یہ عہد استوار کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اگر آپنے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کردے گا ....

اگر آپنے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی اور احسان اور میرے ساتھ نیکی ہوگی میں آپ کا شکر گذار ہوں گا۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے۔ ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اور میں سچ کہتا ہون کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم۔ عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ میں نہ پڑیئے۔

مین اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق مین محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور میں نے جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا

صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا باقی رہ گیا۔ جو چاہے سو کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں۔ خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہو گا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل وجان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہو گا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قایم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپکو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا مگر میں فقرا ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔

یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچائے گا اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کرکے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھکو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لیے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا ئے تعالےٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟

تیسرا خط

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے آپ کے لئے دعا خیر و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالےٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے سو ہمیں خدا تعالےٰ قادر مطلق کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالےٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا یوں کہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہر گز مبارک نہ ہوگا میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ

دوسرا خط

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی (مرزا احمد بیگ کی لڑکی) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا اسی دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

(مرزا) صاحب سے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق ہیں اور امر معلومہ سے مراد یہی امر ہے۔ اور یہ خط مرزا امام دین نے میرے نام بھیجے تھے جو میرا چچازاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۴۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) انعام کا وعدہ

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جاکر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری زندہ تھا۔ اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیارپور کے درمیان یکہ میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ للمولف)۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۷۴

مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خداتعالےٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں جاکر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خداتعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خداتعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خداتعالےٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھیر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا خداتعالےٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خداتعالےٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملایم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام۔

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ر جولائی ۱۸۹۲ء روز جمعہ

(منقول از رسالہ کلمۂ فضل رحمانی مؤلفۂ قاضی فضل احمد صاحب)

(۹) ماموں کی خط و کتابت (ج)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیان آئے اور چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کنایۃً ذکر تھا۔ حضرت

(۱۳) چہ میگوئیاں

یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی۔ اور خط لکھے گئے یہ عجب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔ للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرمادے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی حیا)

(۱۴) خانہ بربادی

میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول

(۱۱) خیر خبر

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالےٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔
میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے ۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی ۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا ۔ لہذا مکلف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرمادیں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے ۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرمادیں اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرمادیں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے ۔ والسلام ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۰ ستمبر ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۱۲۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) رقیب کی خود سری

احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی ۔ خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا ۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ نے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا میں شریک ہوئے ۔ سو یہی قصور تھا ۔ کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فہمائش کی گئی تھی یہ سراسر افترا ہے بلکہ ابھی تو ان کا ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا جب کہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار کئی برس پہلے شایع ہو چکے تھے ۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار مندرجہ

تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۲۶ حاشیہ دوم)

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ　　　قطع رحم بہ از مودّت قربیٰ

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹)

(۱۵) لڑکی تمام شد

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت (مرزا) صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرا دی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکھٹی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔ اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ بس اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۲
مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہو گی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل وجان منظور رکھی ہوں کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہو گا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیوں کہ انہوں نے اب تعلق توڑ دئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے "اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۸۵)

(۱۸) رعایتی توسیع

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے دعوی سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈہائی سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔ کافی مہلت تھی مگر نہ مرا۔ بالآخر مرزا صاحب نے رحم کھا کر اس کی زندگی میں بلا تعین وقت توسیع منظور کر لی۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جگہ خالی کر دے اور خیر و خوبی سے مرزا صاحب کی موعودہ شادی ہو جائے (المؤلف)

"لیکن اب بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق (یعنی مرزا صاحب) کا نام کاذب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے۔ اور حق ظاہر ہو گا۔ اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر تبدل وعدے پورے ہو جائیں گے۔ کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے۔ ۔ ۔ ۔ اے بدفطرتو اپنی فطرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو۔ اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو۔ لیکن عن قریب دیکھو گے۔ کہ کیا ہوتا ہے۔

عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے۔ جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے۔ جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

(۱۶) یاس میں آس

احمد بیگ کی دختر (محمدی بیگم) کی نسبت جو پیشگوئی ہے جو اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط اوپر درج ہو چکا ہے۔ للمؤلف) اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ ... ...
عورت ابتک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداس پور میں)
(منظور الٰہی صفحہ ۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)
(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ۲۹۔ اگست ۱۹۰۱ء)

(۱۷) دنیا بامید قائم

پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ (محمدی بیگم کے نکاح کا) اتنے ہی پر ختم ہو گیا اور جو ظہور میں آیا یہ ہی نتیجہ آخری ہے اور پیش گوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہو گئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم (قطعی اور یقینی) ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الوریٰ بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلد ہی دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) کسی کی یاد

جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی - اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی - - تو اس کے بعد اس عاجز (مرزا صاحب) کو ایک سخت بیماری آئی - یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی - بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کردی گئی - اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی - اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے - تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اسکے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا - تب اسی حالت میں بھی قریب الموت مجھے الہام ہوا - الحق من ربك فلا تكن من الممترين - یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے - تو کیوں شک کرتا ہے - اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر - سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیۃ ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے - جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالےٰ تازہ یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نومید کر دیا - تو نومید مت ہو -

(ازالہ اوہام ص۳۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۱) آخری مایوسی

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے - یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے - خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی - جو اسی وقت شایع کی گئی تھی

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم۔ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

(۱۹) ناکامی کی تلخی

چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیش گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں (مرزا صاحب) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

(انجام آتھم ص۳۱ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوندا! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو۔ مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار روپیہ
مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۸۶)

مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶ و ۷ ماہ جون و جولائی ۱۹۲۱ء ص ۲۷۶)

(۲۳) اقرار و معذرت

لیکن مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری کی عقیدت میں ایسی جسارت نہ تھی۔ جو بات بھی بلا تامل مان لی " یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہو گا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا " لیکن مولوی صاحب نے ساتھ ہی ایک معقول معذرت بھی تجویز کر دی کہ " ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا۔ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء)

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں مضائقہ نہیں مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں۔ یہ شادی کی پیش گوئی بہر صورت پوری ہو جاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر بخوبی ہو چکی تھی۔ اور خود مرزا صاحب نے اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید براں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا۔ قدیم بیوی کو طلاق ملی۔ جوان لڑکے عاق ہوئے گھر کنبے میں نفاق پڑا۔ علالت میں حالت مرگ تک نوبت پہنچی تو بھی پیش گوئی دل سے جدا نہ ہو سکی۔ لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی۔ ۔

ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

(للمولف)

اور وہ یہ کہ۔ ایتہا المراۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تا ہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے سہ

بس نجوم نا امیدی خاک میں مل جائیگی وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے (للمؤلف)

(حقیقۃ الوحی تمتہ ۱۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) خاندانی ورثہ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو آرزو مرزا صاحب دنیا سے ساتھ لے گئے ان کے مخلص اس آرزو سے دست بردار ہو جاتے چنانچہ مرزا صاحب کے رفیق مخلص اور جانشین صادق حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان نے مردہ امید میں پھر جان ڈال دی۔ مرزا صاحب نے بھی اس جدت طرازی کی ضرور داد دی ہو گی چنانچہ غور فرمائیے:۔

"اب تمام اہل سلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد اور مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں۔ تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی؟ کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات (لڑکیوں کی لڑکیوں) کو حکم بنات نہیں مل سکتا اور کیا مرزا (صاحب) کی اولاد مرزا (صاحب) کی عین نہیں میں نے تو بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت (مرزا صاحب) کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔ وہ عقیدت ہی کیا جس میں تزلزل آسکے ایسے عقیدت مند اور نکتہ رس مرید تو قسمت ہی سے ملتے ہیں۔ لیکن واقعات کو کیا کیجیے

ع۔ کیا بنے جہاں بات بنائے نہ بنے (للمؤلف)

(حکیم نور الدین صاحب قادیانی کا مضمون بعنوان وفات مسیح موعود

(۲۵) دوسری بیوی

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپے مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد کی اولاد کے خاندان سے ہیں۔ اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع میں میر صاحب نے حضرت المسیح کے دعوے کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۶) مہر

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت (مرزا) صاحب نے نواب محمد علی خاں صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا۔ اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کر لیا گیا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت (مرزا) صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا۔ اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۷) اولاد

۱۴ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی

(۲۴) پھجے دی ماں

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی (غالباً مرزا صاحب کے معتقد نہ ہونگے للمولف) اور اسکا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی (بہرحال دو لڑکے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب تو اسی بیوی سے پیدا ہوئے۔ للمؤلف)۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرادیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ اُن کے ساتھ رہی تب حضرت صاحب نے اُن کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا اور جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

.... جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم واما بنعمة ربك فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں ایک راز پیش گوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین۔ کامل الظاھر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر یہ خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہوئے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرة اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم تھے مگر ایک پھل سبز رنگ کا بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہاں کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیوں کہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جب کہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجگی اور بے عزتی ہے۔ اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورة و صاحب سیرة لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا

تھی۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ۲ منقول از منظور الٰہی ص۳۴۳ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

	نام	ولادت	وفات
(۱)	عصمت	سنہ ۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۹۱ء
(۲)	بشیر احمد	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء
(۳)	مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی	سنہ ۱۸۸۹ء	x
(۴)	شوکت	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء
(۵)	خاکسار مرزا بشیر احمد	سنہ ۱۸۹۳ء	x
(۶)	مرزا شریف احمد	سنہ ۱۸۹۵ء	x
(۷)	مبارکہ بیگم	سنہ ۱۸۹۷ء	x
(۸)	مبارک احمد	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۷ء
(۹)	امۃ النصیر	سنہ ۱۹۰۳ء	سنہ ۱۹۰۳
(۱۰)	امۃ الحفیظ بیگم	سنہ ۱۹۰۴ء	

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۴۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۸) تیسری شادی کی آرزو

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیوں کہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ . . . . اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالےٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا (یہ تحریر جنوری ۱۸۹۷ء میں شایع ہوئی۔ للمؤلف)

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۹) خواتین مبارکہ (م)

پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۶۲ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار محک اخیار واشرار مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۶ء عیسوی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۵ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو تو مندرجہ بالا الہام کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد طلاق مل گئی تھی اور دوسری بیوی جو آخر تک باقی رہی وہ اس اعلان کے وقت بھی موجود تھی۔ چنانچہ ۱۸۸۶ء میں پہلی لڑکی عصمت پیدا ہوئی

پیدا نہیں ہوا ان کے اطفال میں ایک دوست نے اشتہارات شایع کئے ہیں۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے کیوں کہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ واللہ یفعل ما یشاء وھو علی کل شئی قدیر۔ والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۸ر جون ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا کیوں کہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع کارہ ہے اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے .... والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ - ۲۰ر جون ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم ہے یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالےٰ

فصل نہم

معاملات

(۱) دہلی کی شادی

ستاسیواں نشان (نبوت)۔ یہ پیش گوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی۔ یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا۔ اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیش گوئی تھی۔ جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکوں گا۔ تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎

ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم   وانچہ در کار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا۔ ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے پانسو روپیہ مجھے قرض دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے

مزید برآں مرزا صاحب نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ بھی شادی ہو جائے حتیٰ کہ پہلے سے اعلان کر دیا کہ اس سے آسمان پر نکاح ہو گیا۔ اور زمین پر بھی ضرور ہوگا۔ چنانچہ اس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے لیکن وائے قسمت کہ نکاح ہونا تھا نہ ہوا۔ پھر نہ معلوم اور کون سی خواتین مبارکہ تھیں جن کے ملنے کی اور جن سے نسل بڑھنے کی مرزا صاحب کو بشارت ملی تھی۔ اور نہ معلوم کس طرح ان سے نسل بڑھی۔ بظاہر تو صرف وہی ایک بیوی تھی جس سے بعد میں اولاد ہوتی رہی اور جو اعلان الہام کے وقت موجود تھی۔ للمولف)

(۳۰) محک امتحان (۷)

بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۸ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

سالانہ تخمیناً بیاسی روپیہ دس آنے کی۔ زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی۔ اور باغ کی سالانہ دو سو تین سو روپیہ۔ چار سو روپیہ اور حد درجہ پانسو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تقریباً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کی ہوتی ہے۔ وہ پانچ مدوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔

مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔

(رپورٹ تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء بمقدمہ عذرداری ٹیکس نمبری ۹۶ ۱۸۹۸ء مندرجہ ضرورۃ الامام ص۴۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنی زندگی میں اپنے اہل و عیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے۔ یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے۔ پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی اندازہ پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے کیونکہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہو سکتی۔

(اظہار حقیقت ص۱۱ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۱۵ء جس کو قادیانیوں کی انجمن انصار اللہ قادیان نے شائع کیا)

(۳) ٹیچی

نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ

تھے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ بطور قرضہ دیا۔

اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال واطفال اور ساتھ اس کے کئی غربا اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ پیش گوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کریں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) املاک۔ آمدنی اور خرچ (ج)

اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ وغیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہو گی۔ عیسائیوں کو دے دوں گا۔

(اشتہار مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص۲۴ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا غلام احمد پر امسال سات ہزار دوسو روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ایک سو ستاسی روپیہ آٹھ آنے انکم ٹیکس قرار دیا گیا۔ اس کی عذر داری پر اس کا اپنا بیان خاص موقع قادیان میں جب کہ کمترین بہ تقریب دورہ اس طرف گیا۔ لیا گیا۔ اور تیرہ کس گواہان کی شہادت قلمبند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی

بحنت بیدار ہوں۔ اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے اس نے یہ جواب دیا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔

(حیات النبی جلد اول صفحہ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵) منی آرڈر کی وحی

ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا "عبداللہ خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں" اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں ...... اس الہام الٰہی کا ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندو بشن داس قوم کا برہمن۔ جو آج تک ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس کا امتحان کروں گا۔ اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ ان دنوں بھی قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔ وہ اسی وقت ڈاک خانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خاں نام شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے یہ پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا۔ اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) ایک روپیہ کی شیرینی

خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا۔ جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی

کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیوں کہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا۔ اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے۔ ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدائے تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھو سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں۔ جن کا خیال وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) رانی۔ درشنی

اس عاجز کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر مثل انسان نظر آجاتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفر اللہ لہ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔

انہی دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اس سے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا

(۷) نام کے دام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عرب سوالی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ جہاں بھی جائیگا ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ رفروری ۱۹۳۵ء)

(۸) پچاس ہزار خواب و الہام

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) ٹیکس کا مقدمہ

تیسواں نشان (نبوت) ٹیکس کے مقدمہ میں پیش گوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی ان کو آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا (غالباً مرزا صاحب ٹیکس سے بچ گئے۔ المؤلف)

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) تلی ہوئی مچھلی

نوےواں (۹۰) نشان (نبوت)۔ ایک قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ

معرفت آئیں گے۔ چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتمد بھیجا گیا۔ وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپے ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں۔ جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔

اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیوں کہ میں آریوں کو اس پیش گوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس روپیہ آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آ چکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کی خبر سے کہ صرف پانچ روپے ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں۔ زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی۔ اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔ دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں۔ میں نے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیوں کہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں۔ بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ ان آریوں میں سے ڈاک خانہ گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ در اصل بیس روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۹ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا جس دن یہ الہام ہوا بس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا۔ اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

(حقیقۃ الوحی ۲۴۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونو مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آگئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے۔ حالاں کہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا۔ اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا۔

(حقیقۃ الوحی صہ ۲۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) ریل کا سفر

اوائل میں حضرت (مرزا) صاحب انٹر کلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مستورات کو زنانہ تھرڈ کلاس میں بٹھا دیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کا یہ طریق تھا کہ زنانہ سواریوں کو خود ساتھ جا کر اپنے سامنے زنانہ گاڑی میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے ...... اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو کروالیا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے مگر مختلف اسٹیشنوں پر اتر اتر کر وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صہ ۱۰۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۴) ریل کا الہام

ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا۔ نصف ترا نصف عمالیق را۔ اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکا میں سے ایک عورت تھی مرجائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکا کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی۔ اور اس کی نصف زمین ہمیں

میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ تب بعد دعا خدا تعالیٰ نے خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا۔

اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام کا تھا جو امرتسر میں وکیل تھا۔ اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اس نے میرے طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اس کی طرف واپس بھیج دیا ہوں کہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اس کے لئے کار آمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) ہاتھی کے سر پر تیل

ایک دوست نے آپ کے روبرو اپنا ایک خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے اس لئے یہ بھی اچھا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۲۸ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۲) گھر کی بات

میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور یہ باعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا۔ جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے گا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے

ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی صاحب) ہی سویم نمبر پر جاتا۔ لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلالاؤ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چودھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا۔ اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور (نے) ...... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعویٰ کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں ....

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۹۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا۔ اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا

اور نصف بعض دیگر شرکاء کو مل گئی۔

(نزول المسیح ص۱۲۱ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) بیعت

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہوجایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا۔ میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں حضور نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۳۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لئے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ ص۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت" اور نام مع ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے اول نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوم میر عباس علی صاحب

میں (مرزا غلام احمد قادیانی) حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۶۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نصیحت کرتا ہوں۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۔ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۲۱ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ کو برومند کیا چنانچہ ہزارہا نشان کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۲۰ مئی ۱۹۰۹ء کے بدر جلد ۸ نمبر ۳ میں ایک ایڈیٹوریل بعنوان "یا د ایام سلف نے ہائے کیا تڑپا دیا" چھپا ہے۔ اس کے آخر میں یہ سطور ہیں۔

"(اے مسیح موعود) تیری ہمت تیرا استقلال تیرا عزم اس سے ظاہر ہے کہ اور نبیوں کے لئے تو صرف یہ بات منوانے کی ہوتی تھی کہ میں نبی ہوں مگر تیرے لئے دو مشکلیں تھیں اوّل یہ کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ دوم یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار لاکھ انسان کے خبر د ایمان میں یہ بات داخل کر دی"

کیا اس عبارت کو پڑھ کر ذرا بھی شبہ اس بات میں رہ سکتا ہے کہ ۱۹۰۹ء میں چار لاکھ کی جماعت حضرت مرزا غلام (احمد) مسیح موعود کو نبی مانتی تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۷ مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء)

جماعت کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں چار یا پنچ لاکھ کی جماعت ہے غیر مبائعین (لاہوری جماعت) کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہو گا۔

اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا .... جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جس پر سید احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے رستہ دے دیا جائے میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۹۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ ستمبر ۱۹۱۰ء۔ مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق و معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔"

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ منقول از منظور الٰہی ص۲۲۹ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۶) قادیانی مبالغے (م)

خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔

(رسالہ تحفۃ الندوہ ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بیان کی۔ حال ہی میں عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس حساب سے بقول عبدالرحیم صاحب، گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔

(رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) جلد ۵ نمبر ۱۰)

لیکن سرکاری مردم شماری کا خدا بھلا کرے کہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور بالآخر لاچار ہو کر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو اصلی تعداد تسلیم کرنی پڑی چنانچہ ملاحظہ ہو:-

جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنے سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی اس وقت سرکاری مردم شماری کی رو سے پنجاب کے احمدیوں کی تعداد ۵۶ ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ۴۰۰۰۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۵ اگست ۱۹۳۴ء)

ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے۔ (بیشک غلط ہے۔ سرکاری رپورٹ ۱۹۳۱ء میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی للمؤلف) ...... مگر فرض کر لو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار فرد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ چھہتر ہزار آدمی بن جاتے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء)

گویا پچاس سال کی سعی اور تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود خلیفہ صاحب قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی فرضی تعداد زیادہ سے زیادہ چھہتر ہزار قرار پاتی ہے

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان با جلاس سب جج عدالت گورداسپور
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

ہم چار لاکھ احمدی صفائے قلب کے ساتھ آپ (ہندؤوں) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہیں اگر آپ شرائط مندرجہ "پیغام" پر کاربند ہونے کو تیار ہیں۔

(خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان مورخہ ۱۵ر جون ۱۹۰۸ء مندرجہ پیغام صلح ۲
مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعویٰ ہے کہ میاں (محمود احمد خلیفہ قادیان) صاحب بیس ہزار مریدین کی فہرست کبھی نہیں دے سکتے کیوں کہ خواجہ صاحب کے نزدیک کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے معلوم نہیں خواجہ صاحب کو ایسے کون سے یقینی وجوہ ہاتھ آگئے ہیں کہ انہوں نے چار یا پانچ لاکھ کی جماعت کو اٹھارہ ہزار کی جماعت کہہ دیا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار یا پانچ لاکھ کے امام ہیں۔ قطعاً بے بنیاد ہے ...... ہم تو صرف یہی دیکھیں گے کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار یا پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا یہ کہ ۹۵ فیصدی جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کل دو فیصدی ہے کہاں تک صحیح ہے۔ یا کون سی بات ان میں سے سچی ہے اور کون سی جھوٹی ..... کیوں کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کی قائم مقام نہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۹ر فروری ۱۹۲۱ء)

مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤلف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مولوی مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ

بجا لاتے ہیں پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(تحفہ قیصریہ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) فرمان واجب الاذعان

یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا ان ہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدا ئے تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ......اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لئے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا ماہواری چندہ اس سلسلہ کی امداد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ چندے کے بھیجنے سے لاپرواہی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر:۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

(لوح الہدیٰ ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا مضائقہ ہے پچھتر لاکھ اور پچھتر ہزار میں صرف دو نقطوں کا فرق ہے ۔ کچھ زیادہ فرق نہیں ہے خود مرزا صاحب بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے ۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ عدد پورا ہو گیا" (حساب کا کیا سچا اصول ہے ۔ للمؤلف)

(۱۷) مرزا صاحب کے مرید

اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں ۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے بی ۔ اے اور ایم ۔ اے اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں ۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے ۔ یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقدار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں ۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۰ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گذاری کی جائے ۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں ۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں ۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک

ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیش گوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

مجھے اپنی حالت پر خیال کرکے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدائے تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔

اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالاں کہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۱ و ۲۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسری پیش گوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اس کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے مجمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے۔

اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء سے علمی اور مذہبی زندگی شروع کی جب کہ براہین احمدیہ کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ گویا کل (۲۸) سال یہ مشغلہ رہا۔ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک نے بتدریج ترقی شروع کی۔ ابتدا میں چند سال کام ہلکا رہا بعد کو فروغ ہوا

(۱۹) گورداس پور میں مقدمہ (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگرخانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔

(تقریر جلسہ ۱۹۱۱ء میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۱ء نمبر ۵۵ جلد ۱۴)

(۲۰) فتوے

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوے دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے (اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی۔ ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہو سکتا تھا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۳۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۱) مرزا صاحب کے فتوحات

میں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(درثمین اردو ص ۹۰ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہو گئی۔ الحمد للہ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی .... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی محبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محب مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارے میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمد للہ ..... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ راکتوبر ۱۸۹۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص۴ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قوی نشانی ہے۔ میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتے ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا۔ غثم لہ۔ دفع البلاء من مالہ دفعۃ۔ اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال ہی سے بطور نذرانہ بھجوائے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار پر مسجد کی نہایت خوش خط یہ الہام لکھ کر چسپاں کر دیا۔ اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہوگا۔ اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے نہ کس شخص کو ایسی کامیابی ہوگی یا ایسی رسم ظہور میں آئے گی۔ لیکن چونکہ میرا دل آں مکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے۔ اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے

تاہم اگر کل ۲۰ سال مساوی ... لئے جائیں تو بھی مرزا صاحب کے بیان کے مطابق خطوں اور مہمانوں کا روزانہ اوسط بلا ناغہ ایک ہزار پڑتا ہے اور اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی ماننے جائیں تو آخری سالوں کا روزانہ اوسط کئی ہزار پڑنا چاہئے خوب حساب ہے۔ للمؤلف)

(۲۲) تحصیل و تشفی

محب یکرنگ مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب اللہ رکھا سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانسو روپے مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان للّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے آمین ثم آمین یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کی ان خدمات کا وہ بہ رحمت پاداشں بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو — اور اپنی محبت میں ترقیات عطا فرمائے۔ محض اللہ کے لئے اس پر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے آگے بڑھانا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ القدیر آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں۔

کچھ تھوڑے دن ہوئے کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا۔ انی مرسل الیکم ھدیۃ۔ کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہ ہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبد الرحمن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہونگے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں

آگے کو بند ہو جاوے۔ آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لئے توجہ ہے یہ ایک دلی خواہش ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور یہ یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جائے گا۔ کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خدا تعالیٰ فوق العادت کے طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے۔ میں تو جانتا ہوں آپ نہایت خوش نصیب ہیں آپ کی دنیا بھی اچھی ہے اور آخرت بھی۔ کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار تباہی میں آجائے۔ تب میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا۔ جزاکم اللہ خیرا الجزاء آمین! جسقدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے لفظ لکھتا ہے۔ یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے۔ بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی..... باقی خیریت ہے، والسلام۔ مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا۔ میری طرف سے دعا اور شکر ان کو پہنچا دینا۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۲۲ر نومبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ آں مکرم اور نیز مبلغ ایک سو روپیہ مجھ کو پہنچا جزاکم اللہ خیرا الجزاء میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف و خطر کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے

کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔

دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے ..... میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جاوے اور جس طرح شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے اسی طرح میں ہر طرح سے دعا میں روحانی حیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ القدیر والموفق میں اس بات کو اسی قادر کے فضل و کرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۰ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۲۰ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آں مکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا میں آپ کے اس صدق و اخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ یہی عملی حالت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے چونکہ مجھے اپنے سلسلہ طبع تک میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اور مجھے اس سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں بوجہ نہ میسر آنے مالی سرمایہ کے طبع کتب دینیہ سے مجبور رہ جاؤں۔ اس لئے میں ایک ہی حکمت عملی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک عمدہ کامیابی امر تجارت میں آپ کو میسر آوے تو آپ یک مشت نذر اس کارخانہ کے لئے ارسال فرماویں کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس صدق و اخلاص پر نظر کر کے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادت ہو اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جاوے۔ کیونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا

بےچین کر دیتی ہے۔ وہ اس کے لئے کامل طور پر پیدا نہوئی آپ کے عنایت ناموں جو حال میں آئے تھے یہ فقرہ بھی درج ہوتا ہے کہ اب کسی قدر آرام ہے۔ اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور درد و غم تو بہت ہے۔ نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گذرا ہوگا لیکن خداوند کریم و رحیم کی اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی ..... باقی خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ ار ستمبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر اول ص۲۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں ...... میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے ..... سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہوں ؎

نہ کار بستہ بیندیش و دل شکستہ مدار ۔:۔ کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکیست

والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ رمئی ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حبیب اللہ جل شانہٗ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کریمانہ جو میرے پر ہیں بلا توقف یاد آجاتی ہیں تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی اُمیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں عجب جوش تضرع اور دعا ہے اگر عمیق مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُمید تھی کہ اس قدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہر حال میں آپ کی بلاؤں کی دفع کے لئے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے۔ خداداد قوت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق ویقین کے ہتھیاروں سے اور عقد ہمت کی پیش قدمی سے اسی میدان میں خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں ..... میں پہلے اس کی اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک فوجداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہو گیا ہے ..... میں نے اول خیال کیا تھا کہ شاید آں مکرم کی تحریک سے مدد اس میں کسی قدر چندہ ہو۔ مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہو کر جاں نثار مرید نہ ہو تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے۔ دلوں کا خدا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جاں نثار مریدوں میں ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنیٰ ہیں۔ آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا مجھ کو سخت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات کے اس کامل دعا کا موقع نہیں ملا جو اکثر کرشمہ قدرت دکھلاتی ہے۔ میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم رہیں کیوں کہ جو آپ کے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضائع نہیں جائے گی ضرور ہے کہ اوّل یہ ابتلاء انتہا تک پہنچ جائے۔ عُسر کے ساتھ یُسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی۔ ایسا نہو کر آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہوکر سلسلہ امید کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے۔ میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لئے مشغول ہوں مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے، اس لئے میں خط لکھنے سے اکثر مجبور و معذور رہتا ہوں اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں ...... خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے۔ صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا ابتلاء کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے۔ مگر صابر اور وفادار کو بذریعہ محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسّلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدت ہوئی آں مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا نہایت تردد اور تفکر ہے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے۔ گرمی کے ایام میں بھی زور چلا جاتا ہے میں آپ کے لئے برابر دعا کر رہا ہوں خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخر کار یہ پریشانی دور کرے گا مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے خدا حافظ ہو۔ چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے۔ انشاء اللہ القدیر شفا ہو جائے گی۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ مئی ۱۹۰۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے گم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ جو بگاڑتا ہے وہی بنانے پر قادر ہے۔ پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں تخت پر بٹھا دیتا ہے .... اور وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد، ۳ جولائی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ [illegible] مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ غم و اندوہ کی کثرت اور بارِ گرانِ قرضہ ایسی حالت میں جب کہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو بہت آزاردہ چیز ہے۔ لیکن اگر دوسرے پہلو میں کہ خدا داری چہ غم داری سوچا جائے تو ایسے غم کہ بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شعبہ ثابت ہوں گے۔ یعنی قادر حقیقی کے عجائب در عجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزارہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں .... باقی سب طرح خیریت ہے۔ خدا آپ کا حافظ ہو زیادہ خیریت۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳۶ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اعتراضات کے باعث مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے۔ اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا۔ اور بار بار جناب الٰہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولا کریم! میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں۔ میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہو جاتا۔ مگر مجبور ہوں پس تیرا غضب جو نازل ہو رہا ہے اس سے مجھے بچانا۔

(کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۴) بڑا اعتراض (ج)

سب سے بڑا اعتراض جو اس نے (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے) مسیح موعود (مرزا صاحب) پر کیا۔ وہ مال کے متعلق تھا کہ لوگوں سے روپے لیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں چنانچہ اس نے اپنی کتب میں بہت جگہ یہی واویلا کیا ہے جیسا کہ الذکر الحکیم نمبر ۴ کے صفحہ ۳ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۵ و ۴۰ و ۴۳ و ۸۳ و ۸۴ وغیرہ میں ذکر ہے کہ اپنی کتابوں کے شائع کرنے کے لئے چندے جمع کر لیتے ہیں اور جس طرح ہو سکتا ہے مکر و فریب کر کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں اور اُسے جس طرح چاہتے ہیں جا و بیجا صرف کرتے ہیں کوئی حساب نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۸ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

(۲۵) لنگر کا قصّہ

پھر جناب کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب۔ ہوری کو) یاد ہو گا کہ جب میں نے (یعنی مولوی سرور شاہ صاحب قادیانی نے) جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے۔ کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جائے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو

(۲۴) خانگی زندگی

اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے کٹریا نوانے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خاں صاحب تحصیل دار کے ٹانگہ پر ہم تینوں سوار تھے کوچبان اور جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب آگے تھے میں (یعنی سید سرور شاہ صاحب) اور جناب (یعنی مولوی محمد علی صاحب) پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں سے طے ہوا کرتا ہے۔ اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں۔ آپ اس کا جواب دیں۔ سوال شروع کیا۔ صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ:۔

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہیئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہیئے۔ غرض ایسے وعظ کرکے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے۔ لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں۔ وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالاں کہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گی۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔

اس پر خواجہ (کمال الدین) صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو۔ پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا کیوں کہ میں خود واقف ہوں۔ اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا...... ان

خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔
(کشف الاختلاف ص۱۵ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۶) مالی مناقشے

باقی آپ سے (یعنی مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول سے) میں (یعنی میاں محمود احمد صاحب ابن مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتلا اگر حضرت (مرزا) صاحب زندہ رہتے تو ان کے عہد میں بھی آتا۔ کیونکہ یہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب سے حساب لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہے ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی (صاحب) کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی (صاحب) نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق۔ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے۔

پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا۔ مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا) صاحب آپ تو خوب عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو جس کا جواب مولوی محمد علی (صاحب) نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا مگر بشریت ہے کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔

میرا ان باتوں کے لکھنے سے یہ مطلب تھا کہ یہ ابتدا بات شروع نہیں ہوئی بلکہ

اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔ اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب کو) یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جائے اور آپ کو نقصان پہنچے۔

(کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ اور یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ کی (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب۔ اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت (مرزا) صاحب ہمارے سپرد کر دیں ...... پس آپ نے کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز پیش نہ کروں گا تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ میں کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہئے۔ اور یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے۔ اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرا سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں میں ضرور پیش کروں گا الخ آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کروں گا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کے لئے کہتا ہوں۔ بات تو میں نہیں کراتا۔ بات تو میں خود کروں گا

غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ ہی میں مالی اعتراض کا درس

(۲۷) مجوزہ بیت المال

دوسرا مطالبہ جو در اصل پہلے ہی مطالبہ پر مبنی ہے میں یہ کرتا ہوں کہ جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا ۱/۴ سے ۱/۳ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے - اس کی صورت یہ ہو کہ جس قدر وہ مختلف چندوں میں دیتے ہیں یا دوسرے ثواب کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں - یا دارالانوار کمیٹی کا حصہ یا حصے انہوں نے لئے ہیں (اخبارات وغیرہ کی قیمتوں کے علاوہ) وہ سب رقم اس حصہ میں سے کاٹ لیں - اور باقی رقم اس تحریک کی امانت میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس جمع کرا دیں - مثلاً ایک شخص کی پانچ سو روپیہ آمدنی ہے اور وہ موصی بھی ہے - اور دارالانوار کا ایک حصہ بھی اس نے لیا ہوا ہے - وہ دس بارہ روپے ماہوار اور ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے - اس شخص نے ۱/۴ دینے کا عہد کر لیا اور یہ سو روپے کی رقم ہوئی - وصیت ایسے شخص کی پچاس ہوئی (بہشتی مقبرہ کے واسطے) دارالانوار کمیٹی کے ۲۵ ہوئے - چندہ کشمیر اور دوسرے کار ہائے ثواب مثلاً بارہ روپے ہوئے - یہ کل رقم ۸۷ ہوئی - باقی تیرہ روپے ماہوار اس شخص کو انجمن میں اس تحریک کی امانت میں جمع کراتے رہنے چاہئیں -

اس مطالبے کے ماتحت جو آتا ہے - اسے چاہئے کہ جلد سے جلد مجھے اطلاع دے .... مقررہ تین سال کے بعد جتنی رقم جمع ہو گی وہ یا تو نقد یا رقم کے برابر جائداد کی صورت میں اسے واپس دے دی جائے گی .... جو کمیٹی میں اس رقم کی حفاظت کے لئے مقرر کروں گا - اس کا فرض ہو گا کہ ہر شخص پر ثابت کر دے کہ اگر کسی کی جائداد کی صورت میں روپیہ واپس کیا جا رہا ہے تو وہ جائداد فی الواقع اس رقم میں خریدی گئی ہے -

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان [illegible] الفضل قادیان
۲۹ نومبر [illegible])

حضرت اقدس کے زمانہ سے نہ وہ (یعنی مرزا صاحب) لنگر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان کے (یعنی خواجہ صاحب وغیرہ کے) حوالے کر دیا اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو باقی رہا ان کا تقویٰ وہ تو ان کے ہلوں اور بجٹوں سے بہت کچھ ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں وہ کام روزمرہ خود کرتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب کا خط بنام مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ حقیقت اختلاف ص۵۰ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

اس خط کے آخری فقرہ سے میاں صاحب کی گھبراہٹ جو ان کو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ سب کچھ انجمن کے ہاتھ میں چلا گیا ہے اور جا رہا ہے کس قدر عیاں ہے۔ حضرت مولوی (نور الدین) صاحب مرحوم کا بھی اسے بڑا قصور قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے لنگر کا چندہ بھی انجمن کے حوالہ کر دیا اور اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور سب کچھ چھینو ..... ،، مگر یہ سب کچھ چھین کر ہم کہاں لے جا رہے ہیں کیا اپنی جائداد بڑھا رہے تھے یا قوم پر ہی صرف کر رہے تھے ..... ہاں میاں (محمود احمد) صاحب کی ذاتی جائداد و بینک بہت بڑھ گئی ہے اور مریدوں کے بھی مکانات بن گئے ہیں۔

(حقیقت اختلاف ص۲۲ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

میں (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اس سے انکار نہیں کرتا کہ میاں (محمود احمد) صاحب نے چند مقامات پر مبلغین بھیجنے کا اچھا کام کیا ہے مگر حق تو یہ ہے کہ اس راہ میں بھی سابق وہی شخص ہے جسے میاں صاحب منافق کہہ رہے ہیں اور میں اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سالانہ جلسہ پر بہت سے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ قادیان میں بہت سے احمدیوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور مکانات بنائے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سلسلہ پیری مریدی میں میاں صاحب نے نمایاں ترقی کی ہے اور نذر و نیاز کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہے اور جناب میاں صاحب کی ذاتی جائداد بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

(حقیقت اختلاف ص۲۰ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(۲۹) معاملہ کی بات (ج)

قادیان میں آراضی خریدنے کے خواہشمند احباب مطلع رہیں کہ ہمارے انتظام میں ہر وقت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین موجود رہتی ہے۔ تفصیلات بذریعہ خط وکتابت معلوم کی جاویں۔

خاکسار (صاحبزادہ) مرزا البشیر احمد قادیانی

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۲ء)

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات آراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط وکتابت فرمائیں۔

خاکسار مرزا البشیر احمد

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۶ء جلد ۱۳ نمبر ۸۰ و ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء جلد ۱۳ نمبر ۹۶)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقع دارالانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال کچھ رقبہ مملوکہ مرزا عزیز احمد صاحب و مرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے۔ جس کے فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے مجھے اختیار دیا گیا ہے...... نہایت با موقع اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے۔ قیمت یک مشت وصول کی جائے گی۔ فقط

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۰ جلد ۲۲ مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۴ء)

(۳۰) بہشتی مقبرہ (م)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے فرمایا کہ عرصہ کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی

(۲۸) تحریص و ترغیب (ج)

ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں۔ روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے بگھیاں۔ ٹم ٹم۔ فٹن۔ پالکیاں۔ گھوڑے۔ شکرمیں۔ پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء)

جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیہ نفوس کا ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے ہر ہر حرف اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا۔ یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔۔۔ قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے انہ اوی القریہ فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے تھے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ÷ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(منصب خلافت صفحہ ۲۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں ..... پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لئے چندہ داخل کرے دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے .... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں.....

اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں .....ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں ....

اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں ۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھکر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصلحت ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے

جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔

(مکاشفات ص۳۳ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

صبح کو نماز کے لئے اٹھنے سے کوئی ۲۰-۲۵ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو گا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۴۹۵ و ۴۹۶ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

فاوحی الیّ ربی واشار الی ارض وقال انہا ارض تحتہا الجنۃ فمن دفن فیہا دخل الجنۃ وانہ من الامنین۔

ترجمہ:۔ تو خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے پس جو شخص اس میں دفن کیا گیا وہ جنت میں داخل ہوا اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(الاستفتاء عربی ص۵۵ مصنفہ غلام احمد قادیانی صاحب)

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا کل مقابر الارض لا تقابل ھذہ الارض (روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتے)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص۵۵ مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب)

ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں ...... چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہا کل رحمۃ ... اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے

میں نہیں دفن ہوسکتا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۹)

(۳۳) طاعون کی دعاء

حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے۔ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۴) طاعون کا فلسفہ

براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا "دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔" اس پر مجھے خیال آیا کہ اس وقت دنیا کہاں تھی اور ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا لیکن اس الہام میں ایک پیش گوئی تھی جو اس وقت طاعون پر صادق آرہی ہے اور زور آور حملوں سے طاعون مراد ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۲۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہوشیار پور اور جالندھر کے اضلاع میں ابھی چند وارداتیں طاعون کی ہوئی تھیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کی تھی کہ یہ وبا پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پھیل جائے گی۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اسی طرح سے طاعون سے محفوظ رہنے کا جو نشان مجھے دیا گیا ہے میں اس سے کیوں کر انکار کرسکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر دن جبکہ طاعون مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

میری نسبت اور میرے اہل و عیاں کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(الوصیت ص۲۲، ۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال کا رکھا ہے۔

(منہاج الطالبین مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص۱۶)

(۳۱) ابوبکرؓ کے ہم پلہ (ج)

آج تمہارے لئے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کرکے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہو گے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکرؓ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔

(افسر بہشتی مقبرہ کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۹ مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۲) بہشتی مقبرہ سے خارج (ج)

ایک غیر مبائع (لاہوری قادیانی) کے متعلق ایک صاحب نے سوال کیا کہ آیا وہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا کہ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمارا کام ظاہر کو دیکھنا ہے حضرت مسیح موعود نے شرط لگائی ہے کہ وصیت کنندہ ظاہری عیوب سے پاک ہو۔ اور ہمارے نزدیک بیعت سے باہر رہنا گناہ ہے۔ اس لئے غیر مبائع (لاہوری قادیانی) مقبرہ

(۳۵) ایمان و اسباب

ایک مومن کا جس قدر ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اسباب پرستی پر بھروسہ کرنے سے دور ہوتا ہے اور یہ ہے بھی سچ۔ کیوں کہ جب انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر کامل ہو جاتا ہے تو اس کی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے اور اس کا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص... و ص... مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال تھا خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جاکر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۶) باغ میں قیام (۲)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں۔ اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی۔ اب بھی کئی مخالف یہی کہتے ہیں کہ اُن کو طاعون کیوں نہیں آتی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ انبیاء سے خود ہی عذاب طلب کیا کرتے تھے کم بخت لوگ یہ نہیں کہتے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیکی کی ہدایت دے بلکہ الٹا طاعون ہی مانگتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صـ۲۱۵ـ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوئی لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے خود اشتہار دے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچائے گا اس لئے تم کو چاہیئے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرو۔ تاکہ دوسروں کے طعن اور خدا کے عذاب سے محفوظ رہو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صـ۴۹۲ـ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مرجائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ طاعونی موت ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا ورنہ ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہوجاتی ہے اگر اس کے نفسانی جذبات اور خواہشات پر موت آچکی ہوتی اور دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے علیحدہ ہو چکا ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ دوبارہ ہلاک کیا جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم صـ۲۵ـ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

قمیص تو ہم دے دیں گے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی قمیص انسان نہ پہنے کوئی دوسری چیز حفاظت نہیں کرسکتی۔ دیکھو میں جانتا ہوں کہ گو اللہ تعالیٰ نے بار بار وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اور میری جماعت کی اس ذلت کی موت سے محافظت فرمائے گا لیکن اس حفاظت کے وعدہ کے ساتھ تقویٰ کی شرط ہے محض رسمی طور پر مسلمان کہلانا یا رسمی طور پر بیعت کر لینا کسی کام نہیں آسکتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صـ۴۹۱ـ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۸) طاعون کی برکت

اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوی اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا ... پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۳۱ تا ۱۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۹) سلسلہ کی ترقی (ج)

چنانچہ اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی۔ ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی نہ طاعون کے دور دورہ سے قبل اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا۔ ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۲۵ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

اطلاع دی گئی ہے اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں۔ اگر معلوم ہوا کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنے والا ہے تو پھر قادیان میں چلے جائیں۔ بہرحال دس یا پندرہ جون تک انشاء اللہ میں اسی باغ میں ہوں۔ آپ تشریف لے آویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۲ رمئی ۱۹۰۵ء

(مکتوب ۹۳ مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۱۰۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلازل کے متعلق کثرت سے الہامات ہوئے آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب اور احترام کرتے ہوئے باغ میں تشریف لے گئے۔ کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے۔ حالاں کہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چوں کہ زلازل کے متعلق آپ کو الہامات ہو رہے تھے اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۱۱ر مئی ۱۹۳۳ء)

(۳۷) طاعونی جہاد

جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کی رو سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں۔ چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں۔۔۔۔ ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ

اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فنائیل بھیج دیں اور ڈس انفیکٹ کے لئے رس کپور اس قدر بھیج دیں جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ نواب محمد علی خاں صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم ص۱۱۲، ۱۱۳)

اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور جود و احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی عوتان کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے ..... آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہو گیا ہے ...... میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے (قبل از مرگ واویلا للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لئے کچھ رس کپور اور کسی قدر فنائیل لے آویں اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ نواب محمد علی خاں صاحب مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۴ء مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص۱۱۵)

(۲۴) قادیانی میّت (ج)

جو خدانخواستہ اس بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں۔ اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے وہی کپڑے رہنے دو اور ہو سکے تو اس پر ایک سفید چادر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اس کے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبر ستان (

(۴۰) طاعون کا مجرّب علاج

چوں کہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جز ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے چوں کہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہو گا۔ نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

(کشتی نوح صفحہ ۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۱) طاعون کی تواضع (چ)

اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلاء دور ہو ... مگر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا اکبس فنائیل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کو آتا ہے ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دے دی جائے گی۔ اور علاوہ

چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"رقصت کرقص بغیۃ فی مجالس تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا"

(حجۃ اللہ عربی ص۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:-

(۱) "ویتزوجون البغایا"

"و در نکاح خود می آرند زنان بازاری را" ص۸۶

(۲) "فلا شک ان البغایا قد خربن بلدا ننا"

"پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک ما را خراب کردہ اند" ص۸۸

(۳) "ان البغایا حزب نجس فی الحقیقۃ"

"زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند" ص۸۹

(۴) "ان شاء دار ان کن بغایا فیکون رجالھا دیوثین دجالین"

"اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشند۔ پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند" ص۹۰

(حجۃ النور۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"ذیتنی خبثاً فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغایا

مرا بخباثت خود ایذا دہی پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری"

(انجام آتھم ص۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"واعلم ان کل من ھو من ولد الحلال ولیس من ذریۃ البغایا ونسل الدجال فیفعل امراً من امرین"

"اور جاننا چاہیئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کے نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا"

(نور الحق حصہ اول ص۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دور ہو مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر ڈال کر میت کو لے جاویں

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۶ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۵ء)

سوال: اگر خدانخواستہ ہمارا کوئی احمدی بھائی پلیگ سے فوت ہو جائے تو اس کے نہلانے کے متعلق کیا حکم ہے۔ آیا حضرت (مرزا) صاحب کا پہلا فتویٰ یعنے نہ نہلانا ہی ہے یا نہلانا چاہیئے اور نیز اس کے کفن کے متعلق کیا حکم ہے اُسے کفنانا چاہیئے یا نہیں۔

جواب: اگر احتیاط سے نہلایا جائے یعنی نہلانے والا ہاتھ نہ لگائے اور اور ہاتھوں پر کپڑا باندھے یا دستانہ پہن لے پھر فوراً گرم پانی اور صابن سے خود نہائے تو نہلانا اچھا ہے اور اگر یہ احتیاطیں نہ ہو سکیں یا میت کی حالت زیادہ خراب ہو تو نہ نہلانا بہتر ہے۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۲ء نمبر ۸۴ جلد ۹)

(۴۳) خوش کلامی (م)

"تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها يقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون"

(ترجمہ:۔ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے)۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علیٰ ہذا مرزا صاحب ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں

کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا ...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں .... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور نا انصافی کی راہوں سے پیار کرتا ہے۔

(انوار الاسلام صفہ ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ایک شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ اس حرام زادے کو میرے سامنے لاؤ جو کہتا ہے کہ کتے کا جھوٹا کھانا جائز نہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ کسی کو حرام زادہ کہنے والے کو حد لگائی جائے گی۔ وہ شخص بازار میں کہہ رہا تھا کسی کو حساس نہ تھا۔ لوگ سنتے تھے اور روکتے نہ تھے گویا یہ معمولی بات ہے جو ہونی چاہیئے

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۶۲ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۲ء)

(۴۵) مرزا صاحب کا عتاب (ج)

قادیان میں ایک بدگو مخالف آیا ہوا تھا جس نے حضرت کے خدام میں سے ایک کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ جو اس کے ساتھ گفتگو کرنے چلا گیا۔ جب اس امر کی حضرت مسیح موعود کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ" ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہیں دینی چاہیئے۔ کہ اوس کے ساتھ تم میں سے کوئی بات چیت کرے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم صفہ ۱۴۵ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۶) اخراج

بیان کیا مجھ سے حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رض کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بد معاش آدمی تھا۔ قادیان آیا۔ اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب تک بھی پہنچی آپ نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا اسے فوراً قادیان سے رخصت

اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے بچہ پر یہ خیال بھی کرلیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو ہم نفس الہام الہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں اگر ہم نے وفات یافتہ لڑکے کی نسبت کوئی قطعی الدلالت الہام کسی اپنی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں۔ جھوٹ بولنا اور نجاست کھانا ایک برابر ہے تعجب کہ ان لوگوں کو نجاست خواری کا کیوں شوق ہوگیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹۲ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

سوچاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۴) حد لگانے کا فتوے

اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس

تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔

(خاتمہ چشمۂ معرفت ص۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۸) عدالت کی ہدایت

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری۔ اگست ۱۸۹۷ء میں خوب زور شور سے فوجداری مقدمہ چلا۔ اس کی مکمل مسل مرزا صاحب کی تالیف کتاب البریہ میں درج ہے اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا کافی عبرت آموز ہے چنانچہ آخری حصہ جو کل فیصلہ کا خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ ظاہر ہے کہ یہ پیش گوئیاں ڈلفک Delphic الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں۔ اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ اور۔ اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے معنے ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیش گوئی نہیں کی۔ اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔

جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے۔ یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دئے ہیں۔ باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے

کردیں لیکن جب حضرت خلیفہؓ اول نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپیہ دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا۔ اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہؓ اول کے پاس نہ تھے اس لئے آپؓ کچھ کم دیتے تھے اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہو گئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اسے رخصت کر دیا! حضرت خلیفہ اول کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی بھتیجا تھا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا (شاید سخت مخالف ہو۔ للمؤلف) اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہو (کوئی گھرانہ معلوم ہوتا ہے۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۶۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی صاحب)

(۷۴) بدمزاجی کا فیصلہ

اول قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں۔ سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا کہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زماں کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہو سکتا۔

(ضرورۃ الامام صفحہ ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۰) صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت

بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیش گوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈرانے والی پیش گوئیوں اور عذاب کی پیش گوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔

(کتاب البریہ اشتہار ص۹ حاشیہ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے۔ بلکہ اس وقت اور اس حالت میں جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مسل کی گئی ہیں مگر چوں کہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آئندہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی ایسی درخواست پر اندازی (ڈراؤنی) پیش گوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی اندازی پیش گوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے نہ پیش کرے۔

(کتاب البریہ اشتہار ص۹ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مولفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ منقول از منظور الٰہی ص۲۴۵ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔

دستخط ایم۔ ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳ راگست ۱۸۹۷ء

(ترجمہ انگریزی مندرجہ کتاب البریہ صفحہ ۲۶ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۹) مرزا صاحب کا عہد

میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبعیت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۲)

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۶۲)

ہونے کا میں نے دفعہ ۵ مطابق میں اقرار کیا ہے۔

العبد　　　　گواہ شد

مرزا غلام احمد بقلم خود　　　　خواجہ کمال الدین بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی

دستخط:۔جے۔ایم ڈوئی۔ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔

(تریاق القلوب ص۱۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۲) اقرار نامہ کا نتیجہ (ج)

اس (مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء) میں جو حضرت مسیح موعود کے اس اقرار نامہ پر ریمارک ہوا ہے جو آپ نے گورنمنٹ سے انداری پیش گوئیاں نہ کرنے کے متعلق کیا تھا تو .... غرض صرف اتنی تھی کہ میاں (محمود احمد) صاحب جو آپ کو نبی بناتے ہیں تو منجملہ اور ادلۂ قاطعہ کے آپ کا یہ اقرار نامہ لکھ کر دینا بھی اس کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ نبی مکلف ہوتا ہے کہ جو کچھ اس پر نازل ہو اُسے سب کو سنائے۔ بحکم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک ۱۸۹۹ء میں آپ کو (مرزا صاحب کو) مولوی محمد حسین (صاحب) بٹالوی کے بالمقابل عدالت میں جانا پڑا اور وہاں آپ یہ بھی لکھ کر دے آئے کہ میں آئندہ مولوی محمد حسین کو کاذب۔ کافر اور دجال نہیں کہوں گا اسی سال اور اسی مقدمہ میں آپ نے ایک اور اقرار نامہ بھی لکھ کر دیا جس کے یہ لفظ ہیں:۔

"میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو

(۵۱) عدالتی اقرار نامہ

اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بمقدمہ فوجداری۔ اجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مرجوعہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء۔ فیصلہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم۔ الزام زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:۔

(۱) میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنے خیال کئے جا سکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۴) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند

فصل دسویں

سیاسیات۔ دور اول

(۱) اپنا تعارف

چوں کہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضے قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا۔ ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کر لیں۔

اور یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلےٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جاوے یا سُن لیا جائے۔

(کشف الغطاء ابتداء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

(کشف الغطاء ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یا میانی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہو گا۔ مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء

مرزا غلام احمد"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۱۰ مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۱۸ء):

ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) میرا باپ بھائی اور میں (ج)

اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی۔ اور اس کو اپنے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا۔

(نور الحق حصہ اول ص۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) روح کا جوش (ج)

سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام و راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزائے خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں میں جما دیں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۹ و ۱۱ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

۳ خاندانی خدمات

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئیے تھے۔

پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیوں کر امن و امان اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شایع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ یا انعام کی خاطر سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد

از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۰

مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۷) پچاس الماری

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شایع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔

(تریاق القلوب ص۱۵

مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) حق واجب (ج)

میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو براہین احمدیہ۔ شہادۃ القرآن۔ سرمہ چشم آریہ۔ آئینہ کمالات اسلام حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چوں کہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لئے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکر گذاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلادیں۔

(اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا، منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۹۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۶) قابل گزارش (ج)

دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔ جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی

(۱۰) اسلام کے دو حصے

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قایم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ جس کا عنوان ہے "گورنمنٹ کی توجہ کے لایق" ص۳۴ مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

(۱۱) گویا اللہ اور رسول (ج)

(مرزا صاحب نے) لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا پس حضرت (مرزا) صاحب کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۵ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء)

(۱۲) خدا کی طرف مشغول

والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز (یعنی مرزا صاحب) دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ او پہ مجھ سے سرکار انگریزی کے

(۸) بزرگوں سے زیادہ (ج)

میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیرخواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی سے لبالب ہیں ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جاں نثار۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۵ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۹) بے نظیر کارگذاری

پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی۔ اور اس خدمت نمایاں کی۔ اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ (کوئی نہیں

ع ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند)

(المولف)

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

گئیں۔

(کشف الغطاء ص ۱۲، ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) گورنمنٹ کو اطلاع (ج)

جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوئی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار باران کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۰ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۵) بیعت کی شرط

اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں۔ اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔

(ضمیمہ کتاب البریہ ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شایع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔

(ستارۂ قیصرہ ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) فقیرانہ زندگی

اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شایع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہئے اور اپنی فرماں برداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہئے۔ اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شایع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں بلاد عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی

پا سکتے۔

(ازالۂ اوہام ص ۵۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) اسلامی ممالک پر توجہ

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیوں کہ اس کتاب کے صفحہ (۱۵۲) میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔

(تحریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۲۶)

(۱۸) حکومتوں کا فرق

ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۶۹)

بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۴۶ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں کیوں کہ جدھر

اس عام اصلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے۔ آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں۔ اس کی پورے طور پر فرماں برداری کریں۔ اور یہاں تک کہا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرماں برداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرماں برداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔

(تحفۃ الملوک صفحہ ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۶) یاجوج وماجوج

ایسا ہی یاجوج وماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے یہ دونو پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کرکے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالےٰ چاہے گا فتح دے گا چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالےٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہرگز نہیں۔

کرے گی۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۲۸)

(۲۰) جشن جوبلی (ج)

ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دور دور کی مسافت قطع کر کے ۱۹ جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے اور یہ سب (۲۲۵) آدمی تھے اور اس جگہ کے ہمارے مرید اور مخلص بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے جن سے ایک گروہ کثیر ہو گیا اور وہ سب ۲۰ جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے۔

اس تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لئے تالیف کر کے اور چھاپ کر اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا۔ اور چند جلدیں اس کی نہایت خوب صورت مجلد کرا کے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لئے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی۔ اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی۔ اور ایک بحضور جناب نواب لفٹننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے ان تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف اٹھا کر اس جلسہ کے لئے قادیان تشریف لائے۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۱) جواب کی استدعا

اس عاجز (یعنی مرزا صاحب) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص

تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۹۹)

میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اگر یہ امن یہ آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر اور کسرٰی کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔

(ازالہ اوہام ص۵۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) توجہ کی آرزو

بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شایع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں ہم نے قبول کیا کہ ہماری اُردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شایع ہوئیں اُن کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہو گا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں لیکن یہ دانش مند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گزاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کون سا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر

اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔

(ستارۂ قیصریہ ص۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۱)

(۲۲) مگر افسوس (ج)

میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کرے۔ گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں۔ اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔ (اس کے ذیل میں ۱۸۸۲ء لغایت ۱۸۹۷ء کل ۲۴ کتابوں اور اشتہاروں کا حوالہ درج ہے ص۱۲ للمولف) ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پرزور مضمون لکھ رہا ہے۔ اور ان مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے۔ کیا اس کے

کی تحریک سے جشن خصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کرکے اور اس کا نام تحفۂ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمۂ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔ اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیۂ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفۂ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں)۔

(ستارۂ قیصرہ صـ۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے (یعنی مرزا صاحب نے) تحفۂ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکۂ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعاگو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرۂ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے۔ بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر وعافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس

(۲۵) دعا (ج)

اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کو عمر دراز کرکے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرما دے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرما دے گی۔ والدعا (حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریضہ خاکسار غلام احمد از قادیان المرقوم، ۲۱ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۶) سیاسی خلوت (ج)

ایک دفعہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے۔ لیکن انھیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا) صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ خواجہ (کمال الدین) صاحب چوں کہ اس کے ممبر تھے۔ انھوں نے اس کے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا۔ کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بری کیوں نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگرس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگرس کی طرح نہیں۔ کیوں کہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگرس کی بنیاد چوں کہ خراب رکھی گئی تھی۔ اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا آج ا :

حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ۔ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں ۔ یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے ۔ اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور لیسے اشتہارات کے پہنچانے کا کیا مدعا تھا ۔ (ع گر اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے للمولف)

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۱ تا ۱۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۳) شدت تمنّا

(۱) قیصر ہند کی طرف سے شکریہ ۔ (تشریح ۔ یہ الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لغفا ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیوں کہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں ۔ میرا شکریہ کیسا)

(۲) بشیروں کا زوال نہیں ہوتا گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ۔

(البشریٰ جلد دوم ص۵۵ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) تبلیغ معروضہ

اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم (مرزا صاحب اور قادیانی صاحبان ۔ للمولف) عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے ۔ یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔

(تحفہ قیصریہ ص۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانانِ ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ کارروائی کیوں کر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسے خیرخواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے۔ اگر ہے تو پیش کرے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیرخواہی کے لئے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔

اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا، منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۹) حرزِ سلطنت (ج)

اطلاع: براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالاں کہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چوں کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پرامن سلطنت اور ظل حمایت میں دلی خوشی ہے اور اس کے لئے میں دعا میں مشغول ہوں کیوں کہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں۔ نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں نہ شام میں۔ نہ ایران میں۔ نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے

کا یہ خیال ہے تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگرس کر رہی ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء والی تقریر مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۲۰ء)

(۲۷) تاکیدی نصیحت (ج)

چوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبایع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیوں کہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام۔ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۲۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۸) بے نظیر خیر خواہی (ج)

میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اوّل یہ کہ علاوہ اپنی والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات

مرزا عربی۔ فارسی۔ اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا جس میں اس نے مسئلہ جہاد کی تردید کی اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر معتد بہ اثر کیا ہے (صفحہ ۱۷)

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۱) فنانشل کمشنر صاحب (ج)

جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پر قادیان تشریف لائے تھے تو آپ نے (مرزا صاحب نے) اس خبر کو سن کر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنا دی گئی تھی اور جس وقت ان کی آمد کی امید تھی تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے رہیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کر کے آپ کے استقبال کیلئے آگے بھیجا تھا اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا کہ جہاں آپ ملیں ان سے یہ بھی عرض کر دیں کہ میں بسبب ضعف اور بڑھاپے کے آگے نہیں آسکتا اسلئے اپنے بڑے بیٹے کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجتا ہوں جس پر اس وقت چہ میگوئیاں بھی ہوئی تھیں کہ آپ نے بڑا اپنا کیوں فرمایا غرض کہ خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر جناب فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر ہم سب ان کے ساتھ ہی ان کے مقام تک آئے تھے جہاں دروازہ پر تمام جماعت دو رویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا پھر دوسرے روز خود حضرت مسیح موعود آپ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے ....پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پہ اعتراض کریں کہ اظہار وفاداری تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۵ء)

اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات سب تیرے سبب سے ہیں کیوں کہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے۔ غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت کے ہوں۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم حاشیہ ص۲۹ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳۰) سرکاری تصدیق

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب پنجاب چیفس یعنی تذکرہ روساء پنجاب میں جسے اولاً سر لیپل گریفن نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا اور بعد میں مسٹر میسی اور مسٹر کریک نے علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی۔ ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے (ص۱۱)

"اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا۔ جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا اور اس کو بہت اچھی تعلیم ملی۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے بموجب مذہب اسلام مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ چوں کہ مرزا ایک قابل مذہبی عالم اور مناظر تھا اس لئے جلدی بہت سے لوگوں کو اس نے اپنا معتقد بنا لیا۔ اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ (حالاں کہ مدتوں بعد ۱۹۳۰ء کی تازہ ترین مردم شماری میں خاص اپنے مرکز پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد صرف ۵۵ ہزار نکلی اور خود قادیانی صاحبان بقیہ ہندوستان میں اپنی تعداد بیس ہزار تخمینہ کرتے ہیں۔ اس طرح بھی مجموعی تعداد کل ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ (۷۵) ہزار بنتی ہے اور یہ پچاس برس کی کوشش کا ماحصل ہے۔ (المولف)

فصل گیارھویں

سیاسیات۔ دور ثانی

(ا) پولیٹیکل مرکز (ج)

اب تو قادیان۔ ہاں وہ قادیان جہاں سے کبھی علوم دینیہ کے چشمے پھوٹتے تھے ایک اچھا خاصہ پولیٹیکل مرکز بن چکا ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگوں سے وہاں پولیٹیکل امور کے متعلق خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ لوگ وہاں آتے ہیں تو کوئی دین سیکھنے کے لئے نہیں بلکہ محض سیاسی امور کے متعلق جناب خلافت مآب سے مشورہ لینے اور ان سے گفتگو کرنے کے لئے صرف ہندوستان کے لوگ ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی لوگ اسی غرض کے لئے آتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان کے پولیٹیکل معاملات ان سے بالکل علیحدہ ہیں لیکن میاں صاحب ہیں کہ برطانوی حکومت کے مفاد کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے ان لوگوں سے ان باہر کے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ ان پولیٹیکل معاملات پر گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے خط و کتابت جاری رکھتے ہیں۔ اور لوگ جیل کر ان سے ملنے آتے ہیں تاکہ قادیان کے اندر بیٹھ کر ان سے ان معاملات پر بات چیت کریں کیا ان حالات ان خود نمودہ واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا بعید از انصاف ہوگا کہ دین کی آڑ میں میاں محمود احمد صاحب جو کچھ کرتے ہیں وہ بڑے بڑے پولیٹیکل سازشیوں سے بھی نا ممکن۔

تعجب ہے کہ خود خلافت مآب پولیٹیکل امور میں اس قدر سرگرم ہوں کہ ہر وقت ہر چہار حصص ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی ملکی امور پر ان کی خط و کتابت ہوتی رہتی ہو۔ لوگ ان کے پاس ملکی مشورہ کرنے کے لئے آئیں اور قادیان۔

۱۹۰۸ء۔ فنانشل کمشنر پنجاب کا قادیان آنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات
(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۵۴ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۲) فخر اور شرم (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیوں کہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے۔ کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی
(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔
جلد ۲۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

(۳۳) پرانا اعتراض (ج)

ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے۔ اور اس وقت ہم سے جدا ہونیوالا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب و غریب باتیں معلوم ہوئیں اور تجربہ پر بہت سے خوفناک اور رنجدہ انکشافات بھی ہوئے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۵) تخم ریزی (ج)

اسی سلسلہ میں (بمقام شملہ) خود حرم حضرت اقدس (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ایک پردہ پارٹی دی جس میں انگریز۔ ہندو۔ پارسی۔ سکھ اور مسلم خواتین کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔ ہمارے لاہور کے کمشنر صاحب مسٹر مائلز ارونگ کی خاتون بھی شریک پارٹی تھیں سروجنی نائیڈو۔ کپورتھلہ کے شاہی خاندان کی خواتین۔ آنریبل مسٹر جناح کی بیگم صاحبہ اور بہت سی معزز اور سر برآوردہ بیگمات اس موقع پر موجود تھیں اور قریباً اڑھائی گھنٹہ تک یہ جلسہ شملہ کی مشہور فرم ڈیوی کو کے ہال میں رہا جہاں پردہ کا پورا اہتمام تھا اور نفیس ماکولات و مشروبات کا انتظام تھا۔ اس پارٹی میں حضرت ام المومنین (مرزا صاحب کی اہلیہ) کا وجود باجود بھی موجود تھا اور پارٹی کو معزز میزبان کی طرف سے کامیاب بنانے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (مرزا صاحب کی صاحبزادی) نے جس دلچسپی اور قابلیت کا اظہار فرمایا وہ ہر طرح سے شکریہ کے قابل ہے میں ان واقعات کو سرسری نظر سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ واقعات ایک تخم ریزی ہیں آئندہ سلسلہ کی شاندار ترقیات کی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۶) بڑے احسان (ج)

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں............ اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لیے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔

(برکات خلافت ص۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

کو دین سے تو اب تھیر چنداں واسطہ ہی نہیں ایک اچھا خاصہ پولیٹیکل مرکز بنایا جائے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ ردسمبر ۱۹۱۸ء)

(۲) سیاسیات ہی سیاسیات (ج)

سیاسی مسائل میں ان لوگوں (قادیانی صاحبان) کا انہماک یہاں تک ترقی کر چکا ہے کہ اب قادیان میں بھی بقول میاں (محمود احمد) صاحب اگر کوئی بات چیت ہوتی ہے تو وہ سیاسی مسائل پر ہی ہوتی ہے۔ باہر سے خط وکتابت بھی سب کی سب مسائل سیاسیہ ہی کے متعلق کی جاتی ہے۔ قادیان آنے والے لوگ بھی ان ہی مسائل سیاسی میں ہی غور وفکر کرنے کے لئے آتے اور میاں صاحب کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے محض سیاست ہی سیاست ہے اور دین کا نام ونشان تک نہیں۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۸ء)

(۳) سیاسیات میں برتری (ج)

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست داں یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم ونسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے وہ بہت صائب تھی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء)

(۴) پُر فریب نام (ج)

چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی

قادیانی مبلغین کانگرس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں وعظوں اور لکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگرس والوں کا تو ان دنوں یہ حال کر رکھا ہے ؎

غم صیاد فکر باغباں ہے　　　　　وہ بجلی میں ہمارا آشیاں ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۰ء)

میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا ادارہ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی۔ اور یہ صرف میری ہی راہنمائی تھی جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگرس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ انمبر ۱۳۷ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء)

(۹) شرمناک الزام (ج)

پیغام صلح نے جماعت احمدیہ پر یہ شرمناک الزام لگایا تھا کہ وہ کار خاص پر متعین ہے اور اس کے ثبوت میں ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کی ایک چھٹی کا اقتباس شائع کیا تھا جو انہوں نے بیرونی جماعتوں کو ارسال کی تھی۔

اس چھٹی کے خاص فقرات یہ ہیں:۔

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیئے اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے ملا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ مردے دفن کرنے سے روک دئے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا مسجدوں سے روک دیا گیا ...... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو .... ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔

(انوار خلافت ص۹۵ ص۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۷) قادیانی زگر دت (م)

جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرماں برداری کی جائے تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنیٹر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا

(انوار خلافت ص۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لارڈ چیمسفورڈ نے میرے نام اپنی چٹھی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اور اس موقع پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا۔ جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۸ ص۹۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۰ء)

(۸) کانگریس اور قادیانی جماعت (ج)

آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے۔ وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بیچارے سخت مشکل میں آئے ہیں .... گاؤں گاؤں گھوم پھر کر

ملازم اس طرح کی بددیانتیاں کرتے ہیں تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں ہے اور کہا کہ ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریق بد اسوی اور شکایت کرنے کا نہیں اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۱) پچاس ہزار روپیہ

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگرس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی گذشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۲) آگ کا انگارا (ج)

سلطنت گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس وناکس اس کے حصول کے لئے تیار ہو جائے بلکہ کانٹوں کی مالا ہے۔ جسے گلے میں ڈالنے کے لئے خاص دل گردہ اور قابلیت کی ضرورت ہے۔ اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہوئے اس وقت تک اس کا مطالبہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقلمند محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے۔ اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں تو اثر حکومت سے باز رکھے۔

(۱۰) سیاسی مشورے

غرض جو کام اب کیا جائے گا جماعت پہلے بھی یہ کام کرتی رہی ہے جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگریس کے جتھوں پر مار پیٹ شروع ہوئی اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا تو میں نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ حکومت کو توجہ دلائی کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا ہے میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ اروِن نے مجھے لکھا کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لئے بھیجیں اور انہوں نے سر جافری سابق گورنر پنجاب کو تاکید کی کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا جائے چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے ہماری باتوں کو سنا اور اس کے بعد سر جافری نے مجھے شکریہ کی ایک لمبی چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ آپ بغیر بدنام ہوئے کانگریس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں یہ ایک سیاسی بات تھی مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا۔ پس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

انگریزوں کا اصل یہ ہے کہ ملک میں ایجی ٹیشن ہونی چاہیئے۔ میں نے حکام سے کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ میں نے سر اوڈوائر پر اس کے متعلق زور دیا۔ سر میکلیگن پر زور دیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی نہ امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے۔ تا اس سے ان مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے کانگریس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری

امید بلکہ یقین ہے۔

دستخط پرائیویٹ سکرٹیری ہزآنر لفٹنٹ گورنر پنجاب۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱، مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۱۵) قادیانی اڈریس بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب (ج)

آئندہ مشکلات اور آنے والے واقعات کی نسبت سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اور ہم نہیں جانتے کہ جناب کے عرصہ کارگزاری میں واقعات کس رنگ میں ظہور پذیر ہوں گے مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو جناب جماعت احمدیہ کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے کیوں کہ وفاداری گورنمنٹ جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ اس کی اسی کتابوں میں کوئی کتاب بھی نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس کی وفات کے بعد اس کے اول جانشین (حکیم نورالدین صاحب) نے اپنے زمانہ میں اور دوسرے جانشیں ہمارے امام (میاں محمود احمد صاحب) نے بھی بانی سلسلہ کی تعلیم کی اتباع میں جماعت کو تعلیم دیتے وقت اس امر کو خاص طور پر مدنظر رکھا ہے۔ پس جناب اور جناب کی گورنمنٹ ہر وقت ہماری جماعت کی عملی ہمدردی پر بھروسہ رکھ سکتی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا یہ بھروسہ خطا نہیں کرے گا۔

ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جب کہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جب کہ اسی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا ہوا اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقع دیا۔ اور اس جماعت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جو نہ صرف پنجاب ہی میں ہو رہی ہے بلکہ تمام علاقہ جات ہندوستان کے علاوہ انگلستان۔ مصر۔ نائجیریا۔ سیرالیون۔ روسی ترکستان۔ ایران۔ افغانستان ماریشس۔ سیلون۔ وغیرہ دوسرے ممالک میں بھی ہو رہی ہے۔ اور ان وعدوں پر ایمان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء)

(۱۳) خوشی کی بات (ج)

پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور امن پسندی کا ثبوت دیا وہ کسی صلہ یا انعام حاصل کرنے کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ اور کئی مقامات کے ذمہ دار افسروں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکٹ عطا کئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

(۱۴) نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب سے خط و کتابت (ج)

پرائیویٹ سکریٹری نواب لفٹنٹ گورنر بہادر تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب من۔ آپ نے جو خط ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام ارسال فرمایا تھا اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے آپ کی تحریر کو بڑی توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور آپ کے اظہار وفاداری نیز اس نازک موقع پر اپنے پیروؤں کو ملک معظم اور ملک کے ساتھ دینے کی گراں بہا نصیحت کو استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ چند ہفتہ قبل ضلع گورداسپور کا دورہ کرتے وقت ہز آنر احمدی جماعت کے ایک وفد سے مل کر خوش ہوئے اور جو کچھ حضور نے اس وقت فرمایا تھا اس کا پھر اعادہ فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ گورنمنٹ عالیہ نے جو وسیع مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دے رکھی ہے اس کی بناء پر احمدی جماعت گورنمنٹ کی حفاظت پر بھروسہ کر سکتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ کو بھی احمدی جماعت اور اس کے امام کی طرف سے نہ صرف وفادارانہ امداد کی

اور آپ کے جانشین بھی گاہے بگاہے بخوشی قادیان میں تشریف لے جا کر ہماری جماعت کے حالات کو ملاحظہ فرمایا کریں گے ہم حضور کی تشریف آوری پر حضور سے کسی قسم کے پولیٹکل حقوق و مراعات لینے کے خواہشمند نہیں صوبہ کے حاکم اعلیٰ کی تشریف آوری سے اخلاقی فوائد کا مترتب ہونا کچھ مستبعد نہیں۔

(قادیانی وفد کا اڈریس بخدمت ہز اکسلنسی سر ایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۲۳ء)

(۱۸) وزیر ہند سے ملاقات (ج)

اسی دن ۶ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔ ایک یورپین صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح مع جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بٹھائے گئے جو انتظار کے لئے مقرر تھا دو تین منٹ کے بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند کے خیمہ کی طرف لے گئے جو انتظار کے خیمہ سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۵۰ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر آپ نے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ نے گفتگو فرمائی۔ جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سنی۔

امید ہے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۴۱ مورخہ ۲۰ رنومبر ۱۹۲۴ء)

لاتے ہوئے جو بانی سلسلہ سے خدائے کون و مکان نے فرمائے ہیں امید کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کی قیام امن اور اشاعت تہذیب کی کوششوں میں ہم آئندہ اور بھی زیادہ مدد کریں گے۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۶) ممبران پارلیمنٹ میں اڈریس کی تقسیم (ج)

جماعت احمدیہ نے جس نے اپنا صدر مقام ایجویر روڈ میں قائم کیا ہے ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک ایڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر ایڈورڈ میکلیگن کو پیش کیا گیا تھا۔ روانہ کیا ہے خط مسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے۔ بنا بریں ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپکو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کریں۔ اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور ان پر خدا کی رحمت بھیجنا اس کے اصولوں میں سے ایک ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۰ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

(۱۷) نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت (ج)

جماعت احمدیہ جس نے کہ مہذب دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے اس بات کی حقدار ہے کہ گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس اس جماعت کے مرکز (قادیان) کا گاہے بگاہے ملاحظہ کرتا رہے اور بدیں وجہ ہم نے جناب سے قادیان آنے کی درخواست کی ہے اور گر جناب اس وقت کثرت مشغولیت کی وجہ سے ہماری درخواست کو منظور نہیں کر سکیں گے لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ حضور اس صوبہ کی حکومت سے سبکدوش ہونے سے پہلے کوئی وقت قادیان میں تشریف آوری کے لئے ضرور نکالیں گے

نقطہ خیال سے مفصل جواب دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۹۹ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۲۱ء)

(۲۰) امام کی تعلیم (ج)

جناب عالی۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں۔ اس کے پورے طور پر فرماں بردار رہیں اور امن میں خلل کبھی نہ ڈالیں۔ اور یہ تعلیم ہمارے ہمیشہ مد نظر رہی ہے۔ ہم نے ہر مشکل کے وقت اور بے امنی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک خط میں ہماری جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھے تھے۔ چنانچہ ان کے پرائیوٹ سکریٹری لکھتے ہیں۔

"میں حضور وائسرائے کی خواہش کے مطابق حضور وائسرائے کی طرف سے جناب کی چٹھی مورخہ ۴ مئی کا جس میں آپ نے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن کے لئے کیں شکریہ ادا کرتا ہوں گو اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا (جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کر چکی ہے) علم ہو چکا ہے مگر وہ آپ کے کام کی تفصیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو ایسے مشکلات کے مقابلہ میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارک باد دوں"

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز اکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

(۲۱) ہز اکسلنسی وائسرائے ہند کی تقریر (ج)

... آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہیں آج مجھے ملکر بہت خوشی

(۹ا) ۱۹۲۱ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند (ج)

حضور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے خیر مقدم کا وفد جماعت احمدیہ کی طرف سے بمقام شملہ ۲۳ جون ۱۹۲۱ء کو گیارہ بجے وائسریگل لاج میں پیش ہوا۔ حاضر ممبران وفد کی تعداد تیس تھی جو ہندوستان کے مختلف صوبجات سے آئے تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لباس پہن کر گئے تھے۔ چار فوجی افسران بھی اپنی وردیوں اور تمغوں میں موجود تھے۔ تمام جماعت فرودگاہ سے رکشوں میں بیٹھ کر وائسر یگل لاج کی طرف روانہ ہوئی۔ رکشوں کی لائن قریباً ایک فرلانگ لمبی تھی۔ اس کا شہر والوں پر خاص اثر ہوا یعنی یہ بھی گویا ایک ذریعہ تبلیغ ہوگیا کیونکہ سب دیکھ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے دروازہ پر استقبال کے لئے حضور وائسرائے کا اے ڈی کانگ حاضر تھا۔ جب سب ممبران وفد اپنی اپنی جگہ بٹھا دیئے گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور ان کے پرائیویٹ سکرٹری نے سب سے پہلے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر لاہور سکرٹری وفد کو انٹروڈیوس کرایا پھر چودھری صاحب نے ممبران وفد کا ایک ایک کرکے انٹروڈیوس کرایا۔ حضور وائسرائے صاحب سب سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنی کرسی پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد چودھری صاحب موصوف نے ایڈریس پڑھکر سنایا جس میں حضور وائسرائے کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود کے خاندان اور آپ کی تعلیم کا ذکر تھا۔ نیز مختصر طور پر سلسلہ کی خدمات برائے قیام امن کا تذکرہ تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کی موجودہ حالت اور بے چینی کا ذکر تھا۔ اور اسی ضمن میں بعض باتوں کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی تھی۔ ایڈریس ختم ہونے کے بعد حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے ایک کاسکٹ میں ایڈریس پیش کیا اس کے بعد حضور وائسرائے نے ایڈریس کا جواب دیا۔ اور قریباً بیس پچیس منٹ تک تقریر فرمائی اور سلسلہ کی خدمات کا اعتراف اور ان پر گورنمنٹ کی طرف سے اظہار خوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام حالات کے ماتحت گورنمنٹ آپ کی جماعت کی مدد پر بھروسہ کر سکتی ہے اور جن امور کی طرف حضور وائسرائے کو توجہ دلائی گئی تھی ان کا بھی .... اپنے

ملک میں جاکر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدارانہ رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے سو حضور عالی! ہماری فرماں برداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں کبھی اس کے خلاف نہیں کر سکتے کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کی رو سے مجرم ہوں گے۔ اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرماں برداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ اور اگر ہزارہا دفعہ پھر ایسا ہی موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۲۷)

(۲۳) ایڈریس کا شکریہ (رج)

منجانب چیف سکریٹری ہز رائل ہائی نس شہزادہ ویلز

بخدمت ذوالفقار علی خان ایڈیشنل سکرٹری جماعت احمدیہ

قادیان پنجاب مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

جناب من! حسب الحکم ہز رائل ہائی نس شہزادہ ویلز میں ممبران جماعت احمدیہ کے اس خیر مقدم کے ایڈریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے حضور شہزادہ ویلز تک پہنچا ہے۔ ہز رائل ہائی نس شہزادہ ویلز نے شوق و دلچسپی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی ابتدا اور تاریخ کے حالات کا آپ کے ایڈریس میں مطالعہ کیا ہے اور

ہوئی اور آپ نے جو اپنے سکرٹری صاحب کے ذریعے سے میرے وائسرائے ہند بننے پر مبارک باد دی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے سلسلہ کی ابتدا اور ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سنا ہے اور آپ کی جماعت نے جو خدمات شاہنشاہ معظم کی کی ہیں ان کو سن کر مجھے اطمینان ہوا ہے۔

آپ صاحبان میں مختلف طبقوں اور پیشوں کے قائم مقام ہیں جنہیں دیکھکر میں متاثر ہوا ہوں اور خاص کر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپ کے سلسلہ کے مقدس بانی کے دو فرزند بھی شامل ہیں مجھے کمال خوشی ہوئی ہے۔

اور یہ بات اور بھی اطمینان کا موجب ہے کہ آپ میں سے بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس اپنی وردی اور اپنے سینوں پر کے تمغوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لئے جو انہیں حضور ملک معظم سے ہے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے آئندہ بھی اسی طرح تیار ہوں گے جیسے کہ وہ پہلے تیار تھے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جماعت کی خدمات کا اپنے پیشرو سے کم قدرداں نہیں ہوں۔ آپ نے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرکے ظاہر کی ہے نیز وہ امداد جو آپ کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی ہے وہ قابل مبارک باد ہے۔

(ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کا جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

(۲۲) قادیانی اڈریس بخدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز (ج)

ہمارے تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے حتے کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں، ان کے اپنے

ظفراللہ خان صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس ایک چاندی کے کاسکٹ میں رکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے پیش کیا اور مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ کی چند کتابیں جو مخملی خریطے میں تھیں۔ ایک ایک کر کے پیش کیں اور ہر ایک کتاب کے پیش کرنے کے وقت اس کتاب کا مختصر ذکر کیا مثلاً یہ وہ لیکچر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ولایت میں پڑھا جانے کے واسطے لکھا تھا۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے بہادر نے کتابوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور فرمایا کہ میں ان کو پڑھوں گا۔ اس کے بعد وائسرائے نے کھڑے ہو کر ایڈریس کا جواب دیا۔ اس کے بعد چودھری صاحب نے ایک ایک ممبر کو الگ الگ پیش کیا۔ وائسرائے بہادر نے سب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور فوجی ممبران وفد سے جنگی حالات دریافت کرتے رہے اور بعض کے تمغے دیکھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۷ء نمبر ۷۰ جلد ۱۴)

(۲۵) ناز و نیاز (ج)

ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے اور پچھلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائلٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین صاحب کو جنہیں روسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کا ہم ایک دفعہ پھر اس موقعہ پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پس یہ خیال کرنا کہ چونکہ مرکز سلسلہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور اپنے مذہبی اصول کے ماتحت اس سے تعاون کرتا اور اس کی خوبیوں کے اظہار سے کسی ذاتی مصلحت کی وجہ سے باز نہیں رہتا۔ اس لئے سلسلہ احمدیہ گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی خفیہ ساز باز رکھتا ہے حقیقت سے بالکل دور ہے۔

ہماری نسبت یہ شک کیا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ سے ساز باز رکھتے ہیں اور اس کا بدنتیجہ ہمیں ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی پہنچ رہا ہے۔ اور ہمارے آدمی

حضور شہزادۂ ویلز اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ اس نہایت خوب صورت کتاب میں جو کہ ممبران جماعت احمدیہ کے چندہ سے بطور تحفہ پیش کی گئی ہے سلسلہ کی تفصیلی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں گے۔ ہز رائل ہائی نس نہایت گرم جوشی کے ساتھ اس وفادارانہ جذبہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نے آپ کے ہزار ہا ہم عقیدہ اصحاب کو اس تحفہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ اور حضور شہزادۂ ویلز کی خوشی اس نشان وفاداری کے قبول کرنے میں اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے کیوں کہ آپ کو ہز اکسلنسی گورنر پنجاب کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور نیز اس کے بعد آنے والے سخت ایام میں جماعت احمدیہ نے تاج و سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں غیر متزلزل ثبات دکھایا ہے۔

مجھے حضور شہزادۂ ویلز کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ نظر بایں حالات جماعت احمدیہ کو حضور شہزادہ ویلز کے التفات محبت آمیز کا ہمیشہ پورا یقین رکھنا چاہیئے۔

میں ہوں جناب کا نیاز مند خادم
جی۔ ایف۔ ڈی۔ مانٹ مورنسی
چیف سکریٹری ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۷۹)

(۴۴) ۱۹۲۷ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند (ج)

۲۵ فروری ۱۹۲۶ء بروز جمعہ ۲½ بجے جماعت احمدیہ کا وفد جو مشتمل بر ۲۹ اشخاص تھا بحضور ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند لارڈ ارون۔ وائسریگل لاج دہلی میں پیش ہوا۔ جب ممبران وفد کرسیوں پر بیٹھ گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور وفد کے ہیڈ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وائسرائے کے ساتھ ان کے پرائیوٹ سکریٹری اور ایڈی کانگ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے چودھری

کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ کی جماعت سے میری دلچسپی اور ہمدردی کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا بلکہ بدستور جاری رہے گا اور میری ہمیشہ یہی آرزو رہے گی کہ مسرت و خوشحالی پوری طرح آپ نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔

(تحفہ لارڈ اروِن مصنفہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۲۷ ہز ایکسی لینسی وائسرائے ہند سے ملاقات (ج)

یکم ستمبر ۱۹۲۷ء ۳ بجے کا وقت ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند نے ملاقات کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مع مفتی محمد صادق صاحب کے جو بحیثیت ترجمان ہمراہ گئے تھے وائسریگل لاج میں پہنچے۔ حضرت (میاں محمود احمد صاحب) کے پہنچنے پر وائسرائے نے آگے بڑھ کر حضور سے ہاتھ ملایا مزاج پرسی کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ حضرت کے ساتھ موجودہ واقعات پر گفتگو کی اور فرمایا کہ آپ بھی کوشش فرمائیں کہ ہندو مسلمانوں میں صلح ہو جائے۔ بہت تفصیلی گفتگو واقعات حاضرہ پر ہوتی رہی کل ۳ ستمبر کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری وائسرائے مسٹر ایمرسن کو حضرت نے چار کی دعوت دی ایک گھنٹہ تک مختلف امور پر گفتگو رہی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

یہ ہمارا ہی خیال نہیں ہے بلکہ یہ وجہ خود حضور وائسرائے ہند نے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی جب کہ آپ نے اپنی ایک ملاقات میں ان سے ذکر کیا کہ سنٹرل کمیٹی کی نمائندگی نہ ہونے پر لوگ معترض ہیں اور اس وجہ کے معقول ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۰ء)

(۲۸) خط کا جواب (ج)

مکرمی مرزا صاحب (میاں محمود احمد صاحب)

نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بعض دوسری گورنمنٹوں کے ماتحت بھی اس فرقہ کی وجہ سے سخت اذیتیں پا رہے ہیں لیکن چونکہ یہ اصول کا سوال ہے ہم ان اذیتوں کو بُردباری سے برداشت کر رہے ہیں۔

ہم ضمناً اس جگہ یہ بات کہنے سے بھی نہیں رک سکتے کہ گو گورنمنٹ کی دیرینہ بدظنی جو ہمارے سلسلہ کے متعلق تھی وہ تو ایک حد تک دور ہو چکی ہے اور سلسلہ احمدیہ کی غیر متزلزل وفاداری کے غیر معمولی کارناموں نے حکام حکومت برطانیہ کو اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ سچی وفاداری کا ایک بے نظیر نمونہ ہے لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت لارڈ ارون وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۰ مارچ ۱۹۲۶ء نمبر ۱ جلد ۱۴)

(۲۶) ہزایکسلنسی وائسرائے ہند کا خط

لارڈ ارون کا جواب میاں محمود احمد صاحب
خلیفہ قادیان کے نام

جناب محترم!

آپ نے نہایت مہربانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور جو یورایکسیلنسی کے نمائندہ وفد نے کل مجھے دی اس کے اور نیز اس خوبصورت کاسکٹ کے لئے جس میں کتاب رکھی ہوئی تھی آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں بے نظیر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں یہ کاسکٹ ان کے لئے ایک خوشگوار یادگار کا کام دے گا۔ یہ امر میرے لئے بے حد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپ کے قریباً دس ہزار پیرووں نے اس خوبصورت تحفہ کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں

اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۰) بے بنیاد الزام

جناب عالی۔ جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقررہ شاہراہ ہے جس سے وہ کبھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتے اور وہ حکومت وقت کی فرماں برداری اور امن پسندی ہے اگر خدا تعالے کے رسول دنیا کو امن دینے کے لئے نہیں آتے تو وہ یقیناً دنیا کے لئے رحمت نہیں کہلا سکتے بعض لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ شاید جماعت احمدیہ حکومت ہند سے ساز باز رکھتی ہے لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا جاتا ہے اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔

جناب کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ الزام نہ صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقع پر جرمن وزیر تعلیم نے شمولیت کی تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ حکومت برطانیہ کی جاسوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہار تعلق کیا ہے اور مجلس وزرات نے اس کے اس فعل پر جواب طلبی کی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء ہز ایکسلینسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دھلی پیش کیا مندرجہ اخبار الفضل نمبر ۱۱۸ جلد ۲۱ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۱) سیاسی شبہات

جناب عالی۔ گو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑنا چاہتے بعض برطانوی حکام یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلاف اپنی سابقہ روایات

میں حسب ایماء ہز اکسی لینسی وائسرائے ہند جناب کے خط مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ ہز اکسی لینسی نے جناب کے خط کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا ہے۔

آپ نے جو بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنی قوم کی طرف سے حکومت کے ساتھ وفاداری اور تعاون کا یقین دلایا ہے وہ ہز اکسی لینسی کی دلی مسرت کا موجب ہوا ہے۔ یہ اظہار تعلق جماعت احمدیہ کی دیرینہ روایات اور گزشتہ شاندار ریکارڈ کے عین مطابق ہے۔

(اقتباس جواب من جانب ہز اکسی لینسی وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۱۰ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۰ء)

(۲۹) ہز ایکسلینسی وائسرائے ہند کا جواب

ہز ایکسلینسی (لارڈ ولنگڈن) وائسرائے ہند نے ہمارے (یعنی قادیانی) ایڈریس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

مجھے آپ کا ایڈریس سن کر بہت خوشی ہوئی اور سلسلۂ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ اس قدر دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملک معظم کے حضور پہنچا دوں گا۔ میرے اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنے کا اور حکومت سے غلطی ہو تو اس سے اطلاع کر دینے کا قابل تعریف ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے میں آپ کے کاموں میں ترقی

فصل بارھویں

سیاسیات۔ دورِ ثالث

(۱) سرکاری بے اعتباری

احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔
انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منتظم جماعت اگر مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہو گی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرماں برداری کی جائے۔ تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح سکتی ہے لیکن شاید وہ گزشتہ روز اول کے مطابق ہمیں وبادنیا ضرور سمجھتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ جو اخبار الفضل ۱۵ ارمارچ ۱۹۳۴ء میں شایع ہوا)

(۲) پتہ کی بات (ج)

پھر یہ بات ضلع کے حکام تک ہی محدود نہیں۔ اوپر کے بعض افسر بھی ایسا ہی سلوک کر رہے ہیں اور ان کو بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے جب بھی کوئی شکایت ان کے پاس کی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں احمدی مبالغہ کرتے ہیں (اخبار) الفضل میں جھوٹی خبریں شایع ہوتی ہیں۔ بلکہ ہمارے دوست نے جب ایک سرکاری افسر سے ذکر کیا کہ حضرت

کے حصہ لینے لگ گئی ہے۔ لیکن چوں کہ ہماری وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے ہم نے جب بھی کوئی کام کیا ہے دیانت داری سے کیا ہے اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں تو ادب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کر دیا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ صحیح برطانوی روح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کر سکتی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء ہز ایکسلینسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۱۸ مورخہ ۳ / اپریل ۱۹۳۴ء)

جاسوس ہیں پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے "زمینداری" محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے....... دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں۔ بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ ظاہر و باطن دوستی کی۔ مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کئے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا...... پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے۔ جس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا۔ اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے۔

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔ کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد۔ اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد۔ اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلا وجہ اور بغیر کسی حق کے۔ بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی۔ اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈینس کا مرتکب قرار دے دیا۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۵) قادیانی اسناد

ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبودی کے لئے قربان کیا ہے۔ اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جس میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے

خلیفۃ المسیح (یعنی میاں محمود احمد صاحب) نے گزشتہ خطبہ میں برطانوی قوم کی تعریف کی ہے اس نے کہا کہ پھر کیا۔ اگلے خطبہ میں کہہ دیں گے کہ بعض افسر غدار ہیں۔ یہ ایک ذمہ دار افسر کا بیان ہے جس کے متعلق کسی کو امید نہ ہو سکتی تھی کہ وہ ایسا بے قابو ہو جائے گا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۳) اصل میں (ج)

پھر اس کے بعد ۱۹۲۷ء میں مسلمانوں کی لاہور اور مختلف علاقوں میں جو حالت ہوئی اس وقت کون تھے جو آگے آئے۔ ہم نے ہی اس وقت مسلمانوں کے لئے روپیہ خرچ کیا تنظیم کی اور اس وقت ہر جگہ یہ چرچا تھا کہ احمدی بڑی خدمت کر رہے ہیں حتی کہ سر میلکم ہیلی نے جو اس وقت گورنر تھے مسٹر لنگلے سے جو اس وقت کمشنر تھے مجھے خط لکھوایا کہ آپ تو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں آج کیوں اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیتے ہیں اور میں نے انہیں جواب دیا کہ حکومت کی وفاداری سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کا غدار رہوں اور مسلمانوں کی خدمت سے یہ مراد نہیں کہ حکومت کا غدار رہوں میں تو دونوں کا بھلا چاہتا ہوں ۔ مجھے اگر سمجھا دیا جائے کہ مسلمان مظلوم نہیں تو اب اس طریق کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ انھوں نے تحریراً تو اس کا جواب نہ دیا۔ مگر شملہ میں میں گیا تو چیف سکریٹری نے جو غالباً ہمارے موجودہ گورنر تھے۔ مجھے لکھا کہ لاٹ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور جب میں ان سے ملا تو زبانی گفتگو اس پر خوب تفصیلی کی مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا یہی کہ مسلمانوں میں سے ایک اثر رکھنے والے گروہ نے کہا کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کرو یہ اصل میں ہمارے دشمن ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۴) قادیانی کہانی

ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے

بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی قدردانی نہ کی۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم اپریل ۱۹۳۰ء جلد ۱۷ ۱۸)

(۷) رولٹ ایکٹ (ج)

"مجھے تو بار بار وہ وقت یاد آتا ہے جب حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے رولٹ ایکٹ کے زمانہ میں ضلع گورداس پور کے لوگوں کو سمجھانے اور امن قائم رکھنے کے لئے ہر ایک تحصیل میں وفد روانہ کئے تھے۔ اور میں پٹھان کوٹ کی تحصیل میں وفد کے ساتھ گیا تھا حضور نے قریباً ۵ ½ بجے شام حکم دیا کہ وفود پیدل چلے جائیں اور رات جہاں آئے وہاں گزاریں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ گورنمنٹ اور لوگوں کے ساتھ عملی ہمدردی دکھلانے کا وقت ہے ہم بغیر اس کے کہ شام کا کھانا کھا کے نکلتے اسی وقت چل پڑے تھے لوگوں کو نصیحت کرتے اور پیدل چلتے رہے۔ خدا گواہ ہے ہمارے پاؤں سخت زخمی ہو گئے گورداس پور ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے ہم ملے وہ ہمارے دورہ کا مقصد سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو جان کا خطرہ ہے کیوں کہ امرت سر کے جلیاں والے باغ کے تازہ حادثہ سے عام لوگوں میں گورنمنٹ کے خلاف سخت جوش ہے ہم آپ کو پولیس کی مدد دیں۔ ہم نے کہا خدا تعالےٰ ہمارا محافظ ہے اور ہم حکومت کی وفاداری اور امن کا پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے لے جا رہے ہیں ہم اگر اس راہ میں قتل بھی کئے گئے تو پرواہ نہیں خدا کے فضل سے ہم اس سفر میں کامیابی سے واپس آئے اور ضلع گورداس پور سارے کا سارا حضور کے ذریعہ امن میں رہا۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ رولٹ ایکٹ کا استعمال مفسد لوگوں کے لئے ہے نہ کہ شریفوں کے لئے۔ کجا وہ وقت، اور کجا یہ کہ گورنمنٹ پنجاب ہر ایک معاملہ

کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا۔ جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر عضد الدولہ کا خطاب حاصل تھا یعنی حکومت مغلیہ کا بازو (تو گویا سیاسی اولوالعزمیاں خاندانی ورثہ ہے۔ للمولف) مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ (غنیمت ہے کہ ان کا ذکر آ گیا۔ ایسا بھی کیا انکسار اور استتار ہے کم از کم ہفت ہزاری کی سند تو شائع کر دینی چاہئے للمولف) اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کمی کی۔ بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار موومنٹ کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ (اپنی خاطر یا سرکار کی خاطر للمولف) جانیں قربان کیں۔ جنگ کے موقع پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے۔

سر اوڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ اور لارڈ اردن۔ سر میلکم ہیلی۔ سر جعفرے ڈی مانٹ مورنسی۔ اور دوسرے اعلیٰ حکام کی تحریریں جن میں سے بعض ان کی دستخطی ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ ہماری جماعت کی وفاداری اور انتہائی قربانی کا اعتراف کرتے ہیں۔

مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۶) پچاس سالہ خدمات

تمھاری پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے نان کوآپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کر کے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس اوبیڈینس کا مقابلہ کیا۔ ریڈ شرٹ کا مقابلہ کیا

(۸) شکوہ و شکایت

حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال کیا جو باغیوں اور انارکسٹوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائے گا...... کیا کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس کے لئے (یعنی خلیفہ قادیان کے لئے) جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے۔ جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں کا مقابلہ کیا۔ جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں۔ آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لے کر کام کرتے تھے۔ اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بد امنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استمداد کرتی ہے اس کی مصیبت کے وقت ہمارے لکچرار جاتے ہیں اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیرز دئے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے۔ مگر آج احراریوں کی حفاظت کے لئے وہ ہمیں باغی بتا رہے ہیں۔

ابھی مئی کا واقعہ ہے کہ وائسرائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے اڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے اس کے جواب میں ان کے پرائیوٹ سکرٹری نے لکھا ہے کہ ہز ایکسیلنسی کو یہ خیال ہرگز نہیں بلکہ حضور وائسرائے اس کے برعکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو سب سے زیادہ قانون کی پابند اور وفادار جماعتوں میں ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں۔

میں احراریوں کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ مظالم کا نشانہ بنائی جا رہی ہے ہم پر کھلے کھلے ظلم کئے جا رہے ہیں مگر گورنمنٹ پنجاب خاموش ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ناشکری کر رہی ہے۔ ہم گورنمنٹ کے سچے ہمدرد تھے ہم بزدل نہیں۔ ہم بے غیرت نہیں ہم ڈرپوک نہیں۔ ہماری جان ہتھیلی پر ہے ہم بہادر ہیں اور صحیح معنوں میں بہادر ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں بہادری کی روح پھونک دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کے قوانین کی پابندی سکھائی ہے تاہم گورنمنٹ پنجاب کی موجودہ روش کی وجہ سے ہماری دلی ہمدردی جا رہی ہے گورنمنٹ خدا کے آگے ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہے لیکن اے خدا تو جلد اپنی قدرت دکھا اور ہماری مدد فرما حضور انور ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) ہماری جانیں حضور کے قدموں پر نثار ہونے کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔"

(الفضل) اس (متذکرہ بالا) خط میں ان ہولناک ایام کا ذکر کیا گیا ہے جب پنجاب میں حکومت کے خلاف خطرناک جوش پھیل گیا تھا کئی ایک انگریز قتل کر دیئے گئے تھے۔ کئی جگہ سرکاری عمارات جلا دی گئی تھیں۔ اور ایک عام بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) نے انگریزوں کی جانیں بچانے کے لئے اور لوگوں کو حکومت کے وفادار بنائے رکھنے کے لئے اپنے خدام کو اس کام میں لگا دیا۔ اور حکم دے دیا کہ وہ اپنے آرام و آسائش کی قطعاً پروا نہ کریں حتیٰ کہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کی خدمات بجا لائیں۔

وہ وقت گزر گیا۔ احمدیوں نے اس نازک وقت میں ہر جگہ بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں اور سخت تکالیف اٹھا کر دیں خاص کر ضلع گورداس پور بدامنی سے بالکل محفوظ رہا۔ اس وقت حکومت نے ان خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف بھی کیا۔ مگر آج اس کا جو بدلہ مل رہا ہے وہ ظاہر ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ یکم اگست ۱۹۳۵ء جلد ۲۳ نمبر ۲۰)

یاد ہیں کہ ہم نے انہیں کوئی پیغام بھیجا ہو اور انھوں نے فوراً خنداں پیشانی سے ہمارا کام نہ کر دیا ہو۔ حالانکہ بعض اوقات ان کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ پھر اسی ضلع میں منصف افسر رہے ہیں۔ (اخبار) مباہلہ والوں کی شورش کے ایام میں بھی انگریز ڈپٹی کمشنر تھے جو اچھی طرح انصاف کرتے رہے۔ ان سے پہلے یہاں ایک ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈانسن گزرے ہیں میں جب انگلستان گیا تو وہ لندن میں مجھ سے ملنے آئے حالانکہ وہ کہیں باہر رہتے ہیں ....

میں سر ہاڈل کا نام پہلے لے چکا ہوں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اول درجہ کے نیک اور شریف افسر تھے۔ میرے ساتھ ان کو جیسی عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ میرے ایک عزیز کے خلاف ان کے انگریز افسر نے بالا افسروں کے پاس شکایت کی مجھے پہلے تو علم نہ ہوا۔ مگر جب علم ہوا تو میں نے سر ہاڈل کو کہلا بھیجا کہ درست واقعات یوں ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرا تعلق تو نہیں لیکن میں کوشش کروں گا۔ اس کے متعلق انھوں نے اس صیغہ کے افسر کو جو چٹھی لکھی اس کی ایک نقل مجھے بھی مل گئی۔ انھوں نے اس میں لکھا کہ گو شکایت کرنے والا انگریز ہے مگر مجھے جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے ان کے سکرٹیری نے بتایا ہے کہ واقعات یوں ہیں اور اگرچہ واقعات ان کے چشم دید نہیں لیکن مجھے ان پر اس قدر یقین ہے کہ میں سمجھتا ہوں وہ کوئی بات بغیر تصدیق کے پیش نہیں کر سکتے اس لئے ان کی بات ضرور سچی ہے۔ پس آپ اس معاملہ کی بذات خود تحقیقات کریں صرف رپورٹ پر انحصار نہ کریں۔

ابھی ابھی (عبدالرحیم) درد صاحب (قادیانی) ان سے (ولایت میں) ملے تھے اور انہیں موجودہ حالات سنائے تھے۔ انھوں نے سن کر کہا کہ آپ کی جماعت تو مذہبی جماعت ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اس حکومت کے اوپر ایک اور حکومت ہے اس لئے جو افسر ناانصافی کر رہے ہیں وہ سزا سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے آپ ہماری دوستی کو نہیں توڑیں گے۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ ان کے مخالف ہیں .... کانگریس سے ہمیشہ ہماری یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے ہیں ہم ہرگز غلام نہیں ہیں ایسا ہم انہیں کیا منھ دکھائیں گے۔ کیوں کہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو (حتیٰ کہ قادیانیوں کو) غلام سمجھتی ہے اور ان کی عزت کی قیمت اس کی نظر میں ایک کوڑی کی بھی نہیں۔

اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگایا ہے جسے ہم حرام سمجھتے ہیں۔ اور جس کے لئے ہم باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا۔ تیار نہیں ہیں۔ و گرنہ غالب کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے کہ۔ بے وفا ہیں تو بے وفا ہی سہی۔ مگر نہیں۔ ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار رہیں۔ اس لئے وہ اگر ہمیں قید کردے پھانسی دے دے۔ تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۹) پرانے قدردان مہربان (ج)

پھر اسی پنجاب میں سر اڈوائر جیسا آدمی بھی گزرا ہے ان کے زمانہ میں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر نے میرے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی اور سر موصوف کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے پہلے بدل دیا اور پھر اس کا تنزل کردیا۔ اور آخر اسے ریٹائر ہو کر واپس جانا پڑا وہ فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے ایک ہندوستانی کے مقابل پر ایک انگریز افسر کو سزا دی ....

پھر اسی صوبہ میں سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی جیسے انسان بھی گزرے ہیں آج بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ مسٹر ٹامسن چیف کمشنر دہلی کے متعلق مجھے

حالت نہ ہو جو آج کل ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) ایک خط

اس دوران میں مجھے ایک خط ملا...... اس کے لحاظ سے ممکن ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ بھی ہماری جماعت میں ہوں...... جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دیر سے محسوس کر رہے ہیں کہ انگریز لوگ بغیر شورش اور فساد کے کوئی بات نہیں مانا کرتے۔ اور یہ کہ (اس دوست کے نزدیک) اب وقت آ گیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق اس وفاداری کی تعلیم پر جو ہمارے سلسلہ میں موجود ہے، دوبارہ غور کریں اور سوچیں کہ کیا اس کی تشریح حد سے بڑھی ہوئی تو نہیں۔ اور کیا وفاداری کا جو مفہوم ہم سمجھتے چلے آئے ہیں۔ وہ خوشامد اور نکما پن تو نہیں۔

اس دوست نے اپنے خط میں ایک واقعہ بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ پبلک پراسیکیوٹر کے سلسلہ میں سب انسپکٹری کے لئے بطور امیدوار پیش تھے۔ لاہور کے سینیر سپرنٹنڈنٹ مسٹر ہارڈنگ کے سامنے جب انہوں نے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں احمدیہ جماعت میں سے ہوں۔ اور احمدیہ جماعت وہ ہے جو حکومت برطانیہ کی ہمیشہ وفادار رہی ہے۔ تو مسٹر ہارڈنگ نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کی وفاداری کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔

وہ دوست لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت کی وفاداری کے کوئی معنے ہی نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لاکھوں روپیہ حکومت کی بہبودی کے لئے خرچ کریں اور اپنی سینکڑوں قیمتی جانوں کو خطرات میں ڈالیں اور حکومت کی وفاداری ان معنوں میں کرتے چلے جائیں کہ نازک اور مشکل مواقع پر اس کی حمایت کریں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰) یاد رفتگان (ج)

بہت سے افسر ایسے گزرے ہیں جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ بلکہ کئی لاکھ کی ایک ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان میں چھوڑی ہے۔ جو اپنی جانیں قربان کر کے بھی برطانیہ سے تعاون کرے گی۔ مگر موجودہ افسر جاکر کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے صاحب فخریہ کہیں کہ ہم اسی جماعت کے گروہ کو توڑ کر آئے ہیں کیا یہ بات ان کی اپنی یا ان کی حکومت کی شہرت کا موجب ہو گی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۱) عہدوں کی تقسیم

ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی وفاداری کے بدلے اسے عہدے نہیں دے سکتے۔ یہ ایسی غلطی ہے جو کئی انگریزوں کی لگی ہوئی ہے۔ وہ ایسے وقت جب کہ انہیں کسی وفادار جماعت کی ضرورت ہو جماعت احمدیہ کو مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ مگر جب عہدے دینے کا سوال ہو تو کانگریسیوں کو دے دیتے ہیں۔ مگر اس کا خمیازہ بھی گورنمنٹ بھگت رہی ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ حکومت کے اپنے راز بھی محفوظ نہیں۔

ایک دفعہ گورنمنٹ کے ایک سکرٹری شملہ میں جا کر میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کی ہر بات کانگریس کے پاس پہنچتی رہتی ہے آپ کو بھی کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ ان کی باتیں آپ کو پہنچتی رہیں۔ انہوں نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے۔ کہ ہم نے کانگریس میں اپنے آدمی نہیں رکھے ہوئے ہیں۔ ہماری باتیں انہیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور ان کی باتیں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ یہ حالت اس لئے ہوتی ہے کہ گورنمنٹ خیال نہیں رکھتی کہ وفادار جماعتوں کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچائے اگر اعلیٰ عہدوں پر اس کی وفادار جماعت کے ارکان ہوں تو اس کے راز مخفی رہیں۔ اور کبھی بھی وہ

کا ساتھ دیا تھا۔ حکومت نے جب دیکھا کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا۔ وہ لوگ ان کے ہم مذہب، ہم قوم اور وفادار تھے لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں ان کی پروا نہیں کی گئی۔ تو صرف وفاداروں (مثلاً قادیانیوں) کا جو نہ ان کے ہم مذہب ہیں اور نہ ہم قوم۔ ساتھ چھوڑ دینا کون سی اچنبھے کی بات ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء جلد، نمبر ۳۰)

(۱۵) وفاداری کا سودا

افسروں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہم نے کانگریس کو دبا لیا ہے۔ باغی جماعتوں کو توڑ دیا ہے۔ اور اب ہم تمھیں بتاتے ہیں کہ ہمیں وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں۔ اور جب یہ بات دنیا کے سامنے آئے گی۔ تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ اس حکومت کے پاس رہنا خطرناک ہے یہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو سب کو مارتی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان کم نومبر ۱۹۳۴ء)

میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بنا پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دیدیا ہے

(۱۳) قادیانی مشین (ج)

بعض حکام کے افعال نے جماعت احمدیہ کو ایک مشین بنا دیا ہے جو قانون کی پابندی کرتی ہے اور کرے گی لیکن مشین اپنا راستہ چھوڑ کر آقا کی خدمت نہیں کر سکتی۔ ایک پانچ روپیہ کا نوکر اپنا رستہ چھوڑ کر بھی دیکھے گا کہ مالک کا نقصان نہ ہو۔ مگر دس لاکھ کی مشین اس کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ وہ اپنے راستہ پر چلی جائے گی۔ تو ان حکام نے جماعت کو ایک مشین بنا دیا ہے۔ پہلے وہ اپنا راستہ چھوڑ کر بھی اس امر کا خیال رکھتی تھی کہ حکومت برطانیہ پر کوئی حرف نہ آئے مگر اب وہ ایسا کہاں کرے گی۔ جب تک کہ حکومت کی طرف سے اس ہتک کا ازالہ نہ کیا جائے۔ اور ان حالات کے ذمہ دار حکام کو سزا نہ دی جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳
مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۴) ناقدری کا راز

میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے کیوں کہ کوئی خواہ کتنا ہی دیانت دار ہو اگر اس میں دین داری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانت داری کی کوئی زیادہ پروا نہیں کرتا۔ جس کے اخلاق کسی ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا انہیں خیر باد کہہ دے گا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا۔ انگریز زبردست کی طرف جھکتے جائیں گے۔ کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔

آئرلینڈ میں دیکھ تو کیا ہوا جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت

ہو رہے ہیں امپائر ورکرز کونسل کا یہ جلسہ بڑے شد ومد سے احتجاج کرتا ہے۔"
اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ پارلیمنٹ کی ایک پارٹی کے بعض ذمہ دار افسر ایک نوٹ تیار کر رہے ہیں۔ جو غور کرنے کے لئے پارٹی کے لیڈروں کے سامنے پیش ہوگا۔ امید کی جاتی ہے کہ حالات کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد پارلیمنٹ کی ایک بااثر پارٹی اس سوال کو خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۵ء جلد ۲۳ نمبر ۲۶)

(۱۷) ولایت کی تحریریں (ج)

پھر چونکہ ہماری جماعت انگلستان میں بھی موجود ہے۔ اس لئے جب پنجاب کی تحریریں انگلستان جاتی ہیں اور وہ ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں کے افسر حیران ہوتے ہیں کہ یہ تو ہمارے دوست ہیں ہم سے ملنے جلنے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں بلکہ وفادار ہیں۔ پھر پنجاب کے بعض افسروں کو کیا ہو گیا کہ وہ ایک پرامن اور اطاعت شعار جماعت کے خلاف رپورٹیں کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ کئی ریٹائرڈ گورنر ہیں جنہوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور بعض نے تو اس موقع پر ہمیں تحریریں دی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان تحریروں میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم جانتے ہیں یہ جماعت وفادار ہے۔ باقی رہیں شورشیں سو وہ ہماری موجودگی میں بھی اس جماعت کے خلاف ہوا کرتی تھیں۔ مگر ہم تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ صرف دشمن اس جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا تھا (اور اب دوستوں کا یہ برتاؤ ہے۔ مقام حیرت ہے۔ (للمولف)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۶۶ جلد ۲۳ مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۳۶ء

(۱۸) سلطنت برطانیہ کا زوال

حضرت مرزا صاحب نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا۔ اب

کہ سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے دور کر دے۔ تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی۔ اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ رنومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۶) قادیان تا انگلستان پرانے قدردان

جوں جوں انگلستان کے لوگ ان کارروائیوں سے اطلاع پا رہے ہیں جو احرار اور ان کے بعض دوست حکام کی طرف سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی ہیں۔ وہاں کے سنجیدہ طبقہ میں اس پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایک سابق گورنر نے حالات سن کر کہا کہ آخر میرے زمانہ میں بھی تو احرار موجود تھے۔ اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ میں ہمیشہ اپنے افسروں سے کہا کرتا تھا کہ یہ خطرناک لوگ ہیں ان کے قریب میں نہ آنا۔

اخبار آبزرور لکھتا ہے کہ ۱۵ رجولائی کو پیر کے دن امپائر ۔۔۔کرز کونسل کے ان ممبروں کے جلسہ میں جو مغربی لندن سے تعلق رکھنے والے ہیں میٹنگ کے ختم ہونے پر کونسل کے سکرٹیری مسٹر چارلس فلر نے .... کہا کہ ...... اس قوم (یعنی قادیانی جماعت) کا صرف یہ قصور ہے کہ وہ قانون شکنی کے مخالف ہیں اور حکومت کی اطاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ حملہ کرنے والے لوگ چند ہندو اور جماعت احرار کے لوگ ہیں۔ جو انتہا پسند کانگریسی ہیں۔

جلسہ کے اختتام پر بغیر کسی مخالفت کے بالاتفاق یہ رزولیوشن پاس ہوا "ان مظالم کے خلاف جو احمدیہ جماعت قادیان پر بعض ہندوؤں اور جماعت احرار کی طرف سے (جو کہ ایک پیشہ ور ایجی ٹیٹر اور سڈیشن پھیلانے والوں کی جماعت ہے)

طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے جب یہ الہام ہمیں حضرت (مرزا) صاحب نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شایع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریا کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لئے حضرت نے بہت دعائیں کی تھیں بعض اور معنی کرتے ہیں۔ میاں عبد اللہ صاحب کہتے تھے کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنے سمجھے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جاوے۔ کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتداء اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں ملجاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالے اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صلا مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۹) نیشنل لیگ قادیان (ج)

اس زمانہ میں کامیابی کا رستہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سولی پر چڑھنے کا رستہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم میں سے جو لوگ دعوی کرتے ہیں کیا وہ سولی پر چڑھنے کو تیار بھی ہو سکتے ہیں؟ قید و بند کے مصائب جھیل سکتے ہیں؟ ماریں اور جوتیاں کھا سکتے

آنے والے کے لئے کوئی اور کام باقی نہیں۔ اور اس لئے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لئے خدا تعالےٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا آکر کر جائے ...... عیسائیت میں بھی تنزل کے آثار شروع ہو چکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دے دیں گے لیکن اب وہ آہستہ آہستہ دے رہے ہیں۔ پھر ان کی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے۔ ہم یورپ کی دو بڑی سی بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اسی زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیش گوئی فرمائی ؎

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازآں آثار ضعف و اختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریا فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے۔ ہندوستان میں جو رو آج نظر آ رہی ہے یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت ہندوستانیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۶ مارچ ۱۹۳۸ء جلد ۱۔ نمبر ۶۹)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے ؎

سلطنت برطانیہ تا ہفت سال
بعد ازآں باشد خلاف و اختلال

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے۔ کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی

دے سکتے ۔ (سخن درین ست للمؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء)

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لیے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے اٹلی کے ایک انجینیر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبد اللطیف کو اس لیے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لیے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) قدرتی بات (ج)

یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں لیکچروں کتابوں اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل و منصف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ اور امن قائم رکھتے ہیں اس لیے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر گو کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے۔ اس لیے وہ برے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمراں ہیں۔ اس ذریعہ سے ہزاروں آدمی امریکہ میں۔ ہزاروں آدمی ڈچ اینڈیز میں اور ہزاروں آدمی باقی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمۃ الخیر کہا کرتے تھے۔ امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لیے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں وہاں احمدی ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تعریف ہوتی آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۳ جلد ۲۳ مورخہ ۶ / اگست ۱۹۳۵ء)

ہیں؟ گالیاں سن سکتے ہیں۔ لٹھ کھانے کے لئے تیار ہیں یا اور کسی رنگ کے مصائب جان کے لئے مقدر ہیں اٹھانے کو تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو ان کے لئے کامیابی بھی یقینی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور جماعت کو کھڑا کر دے گا تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے وطن اور اپنی جان مال کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے کیوں کہ یہی وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کامیابی کا رستہ کھولتا ہے اور اگر جماعت ان چیزوں کے لئے تیار نہیں تو وہ کبھی بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ خواہ لاکھ سال ریزولیوشنز پاس کرتی رہے ریزولیوشنز سے نہ خدا خوش ہو سکتا ہے اور نہ اس کے بندے۔ اور نہ کوئی معقول انسان انہیں مفید سمجھ سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے توجہ دلائی تھی کہ دھواں دھار تقریروں کے بجائے اپنے آپ کو منظم کریں۔ میں نے ایک رستہ بتایا تھا اور وہ نیشنل لیگ کا رستہ ہے.... جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ اس کے بعد اپنے اپنے ہاں سیاسی انجمنیں اور مرکزی جماعت سے ان کا الحاق کریں۔ اور اس کے بعد جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں ان پر عمل کریں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

۲۰۔ کابلی کارنامہ (ج)

گورنمنٹ بھی اچھی طرح جانتی ہے کہ ہم بزدل نہیں ہیں۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح ہمارے آدمیوں نے کابل میں جانیں دیں۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں (سچ ہے ڈرتے تو ایسے کام کیوں کرتے للمولف) ایک یورپین کی کتاب میں لکھا ہے جو اس زمانہ میں وہاں (افغانستان میں) اٹلی کا انجینئر تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو صرف اس لئے سنگسار کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کے مخالف ہیں اور اس طرح گویا انگریزی حکومت کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ پس جس قوم کے افراد انگریزوں کے لئے جانیں دے سکتے ہیں کیا وہ دین کے خاطر نہیں

فصل تیرھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان - دین و ملت

(۲) اختلاف

(۱) مسلمانوں سے اختلاف (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(۲) قادیانی اسلام (ج)

عبداللہ کوئیلم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر ویب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ کی اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۵۸ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۲۲) ایجنٹ (ج)

دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے ہم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہیں۔ اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا یہ رویہ صحیح نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

۲۳ پنڈت جواہر لال نہرو (ج)

پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔

ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۹ راگست ۱۹۳۵ء)

(۶) ایک فرقہ (ج)

براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۲ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) تحریر فرماتے ہیں کہ

"اُن ہی دنوں میں سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھنچ آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کیے گئے ہیں"۔

ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں کہ

"خدا نے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا"

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار معیار الاخبار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے:۔

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"

اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول حکیم نور الدین صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا:۔

"اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی"

(دیکھو اخبار بدر نمبر ۲ جلد ۱۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی

ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۸

نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۳) میری تبلیغ (ج)

ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلۂ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ بس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔

(منصب خلافت تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان ص۲۲)

(۴) مردہ اسلام (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجنز (قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا صاحب نے) اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۵) مرزا ساحر (ج)

ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندروں سے مشابہ ہو چکے تھے انسان بنا دیتے تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۱۹ء)

کہ کہیں میری تحریروں میں غیراحمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر دھوکا نہ کھائیں اسلئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے ہیں کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعوی کرتے ہیں" تاجہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان ...... بس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیراحمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعوی کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الہی اپنے منکروں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حسب پیش گوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسمی و رسمی ہوتی ہے۔ کیونکہ آخر وہ نہ تو ہندو ہیں نہ عیسائی نہ بدھ۔ کلمہ پڑھتے ہیں اور قرآن شریف پر عمل کے مدعی ضرور ہے کہ ہم انہیں اسی نام سے پکاریں جس کا وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے لیے الذین ھادوا قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائیوں کے لیے نصاری اور بعض اوقات عیسائی اور موسائی بھی کہہ لیا جاتا ہے حال آں کہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسی و موسی کے متبعین بس مسلمان کا لفظ بہ لحاظ قوم ہے اور شرعی فتوی جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے وہ اور بات ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۶ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء)

(۹) سلام مسنون (ج)

لیکن ہم پوچھتے ہیں اگر سلام مسنون نہ کہنے سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ مخاطب کرنے والے کے نزدیک مخاطبین مسلمان نہ تھے بلکہ کافر تھے تو کیا اسی قسم کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیش کی جائے تو پیغام اور اس کا امیر (مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) تسلیم کرلیں گے کہ مسیح موعود بھی ان لوگوں کو جنہیں آپ نے بغیر سلام مسنون مخاطب کیا مسلمان نہ سمجھتے تھے بلکہ کافر قرار دیتے تھے دیکھیے حضرت مسیح موعود نے آئینۂ کمالات اسلام میں ایک مکتوب بزبان عربی لکھا...... یہ عربی خط ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف ہی نہیں لکھا گیا بلکہ اس کے مخاطب مشائخ ہند اور زہاد

(ب) مسلمان

(۷) مسلمان مسلمان نہیں (ج)

چو دورِ خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لیے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۸) مسلمان کا لفظ (ج)

اس جگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ نے ان کے لئے اپنی بعض آخری کتابوں میں مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ......... کیا قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا۔ مگر وہاں معترض نے اعتراض نہ کیا کہ جب وہ عیسیٰ کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں تو ان کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے پھر اب یہاں اعتراض کیسا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمی ہو گئی مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے حالانکہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے۔ لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔

معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا

بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے اربعین ص۱۱ پر فرماتے ہیں کہ "ایسا شخص اگر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا۔ اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوتا تو ان کو بھی قبول نہ کرتا"۔ پس مخالفین کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں ایک زبانی دعویٰ ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۰۰ نمبر۳ جلد ۱۴)

(۱۱) خبیث عقیدہ (ج)

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبد الحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۵ نمبر۳ جلد ۱۴)

(۱۲) دجّالی طلسم (ج)

اس تحریر سے ہم کو اتنی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت مولوی صاحب (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اوّل) کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمان کہلانے کے لئے ایمان بالرسل ضروری ہے دوسرے یہ کہ رسل کے مفہوم میں سارے رسول شامل ہیں خواہ کوئی رسول نبی کریم صلعم سے پہلے آئے یا بعد میں۔ ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے اور ایمان بالرسل میں آپ پر ایمان لانا بھی

اور صوفیاء مصر و شام وغیرہ اسلامی ممالک بھی ہیں مگر جب ہم خط کو دیکھتے ہیں تو وہ بغیر سلام مسنون بسم اللہ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے۔

الی مشائخ الھند ومتصوفۃ افغانستان ومصر وغیرھا من الممالک

اما بعد فاعلموا ایھا الفقراء والزھاد ومشائخ الھند وغیرھا من البلاد الذین وقعوا فی البدعات والفساد۔

اور دیکھیے ۱۹۱۰ء میں جب علماء ندوہ کا جلسہ امرت سر میں ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک اشتہار شایع ہوا جس کے جواب میں آپ نے (مرزا صاحب) ایک ہی دن میں عوۃ الندوہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں بغیر سلام مسنون کے التبلیغ کے عنوان سے علمائے ندوہ کو یوں مخاطب فرمایا

یا اھل دار الندوہ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان الحکم الا القرآن

پس اگر حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کے سلام مسنون نہ لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے اس مجمع کو مسلمانوں کا مجمع نہ سمجھا تو حضرت مسیح موعود نے جو عام مسلمانوں کے مجموں کو نہیں بلکہ علماء اور فضلاء کے مجموں کو بغیر سلام مسنون مخاطب فرمایا ہے اس سے بہ درجہ اولیٰ ثابت ہوا کہ آپ بھی اُن کو مسلمان نہ سمجھتے تھے بلکہ کافر قرار دیتے تھے اور جن کو حضرت مسیح موعود کافر قرار دیں ان کو کافر سمجھنا ہر ایک اس شخص کا فرض ہے جو آپ کو راست باز اور خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۰ء)

(۱۰) زبانی دعویٰ (ج)

لہٰذا یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریم کے وقت میں پیدا کیے جاتے تو آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے جو انہوں نے اس زمانہ کے رسول (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے ساتھ کیا۔ اور اگر وہ موسیٰ اور عیسیٰ کا زمانہ پاتے تو ان کا بھی اسی طرح انکار کرتے کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور وہ آنکھ جو اس نور کو ہی نہیں دیکھ سکی وہ اندھی ہے کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی حضرت مسیح موعود نے بھی اہل علم کو

دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لائے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان۔ خدا اور اس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیوں کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دیئے ہیں۔ اسی طرح سے آخری زمانے میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔

(تحفۃ اللہ تقریر لاہور از مرزا غلام احمد قادیانی ص۔۔ منقول از النبوۃ فی الاسلام ص۲۱ مؤلفہ مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور)

میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے۔ اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیوں کہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا

(تحفۃ الندوہ ص۔۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں۔ اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے

شامل ہے چوتھے یہ کہ جو مسیح کو نہیں مانتا وہ اللہ کے رسولوں میں تفرقہ کرتا ہے اس لیئے وہ کافر ہے اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سارے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیتی ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۲۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۳) فیصلہ (ج)

اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پرپشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے، جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے است واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے اور اس کی ہر ایک بات کو سچا پایا ہے۔ بس جب مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۳۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(ج) تکفیر

(۱۴) تکفیر کی توسیع (ج)

ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا (متن کتاب)

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمۂ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا (حاشیہ)

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ متن و حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

(آئینۂ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

یہ بات کو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے ... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

(نہج المصلی مجموعہ فتاوائے احمدیہ ص۲۷)

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۰ نمبر۳ جلد۱۴)

(۱۵) اصول تکفیر (ج)

ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب سے اس بارہ میں میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی کیوں تکفیر کرتے ہیں اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

خاکسار: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

خلیفہ صاحب۔ ہاں یہ درست ہے

خاکسار اس تکفیر کی بنا کیا ہے کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں۔

خلیفہ صاحب۔ بے شک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر۔ تمام انبیاء پر۔ ملائکہ پر۔ کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں لیکن صرف رسول اکرم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح وہ ان کو تم مطابق

آسمان میں ان کو دکھایا ہے۔

اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیوں کر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۱۶۳)

کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ نے (مسیح موعود نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴۔ اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد محمودیہ مؤلفہ میر مدثر شاہ صاحب قادیانی لاہوری)

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ غیر احمدی کافر ہیں۔
(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا بیان بر اجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶-۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱-۱۰۲)

(۱۸) دو بڑے کافر (ج)

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دو شخصوں کو سب سے بڑا کافر بیان فرمایا ہے۔ اول وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے مثلاً کہتا ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے۔ حالانکہ درحقیقت اسے کوئی الہام نہیں ہوا۔ دوسرے وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ (اس آیت میں ظالم سے کافر مراد ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بھی ظالم کے یہی معنی کئے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ حاشیہ) اب مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے۔ یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور محض افتری علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا تو مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۹) صاف ظاہر (ج)

پھر (مرزا صاحب کا) ایک اور الہام ہے۔ جس میں انکار کی گنجائش باقی رہتی ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ الہام کا انکار کر دیا جائے اور وہ الہام یہ ہے قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین

غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک امور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔

(مضمون عبدالقادر صاحب متعلم جامعہ ملیہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۹ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۲۳ء)

(۱۶) جزو ایمان (ج)

ہمارے نزدیک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ کیوں کہ آپ کے انکار کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

(حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

پس جب کہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم ہے تو لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ میں خود مسیح موعود کا اقرار آجاتا ہے۔ اس لئے جو شخص مسیح موعود علیہ السلام کا منکر ہو کر منہ سے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہتا رہے وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے مگر ساتھ ہی گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض یا تمام یا دیگر ایمانیات کا منکر رہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۲۶ء نمبر ۱۲۲ جلد ۱۳)

(۱۷) کیوں کافر (ج)

اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں۔ قرآن کریم نے بیان کی ہے وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے ایک کا انکار کفر ہے۔ کتب الٰہی کا انکار کفر ہے ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ۔ ہم چوں کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے

غلطی سے مطلع فرما دیں۔ مگر حضرت صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا کہ " یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا " اور فرمایا کہ " یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں "

(دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۲ جلد ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء)

(کلمتہ الفصل۔ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۶۶ و ص ۱۶۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۱) خدا کی قسم (ج)

کیا خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو مہدی جاننے والے اپنے مہدی کی بات ماننے کو تیار ہیں وہ سنیں کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک لعنتی آدمی کا کام ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کو اولئك هم الكافرون حقا والی آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کرتے ہوئے اور رسل کے لفظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو شامل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مجھے ایک عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے الفاظ یاد نہیں ہیں مگر مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کیا بلکہ سننے والوں نے اس دن تعجب بھی کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے خلاف عادت صریح الفاظ میں مسئلہ کفر کی تصدیق فرمائی ورنہ عام طور پر مولوی صاحب کی عادت تھی کہ اگر کوئی آپ سے اس مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے کہ تمھیں دوسرے کے کفر و اسلام سے کیا تم اپنی فکر کرو۔

(کلمتہ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

خدا مسیح موعود (مرزا صاحب) کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ لے کافرو میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیوں کہ فقرہ انی من الصادقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ ....(دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۹۲)

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۴۳ نمبر۳ جلد۱۴)

(۲۰) آیت کے ماتحت (ج)

پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیے اولئک ھم الکافرون حقا فرمایا ہے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۰ نمبر۳ جلد۱۴)

ہاں اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں تو الحکم نمبر۳ جلد۴ سنہ۱۹۰۰ء پڑھو۔ ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے۔ جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو اولئک ھم الکافرون حقا والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے جیسے صحابہ نبی کریم پر لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہو گے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری

لا نفرق بین احد من رسلہ۔ کیوں کہ اس نے مسیح موعود کے انکار سے رسولوں میں تفریق کر دی پس اس لئے وہ حق نہیں رکھتا کہ اسے مومن کے نام سے پکارا جاوے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ ایسے لوگوں کو جو خدا بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے پکا کافر کہا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۹ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۴) ہتک اور استہزاء (ج)

آنحضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے آنحضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرت کے بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیوں کہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۴۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۲) پھر کس طرح (ج)

پھر ہم کس طرح مان لیں کہ خدا تو ایک شخص کو کہے کہ انت منی بمنزلة ولدی۔ انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی لیکن وہ شخص ایسا معمولی ہو کہ اس کا ماننا نہ ماننا قریبًا قریبًا برابر ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے انکار سے یہودی بن کر مغضوب علیھم بن جائے لیکن اس کو ماننا ایمانیات میں سے نہ ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص پکار پکار کر کہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ابن مریم کا منکر تو کافر ہو اور غلام احمد (قادیانی) کا منکر کافر نہ ہو۔ اور پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے الہام میں رسول اور نبی کہہ کر پکارے لیکن وہ لانفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل میں شامل نہ ہو اور اس کا منکر اولئک ھم الکافرون حقا سے باہر ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۱ نمبر ۴ جلد ۱۴)

(۲۳) موٹی سی بات (ج)

پس اب کوئی شخص مسیح موعودؑ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی ظلی نبوت کا انکار کر دے تو کر دے مگر آپ کو ظلی نبی مان کر پھر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپ کے منکرین کی نسبت وہی فتوی ہے جو قرآن کریم نے انبیاء کے منکرین کے متعلق بیان فرمایا ہے یہ ایک موٹی سی بات ہے کہ جب مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) خدا کا ایک رسول اور نبی ہے تو پھر اس کو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو اور نبیوں کو ہیں اور اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اور نبی کا انکار۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود (مرزا صاحب) کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق کرتا ہے یعنے باقی رسولوں کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا اس لئے اس کی طرف یہ قول منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۷) عظیم الشان نبی اللہ رسول اللہ (ج)

جری اللہ فی حلل الانبیاء سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام ایک عظیم الشان نبی اللہ ورسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ و ۷، بابت ۱۹۱۹ء النبوۃ فی الالہام ص۵ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۸) لازمی شرط (ج)

خدا تعالیٰ نے حضرت (مرزا) صاحب کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا، اگر تیرے منکر اس فرمان کو قبول نہ کریں بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمربستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔

یہاں صرف حضرت احمد علیہ السلام کے منکر اور اطاعت اور تبعیت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے اور جہنم ان کے لئے بہ طور قید خانہ قرار دیا ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵، ۶، ۷ بابت ۱۹۱۹ء النبوۃ فی الالہام ص۳۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۹) حیران (ج)

لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۲۵) برابری (ج)

پھر اپنے رسالہ (کفر و اسلام) کے صفحہ ۷ پر مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) لکھتے ہیں "مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے مگر وہ دائرۂ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے۔ اگر مولوی صاحب موصوف کا واقعی یہ ہی اعتقاد ہے تو پھر اُن کے نزدیک یہ فقرہ بھی درست ہونا چاہیئے کہ:۔ "نبی کریم کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے مگر وہ دائرۂ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۱۵ء نمبر ۳ صفحہ ۱۴۰ جلد ۱۴)

(۲۶) ایک اولوالعزم نبی (ج)

اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا ہے تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں۔ کیوں کہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے ایک اُولوالعزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں اور اگر کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور مسیحیوں کے نزدیک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کے فیصلہ سے ایک نبی غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم من جانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ رنومبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۶)

منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں ملے جاتے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۲۶۵ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۳) یاد رکھو (ج)

پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۴) حرام قطعی حرام (ج)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مؤرخہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء)

(۳۵) نہیں نہیں نہیں (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو

(۳۰) میرے نزدیک حق نہ تھا (ج)

میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان با جلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہم کو کافر کہتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان با جلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(۳۱) ہم اور وہ (ج)

چودھری صاحب (ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چودھری صاحب نے اسی کی تائید کی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

میں نے بتا دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ غیر احمدی نبی نہیں مانتے۔ وہ ہمیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان با جلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(د) نماز و حج

(۳۲) نماز کی ممانعت (ج)

صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن

(۳۹) کسی قسم کے (ج)

ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ کسی قسم کے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(منکرین خلافت کا انجام صہ۲ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۴۰) دکھاوے کی نماز

سنہ ۱۹۱۲ء میں میں مع سید عبدالحی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکھٹے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر راستے رک گئے تھے نماز شروع ہوگئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اس پر میں نے نماز شروع کر دی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آگیا وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی۔ اب آؤ خدا تعالےٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونو نمازیں دہرالیں اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی (کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ۔ تاہم قادیانی صاحبان اس کو بڑا فضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا۔ (المؤلف)

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں۔ جائز نہیں۔

(انوار خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ط۸۹)

(۳۶) ہرگز نہیں (ج)

بہت سے غیر احمدی لوگ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ احمدی (قادیانی) ہرگز غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان با جلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱)

(۳۷) سوال (ج)

سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود (یعنے مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے اُسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۲۴۱ مرتبہ محمد منظور الہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۸) فرض (ج)

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

(انوار خلافت ص۹۰ مصنفہ
میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

کہ جس میں نہ تو دعوے کی پوری اشاعت ہوتی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر اتمام حجت ہوا ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیا ہے۔ تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانے میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہو گیا لیکن جس نے اس زمانے میں حج فرض ادا کیا ہو کہ آپ کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا۔ اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا۔ لہٰذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج فرض ادا کرنا چاہیئے کیوں کہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔

(اخبار الحکم قادیان ۷ مئی ۱۹۳۴ء)

(۵) جنازہ

(۴۲) اوائل کی بات (ج)

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا تو وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔ جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) نے صاف حکم کے ساتھ ادا کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۴۳) محض اس لیئے (ج)

حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب مرحوم) کا جنازہ محض اس لیئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۴۷)

چوں کہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے) کوئی فتنہ ہوگا انہوں نے قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا .... ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے ایسا کوئی فتوی نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آکر دہرا لیں۔ سو الحمد للہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتوے کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کی منشا کے ماتحت ہوا (مکہ معظمہ تو کیا کتنا بعض بر آوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر روایت ہے کہ کوئی موقع پیش آجائے تو وہ مکہ مسجد (حیدر آباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ واقعی خلیفۃ المسیح کا فتوی بہت ضروری اور کار آمد ہے۔ للمؤلف)

(آئینہ صداقت ص۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۴) حج باطل

مکرمی حضرت ابو بکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں وہ آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا اب وہ استفتاء مع فتوی جناب مفتی صاحب بغرض اشاعت بھیجتے ہیں امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ (عرفانی)

سوال:۔ ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ پھر دوبارہ حج کرنے کے لئے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے۔ یہ دوبارہ حج کی نیت حج نفل کی کرے یا حج فرض کی۔

الجواب:۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا اس کا فرض ادا ہو گیا اور اس شخص کے احمدی ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے

قانون یہ ہے کہ :۔

۱۔ انبیا علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لیئے دعاء استغفار جائز نہیں

احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے کہ :۔

۱۔ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی (بہ لحاظ حقیقت نبوت) مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفٰے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے۔

۲۔ اس لئے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو اس کے لیئے دعاء استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۰)

(۴۷) تین فتوے (ج)

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) نے لکھوایا۔

۱۔ تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔

۲۔ قبر پر قرآن پڑھنا بہ روایت و فتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بد نتیجہ پیدا کرے

۳۔ غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۲ مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۱ء

(۴۸) معصوم بچہ (ج)

ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) نے فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ اگر چہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی

(۴۴) ایسی جگہ (ج)

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

(اخبار الفضل قادیان ۶ رمئی ۱۹۱۵ء)

(۴۵) جو لوگ (ج)

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیوں کہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی۔ اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء نمبر ۸۰ جلد ۱۳)

(۴۶) دعائے مغفرت کی ممانعت (ج)

سوال:۔ کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلۂ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔

جواب:۔ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

روشن علی۔ محمد سرور۔ قادیان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

(۵۰) احکام شرعی کا پاس (جہ)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بٹالہ میں بھائی فضل حق خاں صاحب رئیس بٹالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں ان کے والد جو غیر احمدی تھے اسہال کبدی سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ بھائی فضل حق خاں صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر بلایا تاہم ہم چار یا پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے اور تنہا ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازہ کے لئے جمع ہو گئی تھی اس مجمع میں سے بھائی فضل حق خاں صاحب کے چچا جو ان کے خسر بھی تھے ان کے پاس آئے اور جنازہ پڑھنے کے لئے کہا مگر انہوں نے صاف انکار کیا۔ پھر چند اور شخص آئے انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں علٰحدہ ہی پڑھ لیں اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ..... میں امام الوقت کے احکام کو بجا لاؤں گا اور جنازہ نہیں پڑھوں گا میں نے ان کی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو آپ کا جنازہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا..... میں امید کرتا ہوں کہ اس قابل رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کر کے ثواب دارین حاصل کرے گا۔

(ایک قادیانی صاحب کی مراسلت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲۰ مورخہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۵۱) زندہ باش (جہ)

تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی مگر سلسلے میں داخل نہ تھیں اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند قادیانی قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰ ر اپریل ۱۹۱۵ء)

جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لیئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لیئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے پھر میں کہتا ہوں بچہ گنہ گار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسماندگان کے لیے اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لیئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

(انوار خلافت ص ۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۴۹) فکر پیدا ہوئی (ج)

برادرم نیاز محمد احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ منٹگری لکھتے ہیں۔

میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا مسلمان بن جاؤ خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کے ہاتھ پر۔ ورنہ میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اُسے فکر پیدا ہوئی وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

(الحکم ۱۴؍اپریل ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے ایجاد کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی و یکم جون ۱۹۲۲ء نمبر ۹۳-۹۴ جلد ۹)

(۵۵) سوال جواب (ج)

ایک شخص کے سوالات کے .... حضرت (میاں محمود احمد) صاحب نے مندرجہ ذیل جوابات لکھوائے۔

سوال: کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے چندہ بھی دیتا ہے تبلیغ بھی کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں۔ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے۔ وہ ایک ہی حکم کو توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہو سکتا ہے۔

جواب: جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا ....

سوال: جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھائے اس کے متعلق کیا حکم ہے

جواب: ایسے نکاح خوان کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کر سکتا ہے۔

جواب: ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۹۳ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

(ف) نکاح

(۵۲) زبردست حکم (ج)

حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان صـ۷۵)

(۵۳) سخت ناراضگی (ج)

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔

(انوار خلافت صـ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵۴) ممانعت (ج)

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اسی کی پابندی کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنا لیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں :-

"اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیئے۔ اگر ملے تو بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔"

حضور (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:-
غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیئے۔ اگر ملے تو لے بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔ (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۵۸) سادات کی قدر (ج)

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالے نے بڑی شان دی ہے اور موجودہ سادات کو آپ کی غلامی بلکہ آپ کی خاک پا کو سر مہ بنانا بھی بہت بڑا فخر ہے۔ اور ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوں گے وہ کٹ جائیں گے اور سید نہ رہیں گے۔ مگر وہ عظمت اور وہ شان جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دل میں تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے سادات سے تعلق کو بڑا افضل قرار دیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو زمین اچھی ہو گی اس میں پھل بھی اچھے ہی پیدا ہوں گے۔ سادات اگر خراب بھی ہو جائیں تو بھی نیک اور خدا رسیدہ انسان کے ساتھ تعلق ہو جائے تو وہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی وجہ سے فطرت اچھی دی ہوئی ہے"

(خطبہ نکاح از مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

(۵۹) کفر کا فتویٰ (ج)

ایک خط کے جواب میں (میاں محمود احمد صاحب نے) لکھوایا جو شخص اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور ایسے کام جن کی وجہ سے انسان احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے وہ نہیں کرتا تو اس کا جنازہ پڑھ دینے میں حرج نہیں ہے۔ خارج از احمدیت ہونے سے

(۵۶) تعلیم قرآن (ج)

غیر احمدی لڑکی کا نکاح احمدی (قادیانی) لڑکے سے تعلیم قرآن کے مطابق جائز ہے
جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ وہ فتویٰ غلط ہے ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ
ہمیں کافر کہتے۔
احمدی (قادیانی) مردوں سے غیر احمدی عورتوں کا نکاح ہوا ہے۔ ہزاروں غیر
غیر احمدی عورتیں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔
اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ غیر احمدی عورتوں کا اس حال میں نکاح ہوا
کہ مرد احمدی (قادیانی) تھا اور عورت غیر احمدی۔
کسی احمدی نے احمدیت (قادیانیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی (قادیانی)
لڑکی کا نکاح نہیں کیا۔ اس سے مراد وہی ہے جو حدیث میں آتا ہے کہ لا یزنی الزانی حین
یزنی وھو مومن۔ بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے
نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو صحیح تسلیم کرتا ہو اور پھر غیر
احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداس پور
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ ص ۱۰۱/۱۰۲)

(۵۷) اہل کتاب (ج)

غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے
مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت
بیاہ لا سکتا ہے۔ مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی
غیر احمدی عورت کو اپنے حبالہ عقد میں لا سکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے
مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی ....

(۶۱) فیصلہ کی بات (ج)

جیسا کہ ۲ مئی ۱۹۲۲ء کے (اخبار) پیغام (صلح) سے ظاہر ہے۔ اس میں "یادش بخیر" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں غیر احمدیوں کو احمدی لڑکی دینے کی ممانعت کو پیش کیا ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بہتان باندھا ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک شخص کو جماعت سے خارج کر دیا اور دوسرے کو ایسا ہی کرنے پر اس لئے کچھ نہ کہا کہ اس نے پانسو روپے کی رقم آپ کو دیدی چنانچہ لکھا ہے:۔

"اسی عقیدہ (یعنی غیر احمدی کو لڑکی نہیں دینی چاہیئے) پر زور دیتے ہوئے جناب میاں صاحب نے ایک مرتبہ اعلان کیا تھا کہ ان کے ایک غریب مرید نے ایک غیر از جماعت کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی تھی تو ہم نے اس کو جماعت سے خارج کر دیا اور اس کی توبہ تک بھی قبول نہ کی۔ انہیں دنوں میں اتفاق سے میاں صاحب کے ایک لاہوری مرید میاں شمس الدین صاحب تاجر چرم نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک غیر از جماعت مسلمان سے کیا اور ساتھ ہی قادیان جا کر پانسو روپے بھی خلافت مآب کے آگے دھر دیا"

اگرچہ بغیر کسی ثبوت کے اس قسم کا روپیہ دینے کا ذکر کرنا بھی کوئی شریفانہ فعل نہیں لیکن خیر اسے چھوڑ کر آگے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اسے ملاحظہ کیجئے اور ایڈیٹر صاحب پیغام کی تہذیب کی داد دیجئے۔ لکھا ہے:۔

"ہم نے اسی وقت میاں صاحب کو یاد دہانی کرائی اور ان کا سابقہ عمل یاد دلاتے ہوئے استدعا کی کہ ان لاہوری مرید صاحب کو بھی جماعت سے خارج کیجئے۔ اس مضمون کے خطوط ہم نے رجسٹری کرا کر میاں صاحب کو روانہ کئے لیکن ہمیں خبر نہ تھی کہ پانسو روپیہ کا نشہ بھی آخر کچھ چیز ہوتا ہے جو آپ جیسے پیران پارسا پر بھی اس قدر اثر رکھتا ہے کہ آپ کے اپنے بنائے ہوئے اصول بھی اس سے ٹوٹ جاتے ہیں آپ بھی سچے

میری مراد ایسے امور ات ہیں کہ جن کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے چنانچہ غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی اسی قسم میں سے ہے۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ر مئی ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۹)

(۶۰) فیصلہ کی تخصیص (ج)

اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰/۲۷ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ ع ۸۱/۸۲)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایک مکتوب میں لکھواتے ہیں۔

اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہیئے فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں۔

اس پر جناب مدیر پیغام صلح (لاہور) رقمطراز ہیں۔

" ہاں بے شک مریدوں کا کام نہیں کہ وہ جناب خلافت مآب کے فتویٰ پر خود ہی عملدرآمد شروع کریں۔ انہیں کیا معلوم کہ جس شخص پر یہ فتویٰ عائد ہوتا ہے۔ اس نے پیر صاحب کی جیب کو سیم وزر سے بھر دیا ہے اور اس لئے اس کے متعلق فیصلہ کرنا قرین مصلحت نہ ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ رجون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۵)

مکذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء منقول از منکرین خلافت کا انجام صفحہ ۲۱ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوکذب بالحق لما جاءہ۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ پر افترا کرتے ہیں۔ دوم وہ جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا۔ گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔

(حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل کا مضمون مندرجہ اخبار بدر قادیان نمبر ۱۹ جلد دس مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء)

ایک دوست کا خط حضرت (حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول) کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کو مسلمان مانتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے مدعی وحی والہام کے مقابلہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اوکذب بالحق لما جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے ان کو ماننا چاہئے یا جھوٹے تھے ان کا انکار کرنا چاہئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر ان کا دعوی جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی۔

(اخبار بدر قادیان نمبر ۲۲ جلد دس مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء)

ایک احمدی کا خط پیش ہوا کہ مجھے آپ کے میموریل جیسے کے سا تھ اتفاق ہے میں اپنے خیال کے مطابق کسی مسیح کی آمد کا منتظر نہیں ہوں اور نہ کسی کی ضرورت ہے اور

ہیں۔ایک غریب مرید اگر اس قدر روپیہ فراہم نہیں کر سکا تو اس کی خشک توبہ کر کوئی کیا کرے اور اگر کسی نے پیر کے علی الرغم کارروائی کر کے حضرت زر کی شکل اس کو دکھا دی تو اس پر غصہ آئے تو کیوں؟"

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا ہے کہ میاں شمس الدین نے کوئی پانسو روپیہ مجھے نہیں دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی و یکم جون ۱۹۲۲ء نمبر ۹۳/۹۴ جلد ۹)

(۶۲) اخراج (ج)

چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کو دے دیئے ہیں اس لئے ان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے اور وہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

(۱) چودھری محمد الدین صاحب ولد مراد قوم ارائیں سکنہ سید والہ ضلع شیخوپورہ

(۲) چودھری جھنڈا صاحب ولد چودھری جلال الدین صاحب ساکنان چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ۔

(۳) میاں جیون صاحب علاقہ آنبہ ضلع شیخوپورہ

(۴) میاں غلام نبی صاحب سکنہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔

(۵) چودھری علی بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء ناظر امور عامہ قادیان)

(ف) میل جول

(۶۳) صلح کل کا انجام (ج)

جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔ اصل میں وہ بھی ہمارا

جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۸)

(۶۵) صاف حکم (۷)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ "غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں" جب کہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۱۶ء)

(۶۶) دونوں حرام (۷)

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کبھی سلام نہیں کہا۔ اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریق سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر ۴ جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۹)

نہ خلیفۃ المسیح کی ضرورت ہے۔ البتہ نیکو کار خدا پرست رہبروں کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے اور مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب مرحوم اور جناب (یعنی حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول) کی مثال جتنے بزرگ دنیا میں پیدا ہوں کم ہیں۔ (حکیم نور الدین صاحب نے) فرمایا یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ کا رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح ہوں۔ مہدی ہوں۔ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے وہ برابر اپنے الہام سناتے رہے۔ اب یا تو ایسا شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مسیح مان لیا جاوے اور یا وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ راہیں تو دو ہی ہیں معلوم نہیں کہ یہ تیسری راہ کہاں سے لوگوں نے فرض کرلی ہے۔

(اخبار بدر قادیان نمبر ۲۴ جلد دس مورخہ ۱۵ / اکتوبر ۱۹۱۱ء)

ایک دوست نے خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے سب دعاوی کا مصدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت (مرزا) صاحب کے سب دعاوی کو مانتا بھی ہو نماز جائز نہیں اور ایسا شخص سب دعاوی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۹ مورخہ ۵ / اگست ۱۹۱۵ء)

(۶۴) قطع تعلق

یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں

نہیں جو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کرے حضور کے قائم کردہ ابدی مرکز (قادیان) سے روگردانی اختیار کرنے والے جہاں غیر احمدیوں کی اقتدار میں نماز پڑھنے کے لئے بے قرار ہیں اور اس کے لئے قسم قسم کے حیلے تراش کر اپنے انقلاب علی عقبیہ کا ثبوت مہیا کرتے رہے ہیں وہاں اس فعل حرام یعنی غیر احمدیوں کو رشتہ بنات دینے کے واسطے بھی میں دیکھتا ہوں کہ ان کی مسخ شدہ روحیں تڑپ رہی ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ اس کے متعلق شائع کرنا اپنے پیپ آلود زخموں اور نہ اچھے ہونے والے ناسوروں کے لئے موجب اندمال سمجھتے ہیں اے کاش وہ اپنے ہادی اپنے رہنما (مرزا صاحب) کی الہدی اور لائے ہوئے دین الحق کو اتنی جلدی نہ بھول جاتے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۴ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء)

(۶۹) اسلامی سلوک (ح)

آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں ہمارے تو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت (مرزا صاحب) کے منکر ہیں مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا۔ یہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۹ مورخہ [illegible] فروری [illegible] ۱۹۱۸ء)

(۷۰) قادیانی چندہ (ح)

آپ لوگوں میں سے بہت سے احباب نے دیکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا کیا کوئی اس وقت حلفاً کہہ سکتا ہے کہ کبھی آپ نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں اور اس خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ میں نے کبھی دیکھا نہ کسی سے سنا

(۶۷) تین امور (۲۰)

حضرت امام حکم وعدل (مرزا صاحب) علیہ السلام نے خصوصیات احمدیت میں ہر احمدی کے واسطے تین امور بطور فرمانِ عملی رکھے ہیں جن کی اتباع ہر احمدی پر فرض ہے اور جو حضرت مسیح موعود کے حکم اور فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی ہی نہیں خواہ کوئی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام ہمام (مرزا صاحب) علیہ السلام نے اوّل خصوصیت حرمت صلوٰۃ خلف المنکرین المسیح الموعود قائم کی ہے۔ دوم خصوصیت حرمت صلوٰۃ الجنازۃ علی المنکرین المسیح ہے سوم خصوصیت حرمت ازدواج لنساء المومنین بالمنکرین ہے یہ عملی فرق ہے مابین احمدی اور غیر احمدی گروہ کے۔

بعض لوگ دیدہ ودانستہ اپنی لڑکی غیر احمدیوں کو دیتے ہیں مگر وہ اس وبال سے بے خبر ہیں جو حضرت صاحب کے حکم کی خلاف ورزی میں ان لوگوں نے بھگتا ہے یا بھگتنا پڑے گا اور حضرت نور الدین اعظم نے تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کیا ہے اور صاف فرمایا کہ وہ احمدی ہی نہیں ہیں اور حضرت خلیفہ اوّل نے ان کے خلف میں منع صلوٰۃ کر دی ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۱۹ء)

جری اللہ فی حلل الانبیاء احمد نبی اللہ مسیح موعود علیہ التحیات والثنا (فداہ اُمّی وابی) اپنے متبعین کو فرماتے ہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو خواہ وہ تمہارا ماں باپ بہن بھائی کتنا ہی حقیقی رشتہ دار ہو اس کو لڑکی نہ دو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۵ ر اپریل ۱۹۱۶ء)

(۶۸) تنبیہ (۲۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مکفر یا مکذب یا متردد کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد ہے کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے جو کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ اسی طرح آپ کا صاف اور صریح حکم ہے کہ کسی احمدی کے لئے جائز

کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا! پھر سرسید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ
مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے لیکن حضور (مرزا صاحب)
نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالاں کہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔
(کشف الاختلاف صہ۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۷۳) سکھوں سے پیار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک وفد نے جو جناب سردار محمد یوسف صاحب اڈیٹر اخبار نور اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی و سکرٹیری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانسو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کی۔ یہ وفد ہز ہائی نس مہاراجہ ادھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا جو گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیری کمیٹی کے صدر ہیں۔ ہز ہائی نس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔
(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۷۴) مسلمانوں سے مقابلہ

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہو جاتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک۔ ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداس پور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کر لو یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ ۷۵۔۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں

اور نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا اور نہ یہ کہ کر چندہ کی ان کو ترغیب دی کہ میرا کام تو فقط اشاعت اسلام ہے جو کہ ہمارا اور تمھارا مشترک فرض ہے۔

(خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۱۵ء)

(۷۱) ضرورت نہیں (۷)

ایک دوست نے دریافت کیا کہ موپلہ یتیم اور بیواؤں کے لئے لوگ چندہ مانگتے ہیں اس امر میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا: دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کے ساتھ ملکر چندہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چندہ نہیں ہے۔ اپنا رسوخ بڑھانے کی کوشش ہے۔ اس قسم کی امداد اپنے طور پر دی جائے تو مفید ہوتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۵ مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۲۲ء)

(۷۲) مسلمانوں سے بیزار

کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ (للمولف)

حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڈھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چوں کہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں۔ مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی

(۷۶) قادیانی اصول

میں (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لاکر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیئے اسی وجہ سے جب تمام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر رنج وہ امر پیش آئے تو اسلام کا اصول عفو اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو

(کشف الغطاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۷) قادیانی میموریل

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ۔

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب "امہات المومنین" نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر ی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی ... ... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارہ میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب چاہے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔

مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا

رکھا جاوے تو ہم ۵، لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور وسیع معلومات ہیں للمولف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲؍ جون ۱۹۲۲ء)

(۷۵) ہتھیار بندی

حالات کی نزاکت اور بدامنی کی بڑھتی ہوئی رو کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت کے موقع پر اپنی جماعت کو جو ارشاد فرمایا ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس پر پوری طرح عمل کرے۔ حضور نے فرمایا جو اصحاب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہاں تلوار رکھیں لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہئے جو لوگ اس قسم کی کوئی چیز اپنے پاس رکھیں گے وہ نہ صرف ضرورت کے موقع پر گورنمنٹ کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہو سکیں گے اور نہ صرف ملک میں بدامنی کا انسداد کرنے میں حصہ لے سکیں گے بلکہ اپنی جان و مال کی بھی حفاظت کر سکیں گے اور یہ ایسے شریفانہ مقاصد ہیں کہ کوئی عقلمند اور دور اندیش انسان انہیں ناجائز اور نارروا نہیں قرار دے سکتا اور ان کی خاطر کسی قسم کا سامان رکھنا غیر ضروری نہیں سمجھا جا سکتا پس ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ ضروریات زمانہ اور حالات پیش آمدہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ضروری سامان مہیا کرے اور اس سے کام لینا سیکھے

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۱ جلد ۱۷ مورخہ ۲؍ مئی ۱۹۳۰ء)

ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرما دے۔

کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جاویں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا۔ کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کردیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کرلیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا رد کا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا۔

ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف (کتاب) امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں ...... یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے یہ دنیاداری جنگ وجدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہوسکتے ...... یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۸ء

(تبلیغ رسالت جلد ۷، صفحہ ۳۶ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب "امہات المومنین" کے مولف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیئے۔ کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں۔ اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے۔ تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی۔ اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلادے تلف کرے۔ کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ....

مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم و معارف میں لوگ ترقی کریں۔ اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہیئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے۔ اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات آخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچائے۔ لہذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے۔ وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرات کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا ان کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی اس لئے

پر اعتراض کئے مقتول باغیوں کو شہید کا لقب دیا جرام الناس کو بھڑکانے میں حصہ لیا غداروں اور مفسدوں کی تحسین کی اور ان کی حمایت میں ان تیرے نام کے غلاموں (لاہوری جماعت) نے دوا ور درمے سخنے قلمے کسی قسم کی مدد سے کوتاہی نہیں کی اب تو ہیا اسے امن و صلح کے شہزادے (مرزا صاحب) ہیں بتا کہ یہ کام تیری تعلیم کے مطابق انہوں نے کیا یا ہم (قادیانی صاحبان) ہی جو ان سے اس معاملہ میں الگ رہے غلطی پر تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۔ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(۸۹) مجرم قوم کا دشمن (۲۰)

وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ ان کی قوم اگر اپنے اندر دین داری اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے ایسے افعال کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں۔ خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برارت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے ....

وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے میرے نزدیک تو اگر کوئی شخص (راج پال) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو اب تمہیں ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے تمہیں چاہئے خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی۔

(۷۸) گورنمنٹ کی پاسداریاں

غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی ہر ذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افترا میں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیوں کہ ان کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے۔ .... بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعاگو ہیں۔

(آریہ دھرم ص۶۹-۷۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۹) مسجد کانپور (۲)

میرے بدل! (مرزا صاحب) تو نے فیصلہ کیا تھا کہ تم (قادیانی صاحبان) پولیٹیکل جماعت نہیں ہو۔ تم کسی شورش میں حصہ نہ لینا۔ گورنمنٹ انگریزی کے کامل وفادار اور پورے وفادار بنے رہنا مگر اے میرے قرۃ العین تیرے پیچھے ۱۸۵۷ء کے غدر کی طرح ۱۹۱۳ء میں پھر کانپور سے (مسجد کے سلسلہ میں) ایک چھوٹا سا غدر اٹھا اور بغاوت کی لہریں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ گئیں ایسے وقت میں ان لوگوں (لاہوری جماعت) نے باوجود تیرے خلیفہ (حکیم نورالدین صاحب) کی مخالفت کے گورنمنٹ

لکھنے سے منع کر دیا۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۲۹ء)

مسٹر ہارسڈن کے اس حکم میں تحریر ہے۔

ہرگاہ کہ مجھے توجہ دلائی گئی ہے کہ اخبار مباہلہ اور چند پوسٹروں میں جو مباہلہ کے نام سے شائع ہوئے ہیں امام جماعت احمدیہ کا نام بھی آتا ہے۔ جس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے............

میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم اڈیٹر اخبار مباہلہ آئندہ کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارک نہ چھاپو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ نہ چسپاں کرو نہ تقسیم کرو جس میں اس قسم کے ریمارک درج ہوں۔ اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کر دو۔

(اخبار مباہلہ ص۱۵ بابتہ جولائی ۱۹۲۹ء)

(۸۲) مقدم چیز (ج)

سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ کی ہتک ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء)

(۸۳) قتل و خونریزی (ج)

اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک کوئی برداشت نہیں کر سکتا پھر کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام۔ ان کے خاندان کی خواتین جماعت کے معزز کارکنوں اور معزز خواتین کے خلاف اس درجہ شرمناک اور حیا سوز جھوٹے اور بناوٹی الزامات لگائے جائیں اور بار بار لگائے جائیں لیکن کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۸۳ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

(۸۱) مباہلہ کا معاملہ

جماعت احمدیہ کی امداد اور سہارے سے نہ صرف اس کے (اہل اخبار مباہلہ کے) بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر ایک آسودہ حال خاندان ہو گیا۔ ......
ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کیے۔

ہم (قادیانی جماعت) یہی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔
عدالت میں انہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے لیکن بعض دوسرے لوگوں سے بعض الزامات انہوں نے سنے اور تحقیق کر کے انہیں سچا پایا اور اس وجہ سے الگ ہو گئے۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۰ جلد (۱۷) مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

قادیان سے ایک اخبار مباہلہ نکلتا ہے۔ جو مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے سابقہ مریدین مخلصین کی جماعت نے جاری کر رکھا ہے۔ جو موجودہ خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کی زندگی اور اخلاق پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس دفعہ اس نے خلیفۂ قادیان کے حق میں ایک سخت اخلاقی الزام لگایا تھا جس کے ثبوت میں اس نے ایک مدعیہ کی تحریر شائع کی ہم بحکم شریعت اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ہمارے نوٹ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اس الزام کے جواب میں قادیانیوں کی فریاد پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت خلیفۂ قادیان کے برخلاف کچھ

(۴۸) قادیانی جوش (۲)

گورنمنٹ کی خاموشی احمدی جماعت کے صبر کی آزمائش ہے کہ احمدیہ جماعت اپنا یہ حق لے کر چھوڑتی ہے یا کہ رہتی ہے پس یہ سوال ایک فرد کا سوال نہیں بلکہ جماعت کی عزت اور خلافت کے درجہ کے وقار کا سوال ہے۔ پس یا تو جماعت اپنے اس حق کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس تذلیل پر خوش ہو جائے یا پھر تیار ہو جائے کہ خواہ کوئی قربانی کرنی پڑے اس حق کو لے کر رہے گی۔

ضمانت کیا چیز ہے۔ اگر کسی کو پھانسی کی سزا بھی دی جائے اور وہ بزدلی دکھائے تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائیں گے۔ بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا لیکن اگر کسی سے برداشت نہ ہو سکے اور دوسرے کے جوش دلانے پر وہ ضبط نہ کر سکے تو وہ ہرگز جھوٹ نہ بولے اور صاف کہہ دے کہ میں نے مارا ہے۔ ایسا کرنے والا بے شک ہمارا بھائی ہے۔ اور اس کا اعتراف قصور ہی اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا لیکن اگر کوئی پھانسی سے ڈر کر بھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے تو اس سے ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا ....

احمدی کسی گورنمنٹ سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ وہ محض احمدیت سے ڈرتے ہیں کم از کم میں تو کسی گورنمنٹ کے قانون سے شمہ بھر بھی نہیں ڈرتا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۷۹ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۰ء)

جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں گمراہ اور بے دین قرار دیں لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے۔ اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اول دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلہ میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا

قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا فتنہ و فساد حتی کہ قتل و خونریزی معمولی بات ہے۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۳۰ء)

صرف اور صرف عورت کی عزت کا سوال ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ جس میں قدیم اور جدید مہذب اور غیر مہذب قومیں یکساں غیرت اور حمیت کا ثبوت دیتی رہی ہیں اور جب تک انسانیت باقی ہے ثبوت دیتی رہیں گی۔

عرب کے زمانہ جاہلیت کے دور پر نگاہ کرو جب ایک عورت نے اپنی معمولی سی بے عزتی پر نعرۂ یاللذل بلند کیا تو اس کی قوم کے ہزارہا جوان مرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں نیاموں سے باہر آگئیں۔۔۔۔۔۔۔۔

تاریخ ہند پر نگاہ ڈالو۔ جہاں ہزاروں واقعات نظر آئیں گے کہ ہندوستان کے ہونہار سپوت اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ناموس کے لئے خون کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے اور انہوں نے عورت کی عزت کی خاطر موت کو ترجیح دی۔۔۔۔۔۔۔۔

کارپردازان (اخبار) مباہلہ اور زمیندار نے ہماری سب سے عزیز متاع اور ہمارے مذہبی نقطہ نگاہ سے موجودہ وقت میں سب سے مقدس وجود حضرت امام جماعت احمدیہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر گندے اور بے باکانہ حملے جاری رکھے اور پھر حضور کے خاندان کی باعصمت خواتین پر نہایت فحش اور ناقابل برداشت اتہام لگائے اور جماعت احمدیہ کے زخموں پر نمک پاشی کی۔۔۔۔۔۔۔۔

انہیں یقین کرنا چاہئے۔ زندہ قوموں کی غیرت جب بھڑک اٹھتی ہے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہو جاتی ہے اور ان کی کمی تعداد ان کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب بھی جلد سے جلد حالات پر قابو پا لیا جائے اور اس ناپاک اور اشتعال انگیز رویہ کی روک تھام کی جائے۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

ہمارا شہید امام مظلوم پیدا کرسکتی ہے وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہیں کرسکتی اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک بھی برداشت نہیں کرے گی اور اس کے لئے جان و مال و آبرو اور اعزہ تک کو قربان کردے گی۔ جلسہ گورنر پنجاب سے اس امر کا پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مفسدہ پرواز اخبار مباہلہ والوں اور ان کے حامیوں کی خباثت سے فضا کو پاک کریں اور فوری تدابیر اختیار کریں۔ ورنہ احمدی نوجوان خود اپنے امام اور سلسلہ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

جو شرارت (اخبار) مباہلہ کے ذریعہ پھیلائی جارہی ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اگر نہیں تو ہم ہر قیمت پر اس شرارت کا سد باب کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ میں مقامی پولیس افسروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ سے غور کریں اور اگر اس نے ان مشتعل کرنے والی حرکات اور جذبات کو مجروح کرنے والے طریقوں کے انسداد کی کوشش نہ کی تو نتائج کی ذمہ داری سراسر اس پر ہوگی۔

(صدر جلسہ منعقدہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۸۹) جسمانی موت (7)

مباہلہ کا نشان پورا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں (اخبار مباہلہ والوں کو) ایمانی موت دے دی جسمانی باقی ہے وہ بھی ان شاء اللہ آسمانی عذابوں کے ساتھ ہوگی۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۰ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا ....

جس جماعت کا سب سے پہلا عہد یہ ہو اور جو اس عہد کی پابندی کرنا دین و دنیا کی کامیابی سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کے اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہیں موڑے گا اور مردانہ وار خوف و خطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا۔ خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارے پہنچنے کی سعادت حاصل ہو۔

ہم نے اپنے خون کے رشتوں سے قطع تعلق کر کے۔ اپنے جگر گوشوں کو چھوڑ کر اپنے پیارے وطنوں کو خیرباد کہہ کر۔ اپنی جائدادوں اور اموال سے ہاتھ دھو کر اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات برداشت کر کے اگر کچھ حاصل کیا ہے تو وہ احمدیت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہے وہ آپ کے جانشینوں اور ان کے اہل بیت سے اخلاص ہے اور ہمارے لئے یہ تمام دنیا کی متاع سے زیادہ گراں قیمت چیز ہے۔ اگر اس پر بھی کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ اس کی تحقیر و تذلیل کی کوشش کرتا ہے تو خواہ وہ کوئی ہو اور اس کی پشت و پناہ کتنی زبردست طاقت ہو وہ اس وقت تک ایسا نہیں کر سکتا جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں توان ہے اور دنیا میں ایک احمدی بھی موجود ہے اس ارادہ اور اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہو گا اور ہمارے خون میں سے تیرنا پڑے گا اگر کسی میں اتنی ہمت اور ایسی جرأت ہے کسی کا یہ دل گردہ ہے تو وہ کھڑا رہے اور دیکھ لے کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۔۔۔ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۸۵) گورنمنٹ کو تنبیہ (۷۰)

یہ جلسہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے کہ جو قوم سید عبداللطیف اور نعمت اللہ خاں جیسے

سے سزا موت کا حکم صادر ہوا تھا جس پر قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے اپیل خارج کرتے ہوئے سزا کو بحال رکھا۔ ازاں بعد پریوی کونسل میں اپیل کی گئی اب اطلاع موصول ہوئی کہ پریوی کونسل سے بھی اپیل خارج ہو گئی۔ تاریخ پھانسی ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء مقرر ہوئی۔

(مباہلہ بابتہ ۱۵ مئی ۱۹۳۱ء)

خلیفۂ قادیان کا مریدمسمی محمد علی جس نے ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کی شام کو مولوی عبدالکریم صاحب اڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کیا اور ان کے رفیق حاجی محمد حسین مرحوم کو قتل کر دیا تھا گورداسپور جیل میں بتاریخ ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء ٹھیک ۷ بجے صبح پھانسی دیا گیا۔

(مباہلہ بابتہ یکم جون ۱۹۳۱ء)

(۸۷) ایمانی غیرت (ج)

ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب کا حق جو ہمارے ذمہ تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ قانونی پہلو سے ہم ان کے لئے کوشش کرتے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے وہ ادا کیا۔ جہاں تک قانون اجازت دیتا تھا انتہائی طور پر ادا کیا۔ باقی جو مقدر تھا وہ خدا کی مصلحت کے ماتحت پورا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ اپنی مصلحتیں خوب جانتا ہے۔

میں اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو قاضی صاحب مرحوم کی چند خوبیاں ہیں پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر ہے اور جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو کچھ ان سے سرزد ہوا خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس کی محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے جیسا جیسا ایمان ہو اسی درجہ کی غیرت پیدا ہوتی ہے قاضی صاحب مرحوم کے حالات سے جو بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو اس فعل کی محرک ہوئی ان کے فعل پر ایسے لوگوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں جن میں غیرت نہیں پیدا ہوتی۔

یکم نومبر ۱۹۳۰ء - مدت سے اخبار مباہلہ کا مشہور مقدمہ قتل عدالت میں دائر تھا جس میں خلیفۂ قادیان کا ایک سرحدی مرید مسمی محمد علی ماخوذ تھا ۔ ملزم کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل حاجی محمد حسین صاحب مرحوم رفیق مولوی عبدالکریم صاحب) اور دفعہ ۳۰۷ (مولوی عبدالکریم صاحب اڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ) تھا ۔ ابتدائی عدالت نے ملزم کو ہر دو دفعات کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے مقدمہ سشن سپرد کر دیا ۔ بتاریخ ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء بمقام گورداس پور عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت ہوئی ۔ شہادت استغاثہ ۳۰ تاریخ کو ختم ہو گئی ۔ ملزم نے بغرض پیش کرنے صفائی کے گواہ طلب کرائے تھے ۔ مگر شہادت استغاثہ کے ختم ہونے پر اس نے صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا ۔

استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل لالہ دینا ناتھ صاحب تھے ۔ ملزم کی طرف سے پیر اکبر علی (مرید خلیفۂ قادیان) مرزا عبدالحق (قادیانی) وکیل اور مولوی فضل الدین (مشیر قانونی خلیفۂ قادیان) پیروکار تھے ۔

۳۱ تاریخ کو وکلاء کی بحث کے بعد عدالت نے اسیسر صاحبان کی رائے دریافت کی جنہوں نے بالاتفاق ملزم کو ہر دو جرموں کا مرتکب قرار دیا ۔ بعد ازاں عدالت نے ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۲ سزائے موت اور زیر دفعہ ۳۰۷ عبور دریائے شور کی سزا کا حکم سنایا ۔

نوٹ :- مذکورہ بالا قتل اور قاتلانہ حملہ بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۳۰ء بٹالہ (ضلع گورداس پور) کے قریب ہوا تھا جب کہ یہ لوگ گورداس پور سے مقدمہ اخبار مباہلہ کی پیشی سے فارغ ہو کر گھر واپس آ رہے تھے ۔

(مباہلہ بابتہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء)

۱۲ جنوری ۱۹۳۱ء - قادیانیوں نے جو اپیل عدالت سشن گورداس پور کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں دائر کی تھی خارج ہو گئی ۔ ہائی کورٹ نے بھی حکم سزائے پھانسی کو بحال رکھا ۔

(مباہلہ بابتہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

ناظرین کو معلوم ہے کہ خلیفۂ قادیان کے مرید محمد علی کو عدالت سشن گورداس پور

اور واپس تشریف لے آئے ....

غرض مرحوم کی موت ایک شاندار موت تھی اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا اس کی وجہ سے اسے وہ اعزاز و اکرام حاصل ہوا جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ احباب درد دل کے ساتھ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی آغوش شفقت میں جگہ دے بلند سے بلند درجات عطا کرے اور اس کی بہتروں یادگار ہماری جماعت میں قائم رکھے۔

اپنے رویا اور کشوف سنا کر یہی کہتے رہے کہ میرے متعلق کسی قسم کا غم نہ کیا جائے مجھے اپنے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں مل چکی ہیں کہ مجھے اپنی کامیابی اور فلاح میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا اور میں خدا تعالےٰ کی راہ میں نہایت اطمینان کے ساتھ جان دینے کے لئے تیار ہوں اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۱ء)

(۸۹) تصویر کی تقسیم (۷۰)

اکثر ناظرین الفضل "قاضی محمد علی صاحب" کی تصویر دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرما رہے تھے۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں بصرف زر کثیر و جدوجہد کثیر تصویر چھپوائی جا رہی ہے جو تمام خریداران الفضل کو اخبار میں بھجوا دی جائے گی۔ اور ان اصحاب کو مفت نذر ہو گی جو الفضل کا وی۔ پی انکار کر کے واپس نہ کریں گے۔ بلکہ وصول فرمائیں گے یا یکم جولائی سے نئے خریدار بنیں گے۔

چند تصویریں اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر چھپوائی گئی ہیں۔ تصویر کی قیمت ایک آنہ ہو گی احباب کو جس قدر تصاویر کی ضرورت ہو ٹکٹ بھجوا کر یا بذریعہ وی۔ پی منگوالیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ جون ۱۹۳۰ء نمبر ۱۰۱ جلد ۱۷، ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء نمبر ۵۹ جلد ۱۸ با ختلاف الفاظ)

یا اگر پیدا ہوئی تو اس حد تک پیدا نہیں ہوئی جس حد تک قاضی صاحب مرحوم کے دل میں پیدا ہوئی۔...........

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۹ رجون ۱۹۳۱ء)

(۸۸) محترم بھائی (۷۰)

ہمارے محترم بھائی قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی پھانسی کے لئے ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی.......۱۶ رکی صبح کو ٹھیک ۶ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ چار اصحاب قادیان سے لاش لینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ افسران جیل نے ساڑھے چھ بجے لاش ان کے حوالہ کر دی۔ اسی جگہ غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سوا آٹھ بجے لاری روانہ ہوئی۔ اور گیارہ بجے کے قریب قادیان احمدیہ چوک میں پہنچ گئی.......اس مقام پر تابوت لاری سے اتارا گیا۔ اور چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب باغ میں لے جایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خود پھر کر صفیں درست کیں اور قریباً پانچ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی۔ اس کے بعد لاش اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ کے اس مکان میں لے جائی گئی جس میں وصال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ رکھا گیا تھا اور جہاں آخری زیارت کی گئی تھی۔ اس مکان تک لاش کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب) نے بھی کندھا دیا۔ اسی مکان میں ایک ایک کر کے تمام مجمع کو قاضی صاحب مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا اور پھر فوٹو لیا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۲ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۳۱ء)

صندوق سے لاش نکال کر چارپائی پر رکھی گئی اور ڈاکٹر محمد شاہ نواز خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اس کا فوٹو لیا۔ اس کے بعد پھر لاش کو صندوق میں رکھ دیا گیا اور مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کے مشرق کی طرف دفن کی گئی۔ قبر مکمل ہو جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے دعا فرمائی

اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی۔ اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کو دیکھو آپ کی جماعت دن بدن زور و شور سے اس کام کو چلا رہی ہے جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا۔ اور دنیا میں پھر پھر کر غافل لوگوں کو جگا رہی ہے کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی طریق اسلام کی اشاعت کا پسند ہے جو اس کے مسیح نے استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ اسی کو دن بدن فروغ دے رہا ہے اور سر سید کی کوششیں اگر ہوئی تھیں تو اس کے ساتھ ہی چل بسی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۱ مؤرخہ ۲۳ رمئی ۱۹۱۶ء)

(۹۱) جمال الدین افغانی (ج)

جمال الدین افغانی نے مصر میں ایک روح پیدا کی اور جس کے ساتھ مذہبی رنگ بھی تھا لیکن وہ اس ملک کا باشندہ نہیں تھا۔ بلکہ اس ملک میں جا ٹھہرا تھا۔ قدرت سے افغانی کا لفظ اس کے ساتھ رہ گیا۔ وہ دراصل وہاں کا باشندہ نہیں تھا بلکہ افغانستان سے وہاں جا بسا تھا اگر افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ قائم نہ رہ گیا ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اُسے مصری سمجھتے مگر مصریوں کی قسمت سے افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ باقی رہ گیا۔ ساری تحریکیں جو کبھی کبھی اُس ملک میں اٹھتی رہی ہیں وہ جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں۔ مفتی عبدہ اس کا شاگرد تھا۔ اس کے بعد اس نے ان کو قائم کیا اور اس لحاظ سے کہ ساری تحریکیں جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سبھی ہندوستان ہی سے گئی ہیں۔ اور مصر سے نہیں اٹھیں۔ غرض ان تحریکوں کے موجد جمال الدین افغانی کا مولد بھی ملک ہے اور اگر اس قسم کی تحریکوں کی وجہ سے ہی کسی ملک کو گہوارۂ علوم و فنون کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تحریکوں کی بنا پر مصر کو گہوارۂ علوم و فنون کہا جائے۔ کیونکہ یہ سب تحریکیں مصر کے کسی آدمی کی طرف سے پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ایک دوسرے ملک کے باشندے نے ان کو پیدا کیا۔ پس اگر انہیں تحریکوں ہی سے اسے گہوارۂ علوم و فنون کہنا ہے

(ط) مرزا صاحب اور مسلمان

(۹۰) غلام احمد اور سید احمد (ج)

ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اُن کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سر سید وہی کچھ کر گئے ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے اور ہم کیوں کریں۔

اس کے متعلق میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ایسے لوگ آنکھیں، کان اور دل رکھتے تو کبھی اپنے لئے یہ فیصلہ نہ کرتے لیکن افسوس کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ میں یہاں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی وہ خصوصیات بتاؤں گا جن کا حامل سر سید کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس زمانہ تک کا کوئی انسان بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن کو دیکھ کر ایک حق پسند اور صداقت شعار انسان نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکے گا کہ حضرت مسیح موعود کی کیا شان ہے۔

*سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سر سید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اسی کو پیش کر دیا لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ سر سید نے جس رنگ میں اور جس طریق سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

اگر فرض کے طور پر ہی یہ مان لیں کہ سر سید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا کیونکہ اس کی تمام کوشش

(۹۴) مکہ میں مشن (ج)

یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لیئے دیں گے پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد، نمبر ۵۰ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۰ء)

(۹۵) حج کے راز (ج)

مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدر آباد دکن نے (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے۔ اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں .... سفر حج کے ذکر پر مولوی (میر محمد سعید) صاحب نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے۔ شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی۔

مولانا (میر محمد سعید صاحب) نے نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہاں کس طور پر پڑھیں۔ فرمایا میں (میاں محمود احمد صاحب) جب گیا تھا اپنے طور پر جماعت کرا کر مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا۔

مولانا نے عرض کیا کہ عرب میں تبلیغ کا کیا طریق ہونا چاہیئے (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا ان سے بحث کا طریق تو مضر ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں۔ جلد اشتعال میں آجاتے ہیں اور جو جی چاہے کر گزرتے ہیں۔

مولانا نے عرض کیا میرا خود بھی خیال ہے کہ ان کا استاد بن کر نہیں شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا۔ میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے

تو کیوں نہ افغانستان کو گہوارۂ علوم و فنون کہا جائے کہ جہاں کا جاہل لدنی نفحانی بننے والا تھا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۷ مئی ۱۹۲۶ء)

(۹۲) سر سید علیہ الرحمۃ کا فتوٰے (جہ)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اُن کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے۔ بہتر۔ ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے کام کا۔ ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے نقصان نہیں ہے۔ وہ جو ہوں سو ہوں۔ اچھے بُرے ہیں .... ان کی تصانیف میں نے دیکھیں۔ وہ اسی قسم کی ہیں۔ جیسا ان کا الہام یعنی نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔

(سر سید علیہ الرحمۃ کا خط بنام شمس العلما مولوی سید میر حسن صاحب مرحوم مندرجہ خطوط سر سید مرتبہ سید راس مسعود صاحب ص ۲۵۶)

ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سر سید احمد خاں صاحب سے جب ایک دفعہ میری کتابوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ان میں ذرہ خیر نہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص ۳۶۹ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(ی) تبلیغ

(۹۳) مکہ مکرمہ (جہ)

بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرے درجے پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا) صاحب کا نام پہنچ جائے۔ جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

جو احمدیت کے لیئے اپنے ہاتھ کھول دے اور خدا تعالیٰ کے دین کے لیئے اس کے دل کی کھڑکیاں کھلی ہوں۔ اور وہ اس نور کے حاصل کرنے کے لیئے بے تاب ہوں جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ظلمت کے دور کرنے کے لیئے نازل فرمایا ہے اور یہ نوجوانوں کا کام ہے کہ وہ نکلیں اور تلاش کریں کہ کون سا ملک ہمارے لیئے مدینہ کا مثیل ثابت ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۲۵ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۹۷) بڑا فائدہ (ج)

ایمان کے لحاظ سے تو تمام انسان برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں۔ مگر سیاسی لحاظ سے جو شخص کسی قسم کا اثر رکھتا ہے اس کے احمدی ہونے سے بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ کیوں کہ اس کا دوسروں پر اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعے اس کے حلقہ اثر میں احمدیت پھیل سکتی ہے پس ہر شخص اپنے طبقہ کو لے اور اس میں سے احمدی بنائے تاکہ جماعت کی ترقی ہر طبقہ میں یکساں طور پر ہو۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں۔ افسر افسروں کو احمدی بنائیں مزدور مزدوروں کو احمدی بنائیں۔ عالم عالموں کو احمدی بنائیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء)

(۹۸) طوفان نوح (ج)

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں دو گنا ہونے کی کوشش کرے گا۔ اسی لیے میں نے تجویز کی تھی کہ ایسے لوگ کھڑے ہوں جو یہ اقرار کریں اور اپنے نام لکھا دیں جس طرح چندہ دینے کے لئے نام لکھاتے ہیں کہ ہم اتنا چندہ دیں گے اس طرح تبلیغ کے متعلق اقرار کریں کہ کم از کم ایک آدمی کو سال میں احمدی بنائیں گے۔ اور جو زیادہ بنا سکیں وہ زیادہ کیلئے اقرار کریں مگر شرط یہ ہے کہ اپنے پایہ اور اپنے طبقہ کے لوگوں کو احمدی بنائیں۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں وکیل وکیلوں کو۔ ڈاکٹر ڈاکٹروں کو۔ انجینیر انجینیروں کو۔ بلیڈر بلیڈروں کو۔ اسی طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے کہ طوفان نوح بھی اس کے سامنے مات ہو جائے

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء)

اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانیوں سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی۔ اس وقت تو وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر سکتے تھے۔ مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا۔ اور مالک مکان کو پکڑا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۷ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۱ء)

حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہو گئے۔

آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے۔ ان شاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) سلمہ اللہ تعالیٰ یورپ و امریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہو گیا تھا۔ دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تا کہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ

مسلماں را مسلماں باز کردند

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

(۹۶) مثیل مدینہ (ج)

ہمیں ابھی ایک مرکز اشاعت کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس زمانے میں احمدیت کے لئے ایک مدینہ کے مثیل کی تلاش کریں۔ ایسا ملک ہمیں میسر آئے

...... میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (ص ۱۶ سطر ۱۷)

چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں۔ یا اب نوکری پر ہیں۔ یا اب ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے۔ جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں (صفحہ ۱۸)

(درخواست بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲) خود کاشتہ پودہ (ج)

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین

فصل چودھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست و مملکت

(ا) قادیانی فرقہ

(ا) نیا فرقہ (ج)

چونکہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ۔ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس و رتاجر پنجاب و ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ (صـــ)

میں زور سے کہتا ہوں اور دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے۔ جن کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں (صـــ ۱۳)

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔ اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی

(۳) یاد رہے (ج)

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار رہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر۔ جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صہ ۸۲
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار
مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت
جلد ہفتم حاشیہ صہ ۱۸ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔ جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا وہ ظاہر کر دیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد چہارم حاشیہ صہ ۲۶
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی۔)

روا نہ کرتا ہوں ۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے ۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں ۔

...... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں ۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے ۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے ۔

اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں ۔

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں ۔ وغیرہ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں للمولف)

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سنو۔ انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل وجان سے اس سپر کی قدر کرو۔ اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزارہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔

(اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت۔ اشتہار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۲۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵) زمانہ کی نزاکت (ج)

اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اس ارشاد پر بھی خاص طور پر دھیان دیا جائے۔ جو حضور نے زمانہ کی نزاکت اور حالات کی رو کو دیکھتے ہوئے مجلس مشاورت پر فرمایا تھا یعنی یہ کہ "جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں وہ لائسنس حاصل کریں۔ اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہ تلوار رکھیں لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو وہاں لاٹھی ضرور رکھی جائے۔" اور پھر جہاں تک ممکن ہو ان ہتھیاروں کا استعمال بھی سیکھنا چاہیے اور اس کے علاوہ دیگر فنون جنگ بھی جو قانوناً ممنوع نہ ہوں پوری توجہ اور دلی انہماک سے سیکھنے چاہئیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۴) یہ تو سوچو (ج)

میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں ایمان اور انصاف کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں۔ اور اس کے زیرسایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکرگزار نہ ہوں۔۔۔ ۔۔۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو۔ اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہی ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔۔۔۔۔۔۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں۔ اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ

(۷) شکایت رعیت

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کرکے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شایع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے سلطنت انگریزی کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔ اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے۔

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں (مرزا صاحب کی) ایک عاجزانہ درخواست"
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۵۳ ...)

(۸) مسلمانان اور قادیانی صاحبان

آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا۔ گر وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا۔ مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرماں برداری کو ضروری جانتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔

(تحفہ شہزادہ ویلز ص ۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جو ۲۷ فروری ۱۹۲۲ء کو شہزادہ پرنس آف ویلز کی خدمت میں خلیفہ صاحب قادیان نے بمقام لاہور پیش کیا)

(ب) ہندوستان

(۶) خیر خواہی (ج)

چوں کہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں ۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں ۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تحریک بعنوان قابل توجہ گورنمنٹ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم صہ۱۱ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس کے بعد جو تازہ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ایک خاص جلسہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سپرد وہ جگہ کر دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ گو یہ جگہ شہر سے کسی قدر دور ہے لیکن اس وقت اسی کا انتظام ہو سکتا ہے اور آئندہ پھر توجہ کی جائے گی۔" اور چیرمین کمیٹی نے احمدیوں سے کہا کہ جب تم لوگوں کی زیادہ تعداد ہو جائے گی تو پھر اتنے ساتھ کی زمین بھی احمدیوں کو دے دی جائے گی۔ تا وہ اپنی مسجد کو وسیع کر لیں۔

یہ جو کچھ سلوک احمدیان مالابار سے گورنمنٹ برطانیہ نے کیا اس کا شکریہ ہمارے الفاظ ادا نہیں کر سکتے ہمارے دل اس کا شکریہ دعاؤں کے ذریعہ سے کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس کے محتاج امیر و غریب سب ہیں اس محسن گورنمنٹ کو ان احسانات کا بدلہ اپنے وسیع خزانہ سے دے اور اس کی شان و شوکت کو بڑھائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(ج) اسلامی ممالک

(۱۱) سترہ برس (ج)

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے

(۹) جذبات محبت (ج)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے اور یہ حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا تھا ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس۔ اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا۔

افسر۔ کیا تم بھی احمدی ہو۔

امیدوار۔ نہیں صاحب۔

افسر۔ افسوس تم اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا جاؤ پہلے احمدی بنو پھر فلاں تاریخ کو آنا

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۲/۹۳ مورخہ ۳/۷ جون ۱۹۱۹ء)

(۱۰) تازہ ترمثال (ج)

تازہ ترمثال جس نے احمدی جماعت کو برٹش گورنمنٹ کے اور بھی قریب کر دیا ہے وہ احمدیان مالابار کی مصیبت میں اس کا مدد کرنا ہی ہے ہم مختلف موقعوں پر احمدیان مالابار کی تکالیف سے جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں اور اس بات کی بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقامی حکام نے فوراً احمدیوں کی تکلیف دور کرنے کی طرف توجہ کی اور ان کو ایک زمین مقبرہ اور مسجد کے لئے دے دی ہے

مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ رفروری ۱۸۹۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت
جلد ہفتم صـ۱۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۴۳) حکمت و مصلحت (ج)

خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچا دے اور ترقی کرے۔ کیا تم کیا خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتہ ہی میں تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے۔ وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے۔ امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا پس کیا تمھیں کچھ توقع ہے کہ تمھیں اسلامی سلطنتوں کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صـ۱۲۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۴۴) قادیانی قاصد (ج)

چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل و رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں (ورنہ غالباً وہ بھی اس کے خواہش مند

قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا۔ اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہو گا۔

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے (اس کے ذیل میں مرزا صاحب نے اپنی (۲۴) کتابوں اور رسالوں کی فہرست درج کی ہے۔ للمولف)۔

(”اشتہار واجب الاظہار جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصر ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرمائے“ منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۶۰ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۲) مخفی سبب (ج)

گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزارہا مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے۔ ہر ایک طور کی بد گوئی اور بد اندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لئے ہزار ہا اشتہار شائع کئے گئے۔ اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرمائے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ، منجانب خاکسار

بھیجا ہے۔ جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں تاکہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے براہ راست آجائیں اور تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرماں برداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے اور محبت سے اس کی اطاعت کریں ...... میں نے اس گورنمنٹ کا شکر کیا اور جہاں تک بن پڑا اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اٹھایا تا اس کی فرماں برداری کریں ....

پس اے آنکھوں والو! تم سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کئے اور کیوں یہ کتابیں جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں۔ کیا میں ان تحریروں سے ان لوگوں کے انعام کی امید رکھتا تھا ..... سو اس کے بعد کس غرض نے مجھ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ کیا میرے لئے ان کتابوں کی ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ملک تھے اور ان کے خیال بھی اور رکھتے کچھ اور فائدہ تھا ..... اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انھیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے یہاں تک گیارہ برس ان ہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔

(نور الحق حصہ اوّل ص۳۱-۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہوتے للمولف) اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا۔ اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے جتانے کی کیا ضرورت ہی للمولف) شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جائے لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق و محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا بس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔

("اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔"
منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۵) سوچو کیوں (ج)

سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولایتوں میں

میں ہم کو میسر ہے اور جیسی امن اور آسائش کہ سلطنت انگلیشیہ کی بدولت نصیب ہو رہی ہے اس کی نظیر کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی۔

آپ نے اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے بڑی مدلل اور پرزور تحریروں سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال رکھنا اور اس سے جہاد کرنا سخت بے ایمانی ہے۔ چنانچہ آپ کی پاک تعلیم کے اثر سے آپ کے تمام مرید جو ہزاروں بندگان خدا ہندوستان میں ہیں اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت سچی خیر خواہی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس گورنمنٹ عالیہ کی نمک حلالی اور اطاعت کا مادہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اور وہ دن جلد آنے والے ہیں کہ گورنمنٹ لاکھوں اور کروڑوں ایسے انسانوں کو اپنی رعایا میں پاوے گی جو محض حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مرید ہو جانے کے سبب سے گورنمنٹ کے باوفا اور دلی جان نثار ہو گئے ہیں۔

(مہربان گورنمنٹ قدردان گورنمنٹ کو خدا ہمیشہ کے لئے سلامت رکھے۔
انوار احمدی سرورق ص۲ مولفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب قادیانی)

(۱۸) تمام سچے احمدی (ج)

ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بے کس مریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا۔ اور جو ستم اس فرقہ پر توڑے گئے وہ ان دانشمند لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں۔ اور پھر سلطنت ٹرکی نے جو ایک یورپ کی سلطنت کہلاتی ہے جو برتاؤ بہاء اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیرووں سے ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک پہلے قسطنطنیہ پھر ایڈریا نوپل اور بعد ازاں عکہ کے جیل خانہ میں کیا وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

(۱۶) غیر معمولی اعانت (ج)

جناب عالی دنیا کی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں جو ہمارے سلسلہ کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کی ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس خدمت کو معلوم کر کے خوش ہوں گے جو انھوں نے دنیا کے امن کے قیام کے لئے کی ہے۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا ہے اس وقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپہ کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اُس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونیکے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لیے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز اکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱ مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۲۱ء)

(۱۷) قادیانی مشن (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام (یعنی مرزا صاحب) نے سلطنت برطانیہ کی بے انتہا خوبیوں اور بے شمار مہربانیوں کے شکریہ میں بڑی کثرت کے ساتھ کتابیں۔ رسالہ جات۔ اشتہارات۔ بزبان عربی۔ انگریزی۔ فارسی۔ اردو تالیف کر کے مصر۔ روم۔ ایران۔ افغانستان۔ یورپ وغیرہ ممالک میں بھیجے اور آپ نے اس مبارک گورنمنٹ کو تمام جہان کی دیگر سلطنتوں پر ترجیح دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ عرب اور روم اور مصر اور افغانستان میں مذہبی اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز ایسی آزادی حاصل نہیں جیسی کہ اس انصاف مجسم گورنمنٹ

اطاعت قبول کریں تو پھر جو قوم حکمراں ہوگی اس کی اطاعت ضروری سمجھیں گے۔
(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلد ۱۶ نمبر ۹۱ مورخہ یکم فروری ۱۹۲۹ء)

(د) افغانستان

(۲۰) شہادت کی وجہ (ج)

ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینیر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا۔ اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا ......۔ اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا درباری تھا اور اس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۳ جلد ۳۲ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

دنیا میں تین ہی بڑی اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگدلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا صاحب) کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی فراخدلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۹) سیاسی فلسفہ (ج)

ہم نے مصطفیٰ کمال پاشا کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ رضا خاں کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ اور اب بچہ سقہ کی بغاوت کو بھی بغاوت ہی کہتے ہیں۔ ہم ان تینوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے زمانہ میں غلطی کی۔ اپنے اپنے زمانہ سے میری یہ مراد ہے کہ بعض اوقات بغاوت کرنے والا ہی بادشاہ ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے جب بغاوت کرنے والا ملک پر پوری طرح قابض اور متسلط ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اس وقت اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہو جاتی ہے جیسے پہلے بادشاہ کی۔ مثلاً اگر بچہ سقہ افغانستان پر اسی طرح قابض ہو جائے جیسے مصطفےٰ کمال پاشا ٹرکی پر قابض ہو گئے تھے یا رضا شاہ ایران پر۔ تو پھر اس کے خلاف اٹھنے کو بھی ہم بغاوت ہی قرار دیں گے یہی حال ہندوستان کا ہے اگر کوئی قوم انگریزوں کے خلاف جنگ کرے گی تو اس جنگ کو ہم بغاوت قرار دیں گے لیکن اگر انگریز ہتھیار ڈال دیں اور

معزز ہمعصر (اخبار) پیغ ۲۶ رفروری ۱۹۲۵ء کے اشو میں رقمطراز ہے جنیوا کی اطلاع مظہر ہے کہ احمدیہ فرقہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود احمد نے لیگ آف نیشنز سے درخواست کی ہے کہ وہ کابل میں دو احمدیوں کی سنگساری کے بارے میں افغانستان کی گورنمنٹ سے بازپرس کرے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۵ رمارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۳) دیکھ لو (ج)

دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے رستہ میں جو سلطنتیں آئیں اور انہوں نے احمدیت کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدا کی، وہ کس طرح تباہ کردی گئیں۔

پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رستہ میں روک تھی اور وہاں پر نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی بلکہ احمدیت کا اظہار بھی ممنوع تھا اور مسیح موعود کو وہاں جانے کا ڈراوا دیا جاتا تھا۔ خدا نے اس کے تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کر دئے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۴ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۱۹ء)

(۲۴) کابل (ج)

اب دیکھ لو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہوگیا۔ پھر حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے کابل میں جاؤ تو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب ان شاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے اور ان کو دکھا دیں گے کہ جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اس کے (مرزا صاحب کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے ....

اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خان) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے

(۲۱) سازشی خطوط (ج)

افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلیہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:-

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعوے دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔ (اخبار امان افغان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۶ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۲) مداخلت اور باز پرسی (ج)

جماعت احمدیہ کے امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفۃ المسیح نے لیگ اقوام سے پرزور اپیل کی ہے کہ حال ہی میں پندرہ پولیس کانسٹیبلوں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگسار کر دیا ہے اس کے لیئے دربار افغانستان سے باز پرس کرنے کے لیئے مداخلت کی جائے۔

کم از کم ایسی وحشیانہ حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۵ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

(۲۶) دنیا کا چارج (ج)

وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید ہوئے تھے وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہیئے ... ... دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لئے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑ جاتا۔ مگر اب دیکھو کتنا تغیر آگیا وہاں کے بادشاہ نے کہہ دیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ فروری ۲ مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۷/۶۸)

(۲۷) اسی لئے (ج)

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینیر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا لکھا ہے کہ کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اسی لئے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

نادانی سے جنگ شروع کردی ہے احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے کیوں کہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے بس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۱۹ء)

(۲۵) جنگ کابل (ج)

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھکر مدد دی۔ اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی ورنہ ایک ہزار سے زائد احمدی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز اکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۴ رجولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

میں اس فتح کی خبر دی گئی ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا دراصل اس کے محرک خدا تعالٰے کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۳۰) عراق کی فتح (ج)

عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سیکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے لیکن جب ہاں حکومت قائم ہو گئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط تو کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہوگی مگر احمدیوں کے لئے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۷ مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۲۳ء)

(و) عرب

(۳۱) کیا فائدہ (ج)

آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤسا کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم رؤسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے کہ چلو

(ھ) عراق

(۲۸) عمدہ نتائج (ج)

لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں... یقیناً اس نیکدل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیوں کہ...... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمراں بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیوں کہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا۔ اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

(۲۹) فتح بغداد (ج)

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔ فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں دیکھئے کس زمانہ

کردیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہئے کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں۔ اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سکریٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۷۵ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(ح) ترکی

(۳۳) تُرک (ج)

ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہوں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم۔

خبر کی تردید ہوگئی ۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب رو ساء کو مدد نہیں دیتی ۔ مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے ۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے ۔ اور کچھ کم شریف حسین کو ملتی تھی جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ چمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں ۔ کیوں کہ حکومت برطانیہ کی طرف سے شریف حسین کو اس اس قدر مدد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(ز) بیت المقدس

(۳۲) قادیانی مضمون کا شکریہ (ج)

بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں ۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم

امر قسری کے نام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ مولوی محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے لکھا گیا ہے ورنہ قادیان یا قادیان سے کوئی تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے جو سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرتا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگروہ غیر مبائع ہیں لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لئے کہ وہ مرکز قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے تو اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لئے قادیان کی آڑ کیوں لیتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے۔

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷
نمبر ۶۱ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۲۰ء)

(۳۶) قادیانی خلافت (ج)

ہمارے نزدیک اگر ترکوں کے بادشاہ خلیفہ تھے بھی تو جس وقت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا اسی وقت سے ان کی خلافت باطل ہو گئی جب کوئی انسان مامور ہو کر آئے تو پھر وہی خلیفہ ہوتا ہے نہ کہ کوئی اور۔ اس کی خلافت کے مقابلہ میں اور کسی انسان کی خلافت نہیں چل سکتی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو آپ کے پیرو ان میں سے ہو اور دوسرے مسیح موعود کی آمد کے ساتھ ہی خلافت کے طریق میں بھی فرق آگیا کیوں کہ مسیح موعود صرف روحانی خلیفہ تھا بادشاہ نہ تھا پس اس کے خلفاء کا بھی وہی رنگ ہوگا جو اس کا رنگ تھا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۴ء ...)

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۳۴) سلطان اور خلیفہ (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ نے اپنے مضمون معاہدہ ٹرکی میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جماعت احمدیہ کے نزدیک ہمارے سلطان ملک معظم جارج خامس فرماں روائے حکومت برطانیہ ہیں اور خلیفۂ وقت حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا صحیح جانشین یعنی یہ عاجز (میاں محمود احمد صاحب)۔ مگر باوجود اس کے جماعت احمدیہ اس وقت جبکہ برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کے خلاف کوئی امر نہ ہو ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے"

اس پر کوڑ مغز ایڈیٹر پیغام (صلح) نے جو درافشانی کی ہے وہ حسب ذیل ہے

"کوئی نہ سمجھے خلافت ان کے (میاں محمود احمد صاحب کے) نام عرش معلی پر رجسٹرڈ ہو چکی ہے کہ اب ان کے مقابل کوئی کسی قسم کا بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں"

"آپ (میاں محمود احمد صاحب) کی محولہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان المعظم جارج پنجم کی خلافت کے قائل ہیں اور اسی لئے آپ نے سلطنت برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کو ترکوں کے مفاد اور ان کی عزت پر مقدم رکھا ہے ... تف ہے ایسی مسلمانی پر" (اخبار پیغام صلح لاہور)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۰ء)

(۳۵) سلطان ٹرکی (ج)

اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۱۲ جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈریس بخدمت جناب وائسرائے شائع کیا گیا ہے فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ

اور ترک برابر شکست کھا رہے ہیں۔ چاروں طرف سے مسلمان ان کے خلاف نفرت کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور ترکوں کی بداعمالی اور دین سے بے توجہی آج ان کے لئے وبال جان ہو رہی ہے۔

انگلستان کے وزیراعظم مسٹر اسکوئتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ اور تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا اور جب انہوں نے جلسہ عام میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں افسوس ترکوں نے اسلام کو چھوڑ کر کامیاب ہونا چاہا تھا آخر یہ دن دیکھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۴۰) قادیان میں چراغاں

۲۷ ماہ نومبر کو انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا۔۔۔ ۔۔۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چراغ جلائے گئے اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلفریب تھا حضرت خلیفۃ المسیح

(۳۷) مٹنے دو (ج)

ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آل عثمان کی سلطنت زندہ یا زندہ رہنے کے قابل ہے۔ پس یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہم ترکوں کے دشمن ہیں۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں واقعات کی بنا پر اور مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے لکھتے ہیں۔ کیوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔ اسلام وہ طاقت ہے جس نے فاتح ترک کو مغلوب کیا تھا اور اب بھی تاریخ اپنا اعادہ کر سکتی ہے مگر اس کے لئے اندرونی حالت میں تغیر ضروری ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۷ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء۔)

(۳۸) قادیانی خواہش (ج)

بہر حال واقعات اب بتلاتے ہیں کہ آل عثمان (ترکوں) کا ستارہ اقبال اب غروب ہونے کے قریب ہے۔ اسلامبول پر اب کوئی نیا تغیر آنے والا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اگر بہادر عثمانی (ترک) ایا صوفیہ کی متبرک عبادت گاہ ایوب انصاری کی قابل احترام زمین خوابگاہ یا اسلامی آثار قدیمہ کی حفاظت سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوں تو پھر یہ منصب برطانیہ کے حریت پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے اور خدا کرے وہ دین میں بھی ترک سے ایک قدم بڑھ کر اسلام کے خادم ہو جاویں اور قسطنطنیہ پھر بھی اسلامبول ہی رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۴ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۵ء۔)

(۳۹) قادیانی رضامندی (ج)

تازہ آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی برابر ترکی علاقہ میں گھستے جاتے ہیں

(ط) دیگر ممالک

(۴۱) بے شک (ج)

بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیرخواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی تیار رہوں لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا نادانوں کے ان سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ یہ مذہبی آزادی ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ممالک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کہ جس طرح اچھے دکان دار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ نخواہ پیاری اور ہر دلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔

(البلاغ المسمی بہ فریاد درد ص۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۲) قادیانی مجاہد (ج)

چوں کہ برادرم محمد امین خانصاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قبضہ پر

ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ تمام احمدی اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنمائی پیدا ہو گئی۔ دارالعلوم میں۔ بورڈنگ ہاؤس اور ہائی سکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا اور ساری عمارت کے طول اور عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی۔ یہ پرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت موثر اور خوشنما تھا۔ اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی بخوشی حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگ دستی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۱ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(ایک دوست نے دریافت کیا کہ ترکوں کی (یونانیوں کے مقابلہ میں) فتح کی خوشی میں روشنی وغیرہ کے لئے چندہ دینے کے متعلق کیا حکم ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا روشنی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۵ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

(۴۳) تبلیغ اسلام (ج)

ہمارے برادر محترم خان محمد امین خاں صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۷ء)

(۴۴) تبلیغ احمدیت (ج)

روسیہ میں اگرچہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا لیکن چوں کہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری کرنی پڑتی تھی۔ کیوں کہ ہمارے سلسلہ کا مرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرنا پڑتا تھا۔

(محمد امین صاحب قادیانی مبلغ کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(ی) خلاصہ

(۴۵) سیاست زہر (ج)

چوں کہ ایک طرف تو سیاست ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے

انگریزی جاسوس قرار دئے جاکر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد گوشکی سرحد افغانستان پر لیجایا گیا۔ اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے۔ اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا۔ اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا۔ اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پا پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔ وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء)

(۴۷) مُسلم لیگ (ج)

ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا صاحب) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں ساز گار و بابرکت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ اُن کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۷۸ مورخہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء)

(۴۸) خوشی اور مسرت (ج)

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے نہایت قابل اور متقی نوجوان جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) کے ارشاد کی تعمیل میں ضلع لاہور، امرت سر، گورداسپور اور فیروز پور کی طرف سے اسمبلی کے امیدوار کے طور پر کھڑے ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت تک جناب موصوف نے جس ایثار اور اخلاص سے جماعت احمدیہ کے بعض نہایت اہم مقدمات کی پیروی کی اور ان میں کامیابی حاصل کی وہ ان کی قانونی قابلیت کا کافی ثبوت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء۔۔)

حتی کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہے اور دوسری طرف آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مہیا ہو سکیں اتنے ہی کم ہیں اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اخبار الفضل مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء)

(۴۶) سیاسیات سے پرہیز (ج)

احمدی مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اس مرض سے اپنے تئیں بچائے جو سیاست کے نام سے موسوم ہے اور جس کا مریض بہ مشکل اپنی اصل صحت کی طرف عود کرتا ہے۔ اس خوفناک مرض کا نتیجہ ابتدائً قانون حکومت سے اور بعد میں قانون شریعت سے سرکشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے...... پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہ پرہیز کرے۔ اس سے اگر ہو سکے تو محض رضائے مولیٰ کے لئے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دیتے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاسیات سے بعینہ اسی طرح بچے جس طرح خدا کے مسیح نے فرمایا ہے چونکہ ہم غیر مبائعین لوگوں (لاہوری جماعت) کے افعال وخیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس طرح ہم غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۹ مورخہ ۶ر جون ۱۹۱۵ء)

اپنے اس نبی کو اس سلطنت کے حدود میں پیدا نہ کرتا بلکہ کسی اور ایسی حکومت کے زیر سایہ پیدا کرتا جو دنیا میں سب سے اعلیٰ حکومت ہوتی مگر خدا تعالیٰ کا تمام سلطنتوں کو چھوڑ کر انگریزی سلطنت کے ظل حمایت کو اپنے نبی کے لئے منتخب کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ تحقیقی موجودتوں سے غائب تھا اس کے لانے والے نبی کی بعثت کے لئے یہی سلطنت موزوں و مناسب تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ر نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۱) قادیانی ڈھال (ج)

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقعہ گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کرو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے ....

پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہو گئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان ان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۵۲) نرالا تعلق (ج)

ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ

(۴۹) مفاد ملحق (ج)

اس بات کا بھی خیال ہے کہ حضور سکریٹری آف سٹیٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے پر اس بات کو پیش کیا جاوے کہ احمدیہ جماعت اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفاد ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ہوم رول کے متعلق تحریک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب احمدیہ جماعت کے جہاد اور سلطان ٹرکی کی خلافت کے انکار کے باعث دشمن ہو گئے ہیں لہذا جماعت احمدیہ کی وفاداری کا خیال رکھتے ہوئے قبل اس کے کہ سلف گورنمنٹ کے متعلق کوئی کارروائی کی جاوے جماعت احمدیہ کی حفاظت کے متعلق مناسب انتظام فرمایا جاوے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۵۱) ظل حمایت (ج)

ہمارا مذہب ہے اور ہمارے سید مولیٰ حضرت مسیح موعود کی کتب میں اس کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر ہے نیز اس مسلک سے تمام دنیا خوب واقف ہے کہ ہم گورنمنٹ کے سچے دل سے وفادار اور خیر خواہ ہیں کیوں کہ یہ گورنمنٹ ہماری خاص محسن ہے اور اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ جن کا شمار کرنا آسان نہیں نیز ہمارے خیال میں یہ حکومت تمام دنیا کی حکومتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اور ہمارے نزدیک اس کی افضلیت اور برتری کی سب سے بڑی اور زبردست دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے امن کے شہزادے اور اپنے بزرگ نبی حضرت مسیح موعود کو اسی سلطنت کے زیر سایہ مبعوث فرمایا تا وہ اپنے صلح و آشتی کے مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور صلح و آشتی سے دنیا کے دلوں میں حقیقی معرفت اور سچے خدا کی محبت پیدا کر کے سچے اور خدائی مذہب کی طرف دنیا کو دعوت دے۔ اگر یہ سلطنت واقعی طور پر عمدہ اور ساری دنیا کی سلطنتوں سے افضل و برتر نہ ہوتی تو یقیناً یقیناً خدا تعالےٰ

منانہایت شادان و فرحان ہوا۔ دونوں سکولوں۔ انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کردی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے۔ اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند روز ہوئے کہ ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔

فتح کی خوشی میں مولوی عبدالمغنی صاحب نے بحیثیت سکریٹری "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر الحکم ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارکباد کا تار بھیجا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ارنومبر سنہ ۱۹۱۸ء۔)

(۵۵) فتح کی خوشی (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ رنومبر سنہ ۱۹۱۸ء)

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ جنگ جس کا اثر دنیا کے ہر حصہ میں عذاب عظیم بن کر چھا رہا تھا۔ اب گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کے ساتھ ختم ہوئی ہے جو کہ ہماری جماعت کے لئے کئی قسم کی خوشیوں کا موجب ہے سب سے بڑی خوشی تو ہمارے لئے یہ ہے کہ حضور اقدس نے جنگ کی پیشگوئی فرما کر اپنی جماعت کو سلطنت برطانیہ کی فتح کے لیئے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور خود بھی برطانیہ کی فتح کے لئے

باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہوئے ہیں گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جبکہ جنگ و جدل جاری ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۱۸ء)

(۵۳) نیک ثمرات (ج)

ہمارے امام مسیح موعود نے جس نے اس جنگ کی پہلے سے خبر دی تھی ہم کو تعلیم دی کہ ہم سرکار برطانیہ کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھیں۔ لہذا ہمارے وہ احمدی سپاہی جو آج سرزمین فرانس میں برطانیہ کے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں وہ اپنے دلوں میں اپنے پیارے امام کے ارشاد کو محفوظ رکھ کر اس یقین سے تلوار اٹھا رہے ہیں کہ مسیح موعود کے حکم کی اطاعت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت ہے اور اطاعت میں اٹھائی ہوئی تلوار کے سایہ میں بہشت ہے پس یہ جنگ اہل اسلام کے لئے انشاء اللہ مبارک اور نتیجہ خیز ہوگی اور ہماری وفاداری ضرور نیک ثمرات پیدا کرے گی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۷۵ مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۴ء)

(۵۴) نہایت فائدہ بخش (ج)

۱۲ر تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان میں پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قادیان میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو

ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۲۴ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۵۸) چوہڑے چمار (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا کہ۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آ جائے گی۔ اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی"۔

اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی۔ تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر موثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔ (تو گویا قادیانی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔ مؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

خاص دعا کی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضور کی قبولیت دعا کو تمام عالم پر روز روشن کی طرح چمکا دیا اور اس قدر اور ایسے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ جن کو احمدی ہر ملک و ملت کے سامنے بہت آسانی سے بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ پھر خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار اتنا اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے جہاں بالخصوص احمدیت کی تبلیغ کی بڑی ضرورت تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۶) روحانی عافیت (ج)

اگر ایک طرف وہ لوگ جن کو اس جنگ عظیم کے نتیجہ میں سلطنت برطانیہ کا ظل حمایت نصیب ہوا ہے، روحانی عافیت حاصل کریں گے اور خدا کے نبی (مرزا صاحب) کا پیغام سنیں گے اور حقیقی اسلام جیسی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہوں گے تو دوسری طرف وہ دنیوی انعامات اور آرام و امن سے بھی حصہ وافی پائیں گے۔ اور آگاہ ہوں گے کہ دنیا میں آرام اور آسائش کی زندگی بھی کوئی چیز ہے

...... غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتحیاب ہونا دنیا کے ایک بڑے حصہ کے لئے بہت امن و آرام کا باعث ہوگا اور ہمارے لئے تبلیغ اسلام کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۷) قادیانی تلوار (ج)

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام

گر کسے آرد تذبذب در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں
(از حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۴ء)

(۳) نجات

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نورالدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ ماہ نومبر ۱۹۱۴ء و اخبار بدر جلد ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴) میرا تو ایمان ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں۔ اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو۔ اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے تو پھر۔ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیوں کہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی

فصل پندھویں

قادیانی اکابر

(۱) حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول قادیان

(۱) دو آدمی (ج)

مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں۔ ایک حضرت مولوی نورالدین صاحب اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب۔ اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کہتی تھیں کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں اور والدہ (حضرت ام المومنین) فرماتی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول) یہ معاملہ حضرت اقدس کے پیش کیا گیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آتا ہے عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے اور حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بائیں طرف۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۶ء جلد ۹ نمبر ۶۵)

(۲) میرزائے قادیان

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند

آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں

میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا ہے کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی و روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری (قادیانی صاحبان کی) گردنیں اس کے آگے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے۔ میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ ابی واستکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئے گی۔ اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔

(تقریر حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۷ راگست ۱۹۲۶ء)

(۸) مخالف کا خط (ج)

۶ راپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا اس کا سرنامہ لکھو جناب من۔ دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو اور سلام نہ لکھو کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں اور ہم سے ایک طرف ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۲ و ۱۲۳ مورخہ ۴ و ۶ راپریل ۱۹۱۵ء)

ہوں گے خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ملا مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) خدا کی قسم (ج)

میں (حکیم نورالدین) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام خلیفہ بنا دیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

(ارشاد حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل قادیان مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۳۳ نمبر ۹ جلد ۱۳)

(۶) نادرشاہی

مجھے (مولوی نورالدین صاحب کو) خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱ ص۱۲ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۷) سخت حماقت (ج)

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے ذریعہ محمد رسول صلعم کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد

(نامہ نگار اخبار پیغام صلح کے اشتہار گنجینہ صداقت کا اقتباس منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۶ء جلد ۱۳ نمبر ۶۹)

(ب) مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی

(۱۱) دو فرشتے (ج)

ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں کون سا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرم خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۱۲) بہت عشق (ج)

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) سے بہت عشق تھا۔ اگر مسیح موعود پر کوئی اعتراض کرتا تو آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو ایک عیسائی کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ برا تو نہیں منائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کیا میں پاگل ہوں کہ تم مجھ سے اچھی بات پوچھو تو میں برا مناؤں۔ اگر بری بات کہو تب تو برا مناؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب دس پندرہ روپیہ کے ملازم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مسیح گلیوں میں کہتا پھرتا تھا کہ کسی نے چارپائی ٹھکوانی ہو تو ٹھکوا لے۔ یہ بات سن کر عیسائی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو ناراض ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا۔ تم ناراض ہو گئے۔

(میاں محمود احمد صاحب کا درس قرآن مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۱۴ء)

(۹) نہانے کا ذکر (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے بیان فرمایا کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھتا تھا تو ایک دفعہ گھر میں مجھ سے حضرت (مرزا) صاحب نے دریافت فرمایا کہ میاں تم آج کل مولوی صاحب سے کیا پڑھا کرتے ہو۔ میں نے کہا بخاری پڑھتا ہوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب سے یہ پوچھنا کہ بخاری میں نہانے کا ذکر بھی کہیں آیا ہے۔ یا نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی (نور الدین) صاحب نہانے وغیرہ کے معاملہ میں کچھ بے پروائی فرماتے تھے۔ اور کپڑوں کے صاف رکھنے اور جلد جلد بدلنے کا بھی چنداں خیال نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو متوجہ کرنے کے لئے حضرت صاحب نے یہ الفاظ فرمائے ہوں گے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) عبرت انگیز (ج)

کہاں مولوی نور الدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاں میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبد الحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔

ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا۔ تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔ آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں حضرت (مرزا) صاحب نبی ہیں۔ یہ بعض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی و رسول کے الفاظ استعمال کئے یہ خطبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ و تاب کھائے جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصہ میں بھر کر واپس آ گئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم (صاحب قادیانی) واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۳ء)

(۱۵) دو چیزیں (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مولوی عبدالکریم صاحب کو خاص

(۱۳) عاشقانہ رنگ (ج)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے وہ جب (دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے قاعدہ سے اُٹھے تو حضرت (مرزا) صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور (مرزا صاحب) کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی۔ اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف تحقیق بیان کی کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا بس وہی درست ہے۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷۰ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

(۱۴) دو خطبے (ج)

خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً یا ایھا النبی وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں۔ مگر حضرت (مرزا) صاحب ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے میں نے

مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا۔ مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ اتنی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اس محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ آخر مولوی صاحب اسی مرض میں فوت ہو گئے۔ مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جا سکے۔ بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا۔ کیوں کہ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہ چوں کہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ جو آپ کو بے تاب کر دیتی تھی۔ اور مولوی صاحب مرحوم چوں کہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے۔ اسی لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیر پھاڑ سے چھلنی ہو گیا تھا۔ اور وہ اس کے درد میں بیتاب ہو کر کراہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۷ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) بہت تکلیف (ج)

عرض مولوی عبدالکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں ان کے پرزور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبت مسیح موعود علیہ السلام کا معتقد تھا مگر جوں ہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا

عشق تھا اور ایسا عشق تھا کہ اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اس زمانہ کو دیکھا۔ دوسرے لوگ اس کا قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ایسے وقت میں فوت ہوئے جب میری عمر ۱۶-۱۷ سال تھی۔ اور جس زمانہ سے میں نے ان کی محبت کو شناخت کیا ہے اس وقت میری عمر ۱۲-۱۳ سال کی ہوگی یعنی بچپن کی عمر تھی۔ لیکن باجود اس کے مجھ پر ایک ایسا گہرا نقش ہے کہ مولوی صاحب کی دو چیزیں مجھے کبھی نہیں بھولتیں ایک تو ڈھلن کا پانی پینا۔ اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ان کی محبت۔ آپ ٹھنڈا پانی بہت پسند کرتے تھے اور پیتے وقت غٹ غٹ کی ایسی آواز آیا کرتی تھی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کی نعمتوں کو جمع کر کے بھیج دیا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۳ مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ء)

(۱۶) مولوی عبدالکریم صاحب کا انجام (ج)

بیان کیا مجھ سے بیوہ مرحوم مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے کہ جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔ اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو۔ میں حضرت (مرزا) صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر جا رہا ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں۔* اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار زار رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت (مرزا) صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے۔ جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں۔ مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرائیں۔ اور بڑے روئے۔ اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ

دیکھ کر مجھے اتنی گھن اور نفرت آتی جو بیان سے باہر ہے۔ وہ جب بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتے کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہو جاتا۔ کہیں ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے اور مجھے ان کی باتیں سن سن کر اتنی گھن اور نفرت آتی کہ میں چاہتا۔ وہاں سے بھاگ جاؤں! ایسی باتوں کے وقت ہٹ جانے میں کیا مضائقہ تھا۔ للمولف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۷۷ جلد ۲۳ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۲۰) تعلیمی حالت (ج)

میری تعلیمی حالت نہایت معمولی تھی۔ سستی کہو یا صحت کی کمزوری کا خیال کر لو۔ میں اسکول میں کبھی اچھے نمبروں پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ دینی تعلیم ایسی تھی کہ میرے گلے اور آنکھوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب خود پڑھا کرتے تھے۔ آپ خود کمزور اور بوڑھے تھے۔ مگر میری صحت کو اس قدر کمزور خیال فرمایا کرتے تھے کہ بخاری اور مثنوی رومی خود پڑھتے اور میں سنتا جاتا۔ عربی ادب کی کتابیں بھی خود ہی پڑھتے۔ اور جب میں پڑھنا چاہتا تو فرمایا کرتے میاں تمہارے گلے کو تکلیف ہوگی۔ مجھے یاد ہے بخاری کے ابتدائی چار پانچ سپارے تو ترجمہ سے پڑھائے مگر بعد میں آدھ آدھ پارہ روزانہ بغیر ترجمہ کئے پڑھ جاتے۔ صرف کہیں کہیں ترجمہ کر دیتے اور اگر میں پوچھتا تو فرماتے جانے دو۔ خدا خود ہی سمجھا دے گا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۳ء)

(۲۱) آپس کی بات (ج)

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) سے جس طرح پڑھا ہے

اور میری آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی۔ مولوی صاحب کی محبت مسیح اور خدمت مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں یہ بہت سا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۴ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء)

(ج) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی قادیان

(۱۸) تعلیم کی خوبی (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) بھی کسی کے شاگرد نہ تھے۔ اسی طرح آپ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) بھی کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔ بے شک آپ اسکول میں پڑھتے رہے ہیں۔ مجھ سے بھی پڑھتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں میں ہیڈ ماسٹر تھا یا مولوی شیر علی صاحب تھے۔ آپ (میاں محمود احمد صاحب) اسکول میں پڑھتے تھے۔ مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں چڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہیں۔ آپ نے مڈل کا امتحان دیا۔ اور میں ساتھ گیا۔ اس میں بھی آپ فیل ہوئے (شاید یہ آپ ہی کا فیض صحبت ہو۔ للمولف) پھر انٹرنس کا دیا۔ اس میں بھی آپ فیل ہوئے (گویا وضعداری برقرار رہی۔ للمولف)

(مفتی محمد صادق صاحب قادیانی کا خطبہ جو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے تازہ ترین نکاح کی تقریب میں بمقام قادیان پڑھا گیا۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(۱۹) بچپن کے دو استاد (ج)

بچپن میں جب میں ہائی اسکول میں پڑھتا تھا تو دو استاد تھے۔ انہیں

تھا کہنے لگا "چچا اباجان بھی دیکھو۔ میں جانداہاں تہاڈی چلاکیاں نوں" تو بعض دفعہ سادہ لوح بچ جاتا ہے مگر چالاک پھنس جاتا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۹ جلد ۲۲ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۳) طالب علم

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا۔ اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں، وہ ہوں لیکن اب تو اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے یہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔

کچھ عرصہ ہوا لاہور میں دو مولوی صاحبان مجھ سے ملنے آئے اور بطور تمسخر ایک نے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگے۔ آخر کچھ تو ہوگی۔ میں نے کہا صرف، قرآن جانتا ہوں۔ کہنے لگے۔ بس قرآن۔ مجھے ان پر تعجب کہ ان کے نزدیک قرآن جاننا کوئی چیز ہی نہیں۔ اور انہیں اس پر خوشی کہ ان کی تعلیم کچھ نہیں پھر ایک نے پوچھا۔ انگریزی پڑھی ہوگی۔ میں نے کہا پڑھتا تو تھا۔ مگر ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ کہنے لگے کہ تو پھر انگریزی بھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد پوچھنے لگے۔ پرائیویٹ طور پر تو کچھ تعلیم حاصل کی ہوگی میں نے کہا وہ بھی قرآن ہی پڑھا ہے۔

اور واقعی یہ امر واقعہ ہے۔ میں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطبا نے کہا تھا کہ اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی۔

(میاں محمود احمد صاحب کی تقریر لائل پور مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء)

اور کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ آدھ آدھ پارہ بخاری کا آپ پڑھتے تھے اور کہیں کہیں خود بخود ہی کچھ بتا دیتے تھے اور بعض وقت سبق کے انتظار میں سارا سارا دن گزارنا پڑتا تھا۔ اور کھانا بھی بے وقت کھایا جاتا تھا اسی وقت سے میرا معدہ خراب ہوا ہے۔ ایک دفعہ میرے سر میں درد تھا اور میں پڑھ کر آیا تھا۔ والدہ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے کہا میں تو پڑھتا نہیں۔ مولوی صاحب ہی پڑھتے ہیں آپ نے جا کر مولوی (نورالدین) صاحب سے کہا۔ آپ کیا پڑھاتے ہیں محمود یوں کہتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے فرمایا۔ میاں تم ہمیں کہتے بیوی صاحب کو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۲۲) ہتھکنڈے

مجھے بچپن میں شوق تھا کہ تماشا گر جو ہتھکنڈے وغیرہ کرتے ہیں انہیں سیکھوں۔ ایک دفعہ ہمارے ایک احمدی دوست یہاں آئے اور انہوں نے بہت سے تماشے دکھائے۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑ گیا کہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ پہلے تو انکار کرتے رہے مگر پھر میرے اصرار پر آپ نے اس احمدی دوست کو رقعہ لکھا کہ اگر آپ کے اوقات میں حرج نہ ہو تو میرے بچے کو یہ کھیلیں سکھا دیں۔ انہوں نے مجھے کئی باتیں سکھا دیں پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لاہور گئے تو میرے شوق کو دیکھ کر شعبدوں کی چار پانچ کتابیں میرے لئے لے آئے۔ اس طرح میں سینکڑوں شعبدے جانتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی شعبدہ دکھایا جائے تو بڑے بڑے سمجھدار آدمی پاگلوں کی طرح حیران ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مگر بچے بات کی تہ کو آسانی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گھر میں کوئی ایسا ہی شعبدہ دکھایا تو سب حیران ہو گئے مگر میرا چھوٹا بھتیجا جو ابھی آداب سے ناواقف تھا اور جو میرے پاس ہی بیٹھا

(۲۶) میری صحت (ج)

باقی رہا میری صحت کا معاملہ۔ تم (لاہوری فریق) کہتے ہو میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں (پانچواں) نکاح (جو عزیزہ خاتون بنت سیٹھ ابوبکر یوسف جمال کے ساتھ ہوا تھا) کروں۔ میری صحت تو بچپن سے ہی خراب ہے۔ اس لحاظ سے تو میری پہلی شادی بھی نہیں ہونی چاہئے تھی بچپن میں میری صحت خراب تھی۔ اسی وجہ سے حضرت (مرزا) صاحب نے حساب کی تعلیم مجھ سے چھڑا دی تھی پھر محض شادی سے صحت نہیں بگڑا کرتی۔ اگر انسان صحت کے اصول کا خیال رکھے اور احتیاط کرے تو دس شادیوں کے ساتھ بھی صحت نہیں بگڑتی لیکن سوال تو یہ ہے کہ میری صحت کے متعلق آپ لوگوں کو کب سے فکر پیدا ہوا ہے۔ اس رنگ میں اعتراض کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ محض ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد اعتراض کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۹۶ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

(۲۷) دودھ (ج)

اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر انسان کے لئے بہت فوائد رکھے ہیں قرآن کریم میں اس کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ سب سے زیادہ ہضم ہونے والی اور نہایت عمدگی سے جذب ہونے والی غذا ہے لیکن یہی دودھ کسی بیماری اور جسمانی نقص کی وجہ سے مضر ہو جاتا ہے۔ میرا یہی ذاتی تجربہ ہے مجھے دودھ کسی صورت میں نہیں پچ سکتا۔ چند دن اگر طبیعت کو مجبور کر کے استعمال کروں۔ تو بخار ہو جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے ایک سال پہلے سے میری یہی حالت چلی آتی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۵۰، مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۲۴) کتابوں کا کیڑا (ج)

میں کتابوں کے پڑھنے کا بہت شائق ہوں اور اتنا کہ کتابوں کا کیڑا کہنا چاہئے۔ میں ہر فن ہر مذاق اور ہر رنگ کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۱ء نمبر ۴۱ جلد ۹)

(۲۵) گندی فطرت (ج)

آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ جب صحت اچھی نہ ہو تو ایک شادی کرنا بھی مشکل کام ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایسا شخص (میاں محمود احمد صاحب) جسے دو شادیوں کے بوجھ کا تجربہ ہو وہ ایک اور کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کئی بار فرمایا کہ میری صحت اچھی نہیں۔ مجھ پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ اس لئے میں اس رشتہ کو کرتے ہوئے بہت ڈرتا ہوں۔ مگر خدا کی طرف سے جو بات مقدر ہو۔ وہ ہو کر ہی رہتی ہے اس لئے آپ ہی کو یہ رشتہ (ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی صاحبزادی مریم سے نکاح) کرنا پڑا۔

ان سب باتوں کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسی دنیوی غرض اور خواہش سے نہیں بلکہ محض حضرت مسیح موعود کی اس بات کو پورا کرنے کے لئے جو آپ نے فرمائی اور جس کا پورا کرنا بلحاظ وصی اور جانشین کے آپ کا فرض تھا۔ اب اگر کوئی بدقسمتی اور بدبختی سے اعتراض کرے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ اپنی حالت پر قیاس کر کے کرے گا اور اس طرح اپنی گندی فطرت کو ظاہر کرے گا۔

(خطبہ نکاح میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان از مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۹، مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ وہ خدا کا کلام ہے جو اس کے پیارے مسیح پر نازل ہوا۔ اس میں خدائے قدوس حضرت خلیفۃ المسیح کو جس سے پاک ٹھہراتا ہے۔ نور اللہ اور کلمۃ اللہ قرار دیتا ہے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح قرار دیکر اپنی روح آپ میں ڈالتا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا کام آپ کے سپرد فرماتا ہے۔ کیا ممکن ہے جسے خدا ایسا کہہ رہا ہو وہ نعوذ باللہ ویسا ہو۔ جیسے چند آوارہ گرد اور بدکردار انسان دنیا میں مشہور کر رہے ہیں؟ اگر آج دنیا کے تمام شیاطین بھی اکٹھے ہو جائیں اور وہ ہر گلی اور کوچہ میں یہ شور مچائیں اور کہیں۔ نعوذ باللہ آپ ایسے ہیں ویسے ہیں تو ہر وہ انسان جس نے مسیح پاک کا دامن پکڑا ہے۔ اپنے صمیم قلب سے اس شیطنت کا ارتکاب کرنے والے اشخاص کو جھوٹا اور مفتری قرار دے گا۔ اور کہے گا۔ ایسا ہرگز نہیں سچ وہی ہے جو خدا نے کہا۔ اور کون ہے جو خدا سے بھی بڑھ کر سچا ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۶ رمئی ۱۹۳۷ء نمبر ۹۲ جلد ۱۰)

(۳۷) فخر رسل (ج)

محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

(۲۸) دو باتیں (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا۔ دو باتیں تو مجھ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پالک کا نام سن کر میرے پٹھوں میں تشنج شروع ہو جاتا ہے۔ اور جسم پر کپکپی سی ہونے لگتی ہے۔ آج ہی کھانے میں ساگ تھا جب میں نے اس کے متعلق پوچھا اور بتایا گیا کہ پالک کا ساگ ہے تو یہی حالت ہوئی۔ میں نے اس کے اُٹھا لینے کے لئے کہا اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد میری حالت برقرار ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب میں کسی بیمار کے پاس جاؤں۔ خود بیمار ہو جاتا ہوں اور بخار ہو جاتا ہے۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۲)

(۲۹) حضرت محمود کی شان (ج)

حضرت محمود کی شان اگر معلوم کرنا چاہو تو آؤ اس الہی وحی کا مطالعہ کرو جو مسیح پاک پر نازل ہوئی۔ اس میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

"اس کو مقدس روح دی گئی اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے

محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔
(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۳۔
مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۳۳) ہمہ صفت موصوف انسان (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء)

تاریخ عالم سے پتہ لگتا ہے کہ آدم کے فرزندوں میں سے جو ممتاز سمجھے گئے ہیں ان کو صرف ایک یا چند ایک خوبیوں اور نعمتوں سے خاص حصہ ملا ہے جس کی وجہ سے ان کے نام صفحۂ دہر پر خاص طور پر مشہور ہیں مثلاً کوئی حسب و نسب کی وجہ سے فائق سمجھا گیا اور کوئی مال و دولت کی وجہ سے مشہور ہوا کسی کو حکومت ملی اور کوئی علوم کا حامل ہوا۔ کسی کو خلافت عطا ہوئی کوئی حکمت و دانائی کی وجہ سے لقمان بنا اور کوئی معاملہ فہمی کی وجہ سے مدبر کہلایا کوئی ظاہری حسن کی وجہ سے یوسف کہلایا اور کوئی باطنی خوبیوں کی وجہ سے مراتب پا گیا۔ الغرض جس قدر بھی کمالات ظاہری و باطنی ہیں وہ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں میں انفرادی صورت میں منقسم پائے جاتے ہیں لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ آج دنیا میں آدم کا ایک ایسا فرزند موجود ہے جس کی (۳۵) سالہ زندگی میں وہ تمام کمالات مجموعی طور پر پائے جاتے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف افراد میں فرداً فرداً پائے گئے وہ بے مثل انسان امام جماعت احمدیہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ہے۔

حضرات انبیاء کرام کی ذات ستودہ صفات اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس مقابلہ میں شامل ہو۔ (حاشیہ)

پس اے سوانح اور وقائع نویسو اور اے تاریخ عالم کے رازدانو بتلاؤ کہ کیا یہی وہ چند مشہور کمالات انسانی نہیں جن میں سے کسی کو ایک اور کسی کو دو ملنے کی وجہ سے ناز ہوتا رہا اور تم لوگوں نے اس کی تعریف و توصیف کے

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

(تریاق القلوب ص۴۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آخر میں ہم پھر ایک دفعہ خوش آمدید اور اہلاً و سہلاً و مرحبا عرض کرتے ہیں اور اس شعر کو جو حضور (میاں محمود احمد صاحب) کے لئے ہی ہے اور موجودہ موقعہ کے بہت موزوں ہے دہراتے ہیں۔

اے فخر رُسل قُرب تو معلوم شد دیر آمدۂ زراہِ دُور آمدۂ

(سفر انگلستان سے واپسی پر میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں قادیانی جماعت کا ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۵۹ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

(۳۱) وہ بیٹا (ج)

میں وہ بیٹا ہوں جس کی خبر انبیاء بنی اسرائیل نے دی ہیں وہ بیٹا ہوں جس کی رسول اللہ نے خبر دی ہیں وہ بیٹا ہوں جس کے محمود ہونے کی مسیح موعود نے خبر دی اور جس کو موعود بیٹا ٹھہرایا۔ ہاں میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ میں مصلح موعود ہوں کیونکہ مجھے خدا نے اس کی خبر نہیں دی۔ اگر مجھے خبر دی گئی تو کسی سوال کی ضرورت نہ ہوگی میں خود اعلان کر دوں گا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۳۲) میرا انکار

جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام

ایک دین کا پابند بنا دے۔
(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۶) سلسلہ خلافت (ج)

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا حضور کے بعد بھی خلیفہ آسکتا ہے یا آئے گا حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا۔ ہم تو خلافت کے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق قائل ہیں۔ اگر جماعت مستحق ہو گی تو خلیفہ ہو گا۔ اگر اس قابل نہ ہوئی تو خلیفہ نہیں ہو گا۔
(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۸ جلد ۹)

(۳۷) دنیا بامید قائم (ج)

ہماری جماعت میں اس وقت تک کوئی حضرت ہارون سے بڑا درجہ نہیں رکھتا اور بڑا کیا مساوی درجہ بھی نہیں رکھتا کیوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور ہم میں سے کوئی اس وقت تک نبی نہیں ہے۔ آئندہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو نبی بنا دے تو اس کا علم اسی کو ہے۔
(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۳۸) یوسف اور عثمان (ج)

خدا تعالیٰ ہر رنگ میں اور ہر طرح میری تائید فرما رہا ہے۔ اور ان کی کچھ تائید نہیں کرتا۔ یہی ان کے بے راہ ہونے کی خدائی شہادت ہے وہ یاد رکھیں یہ زمانہ بدلہ لینے کا ہے۔ پہلے یوسف کو یوسف کے بھائیوں نے کنعان سے نکالا تھا لیکن خدا نے اس یوسف (میاں محمود احمد صاحب) کو اس لئے بھیجا ہے کہ یہ اپنے دشمن بھائیوں (لاہوری جماعت) کے قادیان سے نکلنے کا موجب ہو جائے۔

راگ الاپے۔ کیا ہی لطف کی بات ہے کہ اب تمہارے ذوق کے لئے خدا نے آج ایک ایسا انسان پیدا کیا ہے جس کے اکیلے وجود کے اندر سب کمالات مجتمع کر دئے گئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۵ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

(۳۴) سارے نبیوں کی بیٹی (ج)

آج ۷ جون ۱۹۱۵ء مطابق ۲۳ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ دوشنبہ مبارک دوشنبہ ہے جب کہ خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود کی صاحبزادی امۃ الحفیظ (جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں دخت کرام فرمایا ہے اور جو خدا کے نشانوں میں ایک نشان ہیں) کا نکاح مکرم معظم جناب خاں صاحب محمد علی خاں کے صاحب زادے میاں عبداللہ خاں صاحب سے ہوا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

دخت کرام کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ چوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تمام انبیاء کا مفہوم صادق آتا ہے اس لئے گویا عزیزہ امۃ الحفیظ (مرزا صاحب کی صاحبزادی) سارے انبیاء کی بیٹی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

(۳۵) خلیفۂ قادیان

اس کے بعد میں ایک ایسی پیش گوئی کو لیتا ہوں جو آپ سے مجھ سے بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے انی معک یا ابن رسول اللہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علی دین واحد

(۲۰ نومبر ۱۹۰۷ء) یعنی اے اللہ کے رسول (غلام احمد قادیانی) کے بیٹے (محمود احمد قادیانی) میں تیرے ساتھ ہوں۔ تم سب دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں جمع کرو اور

پر قائم کرنا۔ پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا۔ پھر تزکیہ نفس کرنا۔ یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں صہ

پس آپ (قادیانی) وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چن لیا۔ اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے۔ جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھا دے گا۔ اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی۔ اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیوں کہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا۔ صلا

(منصب خلافت صہ وصلا مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۱) بیعت کا مفہوم

ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے ذریعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے۔ وہ اپنی جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ اولاد۔ جائداد غرض کہ ہر چیز خدا رسول اور اس کے نمایندوں کے لئے قربان کر چکا ہے۔ اب کوئی چیز اس کی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرا بھی شبہ ہے۔ وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا تو وہ اب بھی بیعت کو چھوڑ دے۔ جس بیعت میں نفاق ہو وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے۔ جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے۔ اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے۔ اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت میں نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل
یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

مجھ کو کہتے ہیں کہ عثمان ہے ہیں کہتا ہوں ہاں عثمان ہوں. مگر وہ عثمان تو دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوا اور میں وہ عثمان ہوں کہ میرے مخالف ناکام رہیں گے اور ناکام رہے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۷۹ مورخہ یکم اپریل ۱۹۱۹ء)

(۳۹) نمبر (ج)

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے خلافت کسی شخص کی مدد سے حاصل نہیں کی اس لئے میں کسی شخص سے کبھی ڈرا نہیں۔ نہ ڈرتا ہوں اور نہ کبھی ڈروں گا۔ ابھی ایک مخالف کہتے ہیں کہ اس قدر شورش ہو رہی ہے کہ ڈر رہے ہیں بغاوت نہ ہو جائے۔ کیا امان اللہ خاں کی حالت آپ کو بھول گئی ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ اگر امان اللہ خاں سے بدتر حالت ہو جائے۔ جب بھی میں نہیں ڈرتا کیونکہ میں جانتا ہوں جوں کہ میرے کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ماتحت ہیں اس لئے فرشتے میرے مددگار ہیں۔ پس کوئی بھی میری ایسی مخالفت نہیں کر سکتا جس سے میں تباہ ہو جاؤں باقی شورش وغیرہ سے تو وہی ڈر سکتا ہے جس کے نزدیک کامیابی کا معیار آدمیوں کی تعداد ہو۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں جن کی وفات پر صرف ایک شخص ان پر ایمان لانے والا تھا۔ پس اگر میرے ساتھ دو آدمی بھی رہ جائیں گے جب بھی میں ان انبیاء سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے والا ہوں گا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

(۴۰) میرا ہی کام

الغرض نبی کا کام بیان فرمایا۔ تبلیغ کرنا۔ کافروں کو مومن کرنا۔ مومنوں کو شریعت

بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیوں کہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین وفہیم ہے اور دل کا حلیم۔ علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا گیا ہے وہ مظہر الحق والعلاء ہے۔ اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہے وہ نور ہے نور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ اس میں خدا کی روح ڈالی گئی اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اور مبارک وہ جو اس کے آستانہ اقدس پر سر تسلیم رکھتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۷ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۳ء)

(۴۴) شخصیت پرستی

میاں محمود احمد صاحب صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا۔ وہ ماننا پڑے گا۔ خواہ سمجھ میں نہ آوے اور عقل اسے قبول نہ کرے۔ کیوں کہ بیعت کا منشا ہی یہی ہے کہ نامعقول باتیں بھی مانی جائیں۔ ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لئے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میاں صاحب نے خدا و رسول صلعم کے احکام کو پہلے برائے نام مقدم بتایا۔ پھر ساتھ ہی چٹکی میں مسل کر رکھ دیا۔ کہ خدا و رسولؐ کے احکام میں اجتہاد وہی مقبول ہوگا جو میں کروں گا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو خلیفہ حکم دے وہی کرو۔ قرآن اس کے خلاف ہو تو ہوا کرے کیوں کہ خلیفہ نے خواہ کتنا ہی غلط سمجھا ہو وہ سب ٹھیک ہے۔ شخصیت پرستی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں مل سکتی۔ قرآن وحدیث پر غور کرنے اور اسے سمجھ کر کسی استنباط اور اجتہاد کرنے کا دروازہ جب تمام قوم پر بند کر دیا گیا تو قرآن وحدیث کو مقدم کرنے کا نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ خلیفہ بجائے خود خدا و رسولؐ کا قائم مقام بن گیا۔ یہ شرک ہے اور خدا و رسول کی سخت

۴۲ جگت خلیفہ

میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں۔ میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور اس لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کے لئے عرب۔ ایران۔ چین۔ جاپان۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ سماٹرا جاوا اور خود انگلستان کے لئے غرض کہ کل جہان کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں۔ اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں۔ دُنیا کا کوئی ملک نہیں جس پر میری مذہبی حکومت نہیں۔ سب کے لئے یہی حکم ہے کہ میری بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہوں آج یہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں۔ لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اُس نئی حکومت کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بالمقابل خلافت نہیں بدل سکتی۔ اس وقت میں خلیفہ ہوں اور میری موت سے پہلے کوئی دُوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے میری ہی اطاعت فرض ہے ۔۔۔۔ اس میں جو تفرقہ کرتا ہے وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۴۶ء)

(۴۳) ایک ہی (ج)

اس وقت روئے زمین پر ایک ہی سچا روحانی خلیفہ ہے جس کا نام ہے مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ۔ وہ اپنے ساتھ ایک جماعت مخلصین رکھتا ہے جو خدا کے مرسل خدا کے نبی (مرزا صاحب) کے ہاتھ پر تیار کئے گئے ہیں وہ شرق و مغرب میں دین اسلام کا ڈنکا بجا رہا ہے وہ اپنے اندر وہ برکات رکھتا ہے جو انبیاء سے ورثہ میں ملتے ہیں اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہے وہ دنیا میں آیا تا اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے

مبہم اور متشابہ پیش گوئیاں۔ اس طرح لوگوں پر رعب جما کر اور مسیح موعود کا مبہم سا چولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ یورپ و امریکہ دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں اس کا نام ہے دُنیا۔ اور اس کے اسباب سیاست۔ اس کی چالیں۔ پیری اور اس کے کرشمے۔ ورنہ اس طرح تو پھر دُنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵۔ دسمبر ۱۹۳۴ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۶) دنیا حیران (ج)

میں نے قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اور اب اس قابل ہوا کہ میں تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ مصباح قادیان ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء
و اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء نمبر ۹۹ جلد ۱۷)

(۴۷) بڑے بڑے علوم (ج)

قرآن کریم جبرئیل نے نازل کیا ہے اور حضرت (مرزا صاحب) کی کتب بھی جبرئیلی تائید سے لکھی گئی ہیں جو شخص خاص ترکیب سے ان کو پڑھے گا وہ ان سے بڑے بڑے علوم پائے گا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

(۴۸) حقائق (ج)

اسی سلسلہ میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود

بے ادبی ہے۔ جس کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہو گی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہوا ہے۔ کیا بیٹے کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں۔ محض بیٹا ہونا اس ساری اسکیم کو چلائے جا رہا ہے۔ بیٹا ہے۔ اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں بخشا ہوا ہے۔ اس لئے سچا ہے۔

اور اب کی دفعہ تو سنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے جنتی ہیں۔ انہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اُن کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں۔ اور قوم سُن سُن کر سر دھنتی رہی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے "بیٹے"۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۵) قادیان کی گدی

قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دو حصوں میں منقسم نہیں ہو گئی۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا۔ اور ترقی کرتا رہا اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائدادیں۔ اسکول۔ بورڈنگ۔ روپیہ۔ خزانہ سبھی کچھ مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔

قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے۔ اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر و نبوت کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی۔ اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آبا و اجداد کی میراث تھا اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ

مبہم اور متشابہ پیش گوئیاں۔ اس طرح لوگوں پر رعب جماکر اور پسر موعود کا مبہم ساچولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ پوپ بھی گردہو کر رہ گیا۔ اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں اس کا نام ہے دُنیا۔ اور اس کے اسباب سیاست۔ اس کی چالیں۔ پیری اور اس کے کرشمے۔ ورنہ اس طرح تو پھر دُنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۵- دسمبر ۱۹۳۴ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۶) دنیا حیران (ج)

میں نے قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اُٹھایا۔ اور اب اس قابل ہوا کہ میں تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کرلیں۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ مصباح قادیان ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء

واخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء نمبر ۹۹ جلد ۱۷)

(۴۷) بڑے بڑے علوم (ج)

قرآن کریم جبرئیل نے نازل کیا ہے اور حضرت (مرزا صاحب) کی کتب بھی جبرئیلی تائید سے لکھی گئی ہیں جو شخص خاص ترکیب سے ان کو پڑھے گا وہ ان سے بڑے بڑے علوم پائے گا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

(۴۸) حقائق (ج)

اسی سلسلہ میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود

بے ادبی ہے۔ جس کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہو گی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہوا ہے۔ کیا بیٹے کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں محض بیٹا ہونا اس ساری اسکیم کو چلائے جا رہا ہے۔ بیٹا ہے۔ اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں بخشا ہوا ہے۔ اس لئے سچا ہے۔

اور اب کی دفعہ تو سنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے جنتی ہیں۔ انہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اُن کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں۔ اور قوم سُن سُن کر سر دھنتی رہی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے "بیٹے"۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۵) قادیان کی گدی

قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دو حصوں میں منقسم نہیں ہو گئی۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا۔ اور ترقی کرتا رہا اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائدادیں۔ اسکول۔ بورڈنگ۔ روپیہ۔ خزانہ سبھی کچھ مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔

قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے۔ اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر و نبوت کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی۔ اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آباد اجداد کی میراث تھا اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں کسی کا حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ ہم خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ کوئی انسان یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں خاتم النبیین کے جو معنی کرتا ہوں وہ صحیح ہیں اور جو تم معنی کرتے ہو۔ غلط ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جو معنی تم کرتے ہو ان کی رو سے خاتم النبیین کا انکار ہو جاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم خاتم النبیین کے منکر ہو۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کے قائل ہیں تو پھر اس کا منکر کیوں کر کہا جا سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۵۱) عظیم الشان نبی (ج)

اب جو جناب میاں (محمود احمد) صاحب ان سب بینات کے خلاف مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی مان رہے ہیں اور آپ کو کامل نبی اور عظیم الشان نبی لکھ رہے ہیں۔ ان کا اختیار ہے۔ حضرت (مرزا) صاحب کو وہ جو چاہیں مانا کریں۔ خدا کا نبی مانیں عظیم الشان نبی مانیں۔ کامل نبی مانیں۔ محمد رسول اللہ سے افضل نبی مانیں۔ پھر مانیں کون روک سکتا ہے۔ آخر دنیا میں مسیح اسرائیلی کو خدا ماننے والے بھی تو موجود ہیں۔ وہاں مسیح اسرائیلی کو نبوت کے درجہ سے بڑھا کر خدا بنا یا گیا۔ یہاں مسیح محمدی کو بھی امامت کے درجہ سے بڑھا کر نبی بنایا گیا۔

(المہدی نمبر ۴، ۵ ص ۵۰ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۲) گورکھ دھندا (ج)

جناب میاں (محمود احمد) صاحب لاکھ کوشش کریں اور لاکھوں صفحوں کی کتابیں نبوت مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے لکھا کریں۔ مسیح موعود (مرزا صاحب) کا واقعی نبی ہونا یا کامل نبی ہونا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو کہاں سے ثابت ہوگا آخیر نتیجہ

علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کا جو علم دیا وہ اور کسی کو حاصل نہ تھا۔ حالاں کہ اور لوگ ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے۔ نیز حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے یہ بھی فرمایا۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایسے معارف سمجھائے ہیں کہ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑا ہوا ہو۔ اگر قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرے گا تو ناکام رہے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۸ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۹ء)

(۴۹) سیدنا محمود کا ذکر قرآن مجید میں (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

ابتدا میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) کی تقریر کا جو حصہ بیان کیا گیا ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ یہ تو اس وقت کا ذکر ہے لیکن اس حالت میں بھی اس رکوع کا مجھ سے خاص تعلق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس رکوع میں ایک لقمان کا ذکر ہے وہ لقمان کون ہے۔ اگر کوئی ذرا غور و فکر سے کام لے اور سیاق و سباق کو دیکھے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لقمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ تو اس تقریر کا خلاصہ در خلاصہ۔ بلکہ مفہوم بھی مناسب الفاظ میں نہیں۔ جو حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے درس القرآن میں فرمائی اور بتایا کہ ان آیات میں مسیح موعود (مرزا صاحب) اور اس کے موعود بیٹے (میاں محمود احمد صاحب) کا ذکر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۷۰ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۵۰) اقرار و انکار (ج)

انہوں نے (لاہوری جماعت نے) مخالفت شروع کر دی کہ گویا ہم احمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں حالاں کہ دنیا جانتی ہے کہ ہم منکر نہیں۔ اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور جب تک ہم رسول کریم

ہوتے۔ باقی رہا سور کے بالوں کا استعمال یہ شرعی لحاظ سے جائز ہے کیوں کہ سور کا گوشت حرام کیا گیا جو کھانے کی چیز ہے اور بال کوئی کھاتا نہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵۶) قادیانی تفسیر

آخر اس افواہ کی تصدیق ہوگئی جو ہم سال بھر سے سن رہے تھے کہ خلیفہ صاحب قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے کوئی اردو تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت اندر ہی اندر مخفی طور پر ان کے مریدان خاص میں ہو رہی ہے۔ اور اس غضب کی پردہ داری ہے اور راز داری کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ صاحب کا حکم ہے کہ صرف خریدنے والا پڑھے۔ ایک ہی گھر کے رہنے والے ایک ہی خاندان کے مختلف ممبر خواہ وہ محمودی ہی کیوں نہ ہوں اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے۔ یہاں تک تاکید ہے کہ اگر کوئی خریدار اس حد سے تجاوز کرے گا یعنی وہ تفسیر کسی اور کو دکھائے گا تو فوراً خلیفہ صاحب کے زیر عتاب آکر آئندہ کے لئے بائیکاٹ اور راندۂ دربار خلافت ہو جائے گا۔

بہت سے دوستوں نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ مدنظر فقط تجارت ہے۔ جب خریدار کے سوا کسی دوسرے کو اس تفسیر کا پڑھنا حرام اور موجب خذلان ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک ایک محمودی بلکہ ہر ایک محمودی خاندان کا ایک ایک فرد اس آسمانی آب حیات سے مستفیض ہونے کے لئے اسے خریدے گا اور کتاب کثرت سے بکے گی۔

لیکن فقط اتنی سی بات سے معمہ حل نہیں ہوتا۔ کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی جماعت سے باہر تا حال اس تفسیر کی اشاعت کی جرات نہ کر سکے۔ اس کے حل کرنے کے لئے ذرا بابیوں اور بہائیوں کے حالات پر جن سے اس فرقہ محمودیہ کو ایک

ضرور ان تحریرات کا یہ ہوگا کہ فرقہ محمودیہ اس گورکھ دھندے میں پڑکر قرآن اور حدیث کو خیرباد کہہ دے گا۔ اور مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ بھی تثلیث کی طرح ایک لاینحل عقدہ ہو جائے گا۔

(المہدی نمبر ۴ و ۵ صفحہ ۸۲ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۳) تقریبا (ج)

وقت آئے گا بلکہ تقریباً آ گیا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب اپنے عقائد خصوصی کی تبلیغ بابیوں اور بہائیوں کی طرح سینہ بسینہ کیا کریں گے اور حسن بن صباح کے فدائیوں کی طرح جو فدائی جتنا زیادہ اپنے اخلاص اور فدائیت کا ثبوت دیتا جائے گا اتنا ہی صحیح عقائد کا انکشاف اس پر بیش از بیش ہوتا جائے گا۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۲ء)

(۵۴) ابلیس (ج)

ابلیس اور شیطان نہ تو فاعل بالارادہ ہستیاں ہیں اور نہ انسانی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکلف ہیں بلکہ وہ بدی کے محرکات ہیں۔ جیسے ملائکہ نیکی کے محرکات ہیں ان کے متعلق رحمت اور غضب کے الفاظ بولنے ہی غلط ہیں غضب ہمیشہ فاعل بالارادہ چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت انسان کی ترقی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۱۰۲ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء)

(۵۵) تحقیقات (ج)

ہماری تحقیقات تو یہ ہے کہ سب کے سب برش سور کے بالوں کے نہیں

اور قلم لے کر مقابل ہوں گا تو بھی جناب میاں صاحب خاموش ہی رہے اور اب تک مولوی ثناء اللہ شرمندہ کر رہا ہے۔

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ جون ۱۹۳۴ء)

(۵۷) دعا کے رقعے (ج)

میں نے پہلے بھی توجہ دلائی ہے کہ دُعا کے لئے رقعے قبل از وقت مجھے دے دینے چاہئیں۔ اکثر رقعے تو مجھے جمعہ تک مل گئے تھے اور ان کو میں نے جمعہ سے عصر تک پڑھ بھی لیا ہے اور ساتھ ساتھ دُعا بھی کرتا گیا ہوں۔ ان میں سے بعض کے نام بھی مجھے یاد ہیں۔ ایک دفعہ ان کے لئے دُعا ہو چکی ہے۔ اور پھر بھی مجموعی دعامیں ان کو شامل کروں گا۔ لیکن بعض رقعے مجھے عصر کے بعد ملے ہیں۔ انہیں میں اس وقت پڑھ نہیں سکتا لیکن پھر بھی اجمالی طور پر ان کے لئے دُعا کروں گا۔ اس لئے آئندہ کے لئے خیال رکھنا چاہیے کہ دُعا کے لئے رقعے مجھے ایسے وقت میں مل جانے چاہئیں کہ میں درمیانی عرصہ میں انہیں پڑھ سکوں اور یاد رکھ سکوں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء نمبر ۱۷ جلد ۱۷)

(۵۸) خط و کتابت (ج)

کئی لوگ ہیں جو اس قسم کے خطوط بھیجتے ہیں کہ لوگ یوں کہتے ہیں یا یوں ہو رہا ہے اور پھر کہتے ہیں۔ ان کے خط پر توجہ نہیں کی گئی حالاں کہ جب وہ کسی کا نام ہی نہیں لکھتے تو توجہ کس طرح کی جائے۔ اگر انہوں نے واقعہ میں کسی سے وہ بات سنی تھی تو سنانے والے کا نام کیوں نہ یاد رکھا۔ یا اگر کسی کو وہ بات کرتے دیکھا تھا تو اس کا نام کیوں نہ لکھا۔ پس اس قسم کی رپورٹ کرتے وقت ضروری ہے کہ

رنگ میں شدید مماثلت ہے۔ نظر ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ بابی اپنی آسمانی کتاب "البیان" اور بہائی اپنی کتاب "کتاب اقدس" کی اشاعت ہمیشہ مخفی طریق پر کرتے ہیں اور جب تک کسی کے ایمان واخلاص پر پورا پورا الیقین نہ ہو وہ ان کتابوں کو قطعاً کسی کو نہیں دکھاتے۔ ہر ایک عقلمند اسے ان کی کمزوری کا ایک بدیہی نشان سمجھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کتابیں اپنے اندر کوئی علم وحکمت، توحید ومعرفت کا خزانہ رکھتی ہوتیں تو قرآن کریم کی طرح دھڑلے سے میدان میں آتیں۔

لیکن جب اندر خالی محض ڈھول کا پول ہو اور منہ سے لاف وگذاف بہت ہو تو خیریت اور عزت اسی میں نظر آتی ہے کہ اصل چیز کو دکھانے سے احتراز کیا جائے تا رونق تختیں بجائے ماند۔

اسی طرح ہمارے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے بھی تفسیر نویسی کے متعلق لاف وگذاف میں کچھ کمی نہیں کی ہے جب دیکھو مریدوں کے مجمع میں تحدی ہو رہی ہے کہ دنیا کا کوئی عالم میرے مقابلہ میں تفسیر نہیں لکھ سکتا اور میں بڑے سے بڑے عالم کو اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اور کوئی نہیں آتا۔ نہ معلوم ان کی تحدی کو ان کے منافق مرید کیا سمجھتے ہیں جن کا حال بقول خلیفہ صاحب قادیان خدا جانے کیوں تمام قادیان میں بری طرح بچھا ہوا ہے۔ چاہیئے تھا کہ خلیفہ صاحب کے قرب سے قادیان میں ایمان اور اخلاص پھیلتا۔ یہ منافقت کا روز بروز ترقی پذیر ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

کیا آپ کو علم نہیں کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے تمام دنیا کو از راہ لاف زنی اپنے مقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمام معارف خود بتائے گا اور سب کے سب معارف ایسے ہوں گے جو پہلی تفاسیر میں موجود نہ ہوں گے۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ بالمقابل ڈٹ گیا اور یہاں تک میاں صاحب کو اجازت دی کہ آپ مقابلہ کے وقت جو کتاب چاہیں ساتھ رکھ لیں میں سادہ کاغذ

اسی تلوار سے ہمیں لڑنا پڑے گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی نہ اس تلوار سے جو خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں دی۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لوہے کی تلوار نہیں دی بلکہ لوہے کی تلوار والا جسم بھی نہیں دیا۔ ہمیشہ بیمار رہتا ہوں۔ مجھے جو تلوار دی گئی ہے وہ سچائی اور صداقت کی تلوار ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۳۵ء)

اصل واقعہ صرف یہ ہے کہ لڑائی ہوئی اور معلوم نہیں کس کے ہاتھ سے ایک آدمی مارا گیا۔ اور ہمیں افسوس ہے کہ مارا گیا۔ کیونکہ بظاہر اس کا کوئی اتنا قصور نہیں معلوم ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اس نے (یعنی محمد حسین صاحب نے) مستریوں (یعنی مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ) کی ضمانت دی ہوئی تھی۔ پس ہمیں اس کے (یعنی محمد حسین صاحب کے) مارے جانے پر افسوس ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۸ مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۳۱ء)

سوال:۔ محمد حسین جو قتل ہوا۔ کیا وہ عبدالکریم مباہلہ والے کا ضامن تھا۔

جواب:۔ مجھے معلوم نہیں۔

(عدالت اسپیشل مجسٹریٹ ضلع گورداسپور میں ۲۳ رمارچ ۱۹۳۵ء کو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا حلفی بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۶ رمارچ ۱۹۳۵ء)

جب عدالت میں مرزا (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کا اس معاملہ کے متعلق بیان لیا گیا تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی۔۔۔۔۔۔ لیکن دستاویز ڈی۔ زیڈ نمبر ۱۸ اس کی تردید کرتی ہے اور مرزا (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کی نیت اور اس کے رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہے جو اس نے (دستاویز) ڈی زیڈ میں کیا ہے۔

(مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں سشن جج گورداسپور کا فیصلہ واقع ۶ رجون ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ رجون ۱۹۳۵ء)

لکھا جائے۔ فلاں کو یہ بات میں نے کرتے دیکھا یا فلاں نے مجھے یہ بات سنائی اگر یہ ڈر ہو کہ اس کا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے تو میں ایسے لوگوں کو تسلی دیتا ہوں کہ کوئی خط میرے پڑھے بغیر اور میرے خود بھیجے بغیر دفتر میں نہیں جاتا۔ کوئی خط خواہ اس میں کوئی راز کی بات ہو یا نہ ہو۔ دعا کے متعلق ہو یا کسی اور امر کے متعلق بغیر میری نظر سے گذرے اور بغیر میری مرضی کے دفتر میں نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض دفعہ بعض خطوط میں ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ اگر وہ دفتر میں چلی جائیں تو موجب ابتلاء ہو سکتی ہیں۔ پس اوّل تو میں یہ تسلی دلاتا ہوں کہ کوئی خط کسی اور کے ہاتھ میں نہیں جاتا جب تک کہ میں اس کا جانا مناسب نہ سمجھوں لیکن اس کے علاوہ اس بارے میں ایک اور گر بھی بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ لکھنے والا یوں لکھ سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو میں نے یہ بات کرتے یا یہ بات کہتے سنا ہے لیکن چونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے اس لئے اگر آپ نام پوچھیں گے تو بتا دیئے جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر بھولے سے کوئی خط دفتر میں چلا بھی جائے گو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ممکن سے ممکن احتیاط کی جاتی ہے تاہم اگر فرض کر لیا جائے ہزاروں میں سے کوئی ایک مثال ایسی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اطلاع دینے والا اس سے ڈرتا ہے تو وہ یوں لکھے کہ مجھ سے اس بارے میں جو کچھ پوچھا جائے گا میں بتا دوں گا تو اس طرح لکھنے سے اطمینان ہو جائے گا کہ اس نے یونہی گپ نہیں لکھی بلکہ واقعہ لکھا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۶۶ جلد ۱۷)

(۵۹) سچائی کی تلوار (ج)

خدا تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میرا نام مظہر الحق رکھا ہے اور یہی سچائی کی تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی۔ تم اگر دشمن سے لڑنا چاہتے ہو تو

(۶۱) چپراسی کا عہدہ (ج)

(مسلمان) اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس کے فضل سے انگریزوں کی معرفت اُن کا بہت کچھ کھویا ہوا واپس ملا۔ اُن کا دین بھی جا چکا تھا اور دنیا بھی۔ دونوں قسم کی آزادیاں اور دونوں قسم کے حقوق ضائع ہو چکے تھے۔ انگریزوں نے دین میں تو اُن کو کامل طور سے آزاد کر دیا۔ اور دنیا میں بھی بہت کچھ آزادی دی۔ پس اُن کو تو چاہیئے تھا کہ ان کے ممنون ہوتے نہ کہ نکتہ چیں بنتے جو لوگ دین کی قدر جانتے ہیں ان کے نزدیک تو انگریز مذہبی آزادی دے کر اگر دنیاوی عہدوں میں سے ایک چپراسی کا عہدہ بھی ہندوستانیوں کو نہ دیتے تو پھر بھی انہیں وجہ شکایت نہ ہوتی۔ کیوں کہ محسن ہر حال میں شکریہ کا مستحق ہوتا ہے اور انگریز ہمارے محسن ہیں۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بابت ۱۹۱۴ء صفحہ ۶۶)

(۶۲) دینی مقاصد (ج)

غرض سیاسیات میں مداخلت کوئی غیر دینی عمل نہیں بلکہ یہ بھی ان دینی مقاصد میں شامل ہے جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضرورت اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس قوم کے پیش آمدہ حالات کو مد نظر رکھنا۔ وہاں کی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنا اور ملکی سیاسیات میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس زمانہ میں گزشتہ پندرہ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان کی صداقت پر مہر لگا رہے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو سمجھیں اور فلاح پائیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۶
مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ہر ایک مخلص احمدی اور سچے مسلم کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا غلط باتوں سے کام لیا ہے اور کس طرح دلیری کے ساتھ اس بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا ہے کہ براہین (احمدیہ کی تصنیف) کے وقت میں وہ (یعنی مرزا صاحب) نبی اور مسیح موعود تو تھے پر براہین کے دس بارہ برس کے بعد ان کا مسیح موعود ہونا معلوم ہوا۔ اور مسیح موعود ہونے کے پندرہ سال بعد ان کو اپنا نبی ہونا معلوم ہوا اور اتنے لمبے عرصہ تک باوجود یکہ بار بار وحی الٰہی ان کو نبی بتاتی تھی مگر ان کو غلطی لگی رہی اور فہم حاصل نہیں ہوا ٹھوکر کھائی۔

(المہدی نمبر ۴ و ۵ ص۱۳۱ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

مجھے یہ ہرگز امید نہ تھی کہ الفضل کی نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ وہ ان جھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے گا کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر صریح آیات قرآنی کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ ..... الفضل کا احمدی ہو کر پھر ایوان خلافت کا سرکاری اخبار ہو کر واقعات کو غلط رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ایسا امر ہے جس سے احمدیت کی پیشانی عرق ندامت سے تر ہو جاتی ہے اور حق پرستی کی آنکھ سے لہو ٹپکتا ہے۔

(مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری منقول از المہدی نمبر ۳ و ۴ ص۱۰۲ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۶۰) انجام خراب (ج)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کا انجام خراب ہوگا اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بابت ۱۹۱۴ء ص۵۶)

موجودہ فتنۂ ترک موالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مطابق انشاء اللہ العزیز ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور تشریف لے جائیں گے۔ اور غالباً تین چار یوم تک وہاں قیام فرمائیں گے۔

(اخبار الفضل قادیاں مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۵)

(۶۵) اعزاز کی مستحق (ج)

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کو لکھا کہ:۔ ایک اطلاع شایع ہوئی ہے کہ پرنس آف ویلز ولایت پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو جنہوں نے خدمات کی ہیں خطابات عطا فرمائیں گے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ گورنمنٹ اگر مجھ کو کوئی خطاب دے گی تو وہ میری ہتک کرے گی۔ اس موقعہ پر اگر گورنمنٹ آپ کو ان خدمات کے صلہ میں جو آپ نے فرمائی ہیں کوئی خطاب عطا فرمائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے۔

حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے اس کا حسب ذیل جواب لکھایا۔ کسی کا مقولہ ہے آب ندیدم موزہ از پا کشیدم مومن کو اس قسم کی دور کی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں ہم نے گورنمنٹ کی کون سی ایسی خدمت کی ہے کہ جس کے بدلہ میں گورنمنٹ ہمیں خطاب دینے کا ارادہ کرے خدمات کرنے والے تو وہ شیروں کی کچھار میں پڑے ہوئے احمدی ہیں جو وفاداری کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ پس خدمات جماعت کی ہیں نہ کہ میری اور اعزاز کی مستحق تمام جماعت ہے نہ کہ میں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۶۶) فرق مراتب (ج)

میں جھیٹا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا۔ ایک مصلیٰ ہے جس پر میں نماز

(۶۳) مسجد کی بات (ج)

اس لئے جب کانپور کی مسجد کا واقعہ ہوا تو میں نے حکومت کی تائید کی اور اس پر مخالفوں کی طرف سے بہت گالیاں کھائیں۔ لاہوری فریق نے بھی مجھے اس زمانہ میں بہت سی گالیاں دیں۔ اس وجہ سے کہ میں نے کہا تھا کہ غسل خانہ مسجد کا حصہ نہیں اور آج بھی میرا یہی عقیدہ ہے۔ آج بھی اگر کانپور کی مسجد جیسا کوئی واقعہ ہوتا تو میں حکومت کا ساتھ دیتا۔ لیکن یہاں (مسجد شہید گنج لاہور کے سلسلہ میں) بالکل مختلف معاملہ ہے۔ یہاں مسجد گرائی گئی ہے۔ ایسی جگہ گرائی گئی ہے جہاں خواہ مخواہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو۔ اور ایسی صورت میں گرائی گئی ہے کہ اس کا علاج ممکن تھا۔ پس میری یہی رائے ہے کہ اس معاملہ میں حکومت نے سخت غلطی کی ہے۔ اور یہ بھی میں نے اس وجہ سے کہا کہ حکومت نے بلا وجہ حملہ کرکے اور جھوٹے اتہام لگا کر مجھے مجبور کر دیا ہے۔ حکومت سے میری مراد وہی چند ایک افسر ہیں جو بلا وجہ ہمیں دق کر رہے ہیں۔ ورنہ حکومت میں اب بھی ایسے افراد ہیں جو ان باتوں کو برا جانتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۶۴) سرکاری اعزاز (ج)

ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کی آمد لاہور پر گورنمنٹ ہوس لاہور میں شہزادہ موصوف کا استقبال کرنے کے لئے جو چند معززرؤسا ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے خاص طور پر منتخب فرمائے ہیں اور بذریعہ اپنے مراسلہ خاص کے ان کو لاہور میں دعوت دی ہے۔ ان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) کا بھی اسم گرامی ہے۔ اس لئے گو حضور عام پبلک مواقع پر تو شامل نہیں ہوا کرتے مگر تاج برطانیہ کے ساتھ جماعت حقہ احمدیہ کے دلی خلوص اور وفاداری اور

اللہ اکبر وہ حسن نظامی جو محمد علی جوہر کا جنازہ بھی نکال لے تو اس شان و شوکت سے کہ اچھے اچھے انشاپردازوں سے منہ مانگی داد لے اب خدا کے اولوالعزم خلیفہ کے مقابل آکر ایسا عاجز ہوا ہے کہ دو صفحے لکھنے سے رہ گیا اور خود اپنی کوتاہ قلمی کا معترف ہے حیلے سے بہانے سے اپنی جان بچانا چاہتا ہے مگر اعلان (باطنی) جہاد کرنے سے پہلے اپنی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

آخر بیچارے حسن نظامی کو قادیان کی طاقت کے زیر و زبر کرنے کے بجائے خود ہی بری طرح نیچا دیکھنا پڑا اور وہ ندامت کا داغ اپنی پیشانی پر آپ ہی لگا کر کانوں پر ہاتھ دھر کر معذور ہو گیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۶۹) حقیقت مستور (ج)

چند روز ہوئے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھا تھا کہ ابوالکلام آزاد صاحب کلکتہ میں درس قرآن دیتے ہیں کیا میں اس میں شریک ہوا کروں۔ اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا تھا کہ اگر غیر احمدی قرآن جانتے تو پھر مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ کو غیر احمدی پبلک نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک ابوالکلام صاحب ایک ماہر قرآن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت تھی جسے ظاہر نہیں کیا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۰ فروری ۱۹۱۶ء)

(۷۰) حیرت ہے (ج)

ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم اس گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ مگر حیرت ہے

پڑھ کے بیٹھا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ شیخ عبد القادر صاحب جیلانی (یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ للمولف) کی ہے۔ اور اس کا نام منہاج الطالبین ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ۔ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا۔ پھر یکدم خیال آیا کہ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی کو للمولف) دینی ہے۔ اس لئے میں اسے ڈھونڈھنے لگا۔ مگر وہ ملی نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۶۷) قادیانی تعلّی (ج)

اس زمانہ میں بھی اس کی مثال موجود ہے کہ بار بار چیلنج دیا گیا۔ مباہلہ کر لو۔ مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ ابھی صوفیت کا دعویٰ کرنے والے ایک صاحب حسن نظامی نامی اُٹھے اور انہوں نے لکھا کہ آؤ میں ایک گھنٹہ میں جان نکال لوں گا۔ آخر اتنے ذلیل ہوئے کہ بالکل خاموش ہو گئے۔

(ملائکۃ اللہ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان صفحہ ۳۴)

(۶۸) تہذیب (ج)

حسن نظامی کو یا تو یہ دعویٰ تھا کہ میں سات کروڑ مسلمانوں کا قائم مقام ہوں اور کئی نواب اور راجے میرے مرید ہیں اور میں بڑا انشاء پرداز ہوں یا خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کے مقابل میں آکر یہاں تک بے بس ہوا کہ پانسو آدمی بھی اپنے ساتھ لاہور نہ لا سکا اور نہ خود مع اہل وعیال قادیان میں کرایہ ہم سے لے کر آنے کا حوصلہ ہوا۔ اور نہ ہی جواب میں کوئی پرزور مضمون لکھ سکا ایسا دم بخود ہوا کہ ایک سطر بھی لکھنی دشوار ہو گئی۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء)

جا رہے ہیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۷۲) دمشق و یورپ (ج)

آج فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ابھی دمشق و یورپ جا رہے ہیں۔ ذریعہ بھر تو اسٹاف ہے۔ ضرورت یا عدم ضرورت کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ان اخراجات سفر و قیام یورپ کا خیال ہی نہیں۔ خیال ہے تو یہ ہے کہ نمود و نمائش مکمل ہو کسی سے ہیٹے نہ رہیں۔ آرام و آسائش کے کل ساماں مہیا ہوں۔ قوم کا روپیہ تباہ ہوتا ہے تو ہو۔ (میاں محمود احمد صاحب) ولیم فاتح انگلستان ہونے کے مدعی ہیں۔ انگلستان فتح ہوگا یا نہیں یہ اللہ کو علم ہے۔ زیج بونے جا رہے ہیں۔ ہزارہا روپئے تصدق ہو رہے ہیں۔ یورپ اس خلافت کی شان و شوکت کو دیکھ کر متحیر و متاثر ہوگا۔ کیا جناب فضل عمر کی اس نمائش و کبریائی کا حضرت عمر کی فروتنی و بے نفسی سے کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۴ء!

(۷۳) قادیان کے پیرجی (ج)

ہمارے قادیان کے پیرجی ہر ادا میں ہی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ سیر و سیاحت کو دل چاہا تو مذہب کو آڑ بنا لیا اور بے چارے مریدوں کو طرح طرح کی طفل تسلیاں دیں کہیں کہا کہ دیکھو شاہ جہاں کی بیوی کا جب مقبرہ بننے لگا تو محض یہ دیکھنے کے لئے کہ بادشاہ اس صرف زر کثیر کے لئے تیار بھی ہے انجنیئر نے انہیں ایک لاکھ روپیہ کے ساتھ کشتی میں بٹھایا اور چلتے چلتے سارا روپیہ دریا میں بکھیر دیا۔ پیرجی کو بھول گیا کہ نہ وہ شاہ جہاں ہیں نہ وہ بے چاری عورتیں جنہوں نے زیورات بیچ بیچ کر برلن مسجد کے لئے چندہ دیا تھا۔ جسے آپ اب بیچ کر روپیہ

کہ وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ اس گورنمنٹ سے ہمیں کون سا زائد فائدہ ملتا ہے جتنا کہ باوجود مخالفت کے مسٹر گاندھی اور مسٹر محمد علی و شوکت علی اٹھا رہے ہیں وہی میں بھی لے رہا ہوں اس لئے میں کیوں خوشامد کرتا بلکہ اگر دیکھا جائے تو میں بعض اوقات نقصان اٹھاتا ہوں اور مسٹر محمد علی و شوکت علی نہیں اٹھاتے اس لئے کہ گورنمنٹ میرے متعلق خیال کرتی ہے کہ اس کے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں اور محمد علی و شوکت علی کے ساتھ زیادہ ہیں وہ ان سے ڈر جاتی ہے۔ لیکن ہمارے حقوق کو بعض اوقات پامال کر دیتی ہے پس ہمیں کوئی زائد فائدہ نہیں مل رہا ہے جس کے لئے ہم خوشامد کریں۔ ہمیں گورنمنٹ کے حکام سے بھی بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ وہ لوگ آخر ہندو یا مسلمان ہی ہوتے ہیں اور چونکہ ہمارے خیالات اُن کو نئے معلوم ہوتے ہیں طبعاً وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۷۶/۷۷ مورخہ ۱۱/۱۴ اپریل ۱۹۲۱ء)

(۱۷) جب یا آج (ج)

جب یورپ میں جنگ جاری تھی اور توپیں چلتی تھیں اور سرنگیں اڑتی تھیں۔ اس وقت میاں (محمود احمد) صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے کندھوں پر اگر خلافت کا بار گراں نہ ہوتا تو میں خود جا کر جنگ میں شامل ہوتا مگر کیا کروں خلافت کا بوجھ ہلنے نہیں دیتا۔ یا آج جب ویمبلے کی نمائش اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے اور پیرس و فرانس کی آرائش و حسن سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر۔ اٹلی کی تاریخی سیرگاہیں ونیس و نیپلز کی مشہور بندرگاہیں نگاہوں میں بسی ہوئی ہیں اور اہرام مصری نظر آ رہے ہیں تو وہی خلافت کا بوجھ اس قدر ہلکا ہو گیا کہ میاں صاحب مع اسٹاف خلافت کے یورپ کو اڑے چلے

(۷۵) کیا (ج)

کیا یہ بتایا جا سکتا ہے کہ جس قدر زمین ہمارا حضرت مسیح موعود اپنی وفات پر چھوڑ گئے تھے کیا وہ اس قدر کافی تھی کہ میاں (محمود احمد) صاحب کا موجودہ شاہانہ خرچ کا کوئی حصہ بھی اس سے چل سکتا ہے۔ اگر کہو کہ بعد میں میاں (محمود احمد) صاحب نے زمین خریدی تو سوال یہ ہے کہ خریدنے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ کیا قوم کے روپوں کے سوا کوئی اور ذریعہ بھی آمد کا تھا۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۷ء)

(۷۶) چوکی پہرہ

پہرے کے متعلق بھی دوستوں نے عجیب عجیب قسم کی تحریکیں کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ رات کو جب آپ سوئیں تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کس کمرہ میں ہیں حتیٰ کہ بیویوں کو بھی یہ علم نہیں ہونا چاہئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ خیر بیویوں کو علم ہو تو کوئی حرج نہیں کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تمام باتیں جماعت کے اخلاص اور محبت کا نہایت اچھی طرح اظہار کرتی ہیں گو ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اگر ایسا کیا جائے تو زندگی دوبھر ہو جائے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵۔ فروری ۱۹۳۵ء)

(۷۷) کتوں کی ضرورت

"الفضل" ۲۔ اکتوبر میں "پہرہ کے لئے کتوں کی ضرورت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔

"اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کوٹھی دار الحمد کے لئے پہرہ کا کام لیا جائے گا۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں

اس شاہ جہانی طریق سے سمندر کی نذر کر رہے ہیں پھر اس رقم چالیس ہزار کی قدر و قیمت مریدوں کی نظر میں گھٹانے کے لئے یوں گوہر افشانی فرمائی کہ انگلستان کا ایک امیر جہاں آپ جا رہے ہیں بیس بیس ہزار میں کتا خریدتا ہے اور تیس تیس ہزار میں گھوڑا۔ گویا چالیس ہزار جو آپ لے چلے ہیں کوئی بات ہی نہیں اور یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بے چارے ہندوستانیوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے۔ جسے یوں ضایع کرنا ایک ایسا اخلاقی جرم ہے جسے خود مریدوں کی آنکھ سے بھی پیر جی کو چھپانا مشکل ہی ہوا۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۴۷) پیر پرستی (ج)

ہمیں یقین نہ آتا تھا کہ ایک طرف تو میاں (محمود احمد) صاحب کو یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس پر اتنا قابو نہ رہے گا کہ قوم کے ہزارہا روپے کو اس طرح برباد کر دیا جائے گا اور ان غریب عورتوں پر رحم نہ آئے گا جنہوں نے اپنے زیور تک اتار کر میاں (محمود احمد) صاحب کے نذر کر دئے تھے کہ برلن میں مسجد بنائی جائے آخر وہ نا تمام حالت میں ہی تھی کہ اس کے فروخت کر دینے کا حکم صادر ہوا اور اس کا نام مسجد سے اب مکان رکھا گیا وہ مکان یعنی مسجد کے فروخت کا روپیہ آئے گا تو ان قرض خواہوں کا روپیہ ادا ہوگا جن سے قرض لے کر میاں صاحب مع اسٹاف انگلستان جا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ بھی یقین نہ آتا تھا کہ وہ قوم جس نے مسیح موعود (مرزا صاحب) اور مولانا نور الدین جیسی بے نفس اور پاک ہستیوں کی آنکھیں دیکھی ہوئی تھیں اس قدر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جائے گی کہ اس میں قطعاً اس بات کی ہمت نہ رہے گی کہ وہ اس اسراف پر آواز اٹھائے اور خلیفہ کو اس اسراف اور اتباع ہوا و ہوس سے روک سکے۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۲۴ء)

جائز نہیں ہے جب کہ مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہے تو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مباہلہ تو جائز ہے مگر میں نے پہلے مسیح موعود کا فتویٰ دیکھا نہ تھا۔ مگر کیا اس کے بعد بھی جرات ہوئی کہ اپنے چال چلن کے پاکیزہ ہونے پر مباہلہ کریں مباہلہ تو ایک طرف رہا پبلک میں اپنی پہلی غلطی اور مباہلہ کے جواز کا اعتراف بھی آج تک نہیں کر سکے۔

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ر جون ۱۹۳۴ء)

(۷۹) سخت افسوس (ج)

مجھے اس بات سے سخت افسوس ہوا کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری بیوی نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) پر ناپاک الزام لگایا تھا مگر اس وقت اس کے الزام کو غلط سمجھ کر اس کو طلاق دیکر آزاد کر دیا گیا تھا۔ گذشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت (میاں محمود احمد) صاحب سے حلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا۔ اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزگی کی شہادت دی۔ میں پہلے مباہلہ اور حلف کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب۔ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر ان کے جوابات سے یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبہ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار الفضل اعلان کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی

یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے۔"

اس اعلان پر خدا جانے کیوں عوام میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ مثلاً کیا وجہ کہ جناب خلیفۂ قادیان نے اپنے نئے قصر خلافت پر آدمیوں کے بجائے کتوں کا پہرہ لگانا پسند کیا ہے۔ کیا کوئی بھروسہ کا چوکیدار نہ ملتا تھا؟ یا یہ کہ قادیان میں ان کو کوئی اکتا نہ ملا کہ اس اعلان کی ضرورت پیش آئی؟ یا یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ قصر خلافت کے پہرہ کی سعادت ان کی بجائے کتوں کے حصہ میں چلی جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۸۷) میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ جون ۱۹۳۴ء)

قادیان میں جناب خلیفہ صاحب کے مرید ان کو ایسے امور کے متعلق مباہلہ کے چیلنج دیتے رہے ہیں جن کی تفصیل ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ممدوح نے ہمیشہ سکوت ہی فرمایا جب زیادہ عاجز آئے تو چیلنج دینے والوں کو "منافق" قرار دے کر جماعت سے خارج کر دیا اگر ان باتوں کے باوجود جناب خلیفہ صاحب کی وقعت اپنے مریدوں میں کم نہ ہوئی تو بمبئی کے چند مسلمانوں کے چیلنج کو جماعت لاہور کی بے وقعتی کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

پھر جب جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو (اخبار) مباہلہ (امرت سر) والوں نے للکارا کہ اگر آپ کا چال چلن واقعی درست ہے تو آؤ مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم سے مباہلہ کر لو۔ تو بھی میاں صاحب نے اس چیلنج کو محض جھوٹے بہانہ سے رد کر دیا اور جب میں نے منصوری پر جا کر کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دو مسلمانوں میں جب کہ وہ ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگاتے ہوں مباہلہ کیوں

چنانچہ احسان علی نے اس کو قبول کیا اور میں نے اس کو دس جوتے لگائے تھے۔ یہ جوتیاں مرزا صاحب کے سامنے ماری تھیں۔ .... جب کہ میں نے احسان علی کو جوتیاں ماری تھیں تو تین چار آدمی اکٹھے ہو گئے تھے۔ ان ایام میں میں بغیر پردہ کے باہر پھرا کرتی تھی۔ .... اس کے بعد میں سودا لینے بازار نہیں گئی۔

(مسماۃ سلمٰی کی حلفی شہادت جو اس نے بتاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۵ء ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر کی عدالت میں ادا کی۔ بمقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ ۵۰۰۔ احسان علی بنام محمد اسمٰعیل نمبری ۲۵۴ مرجوعہ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۵ء منفصلہ ۱۲ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

(د) خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی

(۸۱) پتہ کی بات

پیر سراج الحق صاحب نے تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرونجات سے آئے ہوئے حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور منجملہ ان کے حضرت خلیفۃ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب ...... اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ بلکہ ہم بھی تھے۔ مجلس میں اس بات کا ذکر شروع ہوا کہ اولیاء کو مکاشفات سے بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس تقریر فرماتے رہے۔ اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں سے بعض ہم سے قطع تعلق کئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں۔ یہ بات سن کر سب لوگ ڈر گئے اور استغفار پڑھنے لگے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

شبہ نہیں ہیں تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کئے سراسر افتراء اور بہتان یقین کرتا ہوں۔

(بیان احمد دین خاں قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ جون ۱۹۳۰ء نمبر ۱۴۵ جلد ۱۷)

(۸۰) دس جوتے (ج)

(۱) مرزا صاحب قادیان ـ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان
(۲) ابوبکر صدیق ـ عزیزہ بیگم اور مسماۃ سلمیٰ کے والد
(۳) عزیزہ بیگم ـ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیوی
(۴) مسماۃ سلمیٰ ـ ابوبکر صدیق کی لڑکی جس کا عدالتی بیان ذیل میں درج ہے۔
(۵) احسان علی ـ ایک قادیانی دوا فروش قادیان میں۔

میرے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے ـ وہ مرزا صاحب قادیان کا خسر ہے میں بھی مرزا صاحب قادیان کے گھر میں تقریباً (۵) سال رہی ہوں ـ میں مستغیث احسان علی کو جانتی ہوں ـ چار سال ہوئے ہیں مرزا صاحب کے لڑکے کی دوائی لینے احسان علی کی دکان پر گئی تھی ـ میں نسخہ لے کر اس کی دکان پر گئی تھی ـ اول احسان علی نے میرے ساتھ مخول کرنا شروع کیا ـ اور پھر مجھ سے کہا کہ میں مضروبوں کے کمرہ میں جاؤں ـ اس دوسرے کمرہ میں اس نے مجھے لٹا دیا اور میرے ساتھ بدفعلی کرنے کی کوشش کری ـ لوگ میرے رولا کرنے پر اکٹھے ہو گئے اور دروازہ کھلایا اور احسان علی کو لعنت اور ملامت کری تھی ـ احسان علی نے میرے ساتھ بدفعلی کرنی شروع کری تھی ـ میں نے گھر میں جا کر عزیزہ بیگم کے پاس شکایت کری تھی اور اس وقت مرزا صاحب وہاں موجود تھے ـ ان ایام میں میں عزیزہ بیگم کے پاس رہتی تھی۔ مرزا صاحب نے احسان علی کو بلایا اور لعنت ملامت کری اور احسان علی کو کہا کہ قادیان سے نکل جاؤ احسان علی نے معافی مانگی اور مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اگر احسان علی دس جوتے کھا لیوے تب اس کو معاف کیا جاتا ہے اور ٹھہر سکتا ہے۔

میں بھی موجود ہیں۔ تو ہم غلام احمد کو چھوڑ دینے کے ساتھ ہی اس کے سردار کو بھی جواب دیں گے۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

۸۴۔ حق الیقین (ج)

غرض حضرت (مرزا) صاحب کی صداقت جس چیز نے مجھے منوائی اور جس نے مجھے حق الیقین کے درجہ پر پہنچایا کہ وہ خدا کا رسول اور خدا کا مسیح تھا وہ یہی آپ کا ایثار تھا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔ دوستو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایک قصہ کہانی کے رنگ میں ہوتا اگر آج میں مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا۔ ۔ ۔ ۔ آپ (حکیم نورالدین صاحب) ریاست جموں سے آتے ہیں۔ آپ کے دل میں کیا کیا عزم ہوں گے کہ میں بھیرہ کو ایک دارالشفاء بنادوں مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا تو نہ صرف جسمانی امراض کے لئے بلکہ روحانی امراض کے واسطے بھی۔ ۔ ۔ ۔ حکیم مقرر ہوگا جو خدا کے حکم سے کہیں قرار پا چکا ہے۔

(تقریر خواجہ کمال الدین صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۱۱ء)

۸۵۔ اے کمال دین (ج)

اے کمال دین، دین کے زوال میں ساعی نہ ہو۔ کیا تو وہی نہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت کے راگ گا کر سامعین سے خراج تحسین وصول کیا کرتا تھا۔ افسوس تیرے دماغ میں کیا فتور آیا کہ جس چیز کو تو قند مکرر سمجھتا تھا آج اسے زہر ہلاہل قرار دیتا ہے۔ کیا تجھے یاد نہیں رہا کہ تو نے اس عظیم الشان نبی کی نبوت منوانے کے لئے ایک رسالہ بنام نبگال کی دل جوئی لکھ کر کثرت سے شائع کیا تھا۔ دیکھ اس بیس صفحہ کے رسالے میں تو نے مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کو کس زور سے پیش کیا ہے۔ اگر تجھے بھول گیا ہے تو میں اس کے

(۸۲) ضعف ایمان

آپ نے (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے) بار بار حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے اخبار ہوطن والے معاملہ میں تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر کے بعد ہی آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب کو لکھ دو کہ وہ بہت استغفار کریں۔ اور قربانی دیں کہ میں نے ان کی نسبت بہت سی خطرناک خوابیں دیکھی ہیں پھر حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی۔ اور امید کہ آپ کو یاد ہوگی کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو۔ تو وہ گیا پر اس کے نکالنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعبیر خود حضرت (مرزا صاحب) نے جماعت کی ہے پھر جس خواجہ کی نسبت ایں نے یہ کچھ لکھا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے۔ اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے۔ مگر بالآخر خود بھی ان اعتراضات میں شریک ہو گئے

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۸۳) خواجہ کمال الدین صاحب کے قدیم عقائد

وہ (مسیح موعود) ایک نبی اللہ ہے۔ اور مخبر صادق احمد مرسل صلوٰۃ اللہ علیہ کا خاتم النبیین ہونا چاہتا ہے کہ اس خلیل خدا احمد کے غلام انبیاء اور نبی اللہ ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

ہمیں اس کے غلام نبی ہند (مرزا صاحب) کو بھی نبی انہی کمالات کے باعث ماننا پڑے گا۔ اگر غلام کو نبی اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں بعض باتیں پائی جاتی ہیں جنہیں ہمارا ماکمہ نقص ٹھہراتا ہے۔ تو وہی باتیں بعینہ احمد مختار

کہ چور کو چور زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے؟ یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیا سعادت ہے ۔

مثال علم تو آمد بہ قرآن کتابے چند بر پشت حمارے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۸۷) محسن آقا (ج)

ولایت کے ایک رسالہ کے یہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) ایڈیٹر ہیں ۔ اور احمد کا غلام ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ مغربی قوموں کے سامنے اسلام کے وہ زندہ اور تازہ نشانات پیش کرتے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی ہستی اور تمام انبیاء کی صداقت اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے احمد علیہ السلام (مرزا صاحب) کے ذریعے اس زمانہ میں دکھائے ۔ اور دکھا رہا ہے ۔ مگر خواجہ صاحب نے صرف غیر احمدیوں کے روپے کی خاطر اپنے آپ پر حرام کر دیا کہ احمد (مرزا صاحب) کے نشانات کو پیش کرنا تو کجا احمد علیہ السلام کا نام بھی زبان پر لائیں ۔

غرض خواجہ صاحب نے اپنے پُرانے محسن اور آقا (مرزا صاحب) کے نام کو اسی طرح اس کے مخالفوں کے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا ہے جس طرح حضرت مسیح کے ایک بدقسمت شاگرد نے جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت احسان کئے تھے اپنے آقا کے دشمنوں یعنی یہود کے روپیہ کی خاطر اپنے محسن آقا کو بیچ دیا ۔ بس کیا ۔ ایسے شخص سے جو چند روپیوں کے بدلے اپنے محسن آقا کے نام کو فروخت کرنے والا ہے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ احمدی جماعت کو کچھ نفع پہنچائے گا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۰ مورخہ ۸ اگست ۱۹۱۵ء)

(۸۸) ہرگز نہیں (ج)

خواجہ کمال الدین صاحب یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ کہدیں کہ مرزا صاحب

جستہ جستہ مقامات سے تجھے یاد دلاتا ہوں۔

اے خواجہ کیا یہ تیرے اپنے الفاظ نہیں ہیں؟ تو کس زور سے حضور علیہ السلام کی نبوت منواتا تھا۔ آج خود ہی اس نبوت سے انکاری ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا تھا۔ کیوں کہ تو نے میرے روبرو اس عظیم الشان نبی کی خدمت میں ایک دفعہ اپنا خواب سنایا تھا کہ میرے منہ سے بہت سے چوہے نکلے ہیں آج تو اپنی تحریروں اور تقریروں سے اس خواب کو پورا کر رہا ہے جب کہ تو مکان احمدیت کو جو تیرا ملجا و ماویٰ تھا متواتر سوراخ نکال کر اور رخنے ڈال کر ضعیف البنیان بنانے میں ساعی و سرگرم ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۱۵ء)

۸۶ خدا لگتی (ج)

اب ناظرین انصاف سے خدا لگتی کہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی۔ یہ ہے خواجہ (کمال الدین) صاحب کی ابلہ فریبی اور علمی قابلیت جس پر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے اور یہاں تک کہنے کی جرأت ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کرتے تھے وہی کام میں بھی کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب! اوروں کو ہوش کی سکھتے ہو۔ اپنے ہوش سنبھالو اور دیکھو تم کیا سے کیا ہو گئے۔ اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو۔ کیا احمدیت اسی کا نام ہے کہ جس کے نام کے ساتھ وابستہ ہونا ایمان سمجھتے ہو جس کی تعریف و توصیف میں تمہارے اپنے لکھے ہوئے حروف بھی ابھی نہ سوکھے ہوں۔ اسی کے خلاف آج زہر اگلتے ہو۔ خواجہ، میرے میرزا نے تو تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی۔ بلکہ اسی کی کفش برداری سے آج تم تمام دنیا میں شہرت پا گئے۔ ایسے محسن سے یہ سلوک اور پھر دعویٰ احمدیت۔ کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تو تمہارے قلب کی اب کیا حالت ہے پھر کہتے ہو کہ (آپ جیسے) احمدیوں کے متعلق ایسا لٹریچر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدارا خواجہ صاحب! انصاف سے کہیں

میں تحریر و تقریر کے ذریعہ لائق مبلغ اسلام ہونے کا اعتبار پیدا کیا جائے۔ اور پیدا اعتبار حاصل کرتے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی جائے۔ پھر تو دونوں کی دولت پر تمہارے ہاتھ ہوں گے۔

لیکن اس کے لئے پہلا مانع خلیفہ تھا۔ اور دوسرا مانع فتوی کفر اور نمازوں کی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ تھا۔ مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور با اثر ہستی کی ضرورت تھی اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور آپ (یعنی مولوی محمد علی صاحب) اس وقت اس کی بہت سی باتوں اور اصولوں کے خلاف تھے۔ پس پہلا کام اس نے (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب نے) یہ کیا کہ آپ کو اپنا موافق بنائے۔ اور پھر آپ کو ان مقاصد کے حصول کے لئے آلہ بنائے۔ مجھے اکثر وہ مجالس یاد ہیں جن میں ان اصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کیا بلکہ اکثر آپ اس کو (یعنی خواجہ صاحب کو) دوستانہ لہجہ میں اس جماعت کا پوپ کہا کرتے تھے۔

(کشف الاختلاف ص۱۴ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۹۰) علمیت کے دعوے (ج)

سنا ہے کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب نے اپنی علمیت کے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب (خلیفہ قادیان) نے اپنی تصنیفوں میں علمی غلطیاں کی ہیں۔ چونکہ خواجہ صاحب سے میں واقف ہوں اس لئے ذکر جاتا ہوں کہ ان کا کتنا علم ہے اور کتنا فلسفہ اور منطق جانتے ہیں۔ خیر منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تو نہ سہی لیکن کسی کی عربی دانی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب علم عربی سے ایسے ہی دور ہیں جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ علم عربی کا جاننا تو الگ رہا۔ خواجہ صاحب تو قرآن بھی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ہم قرآن کا

آنے والا مسیح وہی مسیح موعود نہیں ہیں جس کا ذکر بقول آپ کے بخاری شریف میں ہے۔ مگر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی مانیں۔ اور ان کے نبی اللہ ہونے سے انکار بھی کریں۔ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر ان کی نبوت سے انکار کریں گے تو آپ پر بھی وہی الفاظ ڈانٹ کے عاید ہوں گے جو آپ نے ۱۹۱۲ء میں ایک شمس العلماء کے لئے روا رکھے تھے۔ کیوں کہ آخر اس کا استفسار بھی یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا کہ نبی۔ اور آپ کی جانب سے جو جواب شائع ہوا تھا (اخبار بدر ۱۵ فروری ۱۹۱۲ء) اس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی دونوں حیثیتوں کو قائم رکھ کر جواب دیا تھا اور کسی حیثیت سے اور کسی نہج سے بھی انکار نہ کیا تھا بلکہ آپ نے اس شمس العلماء کے معلومات کی پردہ دری کی تھی کہ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ جو آنے والا مسیح ہے اور جس کے مسلمان منتظر ہیں وہ نبی اللہ ہے۔

تمت ۱۹۹ (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

(۸۹) خواجہ کی تدبیر

مولانا (محمد علی صاحب) جب ان منذرات کے وقوع کا زمانہ آیا۔ تو آپ کے ہمدم دوست (خواجہ کمال الدین صاحب) نے سوچا کہ اگر میں کھلا کھلا غیروں میں ملا تو احمدی دوست اور احمدی لوگ تو ہاتھ سے گئے جن سے میں نے بہت سا کام لینا ہے اور غیروں میں تلون مزاج قرار پا کر نا قابل اعتماد ہو جاؤں گا۔ لہذا مجھے ایسا کرنا چاہئے کہ احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جا ملوں تا کہ میری کامیابی کے لئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں۔ تب آپ نے ایک اسکیم تیار کی۔ لیکن اس کے اجراء میں کچھ موانع تھے جن کے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اور کچھ بااثر احمدیوں کی ضرورت تھی۔ جن کو اس اسکیم کے اجراء کا آلہ بنایا جاسکے۔ اس اسکیم کا ماحصل مختصر یہ تھا کہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو اعتبار حاصل ہی ہے۔ اب غیروں

سے بڑھ کر مہمل رپورٹ دنیا میں ہو سکتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء)

(۹۴) لاکھوں روپئے (ج)

خواجہ کمال الدین صاحب یورپ میں اشاعت اسلام کے نام سے جو لاکھوں روپیہ مسلمانوں سے لے چکے ہیں ایک عرصہ سے اس کے حساب کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ آخر بڑی دیر اور بار بار کے اصرار کے بعد خواجہ صاحب بولے۔ انہوں نے بعض رقوم کو تو ذاتی بتا کر ان کا حساب دینے سے قطعاً انکار کر دیا اور بعض کے متعلق کہا کہ ان کا حساب کتاب انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ انجمن اس کی ذمہ دار ہے۔

اگرچہ خواجہ صاحب کا یہ بیان بھی کوئی تسلی بخش نہ تھا لیکن انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کی تردید میں جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اس نے معاملہ کو اور بھی الجھن میں ڈال دیا ہے اس اعلان میں فنانشل سکریٹری انجمن اشاعت اسلام نے لکھا ہے۔

"اس وقت اخبارات میں ووکنگ مشن پر اعتراضات کے سلسلہ میں یہ بحث بھی ہو رہی ہے کہ ووکنگ مشن کا آمد و خرچ کس حد تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر نگرانی ہے سو اس کے متعلق واقعات یہ ہیں کہ آخری مرتبہ دسمبر ۱۹۲۲ء کے آخری ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ حساب کتاب انجمن کی نگرانی میں دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس کے مطابق ایک تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس پر کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد ووکنگ کے بل دفتر انجمن میں آنے شروع ہوئے۔ مگر ابھی تک کل امور کا تصفیہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی انجمن کی پوری نگرانی کے ماتحت سارا حساب کتاب آیا ہے (اخبار مدینہ ۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۲۸ء)

ایک رکوع رکھ دیتے ہیں اس کا صحیح ترجمہ کردیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ عربی عبارت لکھیں۔ یا کوئی منطقی مسئلہ حل کریں۔ بلکہ یہ کہ وہ قرآن کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ کردیں۔ اس سے ان کا علم ظاہر ہو جائے گا۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسے عالم ہیں لیکن وہ اس طرف نہیں آئیں گے۔

(احمدیہ بلڈنگ مین اسوسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈبل نمبر ۲۱-۲۲ مشمولہ التبلیغ حصہ اول)

(۹۱) ووکنگ مشن کا راز (ج)

جب سے پیسہ اخبار میں ووکنگ مشن کا یہ راز ظاہر ہوا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے منجملہ اور کارناموں کے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں کہیں کوئی پرانا نو مسلم انگریز جو سالہا سال سے مسلمان چلا آتا ہے اتفاقاً کہیں ووکنگ چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے جھٹ اس ماہ کی رپورٹ میں اپنے نومسلموں کے درمیان اس کا نام لکھکر اپنی کارروائی کو فروغ دے دیا شکر ہے کہ اخبار پیغام صلح صرف اردو میں ہے اور اس ملک کے (انگلستان کے) لوگوں کے پاس نہ وہ آتا ہے اور نہ وہ اسے پڑھ سکتے ہیں ورنہ اسلامی مشنریوں کی جو بدنامی اس ملک میں ہوتی وہ ظاہر ہے۔ لیکن جب سے یہ راز پیسہ اخبار میں انتشار کیا گیا ہے تب سے خواجہ صاحب نے کمال ہوشیاری کے ساتھ ایک نیا طرز اختیار کیا ہے کہ عموماً اپنی رپورٹ میں نومسلم کا نام نہیں لکھتے۔ انگریزی رسالہ میں تو بالکل ہی نہیں لکھتے کیوں کہ وہ اس ملک (انگلستان) میں شایع ہوتا ہے اور نام لکھنے سے رپورٹ کا غلط ہونا جلد ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر اخبار پیغام میں بھی عموماً نام نہیں دئے جاتے چنانچہ اخبار پیغام صلح ۹ر جون ۱۹۱۸ء میں کامیاب اسلامی تحریک کے زیر عنوان رپورٹ کی گئی ہے کہ خدا کے فضل سے گزشتہ ماہ بھی قبولیت اسلام سے خالی نہیں گیا۔ ایک بزرگ داخل اسلام ہوئے ان کے ہمراہ ان کی دختر نیک اختر بھی دائرہ اسلام میں آئی ہے اور ایک نوجوان فوجی افسر بھی زمرہ مسلمین میں آگئے ہیں۔ نہ بزرگ کا نام و نشان نہ ان کی دختر کا اور نہ کپتان صاحب۔ کیا اس

کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔ یہ اعتراض آپ کے مضمون میں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ واقعی آپ لوگوں نے یہ اعتراض کر دئے۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء)

(۹۵) ہمارا احمد (ج)

اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک احمد ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام خصوصیتیں جو حضرت انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اور اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے کیوں کہ جن علامتوں کے ذریعے زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ امی وابی علیہ السلام میں موجود ہیں۔"

(مضمون مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۳۷
منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۵ء)

(۹۶) کسی نبی کو (ج)

دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جانے کے وقت خدا تعالیٰ کمال فضل و رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا۔ اسی قانون کے مطابق مسیح علیہ السلام کے چھ سو برس بعد حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور

(۵) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

(۹۳) امر واقعہ (ج)

مولانا (محمد علی صاحب لاہوری)۔ میں خوشامد سے نہیں کہتا۔ بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے لیکن ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے۔ اوّل یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے۔ آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر اس قدر جوش میں آئے کہ قادیان اور اپنے دار ہجرت کے چھوڑنے پر اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین صاحب) کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہو گئے۔ اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہوئے۔ تو آخر وقت تک اس رنج کو نہ چھوڑا۔ اسی طرح اہل بیت مسیح کا حال۔ دوسرا یہ نقص تھا کہ آپ دوست (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب) کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے۔ خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہے۔

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۹۴) تصدیق (ج)

پھر اس کے بعد مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں ہر قسم کا اعتراض کرنے کا ذکر جو آپ (یعنی مولوی محمد علی صاحب) فرماتے ہیں تو کیا اپنا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور میاں محمد لدھیانوی ہی کا واقعہ یاد نہیں دلاتے کہ "لوگ اس قدر مصیبت سے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں اور یہاں بیوی صاحبہ (مرزا صاحب کی اہلیہ) کے زیور بن جاتے ہیں اور قسم قسم کے لباس آتے ہیں اور پھر لنگر خانہ کا خرچ اس قدر لاپرواہی اور اسراف سے ہوتا ہے کہ خون

اس کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) اپنے ریویو میں یوں کرتے ہیں: "اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیرا جس قدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اٹھائی ہے۔ کتاب کے مطالعہ ہی سے پتہ لگ سکتا ہے ۔۔۔ گویا حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا صاحب) کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مخالف پر فتح یقینی ہے ۔۔۔۔۔ آج کل حضرت اقدس (مرزا صاحب) نماز مغرب کے بعد اس کے مضامین کو سنتے اور اکثر پسند فرماتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۲۲ء نمبر ۴ جلد ۹)

(۹۸) ایک ماہ بعد (ج)

جناب مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے ۱۲ جون ۱۹۰۸ء کو یا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے قریباً ایک ماہ بعد بمقام لاہور بتقریب جلسہ پیغام صلح ایک تقریر فرمائی تھی جو الحکم نمبر ۴۲ جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی ہے جس میں سے ذیل کا اقتباس دیا جاتا ہے۔

ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے اھدنا الصراط المستقیم اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیوں کہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا تو پھر ہمیں یہ دعا سکھلانے کے کیا معنی۔ مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیئے مانگنے والا۔

اسی تقریر میں یہ بھی فرمایا۔

ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی اس کے اثر نے جوش کیا اور اس کا اثر دنیا میں پھیلا۔ اس میں قوت قدسی اور

پھر اسی قانون اور پیش گوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔
(از مولوی محمد علی صاحب ظ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ منقول از منکرین خلافت کا انجام صفحہ
مولفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۹۷) رسول اور نبی (ج)

میرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفٰی کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور نبیوں کی مہر ہے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ نہیں ہے جواب دیا کہ بیشک ان کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے لیکن چونکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں اس واسطے ان کی روحانی اولاد جن سے مراد رسول اور انبیاء ہیں وہ ضرور اس کی امت میں ہوتے رہیں گے اور جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنے کی ہوتی ہے وہ اس رسول کے بعد بھی اسی رسول کی مہر کے نیچے پوری ہوتی رہے گی یعنی انبیاء ہوا کریں گے۔ پھر ان معترضین کا اولاد نرینہ کا اعتراض کرنا فضول ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ان کو برا لگتا تھا اور اس امر سے ان کو خوشی تھی کہ اب ان کے بعد اولاد نرینہ نہیں تو اس سلسلہ کا خاتمہ ہو جائے گا مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بھی یہ جواب دے کر شرمندہ اور لاجواب کیا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ اس کے بعد تو برابر قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے اور اس غرض کو علی رغم دشمن پورا کرتے رہیں گے کیونکہ وہ اس رسول کی مہر کے ساتھ آئیں گے"

(۱۰۰) زمین و آسمان کا فرق (ج)

مولوی محمد علی صاحب کی وہ تحریریں جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو نبی عظیم الشان نبی، موعود نبی، آخر الزماں نبی لکھا ہے اور نہ صرف لکھا بلکہ اس کے ثبوت میں دلائل بھی پیش کئے۔ اور مخالفین کے اعتراضات کو رد کیا کیسی صاف اور واضح ہیں۔ لیکن ان کے بالمقابل خلافت ثانیہ کا انکار کرنے کے وقت سے لے کر اب تک ان کی زبان و قلم سے جو کچھ نکلا ہے اسے سامنے رکھ کر دیکھنے سے زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہم صرف دو تحریریں پیش کرتے ہیں ایک انکار خلافت ثانیہ سے پہلے کی اور دوسری بعد کی جو ایک دوسری کے قطعاً خلاف ہیں۔

مولوی صاحب پورے زور قلم کے ساتھ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص۱۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دی جاتی بلکہ اُسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی رُو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا۔ بلکہ صادقوں اور سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے۔ اس کی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا اور اس کے کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکے گی"

یہ تحریر نبوت مسیح موعود کے متعلق ان کے پہلے عقیدہ کی آئینہ ہے اور ان کے بعد کے عقائد کا پتہ حسب ذیل سطور سے لگ سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخ کنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک

قوت جذب تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۹۹) صراط مستقیم (ج)

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

لہذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین و محبت کے درجہ تک پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

قبل از اختلاف مولوی محمد علی صاحب بھی اس آیت سے یہی سمجھتے تھے کہ نبی آسکتے ہیں۔ چنانچہ اپنی ایک تقریر میں انہوں نے بیان کیا جو ۱۲ جون ۱۹۲۸ء کو یونیورسٹی ہال میں ہوئی کہ ہمیں بھی اس وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ مخالف خواہ کوئی بھی معنی کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔

(اخبار الحکم مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

اختلاف کے بعد مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اھدنا الصراط المستقیم کو حصول نبوت کی دعا مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان کی دعا قبول نہ ہوئی (بیان القرآن ص۱۰)

بس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اس شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔

منکرین خلافت کا انجام

(مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا کیوں کہ شریعت قرآن کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے۔ اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ جو خاتم النبیین کی اتباع کا سرٹیفکٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔

بعد از اختلاف مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں "انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتَم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں (بیان القرآن ص۱۵)

مذکورہ بالا تحریروں سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ کے بعد آپ کا امتی نبوت کو حاصل کر سکتا ہے اور خود مولوی صاحب قبل از اختلاف یہی معنی کرتے تھے لیکن اختلاف کے بعد کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر کرنا بالکل غلط ہیں۔ وہ ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ کیا یہ معنی صریح طور پر اس خصوصیت اور امتیاز کو باطل نہیں کرتے جو سلسلہ احمدیہ کو حاصل تھی اور جسے خود مولوی صاحب بھی اختلاف سے پہلے مانتے تھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۰۲) دورنگی چال (ج)

ہر شخص حق رکھتا ہے کہ اگر اسے اپنے سابقہ عقیدہ میں کوئی غلطی معلوم ہو تو وہ اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لے لیکن جو شخص تبدیلی عقیدہ کے باوجود کہتا جائے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی وہ اہل علم کی نظر میں اپنی بد دیانتی کی وجہ سے بالکل گر جاتا ہے ایسا شخص اپنی دورنگی چال کی وجہ سے چوں کہ نہ ادھر ہوتا ہے، نہ ادھر اس لئے وہ اہل عقل کے نزدیک قطعاً عزت کے قابل نہیں ہوتا اور مومن ایسے لوگوں سے بیزار ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی ہیں مولوی صاحب بارہ سال کے قریب ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ بڑے زور و شور سے دنیا کو بتاتے

یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔

(پیغام صلح - ۲۰ اپریل ۱۹۱۶ء)

کون کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں تحریروں میں بعد المشرقین نہیں - اور ان کا محرر دوسری تحریر لکھتے وقت اپنے ان عقائد پر قائم تھا جو پہلی تحریر لکھتے وقت اس کے تھے لیکن باوجود اس کے مولوی محمد علی صاحب تبدیلی عقائد کا الزام ہم پر لگاتے ہیں اور اپنے متعلق ان کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۲ء نمبر ۸۴ جلد ۹)

(۱۰۱) اختلاف (ج)

قبل از اختلاف مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۶ صفحہ ۱۸۶ میں سلسلہ احمدیہ کے امتیازی عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا"

اور ریویو ماہ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۲۱ میں لکھا ہے۔ اگر آج نبوت کے برکات کسی پاک انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہی ہو سکتے ہیں کیوں کہ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو غرض نبوت کے برکات بند نہیں ہوئے بلکہ اب بھی ایسے ہی حاصل ہو سکتے ہیں جیسے کہ پہلے حاصل ہوتے تھے مگر اب کوئی

سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اوّل نمبر ۴۲ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو ختم نبوت کے یہ معنی کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آج معلوم ہوئے ہیں یا کیا حدیث نبوی لا نبی بعدی کے معنی اس وقت معلوم نہیں تھے۔ معلوم تھے لیکن اس وقت مولوی محمد علی صاحب ان معنوں کو غلط قرار دیتے تھے اور ختم نبوت کے صحیح معنی اس طرح بیان فرماتے تھے۔

سلسلہ احمدیہ مانتا ہے کہ آں حضرت صلعم نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا سوائے اس ایک کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے اور انعام نبوت آپ کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ یہ صرف ایک سچا مسلم ہی ہے جو نبی مقدس کی پیروی کرکے نبی بن سکتا ہے۔

(انگریزی رسالہ "احمد مسیح موعود" مولفہ محمد علی صاحب ایم اے)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۵ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۱۰۴) بری بات (ج)

محض عقیدہ کی تبدیلی کوئی بڑی بات نہیں، بڑی یہ بات ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی کرنے کے باوجود کہا جائے اور اصرار کیا جائے کہ تبدیلی نہیں کی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب اسی پوزیشن میں ہیں۔ ان کا دعوی ہے کہ وہ جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں رکھتے تھے وہی اب تک رکھتے ہیں۔ ان میں انہوں نے سرمو فرق نہیں کیا لیکن ہم کہتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین صاحب) رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اندر ہی اندر اور خلافت ثانیہ کے دور میں کھلم کھلا انہوں نے اپنے عقائد بدل دئے اور ان میں زمین و آسمان کا فرق آگیا۔ اس کے ثبوت میں متعدد مثالیں دی جا چکی ہیں لیکن مولوی (محمد علی) صاحب کو چونکہ ہماری ہر بات سے ضد ہے اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۹ء)

رہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نبی ہیں پیغمبر ہیں۔ رسول ہیں اور وہی عظیم الشان نبی آخر زماں ہیں جن کے آنے کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور اس لمبے عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی مولوی (محمد علی) صاحب نے یہ نہ لکھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہیں۔ صرف محدث ہیں لیکن آج وہی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو ہمیشہ سے محدث ہی مانتا رہا ہوں میں نے مرزا صاحب کو کبھی نبی نہیں مانا۔ کیوں کہ نبوت ختم ہو چکی۔ حالاں کہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ ان کے تمام ساتھی متفقہ طور سے بڑے زور سے اعلان کر چکے ہیں کہ:۔

ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ نہیں چھوڑ سکتے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اول نمبر ۳۵ مورخہ، ستمبر ۱۹۱۳ء)

معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب

ہے بسٹر نور دیا ان کا نام ہے۔ ان کو مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا ہے کہ "مجھے مولوی غلام محمد کے مارشیس جانے کی خوشی ہے۔ لیکن آپ ان کو یہ سمجھا دیں کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں کہ مسیح موعود مجدد نہیں بلکہ نبی تھے اور اسی لئے (ان کے منکر) تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ان دو عقیدوں سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے بس وہاں ان کو شروع ہی سے ملیامیٹ کرنا چاہیے"۔

(احمدیہ نیگ مین ایسوایسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈ بل نمبر ۲ و ۲۳ منقولہ التبلیغ حصہ اوّل)

(۱۰۶) عجب رنگ کے انسان (ج)

مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) بھی عجیب رنگ کے انسان ہیں نہ تو انہیں اپنے کسی قول کی پرواہ ہے اور نہ اپنے کسی فعل کی جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور جدھر ضرورت سمجھتے ہیں ادھر ہی ڈھل جاتے ہیں۔ ان کے سابقہ اور موجودہ مذہبی عقائد میں جس قدر اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے اس کی حقیقت تو کئی بار ظاہر کی جاچکی ہے اور ایسی صفائی کے ساتھ ظاہر کی جاچکی ہے کہ خود مولوی صاحب موصوف کو بھی کہنا پڑا کہ

میری یا زید بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں

اخبار الفضل قادیان جلد، نمبر ۲ مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

(۱۰۷) ناحق ناروا (ج)

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب یہاں سے (قادیان سے) جاتے وقت کئی ہزار کی لاگت کا ترجمۂ قرآن اور صدہا روپے کا کتب خانہ بالکل ناحق ناروا لے گئے اور باوجود ادھر کے واجبی مطالبات کے بالکل چپ لگا بیٹھے۔ ان کے ساتھ ہی ساڑھے تین پونے چار سو روپے کا نیا ٹائپ رائٹر بھی انہوں نے تاحال ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے جس کی عدم موجودگی سے سلسلہ عالیہ

(۱۰۴) اظہر من الشمس (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی نبوت اظہر من الشمس ہے اور آپ لوگوں پر کافی حجت ہو چکی ہے لیکن اگر کوئی ڈھٹائی سے انکار کرتا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذاتی واقعہ عرض ہے۔ اگست ۱۹۲۱ء شملہ کا ذکر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بندہ نے حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی چند عبارتیں دعوی نبوت کے متعلق پیش کیں۔ اور ایک مجمع کی موجودگی میں پیش کیں اور ان کا حل چاہا۔ کچھ دیر تو مولوی (محمد علی) صاحب محکمات اور متشابہات کے طور پر ان عبارتوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن دیکھا کہ یہ اس طرح حل نہیں ہوتیں تو جلال میں آکر فرمانے لگے اگر حضرت (مرزا) صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نبی اللہ ہیں تو میں ان کو چھوڑ دوں گا۔ اور مسیح موعود یا مجدد بھی نہیں مانوں گا۔

سبحان اللہ کیا عمدہ ایمان ہے بجائے اس کے کہ فرماتے۔ اگر ثابت ہو جائے تو میں مان لوں گا فرماتے ہیں۔ نبوت ثابت ہونے پر مسیح موعود اور مجدد ماننے سے بھی انکار کر دوں گا۔ پس آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو کسی بات کے ثابت ہونے پر بھی ایمان کی نسبت کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۳ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۱۰۵) محسن کش (ج)

اسی قسم کے لوگ ہمارے اندر سے پیدا ہو گئے ہیں اور محسن کشوں کی جماعت ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے کہ اس نے خود ہی محسن کشی نہیں کی اور اپنے محسن کے نام کو خود ہی ترک نہیں کیا بلکہ یہ بھی کوشش کی ہے کہ اس کی تعلیم کو دنیا کے پردہ سے مٹا دیں۔ چنانچہ آج ہی ایک خط انڈیس سے آیا ہے۔ جو ایک احمدی نے بھیجا

بھیکی اور نکمی باتوں کا مجموعہ بن کر رہ جاتی۔ لیکن ان تمام مقامات میں بھی مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ان کا ایسا کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ رائے عامہ کے مخالف ہو جانے سے ڈر گئے یا پھر دنیا میں اپنی فضیلت و علمیت کا سکہ بٹھانے اور خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔ بہرکیف جو بھی وجہ ہو اس سے مولوی صاحب کی پرلے درجہ کی علمی بد دیانتی اور ایمانی کمزوری ظاہر ہے جبکہ ذاتی نمود یا چند سکوں کی خاطر کہ مبادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور لٹریچر کا ذکر کرنے سے تصنیف بکنے سے رہ جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں پیش نہ کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۴۷ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۱ء)

(۱۰۱) ایک طرف دوسری طرف (ج)

ایک طرف تو خطبوں میں۔ تقریروں میں۔ تحریروں میں آئے دن یہ رونا رویا جاتا ہے کہ آمد کم ہو گئی۔ کام چلانا مشکل ہو گیا۔ ترقی کے بجائے تنزل ہو رہا ہے جو کچھ دے سکتے ہو دے دو اور ایک سوالی کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ پھیرو لیکن دوسری طرف اسی عرصہ میں ڈلہوزی جیسے خوش نما مقام پر عالی شان کوٹھی تیار کی جاتی ہے جس پر ہزارہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے اور جب روپیہ کے متعلق سوال ہوتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ میری تصانیف کی آمدنی ہے اور اپنی دیدہ ریزی سے میں نے جو کچھ کمایا وہ اس پر صرف کیا....

معلوم ہوتا ہے مولوی (محمد علی) صاحب ایک طرف تو روز بروز ترقی کی بجائے تنزل کی طرف قدم اٹھنے کی وجہ سے اور دوسری طرف اپنے دوستوں کی طرف سے اس تنزل کا سارا الزام اپنے اوپر عائد ہونے کے باعث گھبرا گئے ہیں اور ان کی گھبراہٹ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ امارت سے دست بردار ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہیں چنانچہ اسی خطبہ جمعہ میں انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ "اگر جماعت اس پر خوش نہیں تو وہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کر سکتی ہے اور میں خوشی سے اس منصب سے علیحدہ ہونے کے لئے تیار ہوں"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۶۹ مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء)

کے بعض ضروری کاموں کا حرج ہوتا تھا۔ مگر اب جماعت کو مشکور ہونا چاہیے کہ حضرت نواب محمد علی صاحب دام اقبالہ نے اپنا ٹائپ رائٹر صدر انجمن کو مرحمت فرمایا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۵ء)

۱۰۸ خائن اور بددیانت (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین صاحب) نے تادم وفات جناب مولوی محمد علی کو ترجمۃ القرآن لکھوایا اور مولوی صاحب بحیثیت ملازم صدر انجمن مبلغ دو صد روپے ماہوار خزانہ انجمن سے بطور تنخواہ وصول کر کے اس کا انگریزی ترجمہ کرتے رہے مگر جوں ہی حضرت نورالدین اعظم نے وفات پائی جناب مولوی صاحب نے ایبٹ آباد میں تکمیل ترجمہ کے بہانے پر صدر انجمن احمدیہ (قادیان) کے خزانہ سے ایک ہزار روپیہ پیشگی وصول کیا۔ ہزاروں روپے کی قیمتی کتب قومی لائبریری سے لیں اور صدر انجمن کا ٹائپ رائٹر ساتھ لے کر لاہور پہنچ وہاں اعلان کر دیا کہ یہ سب کچھ میرا ہے اور پھر حضرت نورالدین کے ترجمۃ القرآن میں تصرف کر کے احمدیت کے مخصوص مسائل نکال دئے اور بددیانتی و خیانت پر مہر کر دی اور لاتخونوا اللہ والرسول و تخونوا اماناتکم و انتم تعلمون کی پرواہ نہ کی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یحب الخائنین یعنی خائن اور بددیانت خدا کا محبوب نہیں بن سکتا۔

اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۱ء

۱۰۹ روحانی حلاوت (ج)

اب ہم دوسرے حصہ تفسیر کو لیتے ہیں اس میں جہاں جہاں روحانی حلاوت پائی جاتی ہے۔ وہ صرف وہی حصہ ہے جہاں مولوی (محمد علی) صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے بیان فرمودہ معانی اور تفسیر کو نقل کر دیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو بلا ریب تفسیر زیر بحث دیگر عام تفاسیر کی مانند محض روکھی

شرف کو بھی قائم کرنے کے لئے اس کے ایک ایسے مکین کو منتخب کیا کہ جس کے نام سے دنیا ناواقف تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں اس کا پاک وجود ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے — ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۲ء)

یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لئے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کو اسی مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء)

قادیان میں ہمارے مقدس مقامات ہیں اور ہمارے لئے قادیان کے بعض مقامات ویسے ہی مقدس ہیں جیسا کہ ہمارے نزدیک اور دوسرے انبیاء کے ماننے والوں کے نزدیک ان انبیاء کے مقامات مقدس ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۷۶ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۲۱ء)

یہ تو وہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود کو کشفی طور پر قرآن کریم میں دائیں طرف لکھا ہوا دکھایا گیا۔ پھر یہ وہ مقام ہے جس کی شان خدا کا مسیح اس طرح بیان فرماتا ہے "یہ قادیان۔ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے" (دافع البلاء صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۰ء)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر — تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۰ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

فصل سولھویں

قادیانیوں کی جماعت قادیان

(۱) قادیان (ج)

قادیان کیا ہے۔ وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمودہ کے مطابق "خدا کے رسول کا تخت گاہ" ہے۔ ... ... قادیان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ دجال کا قاتل۔ صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا۔ اس میں اس نے نشو ونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء)

قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی۔ اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی۔ ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی۔ اس کی مساجد پر نور۔ موذن کی اذان پر نور۔ اسلام کے غلبہ کی تصویر بشکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا۔ اس منارہ سے وہی لا الہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۲-۵۳ مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

وہ بستی قادیان ہے جس کا نام اب زبان زد خلائق ہو رہا ہے اور مکہ کی طرح اس کے

لوگوں کو چونکہ اس قسم کی باتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ پھر اتنے ہجوم میں یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ شاید حاضر ہونے کا موقعہ نہ مل سکے اس لئے میں نے یہ بات یاد دلا دی ہے:

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۱ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۳) حرم میں شعائر اللہ (ج)

ہمارے جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی سے بتادیا تھا کہ دینی اغراض کے لئے قادیان میں اس موقعہ پر اس کثرت سے لوگ آیا کریں گے کہ ان کے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہوگا۔ قادیان کی زمین حرم کا نام پائے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پس ہمارا جلسہ شعائر اللہ ہے بلکہ ہر آنے والا شعائر اللہ ہے اور من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی عظمت کرتا ہے وہ اپنے تقویٰ کا ثبوت دیتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۷۲ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(۴) وہاں (ج)

ہاں ہاں مجھے وہاں جانا ہے جہاں وہ مسجد۔ مبارک مسجد ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے مبارک۔ مبارک۔ کل امر یجعل فیھا مبارک فرمایا۔ پھر وہ مسجد ہے جو منارۃ المسیح کی حامل اور اپنی عظمت و برکت کے لحاظ سے بیت المقدس و بیت العتیق کی مساجد میں شامل ہے۔ جہاں وہ مقبرہ بہشتی ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ انزل فیھا کل رحمتہ پر کے تو خدا جانے کہاں دفن ہوگا۔ مجھے جیتے جی اس بہشت بریں سے ہو آنے دو جو خدا کے مسیح کا شہر۔ خدا کے مسیح کا مقر۔ خدا کے مسیح کا آرام گاہ ہے۔ میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا۔ کیونکہ خدا۔ ابراہیم کے خدا۔ یعقوب کے خدا۔ موسیٰ کے خدا۔ عیسیٰ کے خدا۔ محمد کے خدا میرے مرزا کے خدا نے اس مقام کو برکت دی۔

ہے قادیاں اے قادیاں — تیری فضائے نور کو
دیتی ہے ہردم روشنی — جو دیدہ ہائے حور کو
میں قبلہ و کعبہ کہوں — یا سجدہ گاہِ قدسیاں
اے تخت گاہِ مرسلاں
اے قادیاں اے قادیاں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء)

سنو میرے یارو چلو قادیاں کو — تساہل کو چھوڑو چلو قادیاں کو
بہت سوئے اٹھو چلو قادیاں کو — نبی آگیا لو چلو قادیاں کو
چلو قادیاں کو چلو قادیاں کو

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۴۳ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۱ء)

(۲) شعائر اللہ (ج)

پھر شعائر اللہ کی زیارت بھی ضروری ہے یہاں (قادیان میں) کئی ایک شعائر اللہ ہیں مثلاً یہی علاقہ ہے جہاں جلسہ ہو رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح شامل ہیں ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ ان کے برکات سے مستفیض کرے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵۱ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۳ء)

اسی طرح ایک زندہ نشان حضرت ام المومنین (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اہلیہ) ہیں۔ صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب آتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے اور ان کی دعاؤں کے مستحق بنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں اور پھر بعد میں بھی کئی لوگ حضرت ام المومنین (مرزا صاحب کی اہلیہ) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ نئے آنے والے

قرار دیا ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ قادیان کو زندگی میں وطن بنانے اور مر کر مدفن بنانے کی کوشش کریں۔ اسی کے ماتحت میں نے ایک تحریک کی ہے کہ مکانات بنوانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شامل ہونے والوں کے لئے پچیس روپیہ کا ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ دوست اس کمیٹی میں شریک ہوں۔ حصے ڈالیں اور یہاں مکان بنوائیں۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۱ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۶) مرزا صاحب کے صحابہ (ج)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے ملنا چاہیئے کئی ایسے ہوں گے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ ان سے خاص طور پر ملنا چاہیئے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۱ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۷) ابوہریرہ اور حسان (ج)

لوگوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ حافظ معین الدین مرحوم۔ حافظ حامد علی مرحوم۔ بابا روڑا مرحوم وغیرہ دنیا میں کیا کام کر گئے اور ہمارے سلسلہ کی کس قدر انھوں نے خدمت کی ہے دنیا کو ان کی کچھ خبر نہیں وجہ یہ کہ اخباروں میں ان کا کچھ ذکر نہیں آیا اسی طرح اگر ابوہریرہ اور حسان بھی اس زمانہ میں ہوتے تو ان کا بھی یہ ہی حال ہوتا۔

(بابا روڑا) حضرت (مرزا) صاحب سے اکثر درخواست کیا کرتے تھے کہ حضور کبھی کپور تھلہ تشریف لائیں۔ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب یوں ہی بغیر اطلاع کپور تھلہ کو چل پڑے۔ حضور (مرزا صاحب) کے ساتھ یکہ میں ایک سخت مخالف بیٹھا ہوا تھا اس نے بابا روڑا سے جا کر کہا جا تیرا مرزا آرہا ہے۔ اب بابا مرحوم کو اس کا اعتبار نہ آئے کہ اس قدر عظیم الشان شخص کس طرح کپور تھلہ آسکتا ہے۔ دوسری طرف محبت ان کو

برکت ہی نہیں دی بلکہ ہمیشہ کے لئے اُسے دارالامان ٹھہرایا۔ اسے بیت المقدس کا قائم مقام بنایا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸۲ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۵) قادیان کا قیام (ج)

خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو برکات اور فیوض یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ پھر جس کثرت سے حضرت مسیح موعود کے صحابہ یہاں موجود ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں اس لئے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے انسان کا دل جس طرح صیقل ہوتا ہے اور جس طرح اُسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اس طرح کسی جگہ کے لوگوں کے ملنے سے نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے اُن کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔

(انوار خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص۱۱۷)

اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ومن دخلہ کان آمنا ....

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے قادیان دارالامان اس نئی دنیا کا تقدیر الٰہی میں مرکز قرار پا چکا ہے۔ اس لئے مخلص احمدیوں کو چاہیئے کہ اس کی برکات روحانی و جسمانی سے متمتع ہونے کے لئے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لئے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان کا مضمون تحریک ہجرت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۹ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جلسہ کے بغیر بھی دوستوں کو قادیان آتے رہنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جو بار بار قادیان نہیں آتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ ادھر یہاں کی بود و باش کو آپ نے ضروری

سے کرنا ہمارا فرض ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰) احمدی محلے

میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کا جو مطالبہ کر رہا ہوں اس کے لئے پہلے قادیاں والوں کو لیتا ہوں۔ یہاں کے احمدی محلوں میں جو اونچے نیچے گڑھے پائے جاتے ہیں گلیاں صاف نہیں۔ نالیاں گندی رہتی ہیں۔ بلکہ بعض جگہ نالیاں موجود ہی نہیں ان کا انتظام کریں۔ وہ جو اور سیر ہیں وہ سروے کریں اور جہاں جہاں گندہ پانی جمع رہتا ہے اور جو ارد گرد بسنے والے دس بیس کو بیمار کرنے کا موجب بنتا ہے اُسے نکالنے کی کوشش کریں اور ایسا ایک دن مقرر کر کے سب مل کر محلوں کو درست کریں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۱) قادیان کی زندگی

بعض لوگ پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور پانچوں وقت ہی قطار باندھ کر مصافحہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مصافحہ کے معنی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے آئے یا باہر جائے یا دیر سے ملے تو مصافحہ کر لیا جائے۔ لیکن روزانہ ہی پانچ بار بے تحاشہ مصافحہ کرتے چلے جانا بے معنیٰ بات ہے۔ یہ طریقہ نہ سنت سے ثابت ہے اور نہ عقل سے یہ محض وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

منہ سے السلام علیکم کہنا ہی مسنون ہے۔ مگر یہ مصافحہ سوائے ضیاع وقت کے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر اس میں بعض دفعہ روشناس کرنے والی بات بھی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں، اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس کر

کھینچے لئے جاتے کہ شاید حضور تشریف لے آئے ہوں - چنانچہ انھوں نے اس مخالفت کو سخت گالیاں نکالنی شروع کردیں کہ تو جھوٹ بکتا ہے اور ننگے سر اور ننگے پیر بھاگ پڑی کہ شاید تشریف لائے ہوں - مگر تھوڑی دور جاکر پھر کھڑے ہوگئے - اور اس کو گالیاں نکالنی شروع کردیں - مگر پھر محبت نے کھینچا اور یکہ خانہ کی طرف بھاگے -

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۲۰ء)

(۸) مسیح قدنی اور قادیان (ج)

مرے پیارے مسیح قدنی جہاں میں تو اک نشان رہے گا
مٹیں کے تجھ کو مٹانے والے تو نقش حق بیادواں رہی گا
یہ قادیاں ہے نبی کی بستی یہ تخت گاہِ رسول حق ہے
خدائے قادر کا ہے یہ وعدہ یہ بلدہ دار الاماں رہی گا
ہزاروں آئیں عذاب دنیا میں لاکھوں برباد شہر بھی ہوں
مگر یقیناً یہ شہر احمد نبی بہ حفظ و اماں رہے گا

(غلام رسول صاحب راجیکی قادیانی کی نظم مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء)

(۹) اینٹوں میں فرق (ج)

بس قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے - اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام - بیت المقدس یا مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی جتنی ایک کروڑ پتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے - پس قادیان اور قادیان کے وقار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع

جو بھی رقعہ لے کر آئے گا مجھے کام چھوڑ کر اُس کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ رقعہ لینا پڑے گا اور اس طرح کام کا حرج ہوگا اور وقت ضائع ہوگا۔ اگر یہ کیفیت کبھی کبھی پیش آئے تو خیر۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ سارا سارا دن بچوں کے ہاتھ رقعوں پر رقعے چلے آتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رقعے لینے کے لئے مجھے ۲۰-۳۰ بار اُٹھنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کچھ لکھنے بیٹھتا ہوں۔ دو سطریں لکھی ہیں۔ کھٹ کھٹ ہوئی۔ اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو ایک بچے نے رقعہ دے دیا کہ فلاں صاحب نے دیا ہے۔ پھر دروازہ بند کرکے بیٹھا اور دو سطریں لکھا کہ پھر کسی نے آکر کھٹ کھٹانا شروع کر دیا اور لاکر رقعہ دے دیا ایسے رقعوں کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ ان میں سے (۹۹) فی صدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے فوری طور پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۹۹) فی صدی بھی نہیں۔ ہزار میں سے (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں اور ان میں سے شاید ایک ایسا ہو جس کے متعلق کہا جا سکے کہ جائز طور پر بھیجا گیا ہے۔ ان میں فی ہزار (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں جن میں دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ان کو بھلا بکس میں کیوں نہیں ڈالا جا سکتا۔

مشایعت یا استقبال صحابہ سے ثابت ہے یہ چیزیں محبت اور بعض حالات میں قومی وقار کو بڑھانے والی ہیں۔ لیکن جب کوئی مبلغ آتا جاتا۔ یا میں باہر جاتا آتا ہوں تو ہمیشہ ایسے موقع پر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح کی طرف منتظم توجہ نہیں کرتے رستہ ایسا تنگ بناتے ہیں کہ دھکے پر دھکے پڑتے ہیں۔ مثلاً کل ہی جب میں آیا تو ہزار کے قریب لوگ ہوں گے اور یہاں کونسا ایسا خطرہ ہے کہ کوئی شخص بم یا گولی نہ چلا دے مگر پھر بھی انتظامی لحاظ سے ایسی گھبراہٹ ٹپکتی تھی جو مضحکہ خیز تھی۔ میں نے دیکھا کہ انتظام کرنے والے لوگوں کے ساتھ درشتی سے پیش آتے تھے۔ جس طرح مجسٹریٹ مجرم سے پیش آتا ہے۔ وہ سینہ سے سینہ ملا کر کھڑے تھے۔ رستہ کسی کو دیتے نہ تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دھکے پڑتے تھے اور مجھے بھی ساتھ ہی تکلیف ہوتی تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنی گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے مثلاً کل میں نے دیکھا کہ بعض تنگ گلی میں سے گذرتے ہوئے مجھ سے بھی آگے بڑھ جاتے اور پھر بھی منتظم اُن پر ہنستے حالانکہ اُس کی

سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ہم نے تو بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عجیب بات ہے۔

اسی طرح میں نے کئی دوستوں کو دیکھا اور توجہ بھی دلائی ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیگر فنون کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا۔ ۔ ۔ جتنے لوگ دماغی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کی اعصابی حس بہت تیز ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں۔ مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے۔ چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔

بعض اوقات میں نے دیکھا ہے۔ بیعت ہونے لگتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن کریم میں صراحت ہے کہ بیعت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بیعت کے وقت بعض دوست پیٹھ کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکالتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ بیعت کا نظارہ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک ماہی گیر جال کے اندر ہاتھ ڈال کر مچھلی نکال رہا ہے۔

۔ ۔ پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ وہ خیال کر سکے جب میں رقعہ بھیجوں گا تو ممکن ہے کوئی ضروری کام کر رہے ہوں اور اس میں حرج ہو۔

اُٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔"

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ اِن بن بلائے مہمانوں کا نزول محبت کی وجہ سے تھا یا پلاؤ زردے اور روغن جوش کی اشتہا انگیز خوشبوئیں انھیں "دار الحمد" کی طرف لے آئیں البتہ خلیفہ صاحب کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہیے۔ جب عقل کا قبضہ اُٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کاش پیر پرست قادیانی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

لیکن گذارش ہے کہ پیر پرستی اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں۔ مریدوں کی اندھی عقیدت و تقلید تو ایک طرف رہی۔ جناب خلیفہ صاحب کے وضع کردہ اکثر عقائد اور احکام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ مسئلہ نبوت ہی کو لے لیجئے یا خلافت آپ کے اس جلالی فرمان پر غور کریں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہو جائے گا۔ اگر قادیانی جماعت عقل سے کام لینے لگ جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ مگر اُس کی اُمید بہت کم ہے بہرحال کچھ ہو تو ہو۔ جناب خلیفہ صاحب نے بات عقل کی کہی جس کی ہم تعریف و تائید کرتے ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۴۲ء)

(۱۴) سؤروں والا حملہ (ج)

مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلبا تعلیم پاتے ہیں انھیں کنوؤں کی مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی ان میں کوئی شان دار اُمنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کُرید کُرید کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا مگر چاروں طرف سے اُن کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انھیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو انھیں اور کوئی بات نہیں

وجہ جگہ کی تنگی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر مجبور کیا جاتا ہے کہ ایک ایک کر کے گزر و ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تین تین چار چار آتے جائیں تو کوئی حرج نہیں ۔ اِن میں کون سے ایسے لوگ آ جائیں گے کہ جو نہ پہچانے جاسکیں ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۴ جون ۱۹۳۲ء)

(۱۲) ولیمہ کا لطیفہ

جناب خلیفہ قادیان کے بڑے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خبر سے قارئین کرام واقف ہوں گے ۔ ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں رخصتی عمل میں آئی ۔ برات نہایت دھوم دھام سے مالیر کوٹلہ گئی ۔ واپسی پہ دولھا دلہن کا قادیان میں شاہانہ استقبال ہوا اور بہت بڑا جشن منایا گیا ۔ اس کے دو تین روز بعد جناب خلیفہ صاحب نے دعوت ولیمہ دی جس میں صرف منتخب اصحاب مدعو تھے ۔ موصوف کے دوسرے "مریدان باصفا" کو یہ بات پسند نہ آئی انھوں نے سوچا کہ پیر صاحب تو کیا بلائیں گے ہم خود ہی چلیں ۔ چنانچہ عین اُس وقت جب کہ خلیفہ صاحب کے نئے "قصر خلافت" یعنی کوٹھی "دار الحمد" میں دستر خوان بچھنے والا تھا سینکڑوں بن بلائے مہمان آ دھمکے ۔ اس طرح خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کو نہایت پریشانی اور بے لطفی ہوئی ۔ ان بن بلائے مہمانوں کی بدتمیزی کا ذکر جناب خلیفہ صاحب نے ۱۰ اگست کے خطبہ جمعہ میں نہایت تفصیل سے کیا ہے جس سے قادیانیوں کے اخلاق ۔ خودداری اور تنظیم پر کافی روشنی پڑتی ہے اگر کبھی فرصت ملی تو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا ۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء)

لیکن خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ایک نہایت قابل قدر بات ارشاد فرمائی جس کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں ارشاد ہوا کہ "بعض لوگ طبعی طور پر محبت کے جذبات کے ماتحت یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں ۔ میں ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں ۔ لیکن ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہیے جب عقل کا قبضہ

داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود کی جماعت وآخرین منھم کی مصداق ہونے سے آں حضرت کے صحابہ میں داخل ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰-۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کرکے اور عہد توبہ نصوح کرکے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منھ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئیں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں پر نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب وسعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدائے تعالیٰ کا فضل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۲۰)

(۱۶) نابالغ جماعت

میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جب کہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہ حالت ہے اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں تک اور کس حد تک ہے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جس میں عیب

سکھلائی جاتی ـ ـ ـ ـ ـ میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اُس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے اُمنگ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کروگے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہوجاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔ جس طرح ہوگا تو سُوَر کہا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کروں گا۔ بس سور کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو وہ نیزہ پر حملہ کردے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۴ر جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۴) مریدوں کی روک تھام

چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی) نے کوئی ایسی بات کی۔ تو بعض ایسے احباب نے اس کو اپنی شان کے خلاف خیال کرکے مُنہ پر کہہ دیا کہ ہم ایسا درس نہیں سُن سکتے۔ پھر سالہا سال وہ درس قرآن میں نہ آئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسی باتوں سے وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی صحبت اور خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کی صحبت اور دارالہجرت (قادیان) کو چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ اور پھر ذی وجاہت احباب و حضرات کی کوشش سے رُکے

(کشف الاختلاف ص۱ مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۱۵) اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی

پس جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں

اہل نہیں ہوتا کہ وہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے کیوں کہ جب تک کوئی شخص اپنی کتب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے گا تو خطرہ ہے کہ ابتلاء میں پڑے۔

(حقیقۃ الامر ص۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۸) میاں صاحب کے مریدین

میاں (بشیر الدین محمود احمد) صاحب کے مریدین میں ایک حیرت انگیز بات جو میں نے دیکھی ہے وہ یہ کہ ان کو کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ ہم کوئی متناقض باتیں کہہ رہے ہیں یا ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں بلکہ انہیں صرف اس قدر پتہ ہونا چاہئے کہ یہ بات میاں صاحب نے لکھ دی ہے۔ پھر اس کے حسن وقبح سے اس کے موافق یا خلاف قرآن حدیث ہونے سے اس کے مطابق یا خلاف واقعات وعقل ہونے سے کوئی بحث نہیں ہوتی۔ اسے اسی طرح مانتے چلے جاتے ہیں جس طرح میاں صاحب فرمائیں۔

(النبوۃ فی الاسلام ص۲۶۵ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری امیر جماعت لاہور)

(۱۹) نئے خوجے (ج)

اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہوجائیں تو میں قسم کھاکر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہوجائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہوجائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کرلیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہوجائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہوکر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہوجاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے (جبر کی کیا ضرورت ہے۔ عاقل را اشارہ کافی ست۔ مؤلف)

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" عریضہ خاکسار غلام احمد از قادیان المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

پایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو مٹا دینا چاہئے اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے تو بجائے کہ غور کریں کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ کہنے لگ جائیں گے کہ اس سے زیادہ مفید اور اچھی چیز کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اُس جھولے کی سی ہے جو میلوں پر لگایا جاتا ہے جب اس کا ایک سر نیچے جاتا ہے تو دوسرا اُوپر کو اُٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے۔ اگر کوئی نقص بیان کیا جائے تو کہہ اُٹھیں گے کہ یوں ہی مال برباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی خوبی بیان کر دی تو کہیں گے بھلا کوئی عیب ہو سکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں۔ اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں ٹھوکر کا موجب نہ ہو جاؤں۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں! اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربّانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو ایسی ہی احتیاط کرے گا۔ جب تک جماعت میں بلوغت نہ آجائے۔ اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھے گا۔ اس جذبہ کے ماتحت میں بہت دفعہ اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۹ نمبر ۱۴۹ ۱۹ جون ۱۹۳۲ء)

(۱۷) مطالعہ کی روک ٹوک

مولوی (محمد علی لاہوری) صاحب! آپ شکایت فرماتے ہیں کہ میں نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے) اپنے مریدوں کو منع کیا ہوا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں اور آپ چاہتے ہیں کہ میں اعلان کروں بلکہ حکم دوں کہ وہ ضرور آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں مگر میرے نزدیک یہ شکایت بے جا ہے۔ میں نے بارہا اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہر ایک عقیدہ کو سوچ سمجھ کر قبول کریں۔ بلکہ بارہا یہ کہا ہے کہ اگر وہ کسی بات کو زید اور بکر کے کہنے سے مانتے ہیں تو گو وہ حق پر بھی ہوں تب بھی اُن سے سوال ہو گا کہ بلا سوچے اُنھوں نے ان باتوں پر کیوں کر یقین کر لیا اور میرے خطبات اس پر شاہد ہیں۔ ہاں ہر شخص اس بات کا

مگر اس کا رعب ہی ایسا ہوتا ہے کہ پنجابی کہنے لگ جاتے ہیں، خاں صاحب آگئے۔ اور ان کی ساری شیخیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ پس جو قوم مرنے کے لئے تیار ہو اس سے ہر قوم ڈرا کرتی ہے اسی طرح ہم بھی اگر اپنی جانیں دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ تو لوگ ہم سے بھی ڈرنے لگ جائیں گے

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۲) گناہ اور منافقت (ج)

اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں جو ناظر ہے وہ بے وقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ قادیان کی لوکل جماعت کے پریزیڈنٹ چونکہ بدلتے رہتے ہیں اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے۔ ایک وقت جب ایک شخص پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آ کر کہتا ہے۔ دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے۔ کوئی سننے والا ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو شکایت کرتا ہے۔ پبلک بالکل جاہل اور احمق ہے وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی گویا جب وہ پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے تو پریزیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۶ مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء)

(۲۳) قادیانی منافق

میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو۔ اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔ مگر جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ (خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ للمؤلف) مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے

(۲۰) خصّی جماعت

میں سمجھتا ہوں کہ ہر قسم کی اشتعال انگیزی بھی ہم پر اثر نہیں کر سکتی کیوں کہ ہمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے جس نے ہمیں کیتہً جکڑ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے "سچا مومن خصّی ہو جاتا ہے"۔ پس حکومت کے افسروں کو اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں ہم بالکل پُر امن ہیں کیوں کہ ہم سچے مومن ہیں۔ اور مومن خصّی ہو جاتا ہے۔ ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا مگر وہ دل ہی دل میں رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۳۵ء)

ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصّی کر دیا ہے۔ مگر ساری دنیا تو خصّی نہیں۔ (خدانخواستہ للمولف) ایسے لوگ بھی ہیں جو حکومت سے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اُس وقت حکومت کو ہماری مدد کی ضرورت ہوگی ہم خواہ اس وقت اس کی مدد کریں لیکن حکومت کو اخلاقی طور پر اس وقت کس قدر شرمندگی اٹھانی پڑے گی کہ جن کی عزتوں پر حملہ ہوتا دیکھ کر ہم خاموش رہے آج انہی کی مدد کا طالب ہونا پڑا۔ (لیکن بقول خود خصّی جماعت خود معذور ہے۔ للمؤلف)

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۱) بہادری کی تمنا

جو لوگ بہادر ہوں ان سے لوگ ہمیشہ ڈرا کرتے ہیں۔ ہمارے صوبہ میں کبھی کوئی پٹھان آجائے اور اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو زمیندار اسے دیکھ کر جھٹ کہنے لگ جاتا ہے کہ پٹھان ہے جانے بھی دو کہیں خون نہ کر دے۔ حالانکہ ہمارے بعض پنجابی ایسے ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی پٹھان کو پکڑ لے تو اسے ہلنے نہ دے۔

مہیا کر کے اس سے بگاڑ پیدا کرے جب تک تم منافقین کے اخراج کے لئے عملی رنگ میں جدوجہد نہیں کرو گے اس وقت تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور جب تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں ہو گے اس وقت تک مرض کی جڑ موجود رہے گی۔ اور جب تک جڑ رہے گی حقیقی شفا حاصل نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ باہر کا تپ اگر ٹوٹ جائے اور اندر رہنے لگے تو وہ سل کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پس بیرونی مخالفت کو چھوڑ دو۔ وہ خود بخود مٹ جائے گی۔ تم اندرونی مخالفت مٹانے کی طرف توجہ کرو۔۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اگر اب بھی آپ لوگ توجہ نہیں کریں گے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہوں گا۔ اور اس صورت میں اگر آپ پر کوئی عذاب یا تکلیف آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ آپ لوگوں پر ہی ہو گی۔ کیوں کہ میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ عہد کو آپ لوگوں نے توڑا ہو گا۔ اور اسی نقض عہد کی وجہ سے آپ دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۵ راگست ۱۹۳۴ء)

(۲۴) دماغی کلیں

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں شخص جنھوں نے اعتراض کئے مخلص ہیں منافق ہرگز نہیں۔ مگر ان تینوں کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ میں انھیں منافق قرار نہیں دیتا بلکہ مخلص سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ان تینوں کی دماغی کلیں بگڑی ہوئی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک کی مجلس میں ہمیشہ نظام سلسلہ کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ میرے پاس رپورٹیں پہنچتی رہتی ہیں۔ مگر اس خیال سے میں رکا رہتا ہوں کہ یہ مخلص شخص ہے صرف دماغی بناوٹ کی وجہ سے معذور ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ان لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہو گیا ہے اور اب بھی میں انھیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔

انھیں سزا دوں۔ اس لئے میں خاموش رہتا ہوں۔ مگر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر ان کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کریں۔ تا کہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دئے ہیں۔

بعض دفعہ بغیر کسی عدالتی ثبوت کے یوں ہی میرے پاس ایک بات بیان کر دی جاتی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوتا ہوں کہ شکایت کرنے والا سچ کہہ رہا ہے مگر جب میں اُسے کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت مہیا کرو تو وہ شکوہ کر کے چلا جاتا ہے کہ میری بات پر توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے میں سزا دینے کا مجاز نہیں چاہے مجھے یقین ہو کہ فلاں آدمی میرے اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ باقی اگر ذرا بھی کوشش کی جائے تو اس قسم کے ثبوت مہیا کرنے مشکل نہیں ہوتے .... مگر لوگ کوشش نہیں کرتے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے احراریوں کے ایک لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بیان کیا کہ اس کے ذریعہ قادیان کی خبریں انھیں ملتی رہتی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اپنی جماعت کی طرف سے اگر کوئی اطلاع مجھے پہنچتی ہے تو وہ خبر احاد ہوتی ہے جس پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔ سالہا سال میں نے اس شخص کے متعلق عفو سے کام لیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کیا جائے .... پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں یقینی طور پر چند منافق موجود ہیں۔ اور مجھے ان کا پتہ ہے۔ مگر تم انھیں ظاہر کرو۔ یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔ میرا یہ طریق نہیں ہے کہ میں ان کی طرف اشارہ کروں ..... ان منافقوں کو صرف میں ہی نہیں جانتا اور بھی بیسیوں لوگ جانتے ہیں۔ کسی کو ایک منافق کا علم ہوگا۔ کسی کو دو کا۔ کسی کو زیادہ کا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی بہت تعریف کی ہے ....

مگر اس مجلس کے بعد نہ تو اسی دوست نے اور نہ کسی اور نے اس بارہ میں میری مدد کی کہ اس کے خلاف ثبوت بہم پہنچاتے .... کیوں کہ ایک دوست سے علیحدگی طبعاً ناگوار گذرتی ہے۔ اس لئے انسان یہ نہیں چاہتا کہ اپنے واقف کے خلاف کوئی ثبوت

فرض اور ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ موجودہ بدعتی خلافت کی سلامتی انہیں اسی میں نظر آتی ہے حضرت مسیح موعود کی نبوت اور مولوی محمد علی صاحب پر تبرا اپنے بچوں کو معتقدات کے رنگ میں زبانی یاد کراتے ہیں۔ تا ان معصوم بچوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بیج مارا جائے اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سے نفرت اور بیزاری کا بیج اچھی طرح نشو و نما پائے۔

جو محمودی اس ناپاک پروپیگنڈا میں شامل نہیں ہوتا وہ مخلص مومن گروہ محمودیاں میں منافق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا ان کے ہاں ایمان و اخلاص کا ثبوت ہی یہ ہے کہ دن رات رافضیوں کی طرح مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی جماعت کی خواہ مخواہ عیب شماری کی جائے اور انہیں طرح طرح سے ناحق بدنام کیا جائے۔ ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب بے شک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نادانی اور جہل مرکب کا چولا بارہ برس تک پہنائے رکھیں تو وہ عین راہ ثواب اور رضامندی الٰہی کا موجب ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب بالفرض محال اگر ذرا کسی فروعی مسئلہ یا طریق استدلال میں اختلاف کریں تو اس کے لئے سارا محمودی ٹولا طوفان بے تمیزی مچانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۶) سخت کلامی (ج)

جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کا جماعت لاہور اور اس کے اکابر کے متعلق جو رویہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قادیانی عوام کو چھوڑئیے۔ خود جناب خلیفہ صاحب اور ان کے سرکردہ مریدوں کا طرز عمل ہمیشہ اس قسم کا رہا ہے جو آئین اخلاق و شرافت کے مطابق نہیں اور جس پر کوئی شریف و با اصول آدمی یا جماعت فخر نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ دنیا کے سامنے ہمیشہ تقدس و اخلاق اور رواداری و خوش گفتاری کے پیکروں کی شکل میں نمودار ہو کر لمبے چوڑے وعظ کہنے کے عادی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اختلاف رائے

ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا۔ فلاں کیوں دیا گیا۔ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انھیں غصہ نہیں آتا۔ لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔ میں متکبر نہیں اور نہ مجھے ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے مگر جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اس کے ماتحت میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں اپنی نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کر رہے ہیں اور اگر یہ توبہ نہیں کریں گے تو کسی دن کوئی ایسی ٹھوکر انہیں لگے گی جس کے نتیجہ میں ان کا سارا اخلاص جاتا رہے گا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا جہاں کے تمام اعتراض ان ہی پر کھولے جاتے ہیں۔ اور جو بات ان کے ذہن میں آتی ہے وہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آتی لیکن کسی شعبہ میں کسی پائیدار خدمت کا موقعہ انھیں نہیں ملتا۔ انھیں سوچنا چاہیئے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کے تمام کام تو خدا تعالیٰ مجھ سے لے لیکن میری غلطیوں سے ہمیشہ انہیں آگاہ کرے اللہ تعالیٰ اس قسم کی تقسیمیں نہیں کیا کرتا۔ پس میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ توبہ کریں ورنہ میرے ہاتھوں یا خدا تعالیٰ کے ہاتھوں کسی دن ان پر ایسی گرفت ہوگی کہ رہا سہا ایمان ان کے ہاتھوں سے بالکل جائے گا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

(۲۵) قادیانی پروپیگنڈا

لاہوری احمدیوں کے خلاف دھڑے بازی اور انہیں بدنام کرنے کے لئے ناپاک پروپیگنڈا۔ خلیفہ صاحب (یعنی محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) سے لے کر ادنی مخلص محمودی تک اس معاملہ میں ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔ ان کی طرف سے نفرت و بیزاری کے جذبات اپنی جماعت کے زن و مرد بلکہ بچوں تک کے دلوں میں پیدا کرنا یہ لوگ اپنا

جماعت والے) ہوں ۔ اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ۔

اس سے قبل جناب میاں (محمود احمد) صاحب ہمیں منافق ۔ دنیا کی بدترین قوم چلتی پھرتی جہنم ۔ کوڑے پر پڑے ہوئے گوبھی شلجم کے چھلکے اور خدا جانے کیا کیا کہہ چکے ہیں ۔ اب سڑا ہوا اور باسی سالن قرار دیا ہے ۔ ہمیں آئین اخلاق و شرافت کا پاس ہے اس لئے ہم موصوف کی اس تازہ نوازش پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں ۔ جو لوگ قادیانیوں کی گالیوں اور غیر شریفانہ روش پر اظہار حیرت و افسوس کیا کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب پیر کی یہ حالت ہو تو مرید جو کچھ کہیں اور کریں تھوڑا ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ رجون ۱۹۳۵ء)

(۲۹) بالکل جھوٹی رپورٹ (ج)

قادیانی جماعت کا ہمارے (یعنی لاہوری جماعت کے) ساتھ جو طرز عمل ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے ۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پشاور کے قادیانی اس غیر شریفانہ روش میں تمام ملت محمودیہ سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ہماری جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ پر ان لوگوں نے جو اخلاق سوز اور سوقیانہ حرکتیں کیں احباب کو ان کا کسی قدر علم جلسہ کی روئیداد سے ہو گیا ہوگا ۔ . . . . اس پر ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ (اخبار) الفضل اور فاروق میں بالکل جھوٹی رپورٹ شائع کرائی ان کی عراسلتوں کی طرز تحریر اس قدر گھناؤنی اور غیر شریفانہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کی بیہودہ حرکات تمام قادیانی حلقوں میں پسند کی جاتی ہیں اور ان کی داد دی جاتی ہے اور یقین ہے کہ جناب خلیفہ صاحب بھی ان پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوں گے ۔ لیکن اسلامی اخلاق و شرافت ان پر ہمیشہ ماتم ہی کرتے رہیں گے ۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۱ رجون ۱۹۳۴ء)

کو بغیر کسی قسم کی تلخی کے برداشت کرتے ہیں۔ ہم اپنے مخالفوں کی گالیاں سن کر بھی درگزر کرتے ہیں اور ہر ایک کو ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن جماعت لاہور کا ذکر آتے ہی ان کے یہ وعظ اور درس سخت کلامی اور گالیوں کے جواز کا فتویٰ بن جاتے ہیں۔ جمعہ کے خطبوں جلسہ سالانہ عرف ظلی حج کی تقریروں اور اخبارات کے صفحات میں ہمارے متعلق وہ وہ باتیں کہی جاتی ہیں جن پر قادیانیوں کی آئندہ نسلیں ندامت محسوس کریں گی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء)

(۲۷) گالیاں (ج)

شاید بعض زبردستوں کے مقابلہ میں قادیانی جماعت گالیاں کھا کر چپ رہتی ہو۔ لیکن ہم نیاز مندوں کو تو اس نے ہمیشہ بلاقصور بڑی سے بری گالیاں دیں۔ اگر خلیفہ صاحب کو گو بھی شلجم کے چھلکوں والا خطبہ یاد نہ رہا ہو تو اپنے ایک خاص الخاص مرید فخر الدین ملتانی تاجر کتب قادیان کی ان گالیوں کو ملاحظہ فرمائیں جو انھوں نے غالباً آپ (خلیفہ قادیان) کے ایما سے ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء کے (اخبار) فاروق (قادیان) میں ہمیں دی ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۲۸) کیا کیا (ج)

جناب خلیفہ قادیان ایک شخص کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے الفضل ۵ جون ۱۹۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

چونکہ ظاہری طور پر ارکان اسلام کے یہ لوگ (جماعت لاہور) معتقد ہیں۔ اس لئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح سڑا ہوا اور باسی سالن کوئی شوق سے نہیں کھاتا۔ ہاں بھوک سے پریشان ہو اور اچھا کھانا نہ ملے تو وہ کھا لیتا ہے۔ حالانکہ وہ حرام نہیں۔ اسی طرح جب تک دو مبائع احمدی (یعنی قادیانی

(اخبار الفضل قادیان ۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۳۲) شغل سیاست

قادیانی محمودی لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عزوجاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور سیاست کی بنیاد بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و بازو بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام سے لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو قبول نہیں کرتے۔ اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بدیں وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۳۳) گول میز کانفرنس (ج)

مکرمی چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ مجھے (ناظر امور خارجہ قادیان کو) جناب گورنر جنرل وائسرائے ہند کو یہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی کہ جناب چوہدری صاحب کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ضرور بھیجا جائے کیونکہ جب تک وہ خود انکار نہ کریں ان کا جانا لازمی ہے اور یہ کہ اس کے لئے مجھے چاہئے تھا کہ میں افواہ کی پہلے تحقیقات

(۳۰) اخبار الفضل قادیان

الفضل جسے میں نے اپنی بیوی کے زیورات فروخت کر کے حضرت ام المومنین نے اپنی زمین فروخت کر کے اور برادرم مکرم نواب محمد علی خان صاحب حفظہ اللہ نے بھی کچھ نقد دے کر اور کچھ زمین فروخت کر کے ہفتہ وار جاری کیا تھا۔ ہفتہ وار سے سہ روزہ ہوا۔ سہ روزہ سے دو روزہ اور اب روزانہ شائع ہوتا ہے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۳۱) غلط بیان کا اعلان

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے ولایت سے تشریف لانے پر جن معززین نے ان کا لاہور کے اسٹیشن پر استقبال کیا ان کا ذکر ہمارے نامہ نگار لاہور نے اپنی مراسلت میں کیا تھا۔ جو ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر معلوم ہوا کثرت ہجوم میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس نے بعض ایسے نام بھی لکھ دئے جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ (اول تو کثرت ہجوم میں قدرتاً ایسے مشہور و معروف لوگ نظر آ ہی جاتے ہیں جو موجود نہ ہوں دوسرے نظر بھی نامہ نگار کی جو ناواقفیت کے عذر پر ہر طرح مباح بلکہ مجاز ہو) اور وہ نام یہ ہیں:-

جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب۔ جسٹس رنگی لال صاحب۔ جسٹس آغا حیدر صاحب۔ جسٹس دین محمد صاحب جسٹس کری صاحب۔ مسٹر کاربٹ چیف سکریٹری۔ سر محمد اقبال صاحب۔ مسٹر جگن ناتھ صاحب اگروال۔

ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار کی بے احتیاطی اور اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے یہ نام شائع ہو گئے (یہ تو قادیانی خبروں کی عام خصوصیت ہے۔ اصل سے کہیں بڑھ چڑھ کر شائع ہوتی ہیں۔ البتہ افسوس ہے تو یہ کہ اس کی عادت کی رد میں معززین کے نام شائع کر کے تردید کرنے کی نوبت آئی للمؤلف)

کے متعلق دی ہے اور جن سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں۔ وہاں ہمیں اس بات سے خوشی اور مسرت بھی ہوئی کہ انھوں نے اپنے اس ردیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ وہی ہے جو سلسلہ کے مرکز قادیان سے تعلق رکھتی ہے۔ کیوں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی سچے دل کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کرنا نہایت ضروری اور اہم فرض رکھا ہے اور ضرورت اور حاجت کے وقت حتی الامکان مدد کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۸۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۱۹ء)

(۳۵) انگلستان میں قادیانی مشن

میری ناقص رائے میں مغرب میں رسوخ حاصل کرنے کے لئے لٹریری پہلو پر زور دینا اشد ضروری ہے۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ برطانوی پریس نہ صرف دنیا میں سب سے زیادہ با اثر بلکہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ پریس ہے۔ اس کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اور برطانوی لوگوں کو ایسی سہولتیں میسر ہیں جن کا ہم خیال تک نہیں کر سکتے ...... یہاں ہر مضمون کے ماہرین موجود ہیں۔ جنھوں نے کسی خاص مسئلہ کی چھان بین میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں اور یہاں پبلک میں جو مسائل زیر بحث ہوں، ان کے متعلق تمام ماہرین کے علم اور تجربہ کی رو سے ان پر فوراً روشنی پڑ سکتی ہے۔

اس کے برعکس ہمارے لئے یہ قریباً ناممکن ہے کہ تحریراً یا تقریراً یہاں کے لوگوں کے لئے کوئی قابل غور چیز پیش کر سکیں ہماری یہاں کوئی لائبریری نہیں ہے اور کسی لائبریری میں کسی بات کی تحقیق کے لئے جانے پر دو تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا ہے پھر ہمارے پاس کوئی چیز شائع کرنے کے لئے قطعاً کوئی فنڈ نہیں مناسب اور موزوں لٹریچر پیدا کئے بغیر اور عصر حاضرہ کے اہم مسائل کا گہرا مطالعہ کئے بغیر میری ناقص رائے میں ایسی جگہ ہمارا کام کم و بیش سطحی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دوسری مصروفیتیں

کر لیتا، اور پھر اس قسم کا خط لکھتا۔

اس کے متعلق میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس علم کی بنا پر میں نے (وائسرائے ہند کو) خط لکھا ہے اس میں اس امر کے متعلق کافی شبہ کی گنجائش ہے کہ چودھری صاحب گول میز کانفرنس میں شریک نہ کئے جائیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ میری یہ رائے جن حالات پر قائم ہوئی ہے ان کا علم چودھری صاحب کو نہ ہو یا ان کا علم ہوتے ہوئے وہ ان سے وہ نتیجہ نہ نکالتے ہوں جو میں نے نکالا ہے۔ میرا شبہ اس جواب سے اور بھی قوی ہو گیا ہے جو ہز اکسی لینسی دی گورنر جنرل کے پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے وصول ہوا ہے۔ ... ...

اس (جواب) سے ظاہر ہے کہ اگر مندوبین کا جانا بہر حال لازمی ہوتا تو ضرور مجھے یہ جواب دیا جاتا تاکہ چودھری صاحب کے جانے یا نہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ میں نے اس امر پر اپنے خط میں خاص زور بھی دیا تھا کہ چودھری صاحب کو ضرور بھیجا جائے لیکن یہ جواب نہیں دیا گیا۔ پس مجھے اس امر پہ اصرار ہے کہ اپنے علم کی بنا پر میرے لئے یہ ضروری تھا کہ میں وہ خط بھیجتا جو میں نے ہز اکسی اینسی (وائسرائے ہند) کو بھیجا اور وائسرائے صاحب بہادر کے خط سے یہ ثابت ہے کہ میری تحریک عین وقت پر تھی۔

عبدالرحیم درد ناظر امور خارجہ قادیان ۶ر جون ۱۹۳۱ء

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۹ر جون ۱۹۳۱ء)

(۳۴) افسوس اور خوشی (ج)

حال کی شورش میں جو مفسد اور شریر لوگوں نے گورنمنٹ کے خلاف برپا کی تھی غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے شامل ہو کر حصہ لینے سے جہاں اس بات کا سخت افسوس اور رنج ہوا کہ ان لوگوں نے باوجود حضرت مسیح موعود کو امام اور پیشوا سمجھنے کا دعویٰ کرنے کے آپ کی اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیا جو آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور فرماں برداری

کرنے پر قادیان میں چراغاں کیا گیا۔ اور غیر احمدیوں (مسلمانوں) ہندوؤں اور سکھوں غیرہم کو بالعموم یہ دھمکی ضرور دی گئی ہے کہ:۔

"ہم (قادیانی) کونے کا پتھر ہیں جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا"

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۳۸) قادیانی چکر

قادیانی جماعت اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے۔ اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہیئے کہ وہاں کثرت تعداد ہے اور ہماری قلت ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ آج کثرت تعداد کے باوجود قادیان میں کام اور علم کی قلت ہے۔ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک شکل میں پھنسے ہوئے محسوس کر رہے ہیں۔ دو تین ماہ سے میاں صاحب جو خطبات دے رہے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ کیا۔ اس کی یہ یہ خدمات انجام دیں۔ اس نے ہم سے یہ یہ سلوک روا رکھا۔ ترقی کہاں ملے گی۔ اس کو تلاش کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ غرض کہ ایک چکر ہے جو چل رہا ہے۔ اگر کوئی اپنے اصل کام سے غرض رکھے۔ تو پھر گورنمنٹ اس کے کام میں دخل نہیں دیتی۔ اگر دخل دے بھی تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۳۹) قادیانی علاقہ (ج)

احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے اور نہ اخلاق کی تعلیم ہو سکتی ہے۔

جو ذہنی ضروریات کے لحاظ سے کم اہمیت نہیں رکھتیں کسی لٹریری کام کے کرنے یا مطالعہ کرنے کے لئے فرصت نہیں ہونے دیتیں۔ چہ جائے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو مغربی دنیا کو اپیل کر سکے۔ یوروپ کئی مصائب میں مبتلا ہے۔ اس کو سوشل، اقتصادی اخلاقی اور روحانی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے اور اسلام ان کا واحد علاج ہے مگر یوروپین لوگ اسے محسوس نہیں کر سکتے تا وقتیکہ اسلامی تعلیم کی فضیلت اور عمدگی موزوں طریق پر ان مسائل کے حوالہ سے جو اس وقت دنیا میں ناقابل حل صورت اختیار کر چکے ہیں ان کے سامنے پیش نہ کی جائے ایسا کرنے کے لئے بہت مطالعہ اور سکون کی ضرورت ہے اس لئے ہمیں لٹریری کام کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ قلم کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلطان القلم ہیں اس لئے اگر اس طرف فوری اور کافی توجہ نہ دی گئی تو ہماری ترقی بہت حد تک رک جائے گی۔

(احمدیہ مشن لندن کی سالانہ رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء)

(۳۶) قادیانی مبلغ کے مضامین (ج)

جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی پیشگوئی اور ہندوستان کی وفاداری اور حکومت برطانیہ کی سچے دل سے امداد اور اس کے متعلق مسیح موعود کے تائیدی حکم اطاعت اور شکر گزاری گورنمنٹ کے متعلق میرے جو مضامین انگلینڈ کے اخبارات میں چھپے تھے ان کے کٹنگس ہندوستان میں بھی بھیجے گئے تھے اس پر ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر بہادر لاہور کی طرف سے عاجز کو شکریہ کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔

(قادیانی مبلغ انگلستان کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۹۹ مورخہ ۲۲ رجون ۱۹۱۸ء)

(۳۷) قادیانی پتھر

انگریزوں کو بالخصوص جن سے کل تک یہ درخواستیں کی جاتی تھیں کہ ہمیں (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو) خلیفۃ المسلمین بنا دیا جائے۔ اور جن کے بغداد فتح

والسلام کی صداقت کے لئے ہیں۔ ہوائیں چلتی ہیں تو ہمارے لئے بارش ہوتی ہے تو ہمارے لئے جنگیں ہوتی ہیں تو ہمارے فائدہ کے لئے۔

(تقریر چودھری فتح محمد صاحب قادیانی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۴۱ جلد ۱۴ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء)

(۴۲) یہ سمجھ کر (ج)

ان کی سستی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے لئے چند ایک ابتلاء پیدا کئے ہیں تاکہ اگر جماعت کے دوست دوسروں کی ہدایت کے لئے احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہ سمجھ کر کہ ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کرلیں ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں اور کبھی چین سے زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۲ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۴۳) بھلائی کی صورت (ج)

ہمیں جن کا یہ اعتقاد ہے کہ کسی وقت بدلہ لینا بھی ضروری ہوتا ہے اس خیال سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ اس لئے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو ترقی بھی نہیں ہوسکتی۔ تمام انبیاء کی جماعتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ پہلوں میں ہم سے زیادہ ایمان نہ تھا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۲ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۴۴) اللہ کے پیارے (ج)

دوسرے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ ہم سے انہیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو وہ شاباش اور

نہ پورے طور پر تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مکہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں، جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام بہت مشکل ہے اگر یہ نہ ہوا تو کام اور مشکل ہو جائے گا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۶۷ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۴۰) مکہ مدینہ

جماعت سے قربانی کا چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ قوم کو مصیبت کے وقت پھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ مکہ میں اگر تمہارے خلاف جوش ہے تو کیوں باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں نہیں پھیل جاتے۔ اگر باہر نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی کے بہت سے راستے کھول دے گا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت میں بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں کچلنا چاہتا ہے اور رعایا میں بھی۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری مدنی زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بیشک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت وطاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہو سکتا ہے اور چین۔ جاپان فلپائین سماٹرا۔ جاوا۔ روس۔ امریکہ غرض کہ دنیا کے کسی ملک میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ لوگ بلا وجہ جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ کچلنا چاہتے ہیں تو تو ہمارا ضروری فرض ہو جاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ہمیں کیا معلوم کہ کونسی جگہ کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فوراً احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ اور ہمیں کیا معلوم ہے کہ جماعت کو ایسی طاقت کہاں سے حاصل ہو جائے گی کہ اس کے بعد دشمن شرارت نہ کر سکے گا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء ص ۶)

(۴۱) ہمارے لئے (ج)

دنیا میں جس قدر تغیرات ہو رہے ہیں یہ سب اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

(۴۵) بے ایمانی اور بیوقوفی (ج)

تعجب ہے کہ (قادیانی) جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو مایوس ہیں کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کہتا ہے تم دنیا کو فتح کرو گے لیکن تم کہتے ہو نہیں ہم نہیں کر سکتے۔ غور تو کرو کب خدا نے کسی قوم کو اس لئے چنا کہ وہ دنیا کو فتح کرے گی اور اس نے نئی زمین اور نیا آسمان نہ پیدا کر دیا کیا اب خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بوڑھا ہو گیا ہے کہ اس کی قوت انتخاب کمزور ہو گئی ہے۔ اس نے حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیم حضرت کرشنؑ۔ حضرت رام چندرؑ۔ حضرت بدھؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قوموں کو چنا اور وہ کامیاب ہوئیں پھر کیا اب خدا کی عقل کمزور ہو گئی ہے کہ اس نے ہم کو چنا اور ہم ناکام رہ جائیں گے۔ یہ انتہا درجہ کی بے ایمانی اور بے قوفی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۳، مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۴۶) موت اور زندگی (ج)

غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ وہ لوگ جو واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب چلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آ رہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیوں کہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی حکمراں طور رہو

آفرین کہنے لگ جاتے ہیں اور ہمارے بعض سیدھے سادے بھائی (قادیانی صاحبان) اس وہم میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ اب تو ساری دنیا ہم سے خوش ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب کسی مشکل کے وقت انہیں منظم جماعت کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ہمیں تھپکی دیتے ہیں اور شاباش کہتے ہیں اور اس سے بعض احمدی خیال کرلیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں حالانکہ جب تک ایک انسان احمدیت کا جامہ زیب تن نہیں کرلیتا خواہ وہ ہم سے کتنا بھی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والا کیوں نہ ہو۔ وہ آج نہیں تو کل ضرور ہم سے دشمنی کرے گا۔ پس ان ابتلاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ اگر اس کے لئے اسلام کے لئے اور احمدیت کی محبت کے لئے ہم احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہی سمجھ کر اُسے پھیلانے میں لگ جائیں کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا امن وامان اور آسائش احمدیت کی اشاعت سے وابستہ ہے۔

ہندوستان میں انقلاب پیدا ہونے والا ہے اور ہندوستانیوں میں اس وقت جو جذبہ حریت پیدا ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بے شک وہ مقابلہ تو کرے گی لیکن آہستہ آہستہ وہ خود بخود ہندوستانیوں کو حقوق دینے پر آمادہ ہوجائے گی۔ اور وہ نادان احمدی جو ایک حد تک تحریک حریت کو ہندوستان کے لئے مفید سمجھتے ہیں اس وقت دیکھیں گے کہ وہ لوگ جن کی ظاہرداری کو دیکھ کر وہ انھیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں اُن کی مثال بعینہ اس بلی کی طرح ہے جس کا جسم نہایت ملائم اور ریشم بہت نرم لیکن ناخن خوفناک ہوتے ہیں اور وہ دیکھیں گے کہ کس طرح ان کی آنکھوں کو نکالنے اور چہرہ کو نوچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اگر تم بھی اللہ کے پیارے ہو تو اس وقت تک کہ تمھاری بادشاہت نہ قائم ہوجائے تمھارے راستہ سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہوسکتے اور تمھیں کبھی بھی امن وامان حاصل نہیں ہوسکتا اور اگر آج کسی وجہ سے سکھ ہے تو کل یقیناً پھر دکھ کی حالت ہوجائے گی۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۲ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

ہے اس قدر مالدار ہیں کہ انفرادی طور پر مدینہ کو خرید نے کی طاقت رکھتے ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی نہ یہ خیال آیا کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دنیا کے نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک اور قوم ہے جو اپنے مال اپنی دولت اپنی عزت اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شائد تمام منظم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ اُمنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اسکا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچادے گی اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ دستور کو تہ و بالا کر کے نیا نظام اور نیا کام جاری کرے گی اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۴۸) دنیا کو کھاجانا (ج)

ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں ہے مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ اُمید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی سوائے ہماری جماعت کے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے۔ مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ پھر وہ منہ سے دعویٰ ہی نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھاجانا ہے کیوں کہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی دنیا پر ظاہر کر دے گا"

ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔ لوگ ڈر رہے ہیں کہ تباہ ہو جائیں گے۔ مگر ہم خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ کوئی ہمیں تباہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ آگ سے مراد وہ مصیبتیں اور تباہیاں ہیں جو کچل دینے والی ہوتی ہیں۔ پس وہ بلائیں اور مصیبتیں دنیا پر نازل ہو رہی ہیں جو بھسم کر دینے والی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ کہو آگ سے نہ ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ پس یہ مصیبتیں تو ہماری ترقی کے لئے ہیں۔ ہمیں کس طرح کچل سکتی ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۷۰ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۴۷) دنیا میں تہلکہ (ج)

میں ایک دفعہ بمبئی گیا تو خوجوں کا شادی خانہ دیکھا۔ وہاں چونکہ رہائشی مکان اتنے بڑے نہیں ہوتے کہ بیاہ شادیوں میں جو مہمان آئیں وہ ٹھہر سکیں اس لئے ایسے موقعوں کے لئے علیحدہ طور پر اُنھوں نے مکان بنایا ہوا ہے تاکہ جس کے ہاں شادی ہو وہ اپنے مہمانوں کو وہاں ٹھہرا سکے۔ وہ مکان اس قدر سامان سے آراستہ تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ایک بجلی کی روشنی کا ہی ایسا انتظام تھا کہ انسان رات کو دن سمجھتا تھا۔ اس میں ہر قسم کی آرائش اور زیب و زینت کا سامان موجود تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان قوموں کے حوصلے۔ ان کی اُمنگیں اور ان کے ارادے کوئی ایسے بلند نہیں ہیں۔ خوجہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے مگر یہ اُمنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بیشک میمن اور بورے بہت مالدار ہیں۔ مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو اس زمانہ میں بھی جبکہ مال و دولت کی کثرت

(۵۱) ذریعۂ تبلیغ (ج)

جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق اور خدمت اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر احمدی لوگوں کو جلسہ کے مبارک ایام میں قادیان میں لانا زبردست ذریعۂ تبلیغ ہے اور قادیان کی یہ شان و شوکت اور اس میں اس قدر اہم اور ضروری کاموں کی ترتیب و تجویز بذات خود ایک حق بین اور معقول پسند انسان کے لئے اپنے اندر زبردست نشان رکھتی ہے کیوں کہ ابھی تک ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جو یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل قادیان کا نام و نشان تک بھی وہ نہ جانتے تھے۔ بس اس ادنیٰ حالت سے اس مقام کا اس قدر عروج اور کمال پر پہنچ جانا یقیناً ایک خشیت اللہ رکھنے والے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ احمدی دوست جو اپنے اعزہ واقربا اور دوست واحباب کے جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہونے پر دل ہی دل میں ملول اور پریشان خاطر رہتے ہیں انھیں اپنے ساتھ قادیان لائیں اور اگر اس کے لئے انہیں کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو بھی دریغ نہ کریں کیوں کہ انجام کار وہ یقیناً فائدہ میں رہیں گے۔ یاد رہے کہ قادیان ہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما چکے ہیں۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۰ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(۵۲) سیرت کے جلسے (ج)

اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیر احمدیوں سے کام لینا پڑا اس لئے بعض لوگوں میں مداہنت پیدا ہو گئی ہے۔ میں کسی کی

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء)

(۴۹) جہنم کی آگ (ج)

میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن بن کر جمع ہوتے چلے جائیں۔ لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔ وہ ویسی ہی بند آگ ہو جیسی دوزخ کی آگ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ بند ہوگی۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ تمہارے اندر اک آگ ہو جو جہنم کی آگ کی طرح بند ہو کہ جب اُسے باہر نکلنے کا اذن ملے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈال دی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمہارے اندر پیدا کر دوں۔ جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لئے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۳۹ مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۳۵ء)

(۵۰) دعوتی خطوط (ج)

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال غیر احمدی احباب کو دفتر ہذا کی طرف سے دعوتی خطوط بھیجے جاتے ہیں جن کا بھجوانا از حد مفید پڑتا ہے۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان جماعتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے زیر تبلیغ غیر احمدی معززین کے پتے مجھے بہت جلد ارسال فرمائیں تاکہ اُن کے نام دعوتی خطوط بھجوائے جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶۵ مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۳۲ء)

کا فر نہیں کہتا بلکہ ان کے تبلیغی کاموں کی بہت تعریف کرتا ہوں تو کیا آپ میرے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا یہی دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میرے دل پر یہ اثر ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ مسلمانوں کی اخوت میں تفریق پیدا کرنے والا ہے۔ اور جو شخص بھی مسلمانوں کی تفریق کا باعث ہو۔ میں اس کو سیاسی اور مذہبی مجرم سمجھتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے فرقہ کو سب سے نمایاں اور الگ رکھنے کے لئے یہ کام کرتے ہیں ورنہ آپ کے دل میں مذہبی جذبہ کوئی نہیں ہے۔ قادیانی لوگ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ واحدی صاحب نے کہا آج پہلا موقعہ ہے کہ میں نے دو قادیانیوں کو گفتگو میں کمزور دیکھا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۹۹ مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۳۰ء)

(۵۴) خاتم النبیین نمبر (ج)

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اخبار الفضل کا خاتم النبیین نمبر نہایت شاندار تیار ہوگیا جس کا کسی قدر پتہ تو اس فہرست مضامین سے لگ سکتا ہے۔ جو اسی پرچہ کے دوسرے اور آخری صفحہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ مگر پوری آگاہی پرچہ کو دیکھنے سے ہوگی جو ان شاء اللہ بہت جلد احباب کرام کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۹۱ مورخہ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۹ء)

(اخبار) پیغام (صلح لاہور) کی قسمت میں جو ازلی شقاوت لکھی جا چکی ہے اس نے اسے اس موقع پر بھی خموش نہ رہنے دیا۔ جب کہ الفضل نے دنیا میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس ظاہر کرنے کے لئے بلند پایہ مسلم وغیر مسلم اہل قلم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین کا مجموعہ خاتم النبیین نمبر کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے چنانچہ اس نے ۲۴ مئی کے پرچہ میں مخالفت کا طوق گلے میں ڈال کر لکھا ہے۔

"خاتم النبیین کا نام صرف عوام الناس کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے اختیار

نام نہیں لیتا مگر ایسے لوگ خود اپنے نفس میں غور کر لیں۔ اگر اصل چیز (یعنی قادیانیت کی تبلیغ) ہی مٹ جائے تو پھر ایسے جلسوں اور ان تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ اور انھیں کہو۔ آؤ یہ ہمارا متحدہ کام ہے تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر وہ شامل ہوں تو بہتر ورنہ ان کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو۔ اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہوں گے تو برکات حاصل کریں گے اور اس کا فائدہ خود انھیں پہنچے گا۔ ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن یاد رکھو اُن کی بے جا رضامندی کے لئے اپنا دین (یعنی قادیانیت) تباہ نہ کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمھاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے تو گمراہ ہونے والے کی پرواہ نہ کرو۔ تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو تو وہ جنگل کے درختوں کے سامنے جا کر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف کرنا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائیگا اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا۔ لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت نہیں اختیار کرنی چاہئے بلکہ احمدیت کی تبلیغ کھلے بندوں کرنی چاہئے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

(۵۳) قادیانی فرقہ (ج)

جناب خواجہ (حسن نظامی) صاحب اپنے روزنامچہ مندرجہ "منادی" مورخہ ۴ اپریل کے صفحہ ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں:—

چند قادیانی اصحاب ملنے آئے۔ میں نے پوچھا آپ لوگ غیر قادیانی لوگوں سے رشتہ داری کیوں نہیں کرتے اور ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ انھوں نے کہا اس لئے کہ غیر قادیانی لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ میں قادیانیوں کو

لیا گیا ہے بے شک خاتم النبیین کے الفاظ قرآن میں ہیں اور ہم محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ضرور مانتے ہیں مگر اس کا مفہوم نبوت کا ختم کرنے والا نہیں بلکہ نبوت کا اپنی مہر سے جاری کرنے والا ہے۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷ رجون ۱۹۳۲ء)

ہم تو جیسے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل تھے ویسے ہی اب بھی ہیں۔ اور ختم نبوت کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کی نبوت بھی قائم ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضرت مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ گویا ختم نبوت اور مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ ہمارے جلسوں۔ تحریروں اور تقریروں یہاں تک کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بیعت کے اقراری الفاظ میں بھی خاتم النبیین کا اقرار مقدم رکھا گیا ہے۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ ر فروری ۱۹۳۵ء)

(۵۶) قادیانیوں کی فریب کاری

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷ رجون ۱۹۳۲ء)

گویا خاتم النبیین جب ایک محمودی (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اس کا مفہوم اجراء نبوت کا ہوتا ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا اس لئے جب یہ قوم آں حضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور آں حضرت صلعم کو ان میں خاتم النبیین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے کیونکہ پبلک تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے۔۔ اس قوم سے کیا گلہ ہے۔ جب ان کے خلیفہ ثانی جناب میاں محمود احمد صاحب سلنہ بیعت کے وقت مرید سے آں حضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔۔

کیا گیا ہے کہ وہ قادیانی اصحاب کو ختم نبوت کا قائل سمجھ لیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۹۲ مورخہ ۲۸ رمئی ۱۹۲۹ء)

(۵۵) خاتم النبیین کا قادیانی مفہوم

ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔ لانفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنے کرتے ہیں۔ اور ہمارے مخالف کیا۔

(ارشاد حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول مندرجہ تبیح المصلی ص۲۴۵ مولفہ محمد فضل صاحب قادیانی)

آخر بیس برس کی لگاتار محنت اور تگ و دو کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین علماء اس امر میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اپنی محمودی جماعت کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدے کو مستحکم کر دیں۔ اب جدھر دیکھو ملت محمودیہ دن رات خاتم النبیین کا مفہوم اجرار نبوت لے رہی ہے اور خاتم النبیین کے لفظ خاتم اور لا نبی بعدی کے لفظ بعد کی جس جس قسم کی رکیک اور مضحکہ انگیز اور بودی تاویلیں آئے دن کی جاتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ایک عدالت میں جب میاں صاحب کے ایک عالم مرید سے سوال ہوتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے قائل ہیں تو وہ کہتا ہے ختم نبوت کیا بلا ہوتی ہے یہ مسلمانوں کا غلط مفہوم ہے جو خاتم النبیین سے

(۵۹) کلام الٰہی (ج)

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔ اور بہر حال حدیث پر مقدم ہے۔

(منکرین خلافت کا انجام ص۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۶۰) صلح حدیبیہ

تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اُس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں۔

(اقرار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹۵)

یہ اعلان تو بالکل اس طرح کا ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں آں حضرت صلعم نے مخالفین کی دلجوئی کی خاطر ان کے اصرار پر رسول اللہ کا لفظ خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا تھا۔ اس کاٹنے سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ اس کے بعد آپ یا آپ کے صحابہ آپ کو رسول اللہ نہ سمجھیں گے۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

حضرت صاحب کے جس منسوخ در منسوخ معاہدہ کا غلط سہارا لینا چاہتے ہیں وہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے اور اس میں بھی مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر یہی الفاظ لکھے گئے تھے کہ وہ کاٹا ہوا خیال کریں۔ مگر اس کے بعد جب حضرت اقدس کو بار بار بارش کی طرح وحی میں نبی اور رسول کہا گیا تو پھر آپ نے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی پرواہ اتنی بھی نہیں کی کہ اپنے سابقہ اعلان کا عملی طور پر اعادہ فرمادیں بلکہ کثرت سے نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال فرمایا۔

تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق ہیں مجھ سے اجرا نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین کے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا تو پھر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اجرا نبوت کا عقیدہ ملت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اسقدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مرید سے اجرا نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۲ جون ۱۹۳۲ء)

(۵۷) قادیانی چیلنج (ج)

ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے جمیع فرق اسلامیہ کے علماء اور مشائخ کو بالعموم اور جناب محمد علی صاحب اور ان کے مخصوص رفقاء جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو بالخصوص چیلنج دیا تھا کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن کریم ان کے اس عقیدہ باطلہ کا مؤید اور مصدق ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت ابداً مسدود ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۰ء)

(۵۸) سنو (ج)

سنو ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں۔ جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت کے انھیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دل سے یہ خیال مٹائیں کہ یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔
(میاں محمود احمد صاحب کے نصائح ایک مبلغ کو مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۶۴) جماعت قادیان کے عقائد

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ایسی نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت عملاً منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا تو پھر دانستہ ایسے خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی جڑیں کٹتی ہیں اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر عملی طور پر انھوں نے بابیوں اور بہائیوں کی طرح آنحضرت صلعم کی رسالت کو منسوخ گردانا ہوا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کر کے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔
(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۴ء)

(۶۵) بہائی اور قادیانی (ج)

بعض ختم نبوت کے منکر اس (آیۃ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ) سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آتے رہنے چاہئیں۔ اسی آیت

(... ... قادیانی اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(۶۱) عظیم الشان نبی

خلافت ثانیہ (میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خلافت) کے بے شمار فیوض و برکات میں سے ایک بہت بڑا فیض یہ بھی دنیا کو حاصل ہو رہا ہے کہ خلق اللہ کو دین حق کی دعوت دینے والے کئی مبلغین دور دور از ممالک میں خدائے تعالے کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۲ مورخہ ، ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۶۲) رسول کی آواز

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا۔ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا ... ... خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفہ ۱۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۶۳) ایک مذہب

جماعت احمدیہ کی وحدت اور اس کی ضرورت لوگوں پر آشکارا کریں۔ اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں صفائی کے ساتھ پیش کریں اور ایک

(۶۶) محمودی اور بہائی

چنانچہ محمودی اور بہائیوں میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ محمودی تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بہائی بہاء اللہ کو مظہر اللہ سمجھتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو منسوخ کرنے میں دونوں آپس میں متفق ہیں۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی عمارت کو مسمار کرتے ہی میں دونوں نے اپنی اپنی بنیادیں اٹھائی ہوئی ہیں۔ گو نئی تعمیر ان کی جدا جدا قسم کی ہو مگر تخریب میں دونو متحد ہیں۔ البتہ بہائی زیادہ اخلاقی جراءت رکھتے ہیں کہ وہ زبان سے بھی رسالت محمدیہ کے نسخ کا اعلان کرتے ہیں اور محمودی اس امر میں بزدلی دکھاتے ہیں کہ منہ سے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن عملاً وہ رسالت محمدیہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک رسول زمانہ اب حضرت محمد صلعم نہیں رہے بلکہ حضرت مرزا غلام احمد ہیں۔ اسی طرح بہائی صاف طور پر شریعت محمدیہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ محمودی منہ سے ایسا نہیں کہتے۔ لیکن ایمانیات کی فہرست میں ایک موعود یہ نبی کا اضافہ کر کے "الیوم اکملت لکم دینکم" کے خلاف محمدی اسلام کے نقص پر ایمان رکھتے اور اقرار کرتے ہیں۔ کیا ایمانیات دین اور شریعت کا ایک اہم جزو نہیں؟ پھر ایمانیات میں ایک نبی کا اضافہ دین اور شریعت میں کیا صریح اضافہ نہیں ہے؟ شریعت میں اسی صریح اضافہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۲ء)

(۶۷) خاتم الانبیاءؑ

ہمیں تو ان احمدی مبلغوں پر اسی وجہ سے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے اور خاتم النبیین کا نام سن کر ہی انھیں جنون کی طرح ایک جوش پیدا

سے رسولوں کے آنحضرت صلعم کے بعد آنے کا نتیجہ اول بہار اللہ نے اور بعد میں ان کی نقل کرکے میاں محمود احمد قادیانی کے مریدوں نے نکالا ہے۔ حالانکہ اس آیت کو نہ حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے خود اور نہ ان کی زندگی میں ان کے مریدوں نے کبھی پیش کیا! ایک شرطیہ جملہ سے یہ نتیجہ نکالنا کمال نادانی ہے۔

(بیان القرآن جلد ۲ صفحہ ۷۱۳ مولفہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور)

قادیان کے کچھ لائق آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انھوں نے بہائی مذہب اختیار کرلیا ہے اور آگرہ جاکر کوکب ہند کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں ہلچل ڈال دی ہے۔ جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے لیکر ادنیٰ قادیانی تک ان دو چار باغی بہائیوں کے خون سے تھرائے جاتے ہیں۔

کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ فرقہ کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کی یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔

(اقتباس مضمون خواجہ حسن نظامی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہاں (سری نگر میں) ایک شخص کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بہاء اللہ کو پیش کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے ماننے والے بہت ترقی کر رہے ہیں اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں احمدیت کے مقابلہ میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے بہائی احمدیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قادیانیت بہائیت کے مقابلہ میں تباہ ہو جائے گی۔ حالانکہ احمدیت کے مقابلہ میں بہائیت کی حقیقت نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کی جا سکتی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۹ء نمبر ۱۹ جلد ۱۷)

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۳۵ء)

(۶۹) پاک اور ناپاک (ج)

مخالفین کی طرف سے ہمارے خلاف جو باتیں بڑے زور کے ساتھ پیش کی جاتیں اور جن کے ذریعہ عوام کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آکر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا اخبار وکیل نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا تھا کہ "انھوں نے شیرازہ قومی کی پراگندگی میں خاص طور پر مدد دی"۔ اس کے متعلق (اخبار) وکیل کو بتا دیا گیا تھا کہ چونکہ کسی نبی کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاک اور ناپاک الگ الگ ہوجائیں اور ہر نبی کے وقت ایسا ہی ہوتا رہا ہے اس لئے یہ کوئی نیا اعتراض نہیں بلکہ نادانی اور جہالت سے پہلے انبیاء پر بھی کیا جاتا رہا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۲۱ء)

(۷۰) مسئلہ تکفیر

قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنھوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ کیوں کہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آن حضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ رجنوری ۱۹۳۵ء)

قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے ان کو اپنے عقیدۂ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی۔ جب ان پر ان کے مخصوص

ہوجاتا ہے کہ جس طرح بھی ہو خاتم النبیین کے اصل مفہوم کی تردید کی جائے یا اس کا صحیح مفہوم بدلا جائے۔ اور اس کے معنیٰ افضل لے کر حضرت (مرزا صاحب) کو بھی خاتم الانبیاء کہا جائے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کا رسالہ جو قادیان سے نکلتا ہے۔ اس کے دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں جو بتقریب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء شائع ہوا ص۵ پر خصوصیات حضرت مسیح موعود کے عنوان کے تحت تیسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ آپ خاتم الانبیا والخلفاء ہیں۔ یعنی حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ گویا مطلب یہ ہی کہ اس میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی اگر افضل الانبیاء کے ہیں تو کیا جامعہ احمدیہ کے لکھنے والوں کا منشا ہے کہ اب حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء سے افضل سمجھا جائے جن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۶۸) مسئلہ نبوّت

قادیانی محمودی خاتم النبیین کے معنیٰ نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کہتے بلکہ اس سے اجراء نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو خواہ اُس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف تمام اُمت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں۔ اور ظلی نبی سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے ہاں ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ غرض کہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آں حضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں۔

قادیانی حضرات اس چیلنج کا جواب بھی نہ دے سکیں اور پھر اپنے عقائد غالیہ کو بھی نہ چھوڑیں تو ان پر حیف ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے ! ایسے غلط اصول پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہے کہ آج اپنے آپ کو بھی اس اصول کی بنا پر مسلمان ثابت نہیں کر سکتے ۔ سچ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۷۲) لاہوری فتویٰ (ج)

غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت) کے سرکردہ اصحاب نے خلافت ثانیہ کے انکار اور اس سے اختلاف کی جو وجوہات پیش کیں اور جن پر بڑا زور دیا۔ وہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام ہے۔ انہی مسائل کو بنیاد قرار دے کر انھوں نے مخالفت کی عمارت کھڑی کی اور اسے اس قدر بلند کیا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ کوئی سخت سے سخت لفظ نہیں جو انھوں نے ہم قائلین نبوت مسیح موعود کے متعلق استعمال نہیں کیا اور کوئی خطرناک سے خطرناک فتویٰ نہیں جو ہم پر انھوں نے نہیں لگایا۔ اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ہمیں کہا گیا۔ اسلام میں تفرقہ اور انشقاق پیدا کرنے والے ہمیں قرار دیا گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کا الزام ہمارے سر تھوپا گیا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق غلو کرنے کا فتویٰ لگا کر ضالین ہم کو بنایا گیا اور سب سے بڑا فتنہ ہمارے اعتقادات کو کہا گیا۔ غرض جو کچھ بھی وہ کہہ سکتے تھے۔ انھوں نے کہا اور اب تک کہہ رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۴ مورخہ ۲۷ر اپریل ۱۹۲۲ء)

(۷۳) قادیانی غلو

گزشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں

عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے ان کی علمی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ لے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے۔ یہ باتیں یقیناً سبکی اور تذلیل کا باعث ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

معمہ (۱۷)

میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لیکن جماعت احمدیہ لاہور ایسے لوگوں کو مسلمان قرار دیتی ہے گویا ہم نے قادیانیوں کے عقائد کے مطابق کافروں کو مومن قرار دیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔" حقیقۃ الوحی ص۱۶۵ تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور بھی (نعوذ باللہ) کافر ہو گئی۔

اب جو شخص جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان قرار دے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا جماعت قادیان اور میاں محمود احمد صاحب ہم سب کو مسلمان بلکہ احمدی تسلیم کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خود بھی کافر ہو گئے۔ تو سوال یہ ہے کہ "کیا دنیا میں کوئی مسلمان بھی ہے؟" اب میں تمام قادیانی جماعت اور جناب خلیفہ قادیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس معمہ کو حل کریں اور اپنے عقائد کی رو سے ذرا اپنی جماعت کو ہی مسلمان ثابت کر دکھائیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تمام کے تمام فضلائے قادیان ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور بھی صرف کریں تو اس معمہ کو ہرگز ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ" لیکن اگر

بڑھنے کا سمجھ کر دس قدم اٹھاتی ہے۔ پچھلے دنوں خلیفہ صاحب نے ظلی حج کا اعلان کیا اور بتایا کہ مکہ کا حج چونکہ اپنے مقصد حقیقی کو کھو چکا ہے اور ایک رسمی عبادت کی شکل میں رہ گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک اور ظلی حج مقرر کیا ہے ہم نے لکھا تھا کہ جس طرح ظلی نبی نبی ہوتا ہے اسی طرح ظلی حج حج ہوا لیکن حج بغیر قبلہ کے نامکمل رہ جاتا ہے۔ لہذا ظلی قبلہ کا بھی اعلان ہو جانا چاہئے تاکہ یہ ظلی حج اپنی تکمیل کو پہنچ جائے اور اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ مرید اس دن نور دیدہ منائیں گے کیونکہ غلو میں وہ اپنے پیر سے بھی اب گوئے سبقت لے جانے کے آرزومند ہیں ؎

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد　　زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ راپریل ۱۹۳۳ء)

(۷۵) غلو کے نتائج

دیکھ لیا آپ نے غلو کے نتائج۔ غلو کی یہ تیز رفتار گاڑی اب تک خدا جانے کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتی اگر لاہوری احمدی تنقید کر کر کے ہمیشہ اس کی بریک نہ باندھتے رہتے۔ لیکن تب بھی غلو کے جن اسٹیشنوں پر اس کا ورود ہو چکا ہے انکی فہرست ملاحظہ ہو:-

(۱) انبیاء کی فہرست میں ایک نئے نبی کا اضافہ۔

(۲) انبیاء کی فہرست میں ایک نئی کتاب یعنی وحی نبوت کا اضافہ جس کا نام البشریٰ ہے اور جو بقول مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری "ظلی قرآن" یعنی قرآن ہے۔

(۳) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی حج یعنی حج کا اضافہ۔

(۴) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی قبلہ یا نئے قبلہ کا اضافہ۔

(۵) رومن کیتھولک عیسائی مذہب کے پوپوں یا اسمٰعیلیوں کے مطاع بالکل اماموں کی طرح ایک عجیب و غریب مطاع الکل خلیفہ کا اضافہ۔

جناب خلیفۂ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم سے افضل کہا قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا چالیس کروڑ مسلمانوں کو یک دم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی۔ چنانچہ اب وہ قادیان کو "ارض حرم" کہہ رہے ہیں۔

معاصر الفضل نے اپنی ۲۷ دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے ان سطور کا عنوان ہے "ارض حرم میں تشریف لانے والوں کو مبارک مبارک مبارک" کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھئے اب اُسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا یہ ناقابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کے اجرا کی کوشش نہیں ہیں؟ جناب خلیفۂ قادیان فتنۂ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں۔ اور اُن کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے ایک اُمتی اور اُس کے مریدوں کے لئے یہ جسارت کسی طرح مناسب نہیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۷۴) ملتِ محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے

(عنوان منجانب اخبار پیغام صلح)

حقیقت یہ ہے کہ یہ غلو اب جماعت محمودیہ میں اس قدر رچ گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں اُن کے خلیفہ صاحب اگر ایک قدم اٹھاتے ہیں تو ان کی جماعت ایک اشارہ آگے

کے پرچہ میں رقم طراز ہے کہ :-

"یہ ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا"

سچ ہے کہ غلو بہت ہی نامراد اور خطرناک مرض ہے۔ اس سے ذہنیتوں میں کچھ ایسا افسوسناک اور نقصان رساں انقلاب ہو جاتا ہے۔ جس میں معقولیت کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ اس مرض کا شکار سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔ اچھے برے کی تمیز سے وہ یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے کہ پہلے انھوں نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے بالکل خلاف محض چند اغراض کی بنا، پر اجرائے نبوت کا مضحکہ انگیز عقیدہ ایجاد کیا۔ اور اس پر اس قدر غیر عقلمندانہ اصرار کیا کہ حد ہو گئی۔ اب رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح اور طے شدہ مسئلہ کو مضحکہ انگیز قرار دے رہے ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ غلو کے نامراد مرض کی وجہ سے خود ان کی ذہنیت مضحکہ خیز ہو گئی ہے اور آئے دن ان سے طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۷۷) غالی قادیانی

بے شک حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور بھر طریق سے نکالی جائے اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ یہ قوم خوشی سے بغلیں بجاتی رہے گی نعرۂ تحسین و آفریں ملبند کرتی رہے گی۔ ان تمام پیش گوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد صلعم ہیں آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی۔ لیکن اگر آپ کسی پیش گوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور حضرت مرزا

(۶) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منسوخی جس پر ایمان لانے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ لہذا ایک نئے مذہب کی پیدائش جس میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اور وہ ہے رسول زمانہ احمد نبی اللہ یعنی حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت اور وحی نبوت پر ایمان لانا۔

گویا عملی طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ جس کے پڑھنے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور کلمہ لا الہ الا اللہ احمد نبی اللہ کا سکہ رائج جس کے پڑھنے سے انسان داخل اسلام ہوتا ہے۔

نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں؟

فرمایئے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں؟

ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت مطاع الکل کا اضافہ۔ پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمۂ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام (یعنی عملی طور پر نئے کلمہ کی پیدائش) کا اضافہ۔ اور ابھی "ظلی" کا لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ نیا مذہب صاف بنتا نظر آرہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت یعنی موسویت سے الگ کر کے ایک نیا مذہب بنا لیا اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۷۶) قادیانی مضحکے

الفضل کا ایک مضمون نگار اپنے ایک مخالف تحریر کا ذکر کرتے ہوئے ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۱۹۳۴ء)

قرآن کریم کے جس قدر نسخے تیرہ سو سال کے اندر طبع ہوئے یا تحریر ہوئے سب میں خاتم النبیین کی تا بالفتح ہے۔ اور خاتم (تا بالفتح) اسم آلہ ہے۔ اور اس کے معنے صرف مہر ہیں۔ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں جس سے مدعا نبیوں کی صداقت کی تصدیق ہے۔ مگر آپ لوگ جو خاتم النبیین کی تا کو بالکسر قرار دے کر اس کو اسم فاعل کے معنوں پر اور اس کے معنے نبیوں کا خاتمہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسا قرآن کہاں اور کس ملک میں ملتا ہے۔ جس میں خاتم النبیین بالکسر طبع شدہ موجود ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ خاتم ہو تو بھی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (اللہ رے ضد اور مخالفت۔ للمولف)

(اخبار الفضل قادیان ۱۵ر جولائی ۱۹۳۲ء)

اگر کوئی لاہور والے جا کر قادیان کی جماعت کو حضرت مرزا صاحب کے کتب سے حوالے پیش کر کے معقول طور پر سمجھائیں تو یہ جواب ملنے لگا کہ اب جائیے لوگوں کو دھوکہ نہ دیجئے اگر اب مرزا صاحب بھی اپنی قبر سے اٹھ کر آئیں اور کہیں کہ میں نبی نہیں ہوں اس وقت بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہم آپ کو نبی مان چکے ہیں۔ ہم کو اطمینان ہو گیا ہے۔ اب ہم بدلنے والے نہیں یہ من گھڑت قصے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ ہے۔ حیدر آباد والے حافظ عبدالعلی صاحب (وکیل) نے خود مجھ کو یہ جواب دیا تھا۔ ممکن ہے بہت سے ایسے ہوں۔ (اور بھی سر برآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق ایسی روایتیں منقول ہیں واللہ اعلم بالصواب للمولف)

(خادم خاتم النبیین ص۳ مصنفہ صدیق دیدار حسن بسویشور صاحب قادیانی)

(۷۸) حیدر آبادی قادیانی

سکندر آباد دکن سے محمودیوں نے بہت سے ٹریکٹ چھپوا کر شایع کئے ہیں جن میں بزعم خود یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ حیدر آباد دکن کے کسی محمودی تاجر نے سینکڑوں روپئے اس ٹریکٹ کی مفت اشاعت کے لئے دئے ہیں انا للہ وانا الیہ

صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بروزی رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینہ میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی چیزیں چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے کیوں کہ اس میں در پردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ کر یا کم سے کم ہمقابل تو ضرور ہے لیکن اگر کوئی چیز جو انھوں نے محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دی ہوئی ہے آپ واپس محمد رسول اللہ صلعم کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً جب تک "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد" کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہو بہت خوش رہیں گے۔ لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور تمام محمودی ٹولے سے صدائے واویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا۔ حالانکہ اختلاف خود ان کے غالیانہ عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۳۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے فرمایا ہے کہ اسمہٗ احمد کے مصداق آپ ہیں۔ احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلعم نے خود دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت اسمہٗ احمد میرے حق میں ہے یا صحابہ کبار میں سے کسی مشہور و معروف صحابی نے فرمایا ہو کہ میں نے آیت اسمہٗ احمد کو پڑھتے وقت یہی یقین کیا تھا کہ یہ آیت نبوت حضرت محمد کے حق میں ہے۔ (پس قادیانی صاحبان کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ آیت اسمہٗ احمد۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں۔ نعوذ باللہ من ذالک للمؤلف)

(۸۰) عقیدہ باطل

کہاں حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ تعلیم جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اور کہاں یہ عقیدہ باطل کہ

پس جو نبی رسول نہیں مانتا اسے　　ایسا نبی کہ جیسے محمد خدا نگاں
ایمان اس کا حضرت مرزا پہ کچھ نہیں　　منہ سے اگر کہے تو ہو دل منکر بیاں

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۴ء)

اب میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ ذرا ہمیں تبلائیں تو سہی کہ اگر احمدی اس تعلیم پہ چلے جو اس وقت قادیان میں دی جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی کہ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا اور تسلیم کیا جانے لگا۔ تو پھر ان احمدیوں میں اسلام کا ذکر اور قرآن کا ادب محض خیالی اور رسمی رہ جائے گا یا حقیقی اور شرعی؟ اور پھر تبلاؤ کہ آخر ان احمدیوں کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرنا بھی اٹھ جائے گا یا نہ۔ دور کیوں جاتے ہو ابھی سے ہی اس عقیدہ کے آثار بُرے نظر آرہے ہیں۔ ذیل میں منشی ظہیر الدین کی ایک چشم دید شہادت جو انھوں نے سالانہ جلسہ قادیان کے حالات کی لکھ کر دفتر پیغام صلح میں بھیجی ہے وہ حصہ جو عقائد کے متعلق ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے یہاں لکھ دیتا ہوں وہو ہذا:—

"چوتھی بات جو میں نے جلسہ میں دیکھی تھی وہ اختلاف عقائد تھا اور میں حیران رہ گیا جب بعض احباب نے لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ کو درست اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس کو پڑھنے اور بطور احمدی عقائد کے خلاصہ کے تسلیم کرنے کا اقرار کیا بلکہ بعض سے میں نے یہ بھی سنا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمدی کلمہ ہے اور احمدی کلمہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ ہے

بہت سے احباب میں نے دیکھے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے حق میں صاحب شریعت نبی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے .... بعضوں نے تو حضرت مسیح موعود کے الہام

۱۹۳۶ء ن -

حضرت مسیح موعود کو بدنام کرنے اور احمدیت کو لوگوں کی نظروں میں نامعقول اور مردود کرنے کے لئے اسی کوشش کی کسر باقی تھی سو پوری کر لی گئی ۔ نہ صرف بمبئی میں بلکہ ہندوستان سے باہر وہ ٹریکٹ پہنچے ہیں جنھوں نے احمدیت سے نفرت کو خوب ترقی دی ہے

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۷۹) قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ''تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان'' کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ایسی نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت عملاً منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا ۔ تو پھر دانستہ ایسے خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی جڑیں کٹتی ہیں۔ اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں۔ جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر عملی طور پر انھوں نے بابیوں اور بہائیوں کی طرح آنحضرت صلعم کی رسالت کو منسوخ گردانا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کر کے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا ۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۳ر فروری ۱۹۳۶ء

فصل سترھویں

قادیانیوں کی جماعت لاہور

(۱) ایک پارٹی (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جلد ہی جناب مولوی محمد علی صاحب کو پہلے اپنی بیوی کی علالت اور وفات کے وقت اور پھر حضرت کے مکان سے علیحدہ کئے جانے کے سبب اور ساتھ ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ (مرزا صاحب کے خسر) کے بعض اعتراضات کے سبب جو مولوی (محمد علی) صاحب کے عامتی کام پر ہوئے تھے دن بدن رنج بڑھتا گیا اور جب خواجہ (کمال الدین) صاحب نے اپنے لیکچروں میں احمدیت کے ذکر کو چھوڑا اور غیر احمدیوں کی تعریفوں سے خوش ہو کر ان کے پیچھے نماز کے جواز کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل سے چاہی اور غیر احمدیوں کے اسلام کا اعلان واشتہار دیا تو حضرت اولوالعزم میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ نے خواجہ صاحب کے اس طرز کو ناپسند کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نور الدین صاحب) رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اُن کے خلاف بدریں مضمون لکھا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی رنجش کے سبب جو انھیں اہلبیت کے ساتھ تھی۔ خواجہ صاحب کی رفاقت کا سہارا تلاش کرتے ہوئے اُن کی حمایت کی۔ ڈاکٹر ین اور شیخ صاحب اپنی سادگی کے سبب خواجہ (کمال الدین) صاحب کی مدح سرائی و خوشامد میں بہک گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک پارٹی بن گئی۔ اور انھوں نے حضرت صاحبزادہ (میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنا لیا اور صدر انجمن میں جس کے حضرت صاحبزادہ صاحب پریذیڈنٹ

واتخذو امن مقام ابراھیم مصلّٰی سے اسی استدلال کو قبول کرلیا کہ اب احمدیوں کا قبلہ نماز قادیان ہونا چاہئے۔ اس جلسہ میں مجھے ایک بھی ایسا فرد قادیان میں نہیں ملا جو حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا رسول اللہ اور نبی اللہ نہ جانتا ہو جس طرح کہ خدا کے فرستادہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء تھے۔"

(المہدی ۳-۲ ص ۴۷ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۸۱) جماعت قادیان کے متعلق پیش گوئیاں

"بہ تحقیق قبیلہ من عنقریب باردوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد۔ و در خبث و عناد ترقی خواہند نمود۔ پس آن روز امر مقدر از خدا تعالےٰ نازل خواہد شد ہیچ کس قضائے او را رد نتواند کرد۔ و عطائے او را منع نتواند نمود و من می بینم کہ ایشان سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند و دلہائے شان سخت شد چنانکہ عادت جاہلان است۔ و ایام خوف را فراموش کردند و سوئے زیادتی و تکذیب عود نمودند۔ پس عنقریب امر خدا بر ایشان نازل خواہد شد۔ چوں خواہد دید کہ ایشان در غلو خود زیادت کردند۔ و خدا قومے را عذاب نہ می دہد چوں می بیند کہ ایشاں می ترسند۔"

(انجام آتھم ص ۲۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ترجمہ۔ اور میرا قبیلہ دوسری بار فساد کی طرف رجوع کرے گا اور خبث و عناد میں ترقی کرے گا پس اس روز خدا کا امر مقدر نازل ہوگا۔ کوئی اس کی قضا کو رد نہیں کر سکتا اور نہ اس کی بخشش کو روک سکتا ہے، اور میں دیکھتا ہوں (یعنی عالم کشف میں) کہ انھوں نے اپنی پرانی عادت کی طرف میلان کر لیا ہے اور ان کا دل سخت ہو گیا ہے جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے اور ایام خوف کو انھوں نے فراموش کر دیا ہے اور زیادتی اور تکذیب کی طرف رجوع کیا ہے۔ پس عنقریب خدا کا امر ان پر نازل ہوگا جب خدا دیکھے گا کہ انھوں نے اپنے غلو میں زیادتی کر لی اور خدا کسی قوم کو سزا نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ ڈرتے ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ہذا کے ہاتھ میں۔ اور اب یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے طور پر الگ الگ کام کر رہی ہیں اور گو بلحاظ تعداد، کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے لیکن اثر اور رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے۔

(تحریک احمدیت ۲۸ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور)

مولوی محمد علی صاحب نے جو ایک رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" کے عنوان سے شائع کیا ہے اس کے شروع میں دونوں فریقوں کا اصولی فرق حسب ذیل قرار دیا ہے

"حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں۔ ایک احمدی جن کا مرکز لاہور ہے اور دوسرے قادیانی جن کا مرکز قادیان ہے۔ فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے:۔

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی۔ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے۔ فریق لاہور آپ کو صرف مجدد مانتا ہے۔

دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں۔ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں خواہ انھوں نے حضرت مرزا صاحب کا کبھی نام بھی نہ سنا ہو۔ اور خواہ وہ حضرت مرزا صاحب کو دل سے بھی سچا مانتے ہوں۔ اور منھ سے بھی انکار نہ کرتے ہوں (البتہ مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہوں المؤلف) اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے ہاں مجدد اور مسیح امّت کو رد کرنا یا اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے الگ بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عند اللہ قابل مواخذہ ہے دونوں قادیانی جماعتوں میں ایک کا رنگ گہرا عنابی اور دوسری کا رنگ ہلکا گلابی ہے لیکن مبصرین کا قول ہے کہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم
(المؤلف)

تھے اُن کی بے ادبی شروع کر دی

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۸/۳۹ مورخہ ۱۹/۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۲) بڑا ابتلاء (ج)

ایسا خطرناک واقعہ جس سے قریب تھا کہ زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں آج سے کئی سال پہلے ظاہر ہو چکا ہے اور وہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کی علیحدگی ہے۔

اس پارٹی کے سرگروہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت کے بڑے بڑے آدمیوں میں سے شمار کئے جانے لگے۔ مگر معلوم بیعت میں کوئی نقص رہ جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان پر کئی دفعہ ابتلاء آئے اور وہ کئی موقعوں پر حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر بیہودہ اعتراض کرنے سے باز نہ رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں سے ایمان کی روح نکل گئی اور باوجود اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی آخرزماں مانتے تھے پھر بھی جب انھوں نے دیکھا کہ مخالف تعداد میں ہم سے بڑھکر ہیں۔ طاقت میں ہم سے زیادہ ہیں دنیا کے مال ان کے پاس بہت ہیں تو مرعوب ہو گئے اور چاہا کہ کسی طرح ان سے صلح کر لی جائے تاکہ ان کے حملوں سے بھی محفوظ رہیں اور دنیاوی مال و دولت بھی کچھ حاصل کر لیں اس طرح یہ (لاہوری جماعت) ایک بڑے ابتلاء میں پھنس گئے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۳) لاہوری جماعت کی علیحدگی

چنانچہ اس بناء پر (کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے یا نہیں) ابتداء ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہو گئے۔ فریق اوّل یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا مانتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر قادیان رہا اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈکوارٹر لاہور میں قائم کیا۔ فریق قادیان کی

بعد دی۔ اور قرآن مجید سے اسے دلائل دیئے۔ ائمہ اسلام اور علمائے متقدمین نے صرف اپنے اجتہادات اور تدبر سے کام لیا اور بعض نے عیسیٰ کو فوت شدہ تسلیم کیا اور بعض نے اسے زندہ آسمان پر یقین کیا۔ لیکن بفرض محال اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تمام ائمہ اسلام اور بزرگان سلف نے مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہی اتفاق کیا ہے تو بھی ایک شخص جب خدا سے اطلاع پاکر یہ اعلان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ الہام اور وحی یہ اطلاع دی ہے کہ مسیح علیہ السلام وفات پا گئے تو ہمیں الہام الٰہی کے آگے سر جھکانے کے سوا چارہ نہیں ہم بیشک ائمہ سلف اور بزرگان امت کی عزت کریں۔ اور اُن کی محنت اور خدمت پر صدائے تحسین بلند کریں لیکن ان کے اجتہاد اور اُن کی آواز کو خدا کی آواز پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور
مورخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۷) جرأت وجسارت (ج)

پیغامیوں (لاہوری فریق) کی جرأت وجسارت دیکھئے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) سے نہایت درجہ کی عقیدت و نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں حضور کی علمی وراثت کے دعویدار ہیں اور نہایت بلند آہنگی سے آپ کی تعلیم کا صحیح مفہوم سمجھنے کے مدعی ہیں مگر دوسری طرف یہ حال ہے کہ آپ کے پیش کردہ عقائد پر نہایت ہی بیہودہ اور لغو اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے حملے ان کی تحریرات میں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۶۵ مورخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۳۰ء)

(۸) ایک افتراء (ج)

مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے اپنے تازہ رسالہ شناخت مامورین کے

(۴) لاہوری جماعت کا قدیم ایمان

ہم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو اُس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔........ ہمارا ایمان ہے کہ اب دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔

(اعلان مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور جلد نمبر ۱ ۲۵ مورخہ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۵) لاہوری جماعت کا جدید ایمان

ہم بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد سلام اللہ علیہ کو مسیح موعود مہدی معہود مامور من اللہ ملہم مجدد۔ محدث امام زماں یقین کرتے ہیں اور آپ کو ظلی بروزی طور پر جزوی نبی بھی یقین کرتے ہیں مگر حقیقی مستقل شرعی یا غیر شرعی کامل نبی آپ کو کہنا آپ کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں۔

(مکتوب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ المہدی ص ۱، ۵۵ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۶) خدا کی آواز (ج)

حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کی خبر اللہ تعالیٰ سے پانیکے

ہیں اور تقریریں بھی ایسی جو کسی متحدہ مسئلہ پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سراسر خلاف ہوتی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۷۷ مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۰) علی الاعلان (ج)

مولوی عبداللہ صاحب مذکور نے جو غیر مبائعین (لاہوری جماعت) کی مقامی (یعنی سری نگر کی) انجمن کے پریسیڈنٹ بھی ہیں اپنے مکان پر اچھے خاصے مجمع کے روبرو اور غیر مبائعین کے مبلغین کی موجودگی میں علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا کہ نقصان پہنچا ہے اُن کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ گیا ہے ان کے بیانات و اقوال میں ہزار ہا غلطیاں ہیں اُن کے الہامات مشتبہ ہیں۔ ان کی بہت سی پیش گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور بعض پیش گوئیوں کا تصریح کے ساتھ ذکر کر کے ان کی تکذیب کی۔ اور ایک پیشگوئی کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اس کے جھوٹا ہونے پر زمین و آسمان گواہ ہیں۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس طرح سے ان کا نام درمیان سے مٹ کر صرف خالص اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باقی رہ جائیگا۔ ان باتوں کو سن کر غیر مبائعین اور ان کے مبلغین نے نہ صرف ان کے خلاف کوئی لفظ نہ کہا بلکہ ان کے مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب نے مولوی عبداللہ صاحب کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامات کا ذکر تمسخر اور استہزاء کے طریق پر کرتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب کے الہامات کا نمونہ سنئے "کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا" "خاکسار پیپرمنٹ" "مرغی بولتی ہے" اور جب اس موخر الذکر فقرہ کا حوالہ پوچھا گیا تو کہا کہ اگر میں دکھا دوں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں ہم اسے حضور کا الہام تسلیم کریں گے اس بیان کو استہزاء کا ایک اور زریں موقع مل گیا۔ اور خوب دل کھول کر حضور کے الہامات پر تمسخر کیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء نمبر ۲۴ جلد ۱۷)

صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔

"خود حضرت (مرزا) صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اُسے گھنکار کی طرح پھینک دیتا ہوں"

جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپ کے کئی الہام کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مخالف ہوتے تھے جن کو حضرت مسیح موعود گھنکار کی طرح پھینک دیتے تھے حالانکہ حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام بھی ایسا نہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول کے مخالف پاکر حضرت مسیح موعود نے رد کیا ہو کیونکہ حضرت مسیح موعود اپنے جملہ الہامات کو قطعی اور یقینی طور پر خدا تعالیٰ کا کلام جانتے تھے اور فرماتے تھے جیسے مسیح پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر ہوا جیسے دوسرے نبیوں سے خدا نے مکالمہ مخاطبہ کیا اُسنے مجھے بھی ایسا ہی شرف بخشا پس یہ مولوی محمد علی کا ایک افتراء ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود پر باندھا ہے کہ حضور نے کہیں ایسا لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہؐ کے مخالف پاکر پھینک دیتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۹ء)

(۹) عملی قدم (ج)

غیر مبائعین (لاہوری فریق) احمدیت سے ظاہری تعلق بھی منقطع کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کر رہے ہیں اس کا کسی قدر پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں غیر احمدیوں کو فاسق قرار دیا تھا لیکن اب النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ بار دوم سے وہ صفحہ ہی حذف کر دیا گیا جس میں غیر احمدیوں کے فاسق ہونے کا ذکر تھا اب اس سے آگے انھوں نے عملی طور پر یہ قدم بڑھایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جن کی ساری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شدید مخالفت میں گزری ہے اور اس وقت بھی وہ احمدیت کے سخت دشمن ہیں۔ ان سے اپنے جلسوں میں تقریریں کراتے

ان کے اعتقادات کا انتہائی تنزل نمایاں ہونا شروع ہوگیا اگرچہ یہ کمزوری ان کے اندر پہلے سے موجود تھی جس کے وجہ سے خلافت اولیٰ کے زمانہ میں کئی خطبات ان کو مدنظر رکھ کر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسلمین اول رضی اللہ عنہ کو زبانے پڑے اور ان میں سے بعض کو بیعت کی بھی تجدید کرنی پڑی اس وقت بھی ان کے عقائد مشتبہ تھے۔ تب ہی تو ان کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ

"معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح علیہ اول ۴۳ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

مگر آہستہ آہستہ ان کے عقائد میں تغیر شروع ہوا نبی اور رسول اور نجات دہندہ کو محض مجدد وصدی چہاردہم" قرار دینے لگے اور "ظلی نبی" کی ایسی تشریح کرنے لگے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے بالکل خلاف ہے کہ "ظلی نبوت" جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

نیز "بروزی نبی" کہنا شروع کیا۔ اور اس کی یہ تشریح کی جانے لگی جیسا کہ حال میں غیر مبائعین کے راولپنڈی کے جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے کہا کہ بروز سے مراد لیا ہی ہے جیسا کہ بعض گذشتہ اولیاء نے اپنے آپ کو کہا کہ من خدایم یا انا الحق وغیرہ۔ نہ وہ خدا بن گئے اور نہ حضرت مرزا صاحب نبی بن گئے۔

اب غیر مبائعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انھوں نے اپنا جلسہ ۲۲ ۲۳۔ اپریل کو راولپنڈی میں کیا تو اُن کے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف کردیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو اُن کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں ......میں نے اُن کی اس شرط کو مان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ

(۱۱) درمیان - درمیان (ج)

اسی اخبار میں آوازیں آنے لگیں کہ لاہوری لوگ یا قادیانیوں کے ساتھ مل جائیں جو مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہیں یا پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔ درمیان درمیان کی حالت ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دوسرے روز آپ نے (لاہوری فریق کے مناظر نے) بار بار حضرت مسیح موعود کی توہین کی اور مرزا مرزا کے خطاب کے علاوہ یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا صاحب صحابہ کی جوتیوں کے برابر بھی نہ تھے"۔ نعوذ باللہ جس پر غیر احمدیوں کو خوشی کا موقع مل گیا۔ اور انھوں نے کہا آپ تو ہمارے ساتھ مل گئے۔ اب جمعہ بھی ہمارے پیچھے پڑھیں۔ مگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ آپ نے عملاً اس سے انکار کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ ار اکتوبر ۱۹۲۹ء نمبر ۳۱ جلد ۱۷)

(۱۲) منافقت

غیر مبائعین نے مرکز احمدیت یعنی قادیان سے قطع تعلق کرتے ہوئے کہا تھا کہ جماعت کا سواد اعظم ان کے ساتھ ہے۔ مگر جلدی ہی انھیں معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اسی دوران میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے منھ موڑ کر غیر احمدیوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہی ان کا ساتھ دیں گے۔ مگر ان میں بھی دال نہ گلی۔ وہ انھیں منافقت سے کام لینے والے قرار دے کر نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ غرض جن لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑا وہ انھیں جواب دے بیٹھے ہیں (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۱۳) لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ

غیر مبائعین (یعنی لاہوری جماعت) نے جب سے مرکز احمدیت (یعنی قادیان) کو چھوڑا

ثبوت دیا ہے جو ایک صادق اور راستباز انسان سے دنیا داروں کو ہوا کرتا ہے اب اسی پیغام صلح کے ایڈیٹوریل کالموں میں بڑے فخر سے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ کہا جاتا ہے کیا پیغام کا ہمہ دان ایڈیٹر بتلائے گا کہ خواجہ حسن نظامی کی دوستی کا اعزاز اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو کب سے اور کس طرح حاصل ہوا اور خواجہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کا اسے کیونکر پتہ لگا ہے کیا اس کا ذریعہ وہی مضامین ہیں جو آج تک خواجہ حسن نظامی کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جس سے پیغام کا ایڈیٹر بھی ناواقف نہیں۔ کیا خواجہ حسن نظامی نے اپنے ان مضامین کے متعلق ندامت اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور آپ حضرت مسیح موعود کو صادق اور راستباز انسان سمجھنے لگ گیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایڈیٹر پیغام کا اس کو معزز دوست کہنا حد درجہ کی بے غیرتی اور بے حمیتی نہیں تو اور کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

پیغام کے ایڈیٹر نے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ قرار دے کر جس بے غیرتی اور بے حمیتی کا ثبوت دیا ہے اس کے خلاف اگر غیر مبائعین (لاہوری جماعت) کے حلقہ میں سے نفرت اور حقارت کا اظہار کیا گیا تو ہم سمجھیں گے کہ وہ سب کے سب ایڈیٹر پیغام کی قماش اور فطرت کے انسان نہیں ہیں لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم سب کے متعلق وہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ جو ایڈیٹر پیغام کے متعلق ظاہر کی گئی ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق غیرت اور حمیت کا ایک ذرہ بھی نہیں پایا جاتا ورنہ حسن نظامی کو وہ اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ نہ لکھتا۔

(اخبار الفضل قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۵) قادیانی طعن (ج)

اے غیروں کی خاطر اپنوں پر حملہ کرنے والو۔ اور اپنی جماعت سے بچھڑے ہوئے بھائیو (لاہوری جماعت)! اگر تم حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے۔ اگر تم نورالدین اعظم کے

نبوت آپ کی کتابوں سے واضح کیا اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے آپ کی نبوت کی تشریح پیش کی۔ آخر میں ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء والی تحریر "پیغام صلح" بھی پڑھکر سنا دی گئی۔ اور ثابت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں مگر ان کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔

غیر مبائعین کی اس روش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمودہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو آپ نے "تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱" میں فرمایا ہے کہ "جو شخص خدا کے امور سے انکار کرتا ہے آخر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے"

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۴) قادیانی ذہنیت (ج)

بے حمیتی اور بے غیرتی ان صفات ردیہ اور خصائل رذیلہ میں سے ہے کہ جن لوگوں میں پائی جائیں وہ بدترین مخلوق کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس وقت تک ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار وہ لوگ جنھوں نے سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر لاہور میں اپنا اڈا جمایا ہوا ہے اپنے قول اور فعل سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا چکے ہیں کہ ان میں مذہبی غیرت اور دینی حمیت کا نام و نشان تک باقی نہیں ہے اور سچ پوچھو تو اُن کے سلسلہ احمدیہ سے الگ ہونے کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کیونکہ وہ نہایت بے غیرتی سے کام لیکر ان لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرنے ضروری سمجھتے تھے جو سلسلہ احمدیہ کے مخالف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ اور راستباز انسان نہیں سمجھتے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں رہکر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے اس لئے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے علیحدہ ہوگئے اور اب جو کچھ میں آتا ہے کر رہے ہیں اس لحاظ سے ان لوگوں کی بے غیرتی اور بے حمیتی کوئی نئی بات نہیں

کیا اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور بے حمیتی کی کوئی اور مثال مل سکتی ہے کہ وہی پیغام جو آج سے ایک آدھ سال قبل خواجہ حسن نظامی کے متعلق یہ شکایت کرتا تھا کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے خلاف ناپاک الفاظ میں دریدہ دہنی سے کام لیا ہے اور اس تنگدلی تعصب اور عناد کا

احمدیہ سے یہ کہکر عوام کو متنفر کردیں کہ یہ چند لاکھ احمدیوں کے سوا باقی سب دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن اب ان دونوں باتوں میں ناکامی اور نامرادی دیکھکر وہ اپنا رنگ بدل رہے ہیں کیوں کہ مسلمان بجائے اُس کے کہ ان کی طرف مائل ہوتے انھیں منافق طبع اور چاپلوس سمجھ کر دھتکار رہے ہیں ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۳۴ء)

(۱۷) لاہوری تفسیر

اگرچہ قادیانی جماعت کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے قرآن کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ ان کی ملک، ہے نہ کہ مولوی صاحب کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار الفضل نمبر ۹۶ جلد ۲۱ میں شکایت لکھا ہے کہ :-

" یہ ترجمہ قرآن جسے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں نہایت معقول ماہوار تنخواہ وصول کرکے کیا تھا مگر جب وہ مکمل ہوگیا تو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ ہی لے گئے ۔ اور پھر اپنی ذاتی جائداد قرار دیکر اُسے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا "۔

تاہم اس جماعت کو بھی اس ترجمہ کی صحت پر کافی اعتراض ہے مثلاً اخبار الفضل ۱۲ جلد ۲۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے تحت تفسیر کی غلطی کا حسب ذیل نمونہ پیش کرتا ہے :-

" حضرت مریم کی والدہ کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کو باوجود ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کرنے کے ان کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ کنواری رہیگی۔ بلکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جوان ہوکر بیاہی جائے گی اور صاحب اولاد ہوگی۔ اس لئے انھوں نے نہ صرف مریم کے لئے دعا کی بلکہ مریم کی اولاد کے لئے بھی کی رہبانیت یا تارک دنیا ہونے کا طریق عیسائیوں کی ایجاد ہے "

(بیان القرآن مصنفہ محمد علی صاحب لاہوری ص ۲۹۵)

" بعض مفسرین نے اس مصیبت کو یوں ٹالنا چاہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ یوسف کی پہلی بی بی کی اولاد تھی۔ اور حضرت مریم ان کی دوسری بی بی تھیں۔ مگر ایک طرف تعلق زوجیت کا حضرت مریم اور یوسف میں موجود ہونا خود اناجیل سے ظاہر ہے۔ دوسری طرف ماں کے ساتھ بھائیوں کا آنا صاف بتاتا ہے کہ یہ سی

اس فقرے کو ذہن میں رکھتے کہ غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ اور تم اس خودداری اور غیرت کو ملحوظ رکھتے جو مومن کی شایان شان ہے تو تمھیں یہ دن کیونکر نصیب ہوتے اور تمہارے خداوندان رزق اور تمہارے حلال المعقود مسجودین کہ جن کی خاطر تم نے اپنی خصوصیات کو یکے بعد دیگرے بیدردی سے سٹ جانے دیا آج اس دریوزہ گری کے باعث تم پر لعنت ملامت نہ کرتے۔

دیکھو غیروں (مسلمانوں) سے ملنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ چند درہم و دینار دکھلاتے ہیں اور تم سے سادہ لوحوں کو خوش کرتے ہیں جب تم اُن کی خاطر اپنوں (قادیانیوں) سے اُلجھ پڑتے ہو اپنوں پر وار کرتے ہو۔ تو وہ صاف صاف کہنے لگتے ہیں کہ او سادہ لوح او راو شیخی خورے ریاکار۔ ہم تمھیں چندہ دیتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں تم ہمیں کیا طعن دے سکتے ہو۔ ہمارے چندوں کے گواہ تمھارے سکرٹیری ڈاکٹر محمد حسین ہیں۔

اس کا جواب تمھارے پاس کچھ نہیں کیوں کہ واقعی تمھارا ہاتھ اور دامن ہمیشہ ان کے سامنے پھیلا رہتا ہے پھر تم کیسے احمدی کہلا کر احمد پر اعتراض کرنے والے ظالموں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ تم پر افسوس کہ تمھاری کوتاہ اندیشیوں نے تم کو تباہ کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۶۲ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۰ء)

(۱۶) چال باز (ج)

غیر مبائعین (لاہوری فریق) بخیال خویش ہمارے خلاف سب سے زیادہ زبردست جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگرچہ یہ فیصلہ ہمارا نہیں بلکہ اسی انسان کا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لئے حکم اور عدل ہو کر آیا لیکن چونکہ عوام الناس اس بات سے ہمارے خلاف مشتعل ہو سکتے ہیں اس لئے غیر مبائعین اس بات پر بہت زور دیا کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے ہر ایک وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہے ہاں جو دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے یہ ایچ پیچ وہ اس لئے کیا کرتے ہیں کہ اگر ایک طرف عام مسلمانوں سے کاسہ گدائی بھر دا سکیں تو دوسری طرف جماعت

ترجمہ مع حواشی شائع کیا ہے اس میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دعقائد سے اختلاف کیا ہے۔ گویا مولوی صاحب کو اس ترجمہ میں قادیانی عقائد سے سرمو تجاوز نہ کرنا چاہئے تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب نے اس میں قادیانی تحریک کو بہت خوبی سے پیوست کیا ہے کہ سرسری طور پر کسی کو تعرض نہ ہو اور بات دل نشین ہو جائے۔

مثلاً تمہید میں کھلے دل سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فیضان کا بحیثیت مرید اعتراف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے مہدی اسلام ہونے کا اعلان کیا ہے پھر سورۂ فاتحہ کی آخری آیات کی تفسیر میں دعویٰ کیا ہے کہ جو وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی تھی۔ وہی اب دوسروں پر بھی نازل ہو سکتی ہے پھر سورۂ جمعہ کے پہلے ہی رکوع میں تفسیر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں نہ کہ اور کوئی۔

علیٰ ہذا سورۂ آل عمران کے پانچویں رکوع میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے انکار کی حد تک ان کی تاویل کی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے انھیں تاویلات کی انگریزی تفسیر میں پوری ترجمانی کی ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے شق القمر کو چاند گرہن تجویز کر کے معجزے کی حیثیت تقریباً غائب کر دی تو مولوی صاحب نے بھی سورۂ قمر کی تفسیر میں اسی پہلو پر زور دیا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس واقعہ کی ندرت میں کوئی اہمیت نہیں ہے اگر معجزہ ہے تو یہ کہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ مرزا صاحب نے ملائکہ کی جو تاویل کی ہے وہی تاویل مولوی صاحب کی تمہید میں موجود ہے غرضکہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر میں قادیانی تحریک کا پورا حق ادا کیا ہے اور بڑی خوبی سے ادا کیا ہے کہ کام بن جائے اور الزام نہ آئے پھر بھی قادیانی جماعت کو شکوہ ہے کہ مولوی صاحب نے کوتاہی کی۔ مرزا صاحب کے عقائد کی پوری تبلیغ نہ کی۔

انصاف کیجئے تو مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے کہ محض اعتماد کی بنا پر انھوں نے بھی اس ترجمہ کی تیاری پر خاصی مالی امداد دی۔ اور پھر ترجمہ کے ساتھ اس رنگ کی تفسیر نکلی۔ مزید خرابی یہ کہ عام تعلیم یافتہ مسلمان جو اسلامی تعلیمات سے کم واقف ہیں اسی اعتماد کی بنا پر اب تک اس تفسیر کو مستند سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی ہے کسی غیر مسلم کا نام ہوتا تو پھر بھی محتاط رہتے

ان کی اولاد تھے بسو تیلے بھائی ہوتے تو مریم سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تیسرے کہیں بھی سوتیلے بھائی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جب لفظ بھائی مطلقاً استعمال کیا جائے گا۔ تو اس سے مراد حقیقی بھائی لیا جائے گا"

پس یہ انجیلی شہادت صاف بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اگر ایک طرف لم یمسسنی بشر اس وقت کے بعد مس بشر سے مانع نہیں تو دوسری طرف تاریخی ثبوت کھلا کھلا موجود ہے کہ واقعی میاں بیوی کے تعلقات حضرت مریم اور آپ کے شوہر کے رہے"

(بیان القرآن مصنفہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری ص۳۱۳)

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر القرآن جس پر وہ پھولے نہیں سماتے اور اسے اپنا کارنامہ قرار دیکر اپنے عقائد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۹۳۴ء)

علی ہذا اخبار الفضل قادیان کا دوسرا اعتراض بھی قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ اوحرقوہ فانجاہ اللہ من النار۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھا حضرت مسیح موعود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ہی ڈالنا قرار دیا ہے حتیٰ کہ اس ذکر میں فرمایا کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے تو خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچائے گا لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعتقاد اس تحدی اور اس تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیانی جماعت کو شکایت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو قرآن کریم کا انگریزی

میں سنے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود اُن کے صدق دعویٰ پر ایک الٰہی مہر ہے مولانا (اسد اللہ صاحب) سنے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں سنئے۔ اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپ کو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود سنے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی اس سے وہ مغضوب ہوئے۔ اب نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسٰی کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہو گئے۔ بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے آپ لوگوں (مسلمانوں) نے فتویٰ کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی مان کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ (لاہوری جماعت) حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود جو اولیاء اُمت محمدیہ کا سرتاج ہے پس ہم منعم علیہ ہوئے اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

(دہلی میں عظیم الشان مناظرہ اور احمدیت کی فتح" اعلان منجانب مولوی عمر الدین صاحب شملوی قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷۔ اپریل ۱۹۳۲ء)

یہی نکتہ کہ مسلمان مغضوب علیہم کے تحت یہودی ہیں قادیانی جماعت ضالین کے تحت عیسائی ہے اور چشم بد دور لاہوری جماعت انعمت علیہم کے تحت مسلمان ہے مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے بھی اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن میں سورۂ فاتحہ کے تحت بطور تفسیر پیش فرمایا ہے گر حسب معمول نہایت لطیف پیرایہ میں گویا عاقل را اشارہ کافی ست اوّل تو یہ کہ وحی الٰہی جو انبیاء پر نازل ہوتی تھی اب بھی وہ سروں پر نازل ہو سکتی ہے گویا اس طرح جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مسیح موعود ہونے میں کوئی شک نہیں رہا اور لاہوری جماعت کا عقیدہ ثابت ہو گیا دوسرے یہ کہ مغضوبین و ضالین میں یہودی اور عیسائیوں کی تخصیص نہیں۔ بلکہ جو شدت سے مخالفت کرے وہ گویا یہودی ہے اور جو شدت سے محبت کرے وہ گویا عیسائی ہے۔ اور جو بین بین رہے وہ مسلمان ہے۔ جب کہ لاہوری عقیدہ کی

یوں تو اس انگریزی تفسیر میں بہت سے امور قابل اصلاح ہیں یہاں نمونتاً چند پر اکتفا کیا گیا
گیا بس بڑی خوبی ہے تو یہی کہ سب سے اول ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی اور نسبتاً عیسائی
کے حواشی سے غنیمت ہے۔ محمد پکتھال صاحب نے جو قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ
بھی شائع ہو گیا ہے انجیل کے طرز پر اس کی زبان بہت موثر اور دلپذیر ہے علامہ عبداللہ یوسف علی
صاحب نے بھی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے مختصر تفسیر بھی لکھی ہے چنانچہ پہلا پارہ شائع بھی
ہو گیا۔ خاص علمی رنگ نظر آتا ہے شیخ محمد اشرف صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے اس کو طبع
کیا ہے۔ قابل دید ہے۔

(۱۸) یہودی عیسائی اور مسلمان کون ہیں

احمدی فریق لاہور حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہی
یقین رکھتا ہے بلکہ وہ اُن سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے یہودی قرار
دیتا ہے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی فریق لاہور رقم فرماتے ہیں کہ:۔

"سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ
تھا۔" (ترجمہ) (ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

اب یہ عبارت کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو کافر بلکہ اکثر اوقات
مغضوب اور ملعون یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہودیوں کے حق میں بالخصوص بیسیوں مقامات
پر جو کچھ لعنت، نفرین اور غضب کے فتوے لگائے ہیں وہ عیسائیوں اور مسلمانوں سے مخفی نہیں
ہیں، بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہودی قرار دینا نہ صرف معمولی کافر قرار
دینا ہے بلکہ مغضوب علیہم کا فرگروانا ہے چنانچہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے نہایت صفائی
اور جرأت سے کام لیکر اپنے دلی عقیدے کا اس مختصر سے فقرے میں اظہار فرمایا ہے کہ "سلسلہ احمدیہ اسلام
کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ ہے"۔

"کیا احمدی فریق لاہور کے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہ ماننے
والے مسلمان ہیں" (رسالہ مرتبہ فخر الدین صاحب ملتانی قادیانی)

کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے دوسری طرف رحمت خداوندی مصروفِ کرم ہے لیکن یاد رہے کہ مخالفت کے طوفان چند روزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ مصروفِ کرم رہے گی۔ ہمارے جس باہمت کارکن کی مساعی سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ہم تہہ دل سے انھیں مبارکباد دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اس سے بھی زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ ساری جماعت کی دلی دعائیں اُن کے ساتھ ہیں۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱- اپریل ۱۹۳۶ء)

بہرحال لاہوری جماعت اپنے فرقہ کی توسیع کو تبلیغ اسلام قرار دیکر مسلمانوں کی عقیدت حاصل کرتے ہیں اور پھر اسی کو مرزا صاحب کی صداقت کا معیار پیش کرتے ہیں کیسا عجیب چکر ہے مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"خدا کا شکر ہے کہ میرٹھ میں بعض سعید طبع ہمدردانِ اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا پورا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہوگئی ہے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں جلد ترقی دے گا۔"

خدا تعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ بلاشبہ خدمت واشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں وہ بے نظیر ہے جو دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ

ع۔ دل ہمارے ساتھ ہیں گو منھ کریں بک بک ہزار

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۷- اپریل ۱۹۳۶ء)

بہرحال چندہ اور امداد کے وقت لاہوری جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت بن جاتی ہے مگر اپنی کارگذاری۔ کامیابی۔ اور تفاخر میں اپنے آپ کو قصداً اسلامی اداروں کے مقابل پیش کرتی ہے تاکہ اس کی جداگانہ شخصیت واضح ہو جائے مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"پولینڈ کا ایک یہودی فاضل پولش اور عبرانی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی اطلاع مسلمانان ایشیا کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دیتا ہے لیکن رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اس خط کو کہاں بھیجتے ہیں؟ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں؟ نہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں؟ نہیں دار المصنفین اعظم گڑھ میں؟ نہیں دار العلوم دیوبند میں؟ نہیں۔ بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۱۱- اپریل ۱۹۳۶ء)

رُو سے مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا مُسلّم ہے تو مسلمان جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں صریحاً مغضوب علیہم کے مصداق بنے۔ قادیانی جماعت جو مرزا صاحب کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ اس سے بڑھکر نبی اور رسول مانتی ہے منافین میں جا گری اور لاہوری جماعت اپنے اعتدال اور اپنی احتیاط کی بدولت چودھویں صدی کے سچے اور پکے مسلمان بنے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان کے واسطے مخصوص ہوگئیں۔ یہی وہ جماعت ہے جو اسلام کی بڑی حامی اور مسلمانوں کی بڑی ہمدرد مشہور ہے۔ للمؤلف۔

(۱۹) لاہوری جماعت کی حکمت عملی

لاہوری جماعت کو فی الواقع دورنگی پسند ہے قادیانیوں میں بھی شامل رہیں اور مسلمانوں میں بھی شمار ہوں۔ اس واسطے مرزا صاحب کی مسیحیت کا اقرار کافی سمجھا گیا۔ اور نبوت کا انکار ضروری معلوم ہوا تاکہ اس سمجھوتہ سے مسلمان بھی راضی رہیں اور مرزا صاحب کی تبلیغ بھی جاری رہے اسی میں ان کو کامیابی نظر آتی ہے چنانچہ اُن کو قلق ہے کہ:۔

"کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو اصلی شان میں پیش کیا جاتا جیسا کہ میاں (محمود احمد) صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ گوشہ میں داخل ہو چکی ہوتی

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۲۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

چنانچہ چندہ کی اپیلوں میں وہ اکثر مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بالحاظ فرقہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسی بنا پر مسلمانوں سے کافی مالی امداد پاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اپنی جماعت کا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور اپنی جماعت کی طرف نہ صرف یورپ میں غیر مسلموں کو بلکہ اسلامی ممالک میں خود مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کامیابی پر خوشی مناتے ہیں۔ پھر بھی تفصیل صیغۂ راز میں رہتی ہے چنانچہ ایک تازہ کامیابی ملاحظہ ہو۔

"کسی گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام یہ مسرت انگیز و ایمان افروز خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ ہندوستان سے باہر ایک مقام پر دو سو پچیس اصحاب شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔ الحمد للہ سکار سازِ حقیقی کی سرچشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں کہ ایک طرف دشمنانِ سلسلہ کا برپا کیا ہوا افسوسناک طوفانِ مخالفت ہمیں تباہ و برباد

چودھری ظہور احمد صاحب کی ایک زمین احمدیہ بلڈنگس میں تھی۔ انجمن کا فیصلہ تھا کہ مسلم ہائی اسکول احمدیہ بستی میں بنے مولوی صاحب نے اپنے اختیارات برت کر اس کو کالعدم کیا اور اپنے ہم زلف کی زمین کو بہت ہی گراں قیمت پر انجمن کے ہاتھوں بکوا کر اسے بیوپاریوں کے قرض کے شکنجے سے بچالیا۔ اب اسکول کس مپرسی کی حالت میں ایک گندی جگہ پر واقع ہے جس کے بالمقابل گائے اور بھینسوں کے اصطبل ہیں اور تنور بھی موجود ہیں۔

لاکھوں روپیہ سے قوم کے بچوں کے لئے مسلم ہائی اسکول تیار ہوتا ہے لیکن مولوی صاحب کے دل میں قومی ایثار اس قدر جوش زن ہے کہ ان کا اپنا لڑکا ایک عیسائی انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے۔ کیا مولوی صاحب ان تمام باتوں سے انکار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۲۱) مدرسہ اور مسجد (ج)

اب میں مولوی صدر الدین صاحب کا جو مولوی محمد علی صاحب کے دست راست ہیں حال بیان کرتا ہوں انھوں نے مسلم ہائی اسکول کھلوایا جو کہ چند سال کے بعد چودھری ظہور احمد صاحب کی زمین پر بنایا گیا۔ اس میں مولوی صدر الدین صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو دکان کھلوا دی جس میں ان کا حصہ تھا۔ پھر پور لڑکوں کے روپیہ سے گندم ارزاں خرید کر گراں نرخ پر اسکول کو فروخت کی۔

برلن مسجد پر قوم کا روپیہ تو لگا لیکن مولوی صدر الدین صاحب نے اس کو اپنی ذاتی ملکیت ٹھہرایا ہوا ہے۔ کیا زمین کی رجسٹری آج تک ان کے ذاتی نام میں نہیں۔ انھوں نے انجمن کے مطالبوں کے باوجود اس رجسٹری کو انجمن کے نام منتقل کیوں نہیں کیا؟ مولوی صدر الدین صاحب قوم کے روپیہ پر بطور ملازم انجمن جرمنی گئے انھوں نے قوم کے روپیہ سے وہاں ذاتی تجارت شروع کی۔ اور کیوں قومی روپیہ سے مال خرید کر اپنے عزیزوں کو سیالکوٹ بھیجا۔ اور نصف نفع رکھ کر رقم واپس کی علاوہ ازیں قوم کے روپیہ سے ذاتی نفع کے لئے کیوں علیحدہ حائل شریف

نشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ادارے شاید بیکار و معطل ہیں۔ اور اسلام کا بیڑا لاہوری جماعت کے ہاتھ ہے۔ افتخار کے پردے میں افتراق کے جذبات اور اسلام کے پردے میں اپنے فرقہ کی تبلیغ و اشاعت۔ کچھ دار دلیلوں پر یہ راز بخوبی منکشف ہوگیا ہے اور ہو رہا ہے چنانچہ خود لاہوری جماعت کو بھی تشویش ہے کہ:۔

"ہمارے بعض دوستوں کے دل میں بھی یہ وہم پیدا ہوگیا ہے کہ علیحدہ جماعت کا قیام کوئی فرقہ بندی کا خیال ہے اور اس وہم کے زیر اثر وہ جماعت سے تقریباً علیحدہ ہوچکے ہیں یا ہو رہے ہیں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ پیغام صلح مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۰) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (ج)

عنقریب انشاء اللہ ایک نہایت زبردست مضمون احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک معزز ممبر کا شائع کیا جائے گا جس میں اس انجمن کے بہت سے راز ہائے سربستہ کا انکشاف کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس انجمن پر قابض ہیں کیا کیا چالیں چل رہے ہیں اور کس طرح قوم کا روپیہ صرف کر رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۱۹ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۸ء)

انجمن (اشاعت اسلام لاہور) اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ خود انجمن ہیں۔ امیر قوم۔ پریسیڈنٹ اور انچارج تصنیفات وہ خود ہیں۔ انجمن کا امین اُن کا بھتیجا ہے۔ مینجر بکڈپو اُن کا بھانجا ہے۔ مہمان خانہ انجمن کا مہتمم بھی اُن کا رشتہ دار ہے۔ ایک وقت میں سکریٹری اُن کا بڑا بھائی تھا۔ پھر اُن کا ہم زلف چودھری ظہور احمد صاحب بہت مدت تک رہا جس کے عہد حکومت میں بہت گڑبڑ مچی۔ شعبہ اخبارات کے انچارج ان کے ایک دوسرے ہم زلف یعنی محمد یعقوب خاں صاحب ہیں گویا قریباً سب کے سب عہدہ دار اُن کے رشتہ دار ہیں جو کہ بڑی بڑی رقوم تنخواہ میں وصول کرتے ہیں چنانچہ چودھری ظہور احمد صاحب کا گریڈ اڑھائی صد روپیہ کا تھا۔ محمد یعقوب خاں صاحب ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ مولوی (محمد علی) صاحب کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔

اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی فکر میں تھے...... بعض لوگ اُن کی اُن خیالی کامیابیوں کو دیکھکر یقین کرنے لگے تھے کہ یہ الٰہی تائید بتا رہی ہے کہ خواجہ صاحب حق پر ہیں۔ حالانکہ یہ تائید الٰہی تھی بلکہ خواجہ صاحب کی اخلاقی موت تھی۔ اور جب تک سلسلۂ احمدیہ باقی رہے گا........ خواجہ صاحب کی یہ خلاف بیانی اور چالاکی بھی دنیا کو یاد رہے گی۔ اور وہ اُسے دیکھ دیکھکر انگشت بدنداں ہوتے رہیں گے۔

(آئینہ صداقت ص۱۵۹ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو یعنی مرزا غلام احمد صاحب کے پیروؤں نے جب سے انگلستان میں اپنا پروپگنڈا شروع کیا۔ اُس کے دس برس قبل ذاتی غور و فکر کے بعد خود ہی مسلمان ہوا گویا میں ان کی تحریک کی وجہ سے اسلام نہیں لایا۔ بلکہ مغرب میں اُن کے مشن کے قیام کئے بہت پہلے سے میں نے تبلیغ اسلام شروع کر دی تھی۔ متعدد انگریز مردوں اور عورتوں کو حلقہ بگوش دینِ اسلام بنا چکا تھا۔ ہندوستان کے اخبارات میں مجھے یہ لکھا گیا ہے کہ میں احمدیوں کا بنایا ہوا مسلمان ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

(ڈاکٹر خالد شیلڈریک کے ایک اعلان کا ترجمہ مطبوعہ اخبار النجم لکھنؤ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء)

اسکاٹ لینڈ کے مشہور نومسلم سر عمر ہیوبرٹ اسٹوارٹ رنکین کے متعلق بعض احمدی اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ان کا احمدی جماعت سے تعلق ہے اور اپنے ایک پمفلٹ میں لاہوری جماعت نے سر عمر کی تصویر بھی شائع کی تھی۔...... چنانچہ آپ نے اس خبر کی تردید میں ڈاکٹر خالد شیلڈریک کو ایک خط ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرانے کو بھیجا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

میرے عزیز اسلامی بھائی!

امید کہ آپ اپنے اخبار میں مجھے اس غلط بیانی کی تردید کرنے کا موقع دیں گے جو میرے متعلق احمدی اخبارات نے تمام ہندوستان میں پھیلائی ہے مجھے حال ہی میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے بعض اخبارات نے میرے بارے میں یہ شائع کیا ہے کہ میں احمدی ہوں اور اس سلسلہ میں میرے فوٹو بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے کسی احمدی

چھپوائی۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۲۲) تبلیغ کی قلعی

جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے دوکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈلے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کر کے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں۔ اور مجھے قبول اسلام سے صرف پندرہ دن پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال مصر میں مسلمان ہوئے۔ اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے سر آرچیبالڈ ہملٹن نے غالباً ایک خانگی ضرورت سے مجبور ہو کر اسلام کا اعلان کیا۔ اگر ایک ایک کے حالات دریافت کرو اور ان سے پوچھو کہ تم نے کس طرح اسلام قبول کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ اثرات کچھ اور ہی تھے۔ دوکنگ مسجد کا قبول اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(فضل کریم خاں صاحب درّانی۔ بی اے۔ لاہوری مشنری کا مضمون بعنوان مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

انہیں ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب کو ایک پرانے مسلمان لارڈ ہیڈلے مل گئے وہ قریباً چالیس سال سے مسلمان تھے مگر بوجہ مسلمانوں کی مجلس نہ ملنے کے اظہار اسلام کے طریق سے ناواقف تھے خواجہ صاحب کے ملنے پر انھوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسلمان ہیں خواجہ صاحب نے فوراً تمام دنیا میں شور مچا دیا کہ ان کی کوششوں سے ایک لارڈ مسلمان ہو گیا۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ خواجہ صاحب ایک بُت بن گئے اور چاروں طرف سے ان کی صداقت کا اعتراف ہونے لگا مگر وہ لوگ جن کو معلوم تھا کہ لارڈ ہیڈلے چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ اس خبر پر نہایت حیران تھے کہ خواجہ صاحب صداقت کو اس حد تک کیوں چھوڑ بیٹھے ہیں۔ مگر خواجہ صاحب کے مدنظر صرف اپنے مشن کی کامیابی تھی۔ جائز ناجائز ذرائع سے وہ

نو سال کا درمیانی عرصہ کچھ انگلستان کچھ غرب الہند کے ایک جزیرہ ٹرینیڈاڈ اور کچھ ممالک متحدہ امریکہ میں گذرا اور آخری پونے چار سال جرمنی میں بسر ہوئے۔ سفر کی غرض تبلیغ اسلام تھی اور دو سالوں کے سوا باقی ساری مدت اسی کام میں صرف ہوئی میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آیا اس مضمون میں وہی کچھ بیان کروں گا۔

ووکنگ مشن کو ۱۹۲۰ء میں پہلے پہل میں نے دیکھا۔ اسی زمانہ میں اس کا انحطاط شروع ہوا اور انحطاط کی ابتدائی منزلیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ خواجہ صاحب علالت کے باعث ہندوستان میں بیٹھے تھے۔ مولوی صدر الدین صاحب اُن کی جگہ کام کرنے کو گئے لیکن دس مہینہ کے بعد واپس آ گئے ان کی جگہ مولوی مصطفیٰ خاں امام مسجد ووکنگ مقرر ہوئے۔ مصطفیٰ خاں نے مشن کو ایسے عمیق گڑھے میں پھینکا جس سے وہ آج تک نکل نہیں سکا حقیقت یہ ہے کہ اس کو نکالنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔

مولوی مصطفیٰ خاں کا طریق کار میں نے بہت اچھی طرح دیکھا کیوں کہ میں خود بھی مسجد ہی میں رہتا تھا۔ مصطفیٰ خاں تبلیغ کے کام کے لئے نہایت غیر موزوں اور احساس فرض سے قطعاً بیگانہ شخص تھے۔ انگریزی آداب سے ناواقف تھے۔ اور سیکھنے کے لئے کبھی کوشش بھی نہ کی انگریزی میں گفتگو کرتے تھے تو ایسا نظر آتا تھا کہ دماغ میں پہلے اردو فقرہ بناتے ہیں پھر اُسی کا ترجمہ کرتے ہیں۔ پھر اس ترجمہ کو ایسی بلند آواز کے ساتھ ادا کرتے تھے جیسے اسکول کا طالبعلم استاد کے کہنے پر ترجمہ کا فقرہ پڑھا کرتا ہے۔ لیاقت کا تو یہ حال تھا۔ لیکن اپنے آپ پر گھمنڈ اتنا تھا کہ لیکچر یا خطبہ کے لئے کبھی تیاری نہیں کرتے تھے نتیجہ نہایت نامعقول بکواس ہوتی تھی جس پر نوجوان بعد میں قہقہے لگایا کرتے تھے۔

مولوی مصطفیٰ خاں صاحب بہت اولوالعزم انسان واقع ہوئے ہیں صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر آپ روزانہ ڈاک کی طرف متوجہ ہوتے تھے اس سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور چار بجے تک پھر سوئے کبھی کبھی ٹینس کھیلنے کو جی چاہتا تو آرام کرسی پر لیٹ جاتے۔ ریکٹ ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کہ گیند آہستہ آہستہ میری طرف پھینکو اگر گیند اتفاقاً زور سے آتا اور دور نکل جاتا تو بیحد رنجیدہ ہوتے اور کھیلنا بند کر دیتے جب

اخبار کو اپنا فوٹو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس خبر کی کہ میں احمدی ہوں پر زور تردید کرتا ہوں۔ میں ہرگز احمدی نہیں ہوں۔ بلکہ میرا تعلق ایسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن سے ہے جس کا میں سینیر وائس پریسیڈنٹ بھی ہوں

آپ کا اسلامی بھائی۔ عمر۔ ایچ اسٹوراٹ رنکین

(اخبار مدینہ بجنور ۲۱۔ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۲۳) ووکنگ مشن کی حقیقت

مجھے معلوم نہیں یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہوری احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسجد سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سر سالار جنگ (حیدر آباد) کی یادگار ہے اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹنر کے اہتمام میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لائٹنر ایک جرمن عالم تھے جن کو اسلام سے بہت انس تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے۔ ہندوستان میں سررشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے اُن کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان بھی قائم کردیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے ایک اورنٹیل انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اُس کے ساتھ ہندوؤں کے لئے ایک مندر بنوا دیا گیا ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کردیا لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا۔ اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال الدین صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔

(فضل کریم خاں صاحب درانی بی اے لاہوری مشنری کا مضمون "مغرب میں تبلیغ اسلام" مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

(۲۴) روزمرّہ زندگی

۱۹۲۰ء کے آغاز میں میں یورپ گیا اور ۱۹۲۳ء کے اواخر میں ہندوستان واپس آیا تقریباً

اگر نماز جمعہ کے لئے بروقت پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو کھانا رہ جاتا ہے۔ اگر کھانے کے لئے ٹھہرتے ہیں تو نماز کو دیر ہوجاتی ہے ابتدا میں یہ دستور تھا کہ امام ہلکا سا کھانا کھا کر نماز جمعہ کے لئے لندن چلا آیا اور نماز سے فارغ ہوکر کسی ہوٹل میں کھانا کھا لیا۔ یا دہیں مکان میں منگوا لیا لیکن مصطفےٰ خاں کو اپنے اچھے باورچی کے پکائے ہوئے کھانے چھوڑنا بہت دشوار تھا۔ اس لئے آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ نماز رہتی ہے تو رہ جائے لیکن کھانا نہ رہے۔ چنانچہ آپ نماز جمعہ کے لئے تین بجے آنے لگے لوگ ایک بجے سے انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ تین بجے پہنچتے تھے۔ پانچ چھ منٹ کا خطبہ دیا۔ جلد جلد نماز ادا کی اور چل دیئے بعض اوقات فرما دیتے تھے۔ آج میری فلاں دوست مسز...... نے دعوت کی ہے اس لئے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا۔ اور خطبہ مختصر کردوں گا۔ غرض مسز...... کی ضیافت پر تبلیغ اسلام کے مقاصد اکثر قربان ہوجاتے تھے۔ انگریز جیسی زرشناس قوم پر ان باتوں کا جو اثر ہوگا۔ قارئین اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ نومسلم ایک ایک کرکے جماعت سے علحدہ ہوگئے مصطفےٰ خاں نے قطعاً پروا نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ مصطفےٰ خاں نے ووکنگ مشن کو بنیادوں سے ایسا ہلا یا کہ پھر وہ اپنی پہلی حالت پر نہیں آسکا قوم کا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا اور اس کے صلہ میں قوم کا کام تباہ کردیا۔

میرے متعلق یہ حکم تھا کہ خواجہ صاحب کی واپسی تک میں ووکنگ میں ٹھہروں لیکن ووکنگ میں کوئی کام کرنے کو نہیں تھا قطعاً بیکاری تھی۔ صبح سے شام تک کھانے پینے اور کھیلنے اور کودنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ اخراجات کی فراوانی اور اس کے عوض قطعاً بیکاری یہ حالت دیکھکر مجھے تو اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔ چنانچہ میں نے انجمن کو لکھا کہ یہاں کرنے کو کوئی کام نہیں۔ بہتر ہے مجھے اجازت دی جائے میں ٹرینیڈاڈ چلا جاؤں۔ ادھر سے جواب بذریعہ تار آگیا۔ اور میں ٹرینیڈاڈ روانہ ہوگیا۔

دو سال کے بعد یعنی ۱۹۲۲ء میں پھر مجھے لندن آنا پڑا۔ اور ووکنگ مشن کے حالات بچشم خود دیکھے۔ اس وقت خواجہ صاحب برسرکار تھے ماتحت عملہ بہت بڑا تھا متعدد مبلغ بڑی بڑی تنخواہوں پر مقرر تھے۔ لیکن سب کے سب بیکار رہتے تھے۔ کام کرنے کو کچھ نہیں تھا جو کچھ کام تھا وہ ایک دو آدمی بوجہ احسن انجام دے سکتے تھے بظاہر اتنا بڑا عملہ محض نمائش کیلئے

ولایت تشریف لے گئے ہیں تو بہت دُبلے پتلے تھے۔ واپس آئے تو اتنے موٹے ہو کر آئے کہ جھکنا مشکل تھا۔ قیام کے آخری دنوں میں بُوٹ کے تسمے باندھنے کے لئے ایک نوکر رکھنا پڑا تھا مصطفیٰ خاں صاحب کو اچھے اچھے کھانے : کھانے کا بہت شوق تھا۔ اور اُن کی بدولت ہم نے بھی کباب اور مُرغ پلاؤ خوب ہی اُڑائے ہمارے لئے ہر روز عید تھی حقیقت یہ ہے کہ ووکنگ مشن میں سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کُودنے کے کام ہی کچھ نہ تھا۔ بڑے اہم افکار رہتے حسابات کے۔ دو پونڈ تفریح پر خرچ کرآئے ہیں۔ ان کو کس میں ڈالیں۔ چلو ڈال دو ڈاک خرچ میں بارہ پونڈ کا سوٹ بنوایا ہے۔ اس کو کس مد میں ڈالیں۔ چلو ڈال دو۔ خاطر تواضع میں۔ یہ مباحث روز مرہ کے معمول تھے

ٹرینیڈاڈ کا ایک مسلمان سوداگر سیر کے لئے انگلستان گیا اور ووکنگ مسجد میں قیام کیا کوئی دو ہفتہ وہاں ٹھہرے ہوں گے۔ واپسی پر میں نے اُن سے حالات پوچھے کہنے لگے ووکنگ مشن بعید دولتمند معلوم ہوتا ہے کھانا بعید ضائع ہوتا ہے جو کھانا میرے کنبے کے لئے (بہت دولتمند تاجر تھے اور کنبہ بڑا تھا) دو وقت کے لئے کافی ہو۔ وہ ایک وقت زائد بچتا ہے۔ اور پھینک دیا جاتا ہے مصطفیٰ خان ہفتہ میں صرف ایک دفعہ پندرہ منٹ کے لئے منہ کھولتا ہے (یہ ان کے الفاظ ہیں۔ مراد تھی کہ تقریر کرتا ہے) اور ایسا اناپ شناپ بکتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ سوداگر اور ان کا بھانجہ دونوں اکٹھے گئے تھے تبلیغ اسلام کا بہت جوش رکھتے تھے۔ واپس آئے تو بہت بد دل ہوئے اور بھانجہ تو سرے سے تبلیغی مشنوں کا ہی مخالف ہوگیا۔ یہ تھا مصطفیٰ خاں کی مثال کا نتیجہ۔

مسجد کے علاوہ لندن شہر میں بھی ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا جو عموماً خالی رہتا تھا اور صرف اتوار اور جمعہ کے دن کام میں آتا تھا۔ نماز جمعہ یہیں ہوتی تھی۔ نماز جمعہ کا وقت عموماً ایک بجے ہوتا ہے۔ بہت دیر ہوئی تو دو بج گئے۔ یورپ میں لوگ بعید مصروف رہتے ہیں شہر بہت بڑا ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے پہنچنا بڑی قربانی چاہتا ہے چند انگریز نومسلم پھر بھی پہنچ ہی جاتے تھے اور اپنے ساتھ ایک آدھ دوست کو بھی لے آتے تھے تاکہ اُس کو تعلیمات اسلام سننے کا موقع ملے لیکن مصطفیٰ خاں صاحب کو سب سے زیادہ اپنے پیٹ کی فکر ہوتی تھی۔ ووکنگ میں اچھا باورچی تھا

آ گیا ہے۔ اصل خط انگریزی میں لکھا ہے متعلقہ حصہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے تازہ ترین مشاہدہ ملاحظہ ہو:-

ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ جمعہ کو میں ووکنگ گیا تھا۔ جہاں مسجد واقع ہے لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ امام صاحب کے رہنے کا جو مکان ہے وہ تو خاصا وسیع ہے۔ اس میں باغیچہ بھی لگا ہوا ہے لیکن خود مسجد میں بمشکل پچاس نمازیوں کی گنجائش نظر آتی ہے شاہراہ سے جو چھوٹی سڑک مسجد کو گئی ہے اس کی حالت بھی خراب ہے شکستہ گرد آلود۔ بے داشت۔ کیسے افسوس کی بات ہے اُس سے نہ صرف ہندوستانی بلکہ تمام مسلمانوں کے نام کو بٹہ لگتا ہے اس سے بڑھکر یہ شاق گذرا کہ مسجد خالی سون سان پڑی تھی نہ امام نہ مؤذن۔ نہ کوئی مصلی۔ حالانکہ نماز کا وقت آ چکا تھا اور احتیاطاً میں ذرا پہلے پہنچ گیا تھا کہ کہیں نماز ہاتھ سے نہ جائے۔ جب مسجد میں کوئی نظر نہیں آیا تو میں امام صاحب کے مکان پر پہنچا جو بالکل قریب واقع ہے۔ وہاں لوگ تو ضرور موجود تھے کیونکہ اس وقت رڈیو پر گانا چل رہا تھا لیکن دروازہ پر کچھ انتظار کیا تو اندر سے ایک نوعمر طالب علم آیا اور تعجب یہ کہ پان چبا رہا تھا میں نے کہا السلام علیکم لیکن وہ حیران ہو کر منہ تکنے لگا۔ اسلامی اخلاق کے مطابق اتنا بھی نہ کہا کہ آئیے تشریف لائیے بلکہ وہیں کھڑے کھڑے جواب دے کر مجھے رخصت کر دیا۔ اور دروازہ بند کرکے چلا گیا۔ اس نے کہا کہ امام صاحب لندن گئے ہیں وہیں نماز پڑھاتے ہیں۔ یہ مسجد لندن سے دُور بہت ہے لوگوں کو آنے میں دقت ہوتی ہے میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ صورت ہے تو پھر یہاں مسجد بنانے سے کیا فائدہ۔ دوسری غیر اسلامی بات جو نظر آئی وہ یہ کہ مسجد میں کرسیاں جمی ہوئی تھیں۔ اور ایک کتاب پڑی تھی کہ جو کوئی آئے اس میں اپنا نام لکھ جائے مسجد میں کرسیاں خیال تو کیجئے۔ اگر یہ صورت ترکی میں کسی مسجد میں نظر آتی تو تمام دُنیا کے مسلمان کیا کچھ نہ کہتے پھر یہ دیکھ کر بھی تعجب ہوا کہ وضو کے واسطے پانی کا کوئی انتظام نہیں حتیٰ کہ مسجد کے صحن میں جو مختصر حوض ہے وہ بھی خشک پڑا تھا۔ بلکہ اس کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں بہت کم پانی رہتا ہے۔

جمعہ کا دن اور نماز ندارد۔ مسجد دیکھو تو گرد آلودہ۔ ویران۔ اس سے بڑھکر مسلمانوں کی

کی غرض سے تھا۔ تاکہ چندے دینے والوں کو جو ہزاروں کوس کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے فوٹو دیکھکر نظر آجائے کہ کام کس قدر زیادہ ہے مشن کس قدر مصروف کار رہتا ہے اور اس کے اخراجات کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ پرانی محفل جو ایک دفعہ بکھر چکی تھی دوبارہ مجتمع نہ ہو سکی اور میرا خیال ہے کہ اس کو دوبارہ جمع کرنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔

اس کے چھ سال بعد یعنی ۱۹۲۵ء میں میں پھر لندن گیا۔ لندن مسلم ہوس کے قریب ہی میں نے اقامت اختیار کی تھی۔ اس لئے میں ایک اتوار کے دن وہاں بھی جا نکلا۔ تاکہ دیکھوں کہ اب مشن کی کیا حالت ہے ووکنگ مشن ۱۹۲۵ء سے مسٹر عبدالمجید کے چارج میں ہے اور وہ اب بھی مسجد کے امام ہیں میں پہونچا تو مسٹر عبدالمجید کا لیکچر جاری تھا۔ پہلا تو ان کی صورت دیکھکر تعجب ہوا۔ اچھے کوئی تین چار برس پہلے میں لڑکپن میں بہت حسین معلوم ہوتے تھے اور ماشاءاللہ بدن بہت اچھا تھا اب جو دیکھا تو ایک معمر بزرگ نظر آئے ایسے نحیف کہ نقاہت کے باعث جھکے جاتے تھے میں ان تھا کہ انگلستان کی آب وہوا میں جہاں سوکھے بھی ہرے ہوجاتے ہیں ان کو کیا ہی۔ آپ مجرد ہیں؛ اس وقت اُن کی عمر چالیس برس کے قریب پہنچ رہی ہوگی۔ لیکن شادی ابھی تک نہیں کی۔

میں بھی ان کا لیکچر سننے بیٹھ گیا۔ حاضرین کا شمار کیا۔ حضرت واعظ اور میرے سمیت سولہ آدمی تھے۔ دو انگریز مرد اور دو انگریز عورتیں تھیں۔ باقی سب ہمارے ہندوستانی یا ہندوستان سے گئے ہوئے جنوبی افریقہ کے رہنے والے تھے۔ انگریز نہایت ارذیل طبقہ کے تھے۔ ان میں سے ایک ان کا نوکر تھا۔ عورتیں کمترین طبقہ کی معلوم ہوتی تھیں۔ بہت بوڑھی تھیں اور لیکچر کے دوران میں بڑے آرام سے سو رہی تھیں۔ چوتھا انگریز اپنے ایک ہندوستانی دوست کے ساتھ چار بینی میں مصروف تھا۔ امام صاحب سہج سہج بولنے والے آدمی ہیں۔ ایک ایک منٹ بعد ایک ایک لفظ اُن کے منھ سے نکلتا تھا۔ اور آواز ایسی تھی گویا کسی عمیق لحد سے آرہی ہے۔

فضل کریم خاں صاحب درانی۔ بی اے۔ کا مضمون مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

عجب اتفاق کہ حال میں لندن سے ایک خط مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء وصول ہوا۔ ایک تعلیم یافتہ معزز ترک نے یہ خط بھیجا ہے۔ اس میں منجملہ دیگر حالات کے ووکنگ کی مسجد کا بھی ذکر

ان حرام خوریوں کا ذکر کیا ہوگا۔ جو ولایت میں دانستہ اور نادانستہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ میرے ایک بہت معزز غیر احمدی دوست نے بیان کیا کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا جو وہیں ایک بھاری بھر کم لاہور کے رہنے والے لیکچرار اور پریچر بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہوگئے۔ کھانے کے دوران میں انھوں نے ہوٹل والے سے فرمایا کہ کل والی چیز لاؤ وہ بہت مزیدار تھی۔ اس پر اس نے ایک قسم کا گوشت لا کر ان کے سامنے رکھ دیا جسے انھوں نے خوب لطف سے کھایا جب وہ تناول فرما کر تشریف لے گئے۔ تو میں نے بعد شوق ہوٹل والے سے پوچھا کہ وہ کیسا گوشت تھا جو سٹرپال نے تم سے منگا کر کھایا تھا ہوٹل والے بچارے نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ فائی نسٹ بیکن (یعنی نہایت نفیس سور کا گوشت)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۲۴ء)

(۲۷) قایم مقام (ج)

گوشتہ ایام میں چند ایک ان لوگوں نے جو اپنی بدقسمتی سے سلسلہ احمدیہ اور مرکز سلسلہ سے اپنا تعلق قطع کر کے لاہور میں اڈا جمائے بیٹھے اور غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے نام سے مشہور ہیں بحضور جناب وائسرائے ہند بالقابہ وصاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ ایڈریس پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیا تھا جو بالکل غلط اور محض دھوکہ تھا اس کے خلاف صدر انجمن احمدیہ کی ان شاخوں نے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں ریزولیوشن پاس کر کے حضور وائسرائے ہند بالقابہ کی خدمت میں بھیجے اور اردو انگریزی اخبارات میں بھی شائع کرائے تاکہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) نے جو جماعت احمدیہ کا قائم مقام ہونیکا دعوی کیا ہے اس کی پوزیشن تردید کی جائے۔ اس پر غیر مبایعین نے اپنی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا راز افشا ہوتا دیکھکر ۲۳ دسمبر ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح میں لکھ دیا

ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری انجمن ہمودی خیالات کی ترجمان ہے۔

اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۶

مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۸ء)

کیا بدنمائی ہوگی۔ کتاب کھول کر دیکھی تو کثرت سے یورپین لوگوں کے دستخط تھے جو سیر و سیاحت کی غرض سے پھرتے رہتے ہیں۔ جب یہ حال ہو کر جمعہ کو بھی کوئی وہاں نہ آئے تو پھر کیا حاصل اور وہاں اسلام کی کیا تبلیغ ہوسکتی ہے۔

(ترجمہ انگریزی خط جو لندن سے وصول ہوا)

اوپر جو کچھ حالات بطور نمونہ درج ہوئے وہ ووکنگ مشن کی روزمرہ زندگی کا نقشہ ہیں۔ ورنہ خاص خاص تقاریب کے موقع پر جب کہ نامی گرامی مسلمان تشریف لاتے ہیں ایسا شاندار انتظام ہوتا ہے کہ صرف جلسوں کے فوٹو دیکھکر اور اخبارات میں رپوٹ پڑھ کر مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ کہ کیا کام ہو رہا ہے۔ کیا نام ہو رہا ہے۔ چندہ کی جو اپیلیں شائع ہوتی ہیں ان میں بھی بہت دلفریب سبز باغ نظر آتے ہیں۔ لیکن با آخر اصلی حالات بھی کھل جاتے ہیں۔ گرچہ متعلقین بہت جھنجھلاتے ہیں۔ مخبروں کو جھٹلاتے ہیں (مؤلف)

(۲۵) دو اتوار (ت)

دو دفعہ دو اتوار میں ووکنگ مولوی صدر الدین (صاحب قادیانی لاہوری) کے زمانہ میں جا چکا ہوں کوئی سنجیدہ مرد یا عورت میں نے نہیں دیکھے ہاں بیس پچیس لڑکیوں کا مجمع چار پر ضرور موجود تھا۔ جن میں سے دو ایک مولوی صاحب کی بغل میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سوئی سے مولوی صاحب کی پگڑی کو اچھال رہی تھی۔ دوسری مولوی صاحب کی آنکھوں کو بند کر رہی تھی اور باقی ہندوستانی لڑکوں کے ساتھ چھیڑ رہی تھیں۔ ان کو اگر نومسلموں میں شمار کیا جاتا ہے تو میں کہوں گا۔ اس کامیابی سے بہتر تو ناکامی ہے۔ مجھے ووکنگ کی ایسی خرابیوں کا تفصیلاً علم ہے جن کو ایک شریف انسان تحریر میں نہیں لاسکتا۔

(مکتوب عبد الرحیم خان صاحب خلف نواب محمد علی خاں صاحب قادیانی رئیس مالیر کوٹلہ

مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۳۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۲۴ء)

(۲۶) حرام خوریاں (ج)

مولانا! (محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور) آپ سے تو آپ کے احباب نے ضرور

(۲۹) کمینگی (ج)

درصل مولوی محمد علی صاحب کی اس قدر خفگی اور برہمی کی وجہ ان ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ الفضل نے "میری بیوی پر جاسوسی کا اتہام باندھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام کوئی کم ناپاک الزام نہیں ...... اور پھر نہ خود میاں (محمود احمد) صاحب کو میرے لئے اتنی محبت پیدا ہوئی کہ اس کمینہ تحریر پر دو حرف ہی اُسے کہتے، نہ جماعت میں سے کوئی شخص بولا"۔

(اخبار پیغام صلح ۳، مارچ ۱۹۳۱ء)

مولوی محمد علی صاحب یقیناً اس امر سے انکار نہیں کرسکتے کہ اگر پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام لگانا ناپاک فعل ہے جو کمینگی کی حد میں آتا ہے تو پردہ نشین خواتین کی عصمت و عفت پر حرف دھرنا یقیناً بدترین قسم کی کمینگی ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ لوگ جن کے امیر ہونے کا مولوی صاحب کو دعویٰ ہے ان پست فطرت اور بدباطن لوگوں کی جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی مقدس و مطہر خواتین پر طرح طرح کے ناپاک کمینہ بہتان باندھے اور ناپاک حملے کئے نہ صرف بالواسطہ بلکہ براہ راست امداد کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ خود مولوی (محمد علی) صاحب ان کو صلاح و مشورے دیتے رہے۔

اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۰۹ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء

(۳۰) ناگفتنی (ج)

اے ظالمو (لاہوری فریق) تمہارے دل کیوں اس قدر سیاہ اور کیوں اتنے تاریک ہوگئے کہ تم معمولی باتوں میں بھی امتیاز نہیں کرسکتے۔ اے محسن کشو تم کیوں اتنے پتھر دل اور سرد مہر ہوگئے ہو کہ جس انسان کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کرتے ہو جس سے روحانی زندگی پانے کا دعویٰ رکھتے ہو اس کے دل سے نکلی ہوئی اور قبول شدہ دعاؤں سے پیدا ہونے والے وجود (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے متعلق ناگفتنی الفاظ استعمال

(۲۸) گورنمنٹ کی جاسوسی (ج)

پچھلے دنوں غیر مبائعین (لاہوری جماعت) آرگن پیغام صلح میں ان کے چھوٹے بڑوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف یہ طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا کہ جماعت قادیان گورنمنٹ کی جاسوس ہے اور کار خاص پر لگی ہوئی ہے اس بے بنیاد اتہام کے متعلق ہماری طرف سے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں چیلنج دیا گیا اور بار بار ثبوت طلب کیا گیا۔ مگر وہ کوئی بات پیش نہ کر سکے اور پیش کرتے بھی کیا جب کہ سوائے جھوٹ کے ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔

اس افترا پردازی سے دراصل ان کی غرض یہ تھی کہ جن افعال کے وہ خود مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیں اور خود اپنے کار ہائے خاص کے صلہ میں حکومت کے انعام و اکرام سے مستفید ہوتے رہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے چوری اور اس پر سینہ زوری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اور اب کسی کے لئے یہ سمجھنے میں کچھ بھی مشکل باقی نہیں رہی کہ جماعت احمدیہ پر جاسوسی اور گورنمنٹ کے لئے کار خاص کا الزام لگانے والے دراصل خود ان افعال کے مرتکب ہیں اور آج جن (۱۴) مربعہ زمین کو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی انجمن کی جائداد قرار دے رہے ہیں وہ کار ہائے خاص کا ہی صلہ ہے۔

کیا عجیب بات نہیں کہ بقول غیر مبائعین گورنمنٹ کے لئے کار خاص اور جاسوسی کے مرتکب تو جماعت احمدیہ کے افراد ہوں لیکن گورنمنٹ انعام دیتے وقت انہیں قطعاً بھول جائے اور اپنا دوست کرم غیر مبائعین کی طرف دراز کر دے پھر غیر مبائعین بھی اس انعام پر چپ سے نہ سمائیں۔ اگر یہ ان خاص خدمات کا صلہ نہیں۔ جن کا اظہار غیر مبائعین نے آج تک کبھی نہیں کیا اور جن کی وجہ سے وہ حکام سے خاص تعلقات پیدا کر کے اتنا بڑا انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو بتایا جائے وہ اور کونسی خدمات ہیں جن کے معاوضہ میں انہیں اتنے مربعے حاصل ہوئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۷۶ مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء)

فصل اٹھارھویں

دعووں کا داخلی نقشہ

(۱) ابتدا و انتہا

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی باقاعدہ طور پر ۱۸۸۰ء میں شروع ہوئی جب کہ مرزا صاحب نے اپنی سب سے پہلی مشہور تصنیف "براہین احمدیہ" لکھنی شروع کی۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے ستائیس سال کے دوران میں بہت کچھ لکھا جس کا ضروری خلاصہ اس کتاب میں مناسب ترتیب سے پیش کیا گیا۔ لیکن مرزا صاحب کی آخری تصنیف میں بھی براہین احمدیہ حصہ پنجم رہی جو مرزا صاحب کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے مسلسل ۱۸۸۰ء لغایۃ ۱۸۸۴ء شائع ہو گئے اور پانچواں حصہ تیئیس سال بعد ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا پہلے اور چوتھے اور پانچویں حصہ میں مرزا صاحب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان سے مرزا صاحب کے نفسیاتی ارتقاء کا دلچسپ نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ اول کی ابتدا میں التماس ضروری کے تحت مرزا صاحب کی تحریک ملاحظہ ہو:۔

اب میں اس جگہ بخدمت عالی دیگر امراء اور اکابر کے بھی کہ جن کو اب تک اس کتاب سے کچھ اطلاع نہیں۔ اس قدر گزارش کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اگر اشاعت اس کتاب

کرتے ہو۔ قریب ہے کہ اس جفاکاری کے بدلے تم خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ اور جو جھوٹے الزام تم حضرت مسیح موعود کی پاک اولاد پر لگا رہے ہو۔ وہ تم پر اور تمھاری اولاد پر سچ ہو کر لگیں ذرا اپنے گریبانوں میں منھ ڈال کر دیکھو کہ تمھاری اولادوں کی پہلے ہی کیا حالت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۸ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۳۱) سنڈاس کی بُو

خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی جلتی بھڑکتی آگ دنیا کی بدترین قوم۔ اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۳۔ جون ۱۹۳۴ء)

تیئس برس تک التوا رہا یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک حصہ پنجم دنیا میں شایع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں کیوں کہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں ۔ اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں ۔"

"براہین احمدیہ کے چہار حصے جو شایع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آجاتے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے ۔ اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں کیوں کہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مذکور ہے جو اس عاجز پر ہوا وہ اس بات کا محتاج تھا جو اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں ۔ ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے ۔ پس اس لئے خدائے علیم و حکیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیش گوئیاں ظہور میں آگئیں ۔"

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بھید شروع میں کسی پر نہ کھلا اور یہ رمز کسی کی سمجھ میں نہیں آیا ۔ اور اسی دھوکہ میں ابتدا ءً لوگ موئید اور معتقد ہو گئے ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو :-

"اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شایع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے ۔ اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے دعوی مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہیں الہامات سے پڑی ہے

کی غرض سے کچھ مدد فرماویں گے تو ان کی ادنیٰ توجہ سے پھیلنا اور شایع ہونا۔ اس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے۔ بنہایت آسانی سے ظہور میں آجائے گا۔"

"اے بزرگان و برادران اسلام آپ سب صاحب خوب جانتے ہوں گے کہ آج کل اشاعت دلائل حقیقت اسلام کی نہایت ضرورت ہے............ جس قدر ان دنوں لوگوں کے عقائد میں برہمی و درہمی ہو رہی ہے اور خیالات اکثر طبایع کے حالت خرابی اور ابتری میں پڑے ہوئے ہیں کسی پر پوشیدہ نہ ہو گا۔"

"کیا کیا رائیں ہیں جو نکل رہی ہیں۔ کیا کیا ہوائیں ہیں جو چل رہی ہیں۔ کیا کیا بخارات ہیں جو اٹھ رہے ہیں......... اور جو جو فساد طبائع میں واقع ہو رہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال اور وسوسہ اندازوں کے بگڑتے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہو گا............ .... پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے۔"

براہین احمدیہ حصہ اول میں مرزا صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر درج ہوئے گویا مقصد فتنہ کا انسداد تھا۔ یہ کیا معلوم تھا کہ تازہ فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ چنانچہ حصہ چہارم کے ختم تک خیالات نے جو پلٹا کھایا اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

عاقل را اشارہ کافی ست۔

بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں۔ اور سنۃ اللہ اپنے پاک نبیوں سے بھی کہہ رہی ہے کہ اول اول ضعفاء و مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم آخری اشتہار بعنوان "ہم اور ہماری کتاب")

حصہ پنجم میں منشا مکمل گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھاپنے میں

بعد کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں وہ مسیح موعود ہونے کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے نبوت کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے قادیانی صاحبان بالعموم صرف آخری دو دور پر زور دیتے ہیں لیکن فی الجملہ پہلا دور بھی بنظر تکمیل قابل شمار ہے پہلے دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا مرزا صاحب خود یوں اعلان فرماتے ہیں۔

"پھر میں تقریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد ومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسرا دور جس میں مرزا صاحب بجبیرہ جزوی نبی بن جاتے ہیں اس کی تصریح مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں:۔

"غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔ بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا"

(القول الفصل ص۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

بعد کو یہ پتہ چلا کہ ۱۹۰۱ء ہی میں مرزا صاحب کی نبوت کا دور شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ پھر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان تصحیح فرماتے ہیں:۔

اور انہیں میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔

(اربعین نمبر ۲۔ صفحہ ۱۴۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے اپنے ابہام سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے نیک خیال لوگ اسی طرح پیچ میں پھنس گئے اور بعد کو پیچ سے نکل کر تائب ہوئے۔ اکثر دیندار مویدین کو یہی صورت پیش آئی لیکن قدم جم جانے کے بعد مرزا صاحب نے صاف ظاہر فرما دیا کہ:-

"بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا" ص۵

"میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا" ص۵

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض کہ ابتدا میں خود مرزا صاحب کو اندیشہ تھا کہ ان کا دعویٰ چل نہ سکے گا۔ اسی خوف سے کچھ عرصے استتار و ابہام سے کام لیا۔ لیکن بتدریج جب کام چل نکلا تو زبان اور قلم بھی چل نکلے۔ اور چلے تو خوب چلے۔ حد کر دی۔ کتابیں شاہد ہیں۔

(۲) تین دور

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔ پہلا دور وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں۔

تیسرے مقام پر فضائل کا کیا کہنا۔ اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں آتے ہیں اور خاص کر عیسیٰ علیہ السلام جو مدمقابل واقع ہوئے ہیں۔ بے حقیقت قرار پاتے ہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا صاحب اول جزوی فضیلت پاتے ہیں۔ پھر بذات خود قرآنی بشارت اسمہ احمد۔ کے حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور اکثر عظیم الشان قرآنی مبشرات کو خاص اپنے سے منسوب بتاتے ہیں غرض عجب فضیلت جتاتے ہیں۔ بے لگام گھوڑا دوڑاتے ہیں۔ ذیل میں مزید تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

(۳) کتابوں کا مطالعہ (ج)

ان دونوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے .... اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

(کتاب البریہ ص۱۵۰ و ۱۵۵۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

(۴) کتابوں کا ڈھیر (ج)

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور ارد گرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۹۹ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کاہلواں نے کہ میں بڑے مرزا صاحب کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب (مرزا صاحب کے والد) نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ۔ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اس کا منشا ہو تو کسی اچھے عہدے پر نوکر کرا دوں۔ جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے تھے۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچا دیا۔ مرزا صاحب آئے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے ... پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حاصل کلام یہ کہ مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے تین مستقل دور ہیں۔ پہلے دور میں ہمدرد اسلام دین دار مسلمان۔ دوسرے میں مہدی معہود اور مسیح موعود۔ اور تیسرے میں کھلم کھلا نبی اور رسول اللہ۔ تاہم مرزا صاحب کی تحریرات میں دور کی پوری پابندی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں کبھی قلم سے نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں دور سوم میں دور اول کی باتیں نظر آتی ہیں۔ غرض کہ مرزا صاحب کے اقوال میں ترتیب زمانی کا کوئی کامل لزوم نہیں ہے۔ اور ہونا دشوار بھی تھا۔ مختلف مواقع پیش آتے تھے اور بات موقع کے مطابق کہی جاتی تھی تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان وہی ہے جو اس دور کے مناسب ہے اس لئے جیسا کہ قادیانی صاحبان بالخصوص لاہوری جماعت کا دستور ہے۔ دو چار اختلافی حوالے پیش کرنے سے کسی دور کے عام رجحان اور مجموعی لٹریچر کا بطلان نہیں ہوسکتا۔

واضح ہو کہ پہلے دور سے دوسرے دور تک مرزا صاحب کو صرف چار منازل پیش آئے یعنی اول حضرت مسیح سے ایک فطری مناسبت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مرزا صاحب مثیل مسیح بنے پھر مریم بنے۔ پھر ابن مریم بن کر مسیح موعود ہوگئے۔ لیکن تیسرے دور تک پہنچنے میں بہت مراحل طے کرنے پڑے۔ یعنی ولایت۔ مجددیت۔ محدثیت۔ لغوی نبوت۔ اعزازی نبوت۔ اصطلاحی نبوت جزوی نبوت۔ ظلی نبوت۔ بروزی نبوت۔ امتی نبوت۔ بالآخر خالص نبوت کہ اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائے۔ پھر مکمل نبوت کہ اس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کہ انکار رہا تو دور سے ہر مسلمان کافر بن جائے بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان بھی اس کی برکت سے خود بخود کافر ہو جائیں۔ ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی سادہ تصویر ہے۔

اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمائے تو بلا شائبہ ریب اس کو تائید میں خیال کرنا چاہیے جزاکم اللہ نعم الجزاء۔

ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرما دیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی صاحب مرحوم منقول از سیر المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی۔ پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ اور نہ کوئی مضمون بھیجا۔ اس لیئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علیٰ حقانیت کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ رکھا ہے۔

اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد فرائد بھی اس میں درج کر دوں اور اپنے مختصر کلام کو اس سے زیب و زینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرما دیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی صاحب مرحوم منقول از سیر المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

(۷) پہلا سودا (ج)

اخوان دین دار و مومنین غیرت شعار و حامیان دین اسلام و متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے ......

پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہو گئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار نسخہ چھپے تو جو بانوے روپے صرف ہوتے ہیں۔ بس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپیہ سے کم میں چھپ نہیں سکتے۔

اور جواب دیا میں تو نوکر ہو گیا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا۔ ہاں نوکر ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳ مؤلفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) انٹروڈکشن (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اس کی اشاعت کی تجویز ۱۸۷۹ء سے شروع ہوئی۔ اور آخری حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شایع ہوا۔ براہین کی تصنیف سے پہلے حضرت مسیح موعود ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور گوشہ نشینی میں درویشانہ حالت تھی۔ گو براہین سے قبل بعض اخباروں میں مضامین شایع کرنے کا سلسلہ آپ نے شروع فرمایا تھا اور اس قسم کے اشتہارات سے آپ کا نام ایک گونہ پبلک میں بھی آگیا تھا۔ مگر بہت کم۔ ہاں اپنے ملنے والوں میں آپ کی تبلیغ و تعلیم کا دائرہ عالم شباب سے ہی شروع نظر آتا ہے .... پبلک میں آپ نے تصنیف براہین سے صرف کچھ قبل یعنی ۱۸۷۷ء میں آنا شروع کیا۔ اور مضامین شایع کرنے شروع فرمائے۔ اور تبلیغی خطوط کا دائرہ بھی وسیع کیا۔ مگر دراصل مستقل طور پر براہین احمدیہ کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو پبلک کے سامنے کھڑا کیا۔ اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۸۲ مؤلفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۶) علمی امداد (ج)

آپ کا افتخار نامہ محبت آمود عز ورود لایا۔ اگرچہ مجھ کو پہلے سے بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعیہ و اثبات نبوت و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتغال شعلہ حمیت اسلام ہوا۔ اور موجب تقویت و توسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو

اس جگہ یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب تیس پینتیس جزو تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جزو تک بڑھا دی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی۔ مگر اب بوجہ احاطۂ جمیع ضروریات تحقیق و تدقیق اور اتمام حجت کے تین سو جزو تک پہنچ گئی ہے جس کے مصارف پر نظر کر کے یہ واجب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے مگر بباعث پست ہمتی اکثر لوگوں کے۔ یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اب بھی قیمت مقررہ سابقہ جو گویا کچھ بھی نہیں۔ ایک دوامی قیمت قرار پا دے اور لوگوں کو ان کے حوصلہ سے زیادہ تکلیف دے کر پریشان خاطر نہ کیا جاوے لیکن خریداروں کو یہ استحقاق نہیں ہوگا کہ جو بطور حق واجب کے اس قدر اجزا کا مطالبہ کریں بلکہ جو اجزا زائد از حق واجب ان کو پہنچیں گی وہ محض صرفی قسم ہوں گی اور ان کا ثواب ان لوگوں کو پہنچے گا کہ جو خالصاً للہ اس کام کے انجام کے لئے مدد کریں گے اور واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیوری کے باعث حقیقی اور واقعی جوش ہے اور جن کا بے بہا ایمان صرف خرید و فروخت کے تنگ ظرف میں سما نہیں سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاودان خریدنا چاہتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ سوم (ابتدا))

چونکہ کتاب اب تین سو جزو تک بڑھ گئی ہے لہٰذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلا توقف بھیج دیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں۔ تو پھر گویا وہ کام کے انجام سے آپ مانع ہوں گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ جلد سوم ۱۸۸۲ء و تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۲۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

بعد ما وجب گزارش ضروری یہ ہے کہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی، فروتنی، غربت و تذلل

الغرض چونکہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بنیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنچا دیں۔ اور نام اس کتاب کا البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ رکھا گیا ہے خدا اس کو مبارک کرے اور گم راہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنی سیدھی راہ پر چلا دے (آمین)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ اپریل ۱۸۷۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا . . . .

اب ہر ایک مومن کے لیے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیقت قرآن شریف شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کی شبہات کو دفع اور دور کیا جائے گا۔ وہ کتاب کیسی کچھ بندگان خدا کو فائدہ پہنچائے گی۔ اور کیسا فروغ اور رجاء وجلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا . . . . .

اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا۔ اس کتاب کی اعانت طبع کے لیے ہم نے جس قدر لکھا ہے وہ محض مسلمانوں کی ہمدردی سے لکھا گیا ہے۔ کیوں کہ ایسی کتاب کے مصارف جو ہزار ہا روپیہ کا معاملہ ہے اور جس کی قیمت بھی بہ نسبت عام فائدہ مسلمانوں کے نصف سے بھی کم کر دی گئی ہے یعنی ۲۵ ؎ میں سے صرف ۱۰ ؎ رکھے گئے ہیں وہ کیوں کر بغیر اعانت عالی ہمت مسلمانوں کے انجام پذیر ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ دوم ص ب تا د)

اور بعض نے سخت و درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عمل داری کو دوسری عمل داریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی رو سے ترجیح ہو اس کو کیوں کر چھپا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ براہین احمدیہ حصۂ چہارم ۱۸۸۴ء)

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے "انی انا ربک" کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس انداز سے اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کیے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لیے کافی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس جگہ ان نیک دل ایمان داروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لئے آج تک مدد دی۔ خدائے تعالیٰ ان سب پر رحم کرے۔۔۔۔۔۔۔ بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھ لیا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا۔ اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی کم رکھتے ہیں۔ اور سنت اللہ اپنے پاک نبیوں سے یہی رہی ہے کہ اول اول ضعفاء اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصۂ چہارم آخر سرورق)

وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔ اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم دکھادے۔ اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی (۳۷) جزو چھپ کر شایع ہو چکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں مندرج ہے لیکن چوں کہ پوری کتاب کا شایع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے قرار پایا کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط مع اشتہار انگریزی شایع کیا جائے...... بالآخر یہ عاجز حضرت خداوند کریم جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ جس نے اپنے سچے دین کے براہین ہم پر ظاہر کئے اور پھر ان کی اشاعت کے لئے ایک آزاد سلطنت کی حمایت میں جو گورنمنٹ انگلشیہ ہے ہم کو جگہ دی۔ اس گورنمنٹ کا بھی حق شناسی کی رو سے یہ عاجز شکریہ ادا کرتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو من جملہ تین سو (۳۰۰) جزو کے قریب (۳۷) جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد و حاضر ہے......... اسے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش...... بالخصوص قوم انگریز جنھوں نے اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔ اور جس کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا کہ ہم ان کی دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۵ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اسی مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے۔

زبان درازی چھوڑ دو۔ اور اگر خدا کا کچھ خوف ہے اور نجات کی کچھ خواہش ہے تو ایمان لاؤ۔ اب یہ مقدمہ ختم ہوگیا۔ اور جس قدر ہم نے بالائی مطالب لکھنے تھے سب لکھ چکے۔ بعد اس کے اصل مطلب کتاب کا شروع ہوگا۔ اور وہ دلائل حقیت قرآن شریف اور صدق نبوت آنحضرت کی بسط اور تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔

(براہین احمدیہ ص۱۲۸)

(۳) حصۂ سوم ص۱۳۹ تا ص۲۷۵

(۱) پہلی فصل

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتیں ہیں۔

قبل از تحریر براہین فصل ہذا چند ایسے امور کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے جو دلائل آیت کے اکثر مطالب دریافت کرنے اور ان کی کیفیت اور ماہیت سمجھنے کے لئے قواعد کلیہ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ سب تمہیدیں لکھی جاتی ہیں

براہین احمدیہ ص۱۳۹

(۱) تمہید اول ص۱۳۹
(۲) تمہید دوم ص۱۳۹ تا ص۱۴۵
(۳) تمہید سوم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۱۴۵ تا ص۲۷۵
(۴) حصۂ چہارم ص۲۷۹ تا ص۵۶۲
(۴) (۱) تمہید سوم (مسلسل) مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۲۷۹ تا ص۳۰۸
(۲) تمہید چہارم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۳۰۸ تا ص۴۲۸
(۳) تمہید پنجم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۴۲۸ تا ص۴۶۶
(۴) تمہید ششم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۴۶۶ تا ص۴۶۹
(۵) تمہید ہفتم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۴۷۰ تا ص۴۹۸
(۶) تمہید ہشتم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۴۹۹ تا ص۵۱۲

اس خداوند عالم کا کیا کیا شکر ادا کیا جاوے کہ جس نے اول مجھ ناچیز کو محض اپنے فضل وکرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی۔ پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لیے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں، مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضایع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔ میں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے میں ان کا شکر ادا کر سکوں بالخصوص جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض صاحبوں نے اس کار خیر کی تائید میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہیں۔ اور بعض زائد اعانتوں کے لئے اور بھی مواعید فرماتے ہیں۔ تو یہ میری ممنونی اور احسان مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

(التماس ضروری از مؤلف (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) مندرجہ براہین احمدیہ مجموعہ ہر چہار حصہ ص ابتداء)

(۸) براہین احمدیہ میں ترتیب مضامین (ج)

(۱) حصہ اول ص۱ تا ص۸۲

(ا) دیباچہ ونظم وغیرہ ص۱ تا ص۱۶

(ب) اشتہار بخط جلی ص۱۷ تا ص۵۲

(ج) مرزا صاحب کے حالات از معراج الدین عمر قادیانی ص۵۳ تا ص۸۲ (۱ تا ش)

(۲) حصہ دوم ص۸۳ تا ص۱۳۸

(ا) مقدمہ

صاحبو! اگر آپ لوگوں کے نزدیک انصاف بھی کچھ چیز ہے اور عقل بھی کوئی شے قابل لحاظ ہے تو اٹھو ایسی دلائل صدق وراستی کی کہ جن پر قرآن شریف مشتمل ہے جن کو ہم فصل اول سے لکھنا شروع کریں گے کسی اپنی کتاب سے نکال کر دکھا دو۔ اور ریا حیا اور شرم کی صفت کو عمل میں لا کر

قریب اس مدت میں میں نے کتابیں تالیف کیں جن میں سے بعض بڑے بڑے حجم کی تھیں لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لیے توجہ پیدا نہ ہوئی اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد پیدا بھی ہوا کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گزر گیا۔ مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبہ کے لئے سخت الحاح ہوا۔ اور اس مدت مدید اور اس قدر زمانۂ التوا میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی و بدزبانی کے گندے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہوسکتے تھے۔ مگر پھر بھی قضاؤ قدر کے مصالح نے مجھے یہ توفیق نہ دی کہ میں اس کتاب کو پورا کرسکتا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصۂ پنجم صا)

میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔ اور مذکورہ بالا دلائل لکھنے کے لئے مجھے شرح صدر عنایت کیا ...... سو میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کردوں گا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصۂ پنجم صک)

پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصۂ پنجم صث)

اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئیس برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنے تک

اب ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیت قرآن شریف کے لکھے جاتے ہیں
(براہین احمدیہ ص۵۱۲)

(ب) باب اول

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیسرتی شہادتیں ہیں متن مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص۵۱۲ تا ص۵۶۲

(اول حصہ اول تا حصہ چہارم ختم)

(۵) حصہ پنجم ص۱ تا ص۱۳۱ و ص۱ تا ص۲۳

(۱) براہین احمدیہ ص۱ تا ص۱۳۱

(ب) ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱ تا ص۲۳

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھپنے میں تیئیس برس تک التوا رہا۔ یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شایع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں۔ کیوں کہ براہین احمدیہ کے پہلے (چار) حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶ معنفہ مرزا صاحب)

(۹) حصّہ پنجم کا قصّہ (ج)

بحمد اللہ آخر ایں کتابم
تکمیل شد بفضلِ آں جنابم

اما بعد واضح ہو کہ یہ براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائے گا۔ خداتعالیٰ کی حکمت و مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تخمیناً تیئیس برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا۔ اور عجیب تر یہ کہ اسی کے

ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدائے حکیم و علیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیش گوئیاں ظہور میں آگئیں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) کتابی کاروبار (ج)

چوں کہ طبع کتاب ازالہ اوہام میں معمول سے زیادہ مصارف ہو گئے ہیں اور مالک مطبع اور کاتب کا حساب بیباق کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ لہذا بخدمت جمیع مخلص دوستوں کے التماس ہے کہ حتی الوسع اس کتاب کی خریداری سے بہت جلد مدد دیں۔ جو صاحب چند نسخے خرید سکتے ہیں وہ بجائے ایک کے اس قدر نسخے خرید لیں جس قدر ان کو خریدنے کی خداداد مقدرت حاصل ہے۔ اور اس جگہ اخویم مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صـ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہمارے پاس کچھ جلدیں رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام موجود ہیں جن کی قیمت ایک روپیہ (عہ) ہے۔ اور کچھ جلدیں کتاب ازالہ اوہام موجود ہیں جن کی قیمت فی جلد تین روپیہ (سے) ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے جو صاحب خرید کرنا چاہیں منگوالیں۔ پتہ یہ ہے قادیان۔ ضلع گورداس پور۔ بنام راقم رسالہ ہذا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) یا اگر چاہیں تو بمقام پٹیالہ میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر (یعنی مرزا صاحب کے خسر) سے لے سکتے ہیں۔ اور نیز یہ کتابیں پنجاب پریس سیالکوٹ میں مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک مطبع کے پاس بھی موجود ہیں۔ وہاں سے بھی منگوا سکتے

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۸۶
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

قیمت لی گئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں اور جن سے پچیس روپیہ لئے گئے وہ تو صرف چند ہی آدمی ہیں۔ اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہئے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کردے اور اپنی قیمت واپس لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں واپس کردیں اور قیمت واپس لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر ہم نے قیمت دے دی۔ کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی۔

(ایام الصلح ص۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ کے چھاپنے میں تیئیس برس تک التوا رہا یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصے کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کہ جو شایع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آجائے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مستور ہے جو اس عاجز پر ہوا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا جو اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیشگوئیاں اس میں درج ہیں

پنجۂ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے لیکن اس جگہ یہ عاجز صرف اس قدر کہنا چاہتا ہے ..... کہ اگرچہ علوم لدنیہ اور کشوف صادقہ و تائیدات خاصۃ اللہ و توجہات جلیلہ صمدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بہ توسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں ان تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے۔ بس یہی مشاہدہ اس کے یقین کی کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اٹھ جاتی ہے۔ اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین ای کونوا مع الفانین والصادقون ھم الفانون لا غیرھم۔ اور جو شخص فانی ہے اور نہ فانیوں سے اس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ......

انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے۔ بس سعید وہی ہے جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بے فائدہ خرخشوں سے دست کش ہو کر اس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جن کو خدا نے اپنا ورد عطا کیا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مضمون محررہ ۶ ستمبر ۱۸۸۴ء مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء
و اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۳۰ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

(۱۳) والد روحانی (ج)

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی (مرزا صاحب) ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کے کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیوں کہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی

(۱۱) باہمی تعاون (ج)

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) تبلیغ لکھ رہے تھے جو کتاب آئینۂ کمالات اسلام میں شامل ہے۔ یہ عربی زبان میں پہلی مستقل کتاب ہے جو آپ نے لکھی تھی۔ اس کا مسودہ لکھ کر آپ حضرت حکیم الامتہ (حکیم نور الدین صاحب) کو بھیج دیا کرتے کہ وہ پڑھ لیں اور پھر حضرت مولوی عبدالکریم کو فارسی ترجمہ کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء)

نیز مولوی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت (مرزا صاحب) عربی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفۂ اول (نور الدین صاحب) اور مولوی محمد احسن صاحب کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کر دیں۔ حضرت خلیفۂ اول تو پڑھ کر اسی طرح واپس فرما دیتے تھے۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طور پر لفظ بدل دیتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک وقت فرمایا کہ مولوی محمد احسن صاحب اپنی طرف سے تو اصلاح کرتے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا لکھا ہوا لفظ زیادہ برمحل اور فصیح ہوتا ہے اور یہ مولوی صاحب کا کمزور ہوتا ہے۔ لیکن میں کہیں کہیں ان کا لکھا ہوا لفظ بھی رہنے دیتا ہوں۔ ان کی دل شکنی نہ ہو کہ ان کے لکھے ہوئے سب الفاظ کاٹ دیئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۸۲ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) شیخ فانی (ج)

حضرت مخدومنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تب ہی وہ اس لائق ہوتا ہے کہ مورد معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اول انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکمِ الٰہی کو جو تقضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندے کو

جو پسر موعود کی پیش گوئی پر ایک عام رجوع ہوا تھا اس کا جوش ان دو لگاتار مایوسیوں نے مدھم کر دیا تھا۔ اور عامۃ الناس پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ہاں کہیں کہیں عملی مخالفت کی لہر بھی پیدا ہونے لگی تھی۔

اس کے بعد آخر ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پا کر رسالہ فتح اسلام تصنیف فرمایا جو ابتداء ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس پر ملک میں ایک زلزلہ عظیم آیا جو پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا...... بعض بیعت کنندہ بھی متزلزل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۸۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۶) ڈپٹی کمشنر کی عنایت (ج)

چنانچہ ڈپٹی صاحب وغیرہ نے حضرت (مرزا) صاحب کے ساتھ کوئی آدھ گھنٹہ ملاقات کی اور پھر واپس چلے گئے ہم نے اندر جا کر حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیوں آئے تھے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ ڈپٹی کمشنر کا ایک پیغام لائے تھے کہ لدھیانہ میں فساد کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ آپ کچھ عرصے کے لیئے یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اب ہمارا یہاں کوئی کام نہیں ہے اور ہم جانے کو تیار ہیں لیکن سردست ہم سفر نہیں کر سکتے کیونکہ بچوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا خیر کوئی بات نہیں۔ ہم ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیں گے۔ اور ہمیں آپ کی ملاقات کا بہت شوق تھا۔ سو شکر ہے کہ اس بہانہ سے زیارت ہو گئی۔

اس کے بعد حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھ کر لائے جس میں اپنے خاندانی حالات اور اپنی تعلیم وغیرہ کا ذکر فرمایا اور بعض خاندانی چٹھیات کی نقل بھی ساتھ لگا دی۔ اس چٹھی کا غلام قادر صاحب نے فصیح انگریزی میں ترجمہ کیا اور پھر اُسے ڈپٹی کمشنر کے نام ارسال کر دیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ آپ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں ہے۔ آپ بے شک لدھیانہ میں ٹھہر سکتے ہیں۔ جس پر مولوی محمد حسین نے لاہور جا کر بڑا شور برپا کیا کہ مجھے تو نکال دیا گیا اور مرزا صاحب کو اجازت دی گئی ہے مگر کسی حاکم کے پاس اس کی شنوائی

تب وہ وجود روحانی پاکر خدائے تعالےٰ کی طرف اُٹھایا گیا۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے ماسواسے اس کو موت دے کر اس کو اپنی طرف اُٹھالیا۔ اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریّا سے تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ بس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسٰی بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (قادریہ۔ چشتیہ۔ نقش بندیہ۔ سہروردیہ) میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۵۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) ابتدائی بعیت (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ابتدائی بعیت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ نہ تھا۔ بلکہ عام مجددانہ طوق پر آپ بعیت لیتے تھے .... جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شایع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے اس کے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے اعلان شایع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس اعلان پر بعض ابتدائی بعیت کرنے والوں کو بھی ٹھوکر لگ گئی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۴ مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵) زلزلہ عظیم (ج)

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضور نے خدا کی اس حکم کی مطابق جو اس سے قریباً دس ماہ پہلے ہو چکا تھا سلسلہ بعیت کا اعلان فرمایا۔ اور سب سے پہلے شروع ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بعیت لی مگر اس وقت تک بھی مسلمانوں کا عام طور پر حضرت مسیح موعود کی ذات کے متعلق خیال عموماً بہت اچھا تھا۔ اور اکثر لوگ آپ کو ایک بے نظیر خادم اسلام سمجھتے تھے۔ صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ لوگوں میں

آپ کو رد کے رکھا حتی کہ بیسوی صدی کا ظہور ہو گیا۔ تب جا کر آپ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ صراحتاً استعمال فرمانے شروع کئے۔ اور خاص طور پر مثیل کرشن علیہ السلام ہونے کا دعویٰ تو آپ نے اس کے بھی بہت بعد یعنی ۱۹۰۴ء میں شایع کیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۳۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۸) بعیت کے مدارج (ج)

جب کبھی بعیت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بعیت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۵۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بعیت شروع نہیں فرمایا تھا۔ میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بعیت لیں۔ حضور نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۳۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بعیت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بعیت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بعیت کے لئے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ ص۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بعیت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بعیت ہوئی ایک رجسٹر بعیت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بعیت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت"

نہیں ہوئی اس کے بعد دیر تک حضرت صاحب لدھیانہ میں رہے۔ (مرزا صاحب کا خط کیا تھا جادو تھا کہ ڈپٹی کمشنر اس کو دیکھتے ہی موم ہوگیا۔ اور غنیمت ہے کہ مرزا صاحب خاندانی چٹھیات بھی ہر وقت سفر و حضر میں ساتھ رکھتے تھے جو عین وقت پر کام آگئیں۔ غالباً یہ وہی چٹھیات ہیں جو جا بجا مرزا صاحب کی تحریرات میں نقل ہیں۔ یہ دراصل انگریزی حکام کے پروانہ جات خوشنودی ہیں جو وفاداری اور خدمت گزاری کے صلے میں باپ داداکو ملے تھے۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۴۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) دعووں کا سلسلہ (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن وہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا جب کہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرما رہے تھے (دیکھو براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۳۸) لیکن اس وقت آپ نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے لئے مزید حکم تک توقف کیا۔ چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان فرمایا۔ اور بذریعہ اشتہار لوگوں کو دعوت دی اور شروع ۱۸۸۹ء میں بیعت لینا شروع فرما دی۔ لیکن اس وقت تک بھی آپ کو صرف مجدد مامور ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور گو شروع دعوے ماموریت سے ہی آپ کے الہامات میں آپ کے مسیح موعود ہونے کی طرف صریح اشارات تھے۔ لیکن قدرت الٰہی ایک مدت تک آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہ فرماتے رہے کہ مجھے اصلاح خلق کے لئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے۔ اس کے بعد شروع ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کے موت کے عقیدے کا اعلان فرمایا۔ اور یہ دعویٰ فرمایا کہ جس مسیح کا اس امت کے لئے وعدہ تھا وہ میں ہوں۔ آپ کی عام مخالفت کا اصل سلسلہ اس دعوے سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے پائے جاتے تھے۔ مگر اس دعوے سے بھی مشیت ایزدی نے

اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق و معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے"۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۶ نمبر ۳۰ منقول از منظور الٰہی ص ۳۲۹ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا۔ اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ .... جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا جس پر سید احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے رستہ دے دیا جائے۔ میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۹۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۹) بے خبر اور غافل (ج)

باوجود یکہ براہین احمدیہ (مصنفہ مرزا صاحب) میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدے کو براہین (احمدیہ) میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیوں کر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

اور نام مع ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے اول نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوئم میر عباس علی صاحب ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی صاحب) ہی سوئم نمبر پر رہا تا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ۔ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہوگئے ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں چنانچہ میں نے چودھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کردیا۔ اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہوگئے اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کرلیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۰۱ مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۰ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور نے ...... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جائے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کرسکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں ......

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۶۵ مصنفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا "جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا اگر کسی کا مرشد

اور لکھا کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ لیکن ۱۹۰۱ئ کے بعد کی تحریرات میں آپ نے اپنی نبوت کو نہ جزئی قرار دیا نہ ناقص۔ نہ محدثیت والی نبوت بلکہ صاف الفاظ میں اپنے آپ کو نبی لکھتے رہے

(منکرین خلافت کا انجام ص۱۹ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۲۲) ۵ رنومبر ۱۹۰۱ئ (ج)

حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) کی تصانیف اور تالیفات میں آپ کا مختصر مگر صحیح مدعا صرف یہ ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام ۵ رنومبر ۱۹۰۱ئ سے قبل وحی الٰہی میں جو لفظ نبی اور رسول آتا اس کے معنی اور تعریف جو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ان کو محدث یا جزوی اور ناقص نبی کے معنوں میں تعبیر یا موسوم کرتے مگر ۵ رنومبر ۱۹۰۲ئ کے بعد آپ نے نبی اور رسول کو اپنی صحیح اور قرآنی اصطلاح میں استعمال کیا اور لفظ محدث جو صحیح حقیقت کو ظاہر نہ کرتا تھا ترک کر دیا اور اس اعلان کے بعد آپ نے تا وفات پھر اپنے حق میں لفظ محدث یا جزوی، اور ناقص نبی استعمال نہ کیا۔

(مضمون حجۃ اللہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ رمئی ۱۹۲۱ئ جلد ۹ نمبر ۸۶)

(۲۳) ساری حقیقت (ج)

ہاں اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں۔ تو (اخبار) الحکم نمبر ۳ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۱ئ پڑھ لو۔ ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو اولٰئك هم الكافرون حقًا والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے۔ تو تم بھی ایک گو نہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہوگے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک دراز زمانہ ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

...... خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین (احمدیہ) کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودے کہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین احمدیہ میں خدا کی وحی کے خلاف لکھ دیا۔

(اعجاز احمدی ص۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) اسی قسم کا تناقض (ج)

اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسےٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شایع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے تو ہی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۲۱ ۱۹۰۱ء سے پہلے (ج)

۱۹۰۱ء سے پہلے کی بعض تحریرات میں حضرت اقدس نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا

معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء)

(۲۵) دردِ دل (ج)

اس خطبۂ جمعہ کو ختم کرنے سے قبل حضرت مولانا (عبدالکریم صاحب قادیانی) مرحوم نے اپنے دردِ دل کا اظہار اس طرح فرمایا۔
آہ!! اس وقت مجھے کتنا درد ہے کہ اگر لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہورہے ہیں آہ!! اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ ہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بطور وعدہ دیا گیا تھا یہ یقیناً وہی ہے جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبون متکبرون اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چھوڑ دے انہیں کہ ان کا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لا دے تو اُٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے۔ تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی ذاتِ پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔
ناعاقبت اندیشوں جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام۔ تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو حکیم کتاب کی اس آیت نے حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت عطا فرمایا ہے۔
اخبار الحکم قادیان جلد ۴ نمبر ۳۰ و اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء

(۲۶) دو خطبے (ج)

خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً یاایھا النبی

حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرما دیں۔ مگر حضرت (مرزا) صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ "یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا" اور فرمایا "یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہوگئے ہیں"۔ (دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۰ جلد ۴ ستمبر ۱۹۰۰ء)

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۶۷ نمبر ۴ جلد ۱۴)

(۲۴) معارفِ الٰہیہ (ج)

اوّل تو یہ خطبہ ہی ایک ایسے انسان کا ہے جو اپنے تقوےٰ و طہارت کے لحاظ سے جماعت احمدیہ میں خاص شان رکھتا ہے اور جس کی فضیلت اور بزرگی کے غیر مبایعین (لاہوری جماعت) بھی معترف ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے یہ بہت ہی زیادہ اہمیت اور وقعت رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور آپ کے روبرو پڑھا گیا علاوہ ازیں خطبہ کے اخیر میں حضور سے حضرت خطیب نے حسب ذیل درخواست کی کہ۔

میں اس وقت حضرت امام (مرزا صاحب) علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان میں کجی اور نا انصافی کی طرف جاری ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اس وقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں اور میری روح امام کے علوم کی نے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندایں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اس وقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس خطبہ پر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصدیق موجود ہے چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خطبہ کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا:۔

یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان فرمایا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ

(۲۷) ہمارا دعویٰ (ج)

اس حوالہ سے نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہے کہ اگرچہ حضرت اقدس اوائل میں اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل اور توجیہ فرماتے رہے۔ مگر صرف اسی لیے کہ آپ عام رائج الوقت عقیدہ کی بنا پر نبی کا شارع ہونا یا اس کا براہ راست یعنی بغیر کسی دوسرے نبی کی اتباع کے نبوت پانا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن جب کثرت اور صراحت کے ساتھ خدا نے آپ کو نبی اور رسول کہا اور آپ پر کھلے طور پر ظاہر کردیا کہ نبوت کی سابقہ تعریف غلط ہے تو تاویل اور توجیہ۔ مجاز اور استعارہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہ رہی۔ تب صراحۃً (مرزا صاحب) نے اپنے آپ کو نبی اور رسول قرار دیا اور فرمایا

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

"میں وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" (نزول المسیح ۴۸ مصنفہ مرزا صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۲۸) نبوت کے دعوے کی سرگزشت

اور چونکہ "ایک غلطی کا ازالہ" (اشتہار) ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے ...... پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلطی ہے

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اس عقیدے کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور صفائی سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی سال میں

وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت (مرزا صاحب) ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔ جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں کے مولوی عبداللہ (صاحب کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی ان سے عرض کیا تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔ آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا صاحب) نبی ہیں یہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیئے۔ یہ خطبہ چھپ کر شایع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ و تاب کھائے۔ جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصے میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم (صاحب قادیانی واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۳ء)

بار بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ ۲۳ سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں۔ بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے۔ اور یہ زمانہ تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کے متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

مگر افسوس ہے جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے جسے تو بہ تو بہ نقل کفر کفر نہ باشد نعوذ باللہ جہل مرکب کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو جانتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ (یعنی مرزا صاحب) کی طرف دعاوی نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور پھر اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہو سکتا ہے؟ خود نبی ہیں اور خبر سے پتہ نہیں کہ میں نبی ہوں اور باوجود اس لاعلمی اور جہل مرکب کے آپ مدعی نبوت پر بالفاظ دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔

یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جا سکے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ۲۷ را پریل ۱۹۳۴ء)

اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں (محمود احمد) صاحب اس دعویٰ کرنے والے کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ بارہ برس سے ایک دعویٰ کر رہا ہے۔ ایک عقیدہ پیش کر رہا ہے شب و روز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر مخالفوں کو مباہلہ کے لیے بلا رہا ہے حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک صحیح وہ تھا جو مخالف کہتے تھے۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوچتا ہے۔ اور دو سال اسی فکر میں لگا دیتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے ......

حتیٰ کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کر دیتا ہے۔ اور اس سے اس کو ذرا

مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود کو مرسل الٰہی ثابت کیا اور لانفرق بین احد من رسلہ والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند فرمایا اور یہ خطبہ اسی سال کے (اخبار) الحکم نمبر۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء) میں چھپ چکا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے پورا فیصلہ اس عقیدے کا سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوا۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۱۷/اگست سنہ ۱۹۰۰ء کے خطبۂ جمعہ کی نسبت جو مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہوگئے ہیں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۴ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء منقول از منظور الٰہی صفحہ ۱۲۲ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

۱۰ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کسی شخص نے مجلس میں ذکر کیا نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بہت غلو کرتے ہیں اور اسی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا درجہ بڑا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا "براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب کہاں تھے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی اور تیرا مخالف جہنم میں گرے گا وغیرہ۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس کے مقابل کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۳۴ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۳۱۰ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا ہے۔ ان پر چند لوگ اس وقت ایمان لائے جب آپ کا ساتھ دینا ہلاکت تھا۔ ایسے ہی لوگ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کے مثیل تھے ..... پہلے آنے والے لوگوں میں سے ایک سید قاضی امیر حسن صاحب بھی تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس وقت جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی الفاظ نبی اور محدث وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں دوسرے لوگوں سے بھی اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کہتے تھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴/جولائی سنہ ۱۹۳۴ء)

اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۳۰) اٹھارہ سال

بھلا ایک شخص میرزا صاحب کو کب مسیح موعود قبول کرسکتا ہے اگر اسے کہا جائے کہ وہ اپنے دعوے سے ہی اٹھارہ سال تک بے خبر رہے اور قرآن و حدیث و اقوال علمائے سلف سے غلط دلائل دیتے چلے گئے اور پھر جب اٹھارہ سال بعد ایک مرید نے تبلا دیا کہ آپ تو نبی ہیں تو پھر ہوش آیا اور ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔ مگر پھر بھی اپنی غلطی کا تو اعتراف نہیں کیا بلکہ نہایت ہوشیاری سے ایک مرید کو ڈانٹنا شروع کیا کہ تمہیں ہمارے دعوے کی خبر نہیں تم نے ہماری کتابوں کو نہیں پڑھا۔ تمہیں ہمیں نبی سمجھنا چاہیے تھا۔ خواہ ہمیں خبر تھی یا نہ تھی اور اگر ہم نے اپنی پہلی کتابوں میں نبوت سے انکار کیا ہے تو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے تو انکار نہیں کیا۔ اگر ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی حقیقی نبوت ہے کیونکہ ہمیں تو خدا غلط حکم اور غلط علم دیتا چلا گیا۔ تمہیں تو الہام نہیں ہوتا تھا تم اپنی فراست سے سمجھ لیتے کہ یہ شخص قرآن کریم واحادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی نبوت سے منکر ہے ورنہ اُسے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۷، مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۳۱) نبوت میں ترقی اور تکمیل

حضرت اقدس کی دو حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ ایک امتی کی۔ دوسری نبی کی امتی کی حیثیت ابتدائی ہے۔ اور نبی کی شان انتہائی حضرت صاحب نے امتی بن کر جو زمانہ گزارا ہے۔ غلام احمد اور مریم بن کر گزارا ہے۔ اس سے ترقی پا کر آپ غلام احمد سے احمد اور مریم سے ابن مریم بنے ہیں۔ جس زمانے میں آپ غلام احمد تھے اس وقت احمد نہ تھے اور

قوت ملتی ہے کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے۔ اب خطرہ کی کیا بات باقی رہ گئی۔ شک تو نعوذ باللہ من ذلک یہی تھا کہ رسالت کا دعویٰ کردوں تو شاید مرید نہ بھاگ جائیں۔ اب جب یہ خود ہی ایسے بے وقوف بن رہے ہیں تو چلو اب رسالت کا دعویٰ کردو۔ تب دعویٰ رسالت ہوتا ہے۔ گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمی پرند۔ مریداں می پرانند کے علاوہ چال بازی کا بھی کمال ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ....

آخر آپ مرزا صاحب کا کیا کیریکٹر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ نبی تو آپ جب بنائیں گے دیکھا جائے گا۔ پہلے ایک تھین کیریکٹر کا انسان تو رہنے دیجئے۔ .....

اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابل ان کو عوام الناس کی طرح ٹھہرایا گیا اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزت ہو رہی ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک انہیں چالباز ٹھہرایا جا رہا ہی فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام کا باقی کیا رہ گیا .....

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۹۳ مصنفہ محمد علی صاحب قادیانی۔ امیر جماعت لاہور)

(۲۹) خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداءً نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعوے کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کہ کیفیت محدثیت تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا

(۳۲) نبی کا چہرہ (ج)

۲۶ر دسمبر صبح کو حضرت اقدس باہر سیر کے واسطے تشریف لے چلے احباب جوق جوق ساتھ ہو لئے......... ایک دیہاتی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کر اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جائیں تو پرواہ نہ کر۔ ایک صاحب بولے لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور خود حضرت ایسے گرد وغبار میں اتنے عرصہ سے تکلیف کے ساتھ کھڑے ہیں میں نے کہا لوگ بچارے سچے ہیں کیا کریں تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے پروانے نہ بنیں تو کیا کریں۔"

(اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۰۸ء۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ر نومبر ۱۹۲۱ء نمبر ۴۲ جلد ۹)

(۳۳) قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ر اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی "مباش ایمن از بازئی روزگار،"

اس کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لئے یہ قادیان میں آخری وحی تھی۔

(شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اخبار الحکم قادیان ۲۱ر مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۴) سادہ خاکہ (ج)

۳۹-۱۸۴۰ء۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی ولادت۔

۶۴-۱۸۶۸ء۔ سیالکوٹ کی کچہری میں مرزا صاحب کی قلیل تنخواہ پر ملازمت۔ نیز مختاری کے امتحان میں شرکت اور ناکامی۔ بالآخر ملازمت سے علیحدگی۔

جب آپ مریم تھے۔ تب تک ابن مریم نہ تھے۔ ایسا ہی جب آپ احمد بن گئے تو غلام احمد نہ رہے اور جب آپ ابن مریم بن گئے تب آپ مریم نہ رہے۔ یہ ایک دقیق نکتہ ہے جو خدا نے مجھے سمجھایا ہے

(ازہاق الباطل صفحہ مؤلفہ قاسم علی صاحب قادیانی)

بس امتی کے درجہ سے ترقی پاکر نبی بن جانے پر بھی آپ کو نبی نہ کہنا یا مریم سے ابن مریم ہو جانے پر بھی عیسیٰ نہ کہنا یا غلام احمد سے احمد بن جانے پر بھی احمد نہ کہنا۔ ایسا ہے جیسے کسی پٹواری کو ڈپٹی کلکٹر ہو جانے پر پٹواری یا لغوی ڈپٹی کلکٹر کہنا جو دراصل اب اس کی توہین اور گستاخی ہے۔

(ازہاق الباطل صفحہ ۱۳ مؤلفہ قاسم علی صاحب قادیانی)

خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ (مرزا صاحب) کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جزئیوں کی شان ہے ان کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے

(اخبار الحکم قادیان ۲۱ اپریل ۱۹۱۴ء)

ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل حضرت عیسیٰ حضرت ادریس علیہم السّلام کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کا ثبوت ہم دیتے ہیں۔ ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیوں کہ ہم چشم دید گواہ ہیں مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء)

سنو! ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

کہ مردم شماری میں اسی نام سے اس فرقہ کو درج کیا جائے۔
سنہ ۱۹۰۱ء۔ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔
سنہ ۱۹۰۳ء۔ قادیان میں منارۃ المسیح کی تعمیر کا اعلان۔
سنہ ۱۹۰۴ء۔ اپنے کرشن ہونے کا دعوے اور اس کا اشتہار و اعلان۔
سنہ ۱۹۰۵ء۔ قادیان میں بہشتی مقبرہ قایم ہونے کا اشتہار و اعلان۔
سنہ ۱۹۰۸ء (۱) فنانشل کمشنر پنجاب کا دورہ۔ قادیاں میں مرزا صاحب کی طرف سے دعوت اور شاندار استقبال۔
(۲) قے اور دست کی بیماری سے چند گھنٹوں میں مرزا صاحب کا ناگہانی انتقال۔

(۳۵) سیرت المہدی

حضرت صاحبزادہ (بشیر احمد) صاحب نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے کتاب مستطاب سیرۃ المہدی تیار فرمائی جس میں آپ نے حجۃ اللہ علی الارض وجری اللہ فی حلل انبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک خصائل اور پاک شمائل وسیرت کے متعلق کافی چھان بین اور غور و پرداخت کے بعد نہایت حقہ روایات درج فرما کر وابستگان دامن نبی الزماں اور عاشقان مہدی دوران کی آرزوؤں کو پورا کر کے بڑا احسان فرمایا۔

اس عظیم الشان احسان کا اجر آپ کو مولا کریم ہی دے سکتا ہے ہم اس احسان کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ آپ کے حق میں دعا خیر کریں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۹ء نمبر ۲۲ جلد ۱۷)

حضرت والا مرتبت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ایم اے نے اس کتاب کی تصنیف سے جماعت احمدیہ بلکہ تمام طالب حق دنیا پر ایک عظیم الشان احسان فرمایا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح محمدی علیہ السلام کی سوانح حیات پر اب تک مختلف پیرایوں میں

۱۸۷۷ء۔ محکمہ ڈاک خانہ کی طرف سے مرزا صاحب پر فوج داری مقدمہ اور بریت۔
۱۸۸۰ء۔ براہین احمدیہ حصہ اول و حصہ دوم کی اشاعت۔
۱۸۸۴ء۔ مجدد ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔
۱۸۸۸ء۔ بیعت لینے کا اشتہار و اعلان۔ پیری مریدی کی ابتداء
۱۸۹۱ء۔ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔
۱۸۹۷ء۔ "عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی"
"الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی"
(۲) جلسہ احباب بر تقریب جشن جوبلی۔ بغرض دعا و شکر گزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا، منجانب مرزا صاحب۔
(۳) مرزا صاحب پر انکم ٹیکس کا مقدمہ اور مرزا صاحب کو انکم ٹیکس سے معافی۔
(۴) پنڈت لیکھرام کے قتل کے شبہ میں مرزا صاحب کی خانہ تلاشی۔
(۵) مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا صاحب پر اقدام قتل کا فوجداری مقدمہ اور مرزا صاحب کی بریت۔
۱۸۹۸ء۔ درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ۔ راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔
۱۸۹۹ء۔ حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست۔ عریضہ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔
(۲) حفظ امن کا مرزا صاحب پر فوجداری مقدمہ اور بریت۔
۱۹۰۰ء۔ "دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ کہ دینی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کر دیا گیا اور دین کے لئے لڑنا حرام ہو گیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال   دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ او قتال

(مرزا صاحب)

(۲) اپنی جماعت کا نام احمدی رکھنے کا اشتہار و اعلان اور سرکار سے استدعا

تھا کہ اس کو ایک جداگانہ رسالہ کی شکل میں شایع کردیتے کیوں کہ ہمارے نزدیک قادیانی صاحبان سے کہیں زیادہ مسلمانوں کو اسی مضمون کے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ لیکن شاید قادیانی صاحبان کی موجودہ مصالح ان کو اجازت نہ دیں کہ اس مضمون کو شایع کریں اور کریں تو اس کو اصلی شکل میں شایع کریں۔ بہرحال فی الحال یہ مضمون اور رسالہ کمیاب ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء)

چند کتابیں شایع ہوئی ہیں۔ لیکن کتاب سیرۃ المہدی اپنی شان میں ایک نرالی کتاب ہے۔ اس کتاب میں نہایت کوشش کے ساتھ حالات جمع کئے گئے ہیں بہت سے ایسے عجیب وغریب واقعات اس کتاب میں ملتے ہیں جو کہ پہلے کسی کتاب میں شایع نہیں ہوئے۔ کتب حدیث کی طرز پر روایت بیان کی گئی ہے۔ ہر روایت کو پڑھنے سے قلب پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ گویا کوئی حدیث شریف کی کتاب پڑھی جارہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔۔

(مرزا صاحب کے ذاتی حالات اکثر وبیشتر اس کتاب سے لے کر "قادیانی مذہب" میں درج کئے گئے البتہ پہلے اڈیشن سے درج کئے گئے۔ حال میں جو دوسرا اڈیشن نکلا ہے۔ اس میں اصلاح وترمیم کے نام سے کافی رنگ آمیزی کی گئی ہے مگر اب شاید وہ مفید مطلب نہو۔ للمولف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۴ء)

(۳۶) کلمۃ الفصل

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۱۵ء)

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے مسئلہ کفر واسلام پر ایک مبسوط مضمون لکھ کر مبلغین کی اعلیٰ کلاس اور دارالاماں والوں کے سامنے سنایا تھا اب ریویو آف ریلیجنز میں چھپ کر شایع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس مسئلہ پر ایک فیصلہ کن تحریر ہے جس میں حضرت اقدس کے مرتبہ کو بھی خوب واضح کیا گیا ہے ضروری ہے کہ یہ رسالہ عام طور پر تقسیم ہوتا احمدی جماعت میں اس اہم مسئلہ پر کوئی اختلاف نہ رہے اور حق ظاہر ہو۔

(یہ رسالہ اب کمیاب ہے۔ بہت تلاش کے بعد اس کا ایک نسخہ بمشکل مستعار مل سکا۔ چنانچہ اس سے متعدد اقتباسات "قادیانی مذہب" میں درج کئے گئے۔ قادیانی صاحبان نے جب اس مضمون کو ایک فیصلہ کن تحریر قرار دیا۔ تو تعجب نہ

(ب) جماعت اوّل۔ مرزا صاحب سے مقابلہ

(۲) مرزا صاحب کی فریاد (ج)

اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ حرام خور۔ لوگوں کا مال کھانے والا۔ وعدوں کا تخلف کرنے والا۔ حقوق کو تلف کرنے والا۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا۔ عہدوں کو توڑنے والا۔ اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۵ رنومبر ۱۸۹۹ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۴۸ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳) مرزا صاحب کا آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدی۔ مدت سے آپکے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ۔۔ اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔۔۔۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب

فصل انیسویں
پچپرنگ

(۱) پانچ جماعتیں

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو اپنی زندگی کے تینوں دور میں فی الجملہ پانچ جماعتوں سے سابقہ پڑا۔ پہلی جماعت وہ جو شروع سے تاڑ گئی اور مخالف رہی دوسری وہ جو شروع میں معتقد رہی لیکن مسیح موعود کے دعویٰ پر بھڑک گئی اور منحرف ہو گئی تیسری وہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تو قبول کر لیا لیکن نبوت کے دعویٰ کو ٹال دیا چوتھی وہ جس نے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو بھی بخوشی تسلیم کر لیا۔ بلکہ زور شور سے اس کی اشاعت کی پانچویں جماعت وہ جس نے مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو مان کر خود بھی فائدہ اُٹھایا۔ اور ان کی ماتحتی میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ گویا مرزا صاحب کا مسلک و مذہب حد کو پہنچا دیا۔

واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی جماعت جو بالعموم قادیانی اور لاہوری کہلاتی ہیں اور یہی دو جماعتیں فی الحقیقۃ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دو ہاتھ ہیں ان کا مفصل کارنامہ سولھویں اور سترھویں فصلوں میں درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں بنظر تکمیل پانچوں جماعتوں کی مختصر کیفیت پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک کو مرزا صاحب کے ساتھ کیا صورت پیش آئی۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ جماعت کا حوالہ درج ہے۔

میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے آمین ثم آمین۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۲۰)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:۔

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے"

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو تا شاء اللہ ابھی ۱۹۳۶ء تک کبرسنی میں بھی قادیانیت کی تردید میں زندہ کرامات بنے ہوئے ہیں۔ اور جناب مرزا صاحب اس اشتہار کے ایک ہی سال بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قے دستوں میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اچھے اچھے واقف کار دم بخود رہ گئے کہ خود مرزا صاحب کی دعا پر حق نے عجب فیصلہ کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (ع م)

(ب) جماعت دوم مرزا صاحب سے انحراف

(۴) ایک سید

مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا۔

(کشتی نوح ص۴۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک .... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ کو لگاتا ہے حق پر نہیں تو میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ..... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا صاحب) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے

داخل ہو گئے ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخلصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے بیعت کرنے کے وقت نہ صرف آپ انہوں نے بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اسی سلسلہ میں داخل کیا ۔ اور اس دس سال کے عرصہ میں جس قدر انہوں نے اخلاص اور ارادت سے بھرے ہوئے خط بھیجے ۔ ان کا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کرسکتا ۔ ۔ ۔ ۔ بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے ۔ ۔ ۔ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں کہ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری ۔ اور نبوت کا مدعی اور انبیا علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا ہوں ۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب درج تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۷۹ و ۸۰
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی ۔ ۔)

(۷) شرعی قسم

میں (حکیم مولوی ملک نظیر احسن بہاری) حلفاً شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب کے فریب کا نیک نیتی سے دلدادہ رہا ہوں ۔ اور میں ان کا قدیم مزاج شناس ہوں مرزا صاحب کے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں ۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے

الغرض جب مرزا (صاحب) نے حد سے گزر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور ۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ حکیم مولوی مظہر حسین صاحب لودھیانہ ۔ سید عباس علی صاحب

(۵) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی (ج)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ یہ ابتدائی زمانہ میں حضرت اقدس (مرزا صاحب) سے اخلاص رکھتے تھے اور براہین احمدیہ کی اشاعت پر انہوں نے ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا حضرت (مرزا صاحب) کو خود وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتے تھے مگر مسیح موعود کے دعوی پر وہ بگڑے اور بہت بری طرح بگڑے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑا بول بولا کہ میں نے ہی ان کو اونچا کیا ہے اور میں ہی گراؤں گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء)

(۶) میر عباس علی صاحب (ج)

حبی فی اللہ میر عباس علی لدھانوی۔ یہ میرے وہ اوّل دوست ہیں جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا اصلہ ثابت وفرعہ فی السماء۔

(ازالہ اوہام جلد دوم ص ۷۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں جن کا ذکر بالخیر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۹۰ میں بیعت کرنے والوں کی جماعت میں لکھا ہے۔ افسوس کہ وہ بعض موسوسین کی وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آگئے بلکہ جماعت اعداء میں

حسبِ اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے۔ مگر نہیں۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا اور دجال کہا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۳۵۵ احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور)

(۹) منحرف سے مقابلہ (م)

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ "المسیح الدجال" میں میرا نام کذاب، مکار شیطان، دجال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔۔۔۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں۔

میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے۔ کہ یہ شخص (مرزا صاحب) تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیش گوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص (مرزا صاحب) کے ہلاک ہونے کی خبر دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔

جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں (مرزا صاحب) بھی اس بات میں

رئیس صوبہ دار سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سیکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ اشخاص اور اس کے بعد اس راقم نے بھی مرزا صاحب کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحد و مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علی احسانہ ان کے فریب سے نجات پائی۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا (صاحب) کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزار ماہوار حضرت جی کے صرف کے لئے خرچ کرتے رہے مگر جب مرزا جی بہکنے لگے تو پہلے سب لوگوں نے مل کر خوب سمجھایا۔ مگر دکانداری چل نکلی تھی۔ حکیم نور الدین اور چند جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دلالی کی رقموں میں سد باب خیال کر کے مرزا (صاحب) کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی اس وقت پچیس تیس ہزار کے منی آرڈر براہین اور سراج المنیر کے آچکے ہیں اگر یہ لوگ آپ سے منحرف ہو گئے۔ تو بلا سے۔ میں دل و جان سے اس کو ایسے ہی چلاتا رہوں گا۔ بس ڈٹے رہیے۔ بقول شیخ سعدی ؏

"بدوزد طمع دیدہ ہوشمند"

(مسیح دجال کا سربستہ راز ص ۶ مصنفہ حکیم مولوی نظیر الحسن صاحب)

(۸) اُلٹی منطق

اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں کیوں کہ جب تک میں نے دعوے نہیں کیا تھا۔ بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ ہی سے تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا۔ تو ان کی دینداری، اتقا اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ

پھر سے آگئے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا دب غرق باین صادق و کاذب
انت تری کل مصلح و صادق یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق
کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار بعنوان ''خدا سچے کا حامی ہو'' مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء۔
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۱۳)

چنانچہ عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اس اشتہار کے جواب میں اپنی پہلی پیشگوئی کو منسوخ قرار دیتے ہوئے لکھا:۔

''اللہ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۱ر جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہونی تھی ۱۰ مہینے اور ۱۱ دن اور کم کر دیئے اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا آج سے (۱۴) ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا''

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام (مرزا صاحب) نے ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع فرمایا جس میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام درج فرمایا:۔

''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا اور تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے (۱۴) مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن جو پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کردوں گا''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۱۳۵ مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۴۳ء)

اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کردوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے''

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۳۱)

آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے

کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی (یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کی) نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کردوں۔ اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیوں کہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اس کے عظمت وجلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں۔

اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لئے میں اسوقت دو پیش گوئیاں یعنی میاں عبد الحکیم خاں کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

(الف) میاں عبد الحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیشگوئی میری نسبت مرزا کے خلاف ۱۲ رجولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ (کانا دجال ص۸)

(ب) اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میاں عبد الحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے (یعنی مرزا صاحب) کو معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار

بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعض الہامات میں جو مرسل یا رسول یا نبی آیا ہے۔ یا حدیث میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لفظ نبی کا آیا ہو۔ تو اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں۔ بلکہ مجازی۔ جزوی ظلی نبی ہے۔ جیسے محدث کہا جاتا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔

ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتدا میں نبوت کا نہ تھا۔ مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے دعویٰ تبدیل کیا۔ اور نبوت کے مدعی بن گئے۔ اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں۔ یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے۔ ہم اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم وگمان میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوےٰ میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوئے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہیں نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے لفظ کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے۔ جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا۔ واللہ علی ما نقول شہید۔ دستخط مولوی سید محمد احسن امروہی وغیرہ وغیرہ (اس محضر پر ستر معزز اور معتبر قادیانی صاحبان کے دستخط ثبت ہیں))

(النبوۃ فی الاسلام ص۲۶۶ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(د) جماعت چہارم۔ مرزا صاحب کی نبوت کے قائل

(۱۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی (ج)

حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبت اسلام میں بدل وجان فدا شدہ ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۳۱ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی....)

یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود اور

اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعوے ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمۂ معرفت ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے مطابق میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قے دستوں میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب بعد کو برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔ (للمؤلف)

(ج) جماعت سوم۔ مسیحیت کا اقرار۔ نبوت کا انکار

(۱۰) لاہوری محضر

ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ بانی سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں تو اس وقت آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بار بعض علماء نے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا۔ اور ان کو مدعی نبوت قرار دے کر آپ پر کفر فتویٰ لگایا۔ جس کے بعد حضرت موصوف نے صاف طور پر کئی مرتبہ یہ اعلان کیا جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افتراء ہے اور آپ نبوت کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱۲) فتوے

صاحبزادے بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں۔ اور اس لئے میں اس خلافت سے جو محض رادی ہے سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ اور عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں۔ اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا۔ ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جن کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ اسلام پاک کے اصول پر حملہ ہے اور مسیح موعود کی بھی تعلیم کو ترک کرنا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر زندہ ہیں۔ اُن میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب ان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔

(اعلان منجانب مولوی سید محمد احسن صاحب قادیانی معتمد خاص مرزا صاحب ورفیق فریق لاہوری)
(منقول از آئینہ کمالات مرزا ص ۹ منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعت رحمانی مونگیر شریف)

حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اوّل) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم وفضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریذیڈنٹ ہوں میں اس جلسہ میں نہ ہوں گا تا کہ ہر شخص آزادی سے بات کرسکے جو بات باہمی مشورہ اور بحث کے بعد طے ہو وہ لکھ لی جاوے اور پھر مجھے اطلاع دو۔

پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت (مرزا) صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے۔

(منصب خلافت ص۴۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب ہیں کہ ایک وقت تو آپ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تائید میں تمام قرآن سے استدلال کیا کرتے تھے یا اب وہ زمانہ ہے کہ خدا جانے کن اغراض کے ماتحت اس آخری عمر میں اپنی تمام عمر کے اعمال کے خلاف ان باتوں سے بھی منکر ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خود لکھی ہیں اور جن سے حضور کی تمام کتب بھری پڑی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۷ جلد ۵ مورخہ ۲ / اکتوبر ۱۹۱۷ء۔۔)

مولوی محمد احسن صاحب نے غیر مبایعین کی رفاقت اختیار کرکے انہیں خوش کرنے کے لئے جو جو کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں ان سے اکثر لوگ آگاہ ہو چکے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی شان میں جن کے متعلق ایک وقت انہوں نے لکھا تھا کہ "میں بقین کامل سے کہتا ہوں کہ حقیقۃً آپ کی خلافت ثابت شدہ صداقت ہے اور منکرین اس کے بڑے خطاکار ہیں" مگر اب خود اس ثابت شدہ صداقت کا انکار کرکے بڑے خطاکاروں میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور ایسے ایسے نازیبا اور گندے الفاظ سے آپ کو مخاطب کرتے ہیں کہ الامان۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۴ مورخہ ۵/ فروری ۱۹۱۸ء)

ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا۔ مگر نقص یہ ہو گیا کہ انھوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں ایک آدمی یہاں آیا جو احمدی تھا کہنے لگا مجھے الہام ہوتے ہیں کہ تو موسیٰ ہے ابراہیم ہے محمد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ بتاؤ جب تمھیں موسیٰ کہا جاتا ہے تو اس قسم کے نشان بھی دئے جاتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دئے گئے تھے۔ یا جب ابراہیم کہا جاتا ہے تو کیا حضرت ابراہیم کی طرز کا کلام اور برکات بھی دئے جاتے ہیں یا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے تو جیسے معارف اور لطائف روحانی آپ کو دئے گئے وہ تمھیں بھی دئے جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگا دیا تو کچھ نہیں جاتا صرف کہا ہی جاتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھو خدا کسی سے تمسخر نہیں کیا کرتا۔ وہ جب کسی کو کوئی نام دیتا ہے تو اس کے ساتھ برکات بھی دیتا ہے تمھیں جو الہام ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ وہ کلام کسی اور کے لئے نازل ہوتا ہے جسے تم بھی سن لیتے ہو اور غلطی سے اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھ لیتے ہو یا پھر یہ خدا کا کلام نہیں شیطان کا کلام ہے جو تمھیں دھوکا دے رہا ہے دیتا تو کچھ نہیں مگر کہتا ہے تم یہ بن گئے وہ بن گئے گویا وہ تمھیں وہ بات کہتا ہے جو تم میں پائی نہیں جاتی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۷۶ مورخہ ۳۰ / مارچ ۱۹۲۸ء)

(۱۵) مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت

ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آ گیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود الصلوۃ والسلام

(ھ) جماعت پنجم۔ قادیانی انبیا

(۱۳۱) بادِ صبا

سابقہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ چار جماعتیں چار طریق پر رہیں۔ ایک جماعت تو شروع سے محتاط اور محترز رہی۔ دوسری جماعت پھنسی مگر پھر تی سے نکل گئی تیسری جماعت نے ایک حد تک ساتھ دیا مگر آگے بڑھنے سے عذر کر دیا۔ چوتھی جماعت بے تکان ساتھ گئی مگر پانچویں جماعت جو سب پر سبقت لے گئی وہ ہے جس نے اتباع کے سوا خود اپنا بھی جھنڈا بلند کیا۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نبوت پر ایمان لاکر خود بھی نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ گویا مرزا صاحب کی تعلیم کا پورا فیض پایا۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ان کی کچھ قدر نہ کی۔ بلکہ ان کو مفسد اور گمراہ قرار دیا حالانکہ ع

لے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

بہر حال مرزا صاحب کے جو حوصلہ مند مرید نبوت کے دعویدار بنے۔ ان میں سے سات مختصراً ذیل میں پیش ہیں۔ قادیانی اُمت میں نبوت کی کیسی برکت ہے ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(۱۴۲) مدعی نبوت (ج)

دیکھو ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہو گئے۔ میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے۔ واقعہ میں ابتدا میں انہیں الہام ہوئے اور کوئی تعجب نہیں اب بھی ہوتے ہوں مگر نقص یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا خشیت اللہ پائی جاتی تھی۔ آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ مگر ابتداء میں ان کی حالت مخلصانہ تھی۔

دعاوی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دیگا اور ان کے اسی انکار اور سرکشی کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد قادیانی پر اور ان کے ساتھیوں پر اور ان کی بستی پر کسی سخت مصیبت اور عذاب شدید عبرتناک کی صورت میں عنقریب نازل ہونے والا ہے اور اس عذاب شدید کے بعد جماعت احمدیہ کے بقیہ اور منتشر لوگ پھر خدا کے حکم سے میرے ہاتھ پر جمع ہوں گے اس عذاب کے ٹلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان قوم یونس کی طرح میرے دعاوی پر ایمان لا کر مجھے قبول کریں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت اس عذاب کے ٹلنے کی نہیں۔

(مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۰ء عبداللطیف، خدا کا نبی اور رسول اور امام مہدی گنا چور۔ ضلع جالندھر)

(۱۸) چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت

چراغ دین جمونی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا نزل به الجبیز کہ یہ کتے کی طرح آبیٹھا تو اسے ٹکڑا ڈال دیا گیا۔ اس میں بتایا کہ یہ الہام کے قابل نہ تھا مگر ہمارے دروازہ پر آبیٹھا۔ اس لئے اس پر الہام تو نازل کر دیا مگر وہ ایسا ہی تھا جیسے کتے کو ٹکڑا ڈال دیا جائے۔ چراغ دین تو مرتد ہوگیا کیونکہ جبیز کو اس نے اعلیٰ چیز سمجھ لیا اور اس پر اترانے لگا لیکن اگر جھپٹ پڑنے سے پہلے جبیز ہی نازل ہو اور انسان اس پر متکبر نہ ہو بلکہ دعاؤں میں لگا رہے تو اس کے لئے اعلیٰ چیز بھی نازل ہو گی۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جنھیں پہلے پہل معمولی چیز ملتی ہے لیکن جب تعلقات بڑھ جاتے ہیں اور دوستی ترقی کر جاتی ہے تو دعوتیں ہونے لگتی ہیں۔ پس اگر کسی کو خدا تعالیٰ خوان نعمت پر نہیں بلاتا اور دعوت نہیں دیتا تو بھی اسے کوشش جاری رکھنی چاہئے خواہ جبیز ہی مل جائے۔

• (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی قادیانی مبلغین کو نصائح مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۰ء)

کی محبت بڑھتے انہیں جنون ہوگیا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیش گوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔
(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۶) احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت

لا الٰہ الا اللّٰہ احمد نور رسول اللّٰہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں اب آسمان کے نیچے اللہ کا دین میری تابعداری ہے اور اللہ کا مخاطب رسول زندہ موجود دنیا پر میں ہوں۔ میرا مان لینا اللہ کا دین ہے اور میرے خلاف اور نہ مان لینا اللہ کے دین سے اخراج ہے اور دنیا پر میرا وقت رسالت کا ہے اور اللہ کے دین کی رسی صرف میرے اور رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ میری وحی اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ تمام انبیاء کی وحی اللہ سے ہے۔ میں اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہوں میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں اور قرآن ستاروں سے لایا ہوں۔
(الکل امۃ اجل ص۱ ص۲ مصنفہ احمد نور کابلی صاحب قادیانی)

سید احمد نور صاحب کابلی (قادیانی)........ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں۔ اور معذور اور بیمار آدمی ہیں۔ پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے۔
(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجۂ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۸ مورخۂ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۷) عبداللطیف قادیانی کی نبوت

چوں کہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اور اسلام کو ہر رنگ میں تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے اپنا نبی اور رسول اور امام مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے اور میرے دعویٰ کے دلائل کتاب خیتمۂ نبوت کے ذریعہ پانچ سال سے شائع ہو چکے ہیں لیکن میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت نے میرے

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیئے۔

(المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء
دافع البلاء ص۱۹ و ص۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) غلام محمد قادیانی کی نبوت

جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل خاموش گمشدہ معمولی و بے علم محض ہوتے ہیں۔ ایسا ہی میرا حال تھا میری زبان اور قلم وعظ کے لئے بہت کم اٹھتے میری تمام توجہ اپنے ذاتی فرائض منصبی کی تکمیل، اپنی ذاتی کمل اصلاح اور تلاش محبوب میں منہمک رہی اور جوں ہی کہ میں مراد کو پہنچ گیا تو ایک ہی لیلۃ القدر کی مشہور رات کے بعد میں بڑے شور وغل کے ساتھ غار حرا یا غار ثور سے باہر نکل آیا جس کی کوئی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ہی رات میں وہ عظیم الشان تبدیلی مجھ میں ظہور میں آگئی کہ میں عالم بھی ہو گیا مصنف بھی ہو گیا مقرر بھی ہو گیا۔ امام بھی ہو گیا۔ اور مصلح بھی ہو گیا۔ اور یہ سب کچھ علم وعمل کے اتحاد کے ساتھ ظہور میں آیا مجھے جس انجمن نے اپنی تجارت میں بطور کارندہ ملازم رکھا ہوا تھا وہ انجمن حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح عنقریب میری زوجیت میں بخوشی آنے والی ہے۔ ص۴

اس کے بعد میں خدائے واحد اسلام کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اور جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک اور خالق ہے۔ اس کے نام عزت وجلال کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ (مرزا صاحب کے) مندرجہ بالا تمام الہامات ومکاشفات میں تمام شاہانہ تصویر اور اس کے متعلقہ کاروبار میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور صرف میں ہی ان سب کا مصداق اور مدعی صادق ہوں .... میں خدا کے فضل سے (مرزا صاحب کے) ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء کے الہام کا بھی مصداق ہوں

چوں کہ اس شخص (چراغ دین) نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارہ میں شاید ایک یادداشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوی جو اس کے حاشیہ میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔

اب جو رات اس شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرا دے اور قرآن و انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم (غالباً مرزا صاحب) کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلا دے۔

یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہی۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں وجیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے اسی طرح اس جگہ بھی (یعنی قادیان میں) ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلا دے۔

نفس امارہ کی غلطی نے اس (چراغ دین) کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔

(۲۰) عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت

فی زمانہ حضرت غلام احمد مجدد چودھویں صدی نے علوم ظاہری سے تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ ظاہر کرکے رازِ تصوف میں مرتبۂ شہود کا سبق پڑھایا دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دی۔ انہیں کے خادم اس عاجز مامور من اللہ کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی کرتے ہوئے دنیا کو دین کے رنگ میں لانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ام العرفان ص۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفۂ آسمانی کا نزول فرماکر سلسلۂ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گذرتا ہے خاکسار خدا سے وحی پاکر اس کام کو انجام دے رہا ہے۔

(ام العرفان ص۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

ناظرین! یہ وہی تفسیر کبیر ہے (یعنی تیماپوری صاحب قادیانی کی تصنیف جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک رویا (خواب) میں دیکھا ہے۔ آپ کے ملفوظات کے سنہری جوغہ کو شیطان لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کے لئے لے بھاگا تھا۔ یہ خاکسار شیطان سے چھین کر واپس لایا۔ اس کی تعبیر خود حضرت (مرزا) صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ تفسیر ہمارے (مرزا صاحب کے) لئے موجب عزت و زینت ہوگی۔ الحمدللہ اس تفسیر مبارک سے حضور کی رویائے صادقہ روحانی و جسمانی طریق میں مجسم بن کر پوری ہوئی۔ یہ خاکپائے غلامان رسول اللہ آپ ہی کے اتباع کی برکت سے مردگی سے زندہ ہوکر ایک قاش عرفان الٰہی عشق و نبوت محمدی کی آپ ہی کے ہاتھوں سے کھایا ہے۔ جس کی خوش خبری براہین کے حاشیہ در حاشیہ ص۲۴۵ میں دی گئی ہے اور اس عاجز کی زندگی کے ساتھ دین اسلام کی ترو تازگی و ترقی منظور الٰہی ہے۔ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی صداقت زور آور حملوں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوگی (اتنی عجیب باتیں لکھنے والا)

جو حسب ذیل ہے۔
خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔ ۳۰/۵۔ ۰۶۔ ۱۹ (صـ ۲۵)

خلیفہ جماعت قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کے نام مخصوص آسمانی چھٹی
آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی روحانی فرزندیت میں آسمانی بابرکت مصلح موعود و قدرت ثانی کی آسمانی خلافت و ماموریت کا دعویٰ ہے جس کے مقابل آپ کو حضور کے جسمانی فرزند ہونے اور زمینی مصلح موعود و زمینی خلافت کا بغیر مخصوص وحی اور روح کے دعوے ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
لیکن آپ نے معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی معمولی انسان خیال کر کے تکبر سے منہ پھیر لیا ہوا ہے۔ جس میں آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا اور جواب دیا بلکہ اپنے محسن باپ کو ٹھکرایا اور جواب دے دیا جس کی شاہی گدی پر آپ زبردستی بیٹھ کر ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں۔۔۔۔۔ میری طرف سے اس لاپرواہی کی سزا میں آپ کے سردست طرح طرح کی ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔۔۔۔ جن سب کا تعلق صرف میری ذات سے ہے جس کی اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے کام کو ٹھنڈا کر دیا جانے والا ہے۔ (صفحہ ۱۰)
پس میں ہی بشیر الدولہ اور قطعی بہشتی ہوں جس نے اپنے آپ کو گذشتہ دوشنبہ کی ۲۷ ماہ رجب ۱۳۵۳ھ میں شب معراج میں شجرۃ المنتہیٰ پر شدید القویٰ کی مخصوص وحی و قرب کے ساتھ آسمان روحانیت کی جنت پر دیکھا ہے۔ (صـ ۱۰)

(رسالہ نمبر ہشتم منجانب شیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند ارجمند مسیح موعود و مہدی مسعود سلطان القلم ممبر مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس مدینۃ المسیح لاہور)

درجہ پیدا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح احمد از روئے تولد روحانی مظہر جمال تھے آپ کے وجود میں جمال کا غلبہ زیادہ تھا اور جلال اس میں پوشیدہ تھا۔ اس معنے کر جمالی رنگ میں آپ کا تولد ہوا۔ اور یہ عاجز آپ کے پیچھے اور ساتھ میں مرتبہ جلال و جمال پر تولد پاکر خاتم ولایت محمدی ہوا ہے "از اول تا آخر نسبت دارد"، کا دورہ پورا ہو کر قدرت ثانی کا دوسرا دور دور محمدی کا آغاز ہوا۔ یہ مرتبہ ظل رحمانی ہے۔ مرتبہ راز اللہ ہی اللہ ہے۔ خدا ہی جانے کیا سے کیا ہونے والا ہے (مولوی تیماپوری صاحب کا مرزا صاحب سے غالباً مرتبہ بلند ہونے والا ہے اور اس میں بھی مرزا صاحب ہی کا نام روشن ہونے والا ہے جیسا کہ خود مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور جس کے شاگرد استاد سے بازی لے جائیں اس کی استادی کا کیا کہنا۔ استادوں کا استاد نکلا۔ بہر حال تیماپوری صاحب بھی مرزا صاحب سے کچھ کم حوصلہ مند نہیں ہیں۔ کامیابی ناکامیابی قسمت کی بات ہے۔ للمولف)۔

(تفسیر آسمانی سبعًا من المثانی حصہ اول ص۶۷-۶۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

عبداللہ صاحب پر قادیانی فیضان کا دریا بھی خوب سیلاب آیا آپ کی تصانیف بھی کثیر ہیں منتخب یل میں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) ام الفرقان ۔۔۔ (۲) ارشادات آسمانی
(۳) طوفان کفر میزان حشر ۔۔۔ (۴) شان نور خداوندی
(۵) تفسیر آسمانی حصہ اول دوم ۔۔۔ (۶) صحیفہ آسمانی۔ الہامات الٰہی مہدی موعود
(۷) توحید آسمانی ۔۔۔ (۸) حقیقت وحی اللہ۔ صداقت کلام اللہ
(۹) قدرت ثانی، مرسل یزدانی ۔۔۔ (۱۰) تقدیر آسمانی، تدابیر انسانی
(۱۱) شناخت آسمانی ۔۔۔ (۱۲) انجیل قدسی
(۱۳) رحمت آسمانی ۔۔۔ (۱۴) راز آسمانی
(۱۵) محاکمہ آسمانی ۔۔۔ (۱۶) خلافت آسمانی
(۱۷) تبلیغ آسمانی ۔۔۔ (۱۸) نہج المصلی
(۱۹) فرامین اسلام ۔۔۔ (۲۰) انجیل و قرآن کا مقابلہ

(تفسیر آسانی سبعًا من المثانی مولفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی ملخصاً)

اسی تفسیر کے سلسلہ میں تیماپوری قادیانی صاحب الرحمٰن الرحیم سے نکتے پیدا کرتے ہیں جس کی مرزا صاحب داد دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کردن خویش آمدن پیش۔ بغور ملاحظہ ہو!۔

رحمٰن و رحیم۔ یا باسم محمد و احمد۔ یہ ایک تخم کی دو پھانک ہیں۔ یہ دونوں شقوں کے درمیان سے نور اللہ کا موڑ بذریعہ عشق نکلا۔ پھر نیاز کی زمین سے ناز کا درخت بلند ہوا۔ اس کی شاخیں آسمان سے جالگیں۔ اس کی ایک شاخ وڈالی میں توحید کے خوشنما پھول لگے۔ یوں وحدت کثرت میں آکر اپنا جلوہ دکھائی۔ اور استعداد زمانہ کی وجہ سے وحدت الوہیت کا تاج کثرت کے سر پہ رکھا جاتا ہے۔ تو خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے چوں کہ وہ ذات اپنی الوہیت میں شرکت پسند نہیں کرتی۔ لہذا اس کی اصلاح کے لئے امور من اللہ آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ حضرت مسیح ناصری کو خدا کے نادان بندوں نے اس کی خدائی میں شریک گردانا ہمیشہ کے مسیح کو زندہ مانا حقیقی پرندوں کے پیدا کرنے والے مردوں کو جلانے والے یقین کرلیا۔ اس مشرکانہ عقیدت کو مٹانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے ایک برگزیدہ غلام احمد کو مسیح احمد بنا کے بھیجا پھر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پھر وہی بادشاہ زمین و آسمان نے اس عاجز کو چن لیا۔ تاکہ بعد آور حملوں سے غلام احمد کی سچائی کو ظاہر کرے۔ اور اس کے ذریعہ سے بذریعہ الہام ایک نور حق کے آنے کی پیش گوئی بھی سنائی جو اس عاجز کے وجود سے پوری ہوئی ہے! دہ گیا!۔

وجاءك النور وهم افضل منك (یعنی آئے گا تیرے پاس ایک نور اور وہ تجھ سے بھی افضل ہوگا) اس نور کی بزرگی میں بطور استعارہ یہ الہام نازل ہوا۔ کان اللہ نزل من السماء۔ یہ مرتبہ خاتم ولایت محمدی کی طرف اشارہ ہے اور الہام "دپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد" میں ظاہر ہونے والے راز کو کھولا ہے غرض ایک وجہ سے مرتبہ احمدیت مرتبہ محمدیت کا ظل ہے۔ اور ایک وجہ سے مرتبہ محمدیت مرتبہ احمدیت کا ظل ہے۔ ...... لہذا آپ (مرزا صاحب) خاتم ولایت احمدی ہوئے اور اس عاجز کے وجود سے یہ کشف مرتبہ نازر وحانی میں ظل رحانی کے

اسی طرح حضرت صاحب نے جو پیش گوئی کی وہ بھی بلا تاویل ہے اور اس وقت اس پیشگوئی کے سننے ہوئے لوگ کافی موجود ہیں اور صاف الفاظ میں ہے۔ ایک مدت حمل میں ظاہر ہوگا جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئے کہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ میں ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں احمدیوں پر حجت ہے اگر میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے۔ یہ قطعی فیصلہ ہے اس سے بھاگنا اور بے بنیاد اعتراض کرنا ایمانداری نہیں۔ اور کوئی کج طبع آدمی اسکی مخالفت بھی کرے گا تو وہ انشاء اللہ چند روز میں پکڑا جائے گا۔

(خادم خاتم النبیین ص۲ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۲) مرزا قادیانی صاحب کی پیشگوئی

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک نامور قریب میں پیدا ہونے والا ہے یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا۔ وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے وہ ایک عظیم الشان انسان ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مرزا صاحب نے جب یہ اعلان کیا تھا۔ رجب کا مہینہ تھا ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء تھی۔ گویا انہوں نے فقیر کی پیدائش کی تاریخ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بتائی تھی۔

ان کل بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۴ رمضان بروز دوشنبہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۷ جون ۱۸۸۶ء ہے۔ یہ تاریخ اسکولوں اور دفاتر میں بھی لکھی ہوئی ہے۔۔۔۔ کوئی آج کی بنائی ہوئی تاریخ نہیں ہے۔ اور رشد کا زمانہ چالیسویں سال میں آتا ہے اسی لحاظ سے مرزا صاحب نے میرے ظہور کی تاریخ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء بتائی ہے۔ ویسا ہی ہوا ہے۔

(خادم خاتم النبیین ص۱۶ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اب حق آگیا۔ اس کی طرف حضرت (مرزا) صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ ہو۔ تم سب مل کر کام کرو۔ اس کے بعد اس کی اتباع کرنا اسی میں نجات ہے۔ اس کام کے ظہور کے لئے اپنی جماعت میں رات دن دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔ ۵

عید مناؤ اے احمدیو سب مل کر منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا

(۲۱) گل تازہ شگفت

اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا اگر میاں (محمود احمد) صاحب کے مامور ہونے کا انتظار ہے تو وہ بالبداہتہ غلط ہے۔ پہلے تو اسی بنا پر غلط ہے کہ مامور کبھی ایک بر سر جماعت کا خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ کیوں کہ مامور کے ساتھ ہونے والوں کو ایمان بالغیب اور امتحانات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور سوائے اس کے حضرت (مرزا صاحب) نے یوسف موعود کے لئے نطفہ اور علقہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ معمولی انسان ہوگا تمہاری نظر میں دھوکا کھا جائیں گی۔ اور یہی سنت اللہ ہے ...... ایسی صورت میں نہ خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ مولانا محمد علی صاحب اور نہ میاں (محمود احمد صاحب) یہ کل مشہور انسان ہیں۔ اگر یہ لوگ اس کام کے لئے مامور ہو جائیں تو خدا کی سنت میں فرق آتا ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہ اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتلا کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کیا۔ ”دیر آمدہ زراہِ دور آمدہ“ کا وعدہ پورا کیا۔ اس کا تفصیل وار ذکر آئندہ آئے گا۔

ہر لفظ پیش گوئی کا فقیر پر چسپاں ہوتا ہے پہلے تو یہ نشان کہ وہ نطفہ علقہ کی طرح ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگوں کی نظر دھوکا کھائے گی۔ وہ اس طرح کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی میرا یہ حال ہے کہ میں حد درجہ کا کمزور پیدا ہوا تھا۔ رونے کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ والد نے کہا کہ یہ بچہ کیا جیتا ہے۔ گھوڑے پر پھینک دو۔ والدہ نے کہا کہ ابھی جان ہے ذرا ٹھیرو۔

...... اللہ جماعت احمدیہ سے کام لینا چاہتا ہے۔ ان میں مخلص لوگ کثرت سے ہیں ......

اللہ اس جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ پھر دوبارہ فضل ہوا ہے حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی روح حق پاکر کھڑا نہ ہو سب مل کر کام کرو۔ اس روح حق والے کی طرف ہو جاؤ اور وہ صدیقی رنگ میں ہے نطفہ اور علقہ کی طرح بے حقیقت نظر آئے گا سو دھوکا نہ کھانا غرض اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین ص۲۱ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

گئیں تو وہیں ڈالی گئیں جہاں فقیر تکیہ لگایا تھا فقیر بیٹھا ہوا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اور خدائے قدیر کے احسان کا مزا اٹھا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتب زبان حال سے یہ پکار کر کہہ رہی ہیں۔ اے صدیق۔ قادیان والوں نے ہمارے الفاظ کے غلط معنی کر کے دنیا میں دھوم مچائی ہے۔ ہم آپ کے پاس فریاد لائے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا والآخرۃ۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ ۳۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۵) ایک قادیانی یوسف

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں ..... دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی بشارت میں مجھے بار بار یوسف کیوں کہا گیا۔ یہ قصہ طول ہے مگر بہت عجیب اور بڑی حقیقت ہے۔ خدا کے الفاظ کس طرح پورے ہوتے ہیں صاحب دل جانتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی خصوصیات میں سے پہلی خصوصیت زلیخا کے مقابلہ میں آپ کی عصمت ہے۔ دوسرا آپ کا حلم ہے تیسرا آپ کا عفو کا مادہ ہے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حلم یوسف اس کمال کا دیا ہے کہ اگر واقعات بیان کروں تو ایک دفتر ہو جائے ..... اب رہا عصمت کا معاملہ۔ ایسے تو کئی موقعے ہوئے ہیں (جن سے یوسف موعود صاحب ہی واقف ہیں۔ للمؤلف) مگر ایک واقعہ جو ہمارے خاندان میں مشہور ہے بہت عجیب ہے یوسف زلیخا کے قصہ سے بھی اہم ہے اس کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اس میں اس بات کی ضرور احتیاط کروں گا۔ کہ یہ راز اس وقت کھلنے پر فساد کا باعث نہ ہو جائے کیوں کہ وہ عورت جس سے میرے نفس کی آزمائش کی گئی۔ وہ اب غیر کے قبضہ میں ہے ایک وقت آئے گا کہ یہ قصہ عام ہو جائے گا تب اس کا جواب دار میں نہیں ہوں۔ اب یہ بات صرف ہمارے خاندان تک ہی محدود ہے ... غرض وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنی ہوئی پھول اور عطر میں بسی ہوئی رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لیٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ وہی لڑکی ہے شیطان کے پورے قبضے ہو چکے تھے صرف اس غفور الرحیم خدا نے مجھ پر رحم کیا کہ میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی۔ وہ اور بھی نزدیک ہوئی۔ میں اٹھ کر

(خادم خاتم النبیین ص۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میری اس ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ موعود میں نہیں ہوں۔ تو دوسرا کوئی پیش کرے۔

(خادم خاتم النبیین ص۱ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۳) تین کو چار کرنے والا

(۱) میں بھائیوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں اور بہنوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں چھوٹوں میں بھی چوتھا ہوں اور بڑوں میں بھی چوتھا ہوں۔

(۲) پیدائش کی گھڑی چوتھی ہے۔ دن چوتھا ہے تاریخ چوتھی ہے۔ صدی بعد ہزار کے چوتھی ہے۔ سال چوتھا ہے یعنی ۴ رمضان پیر کا دن ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوا۔

(خادم خاتم النبیین ص۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۴) قادیانی نشان

۱۹۲۶ء جولائی کے ماہ میں جب میں قادیان گیا ہوا تھا وہاں بھی اللہ تبارک تعالیٰ نے بطور نشان بے موسم بارش بھیجا (جولائی میں بارش تو واقعی سراسر بے موسم تھی۔ للمولف) وہ اس طرح کہ ایک رات کے اندر اطراف قادیان کے تالاب ہو گیا ٹیٹم اور ٹانگے بند ہو گئے اور کم سے کم پانی راستہ پر ران برابر ٹھہرا تھا۔ لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ شاید ہی کسی زمانہ میں ایک رات میں اتنی بارش آئی ہو۔ اور اس بارش میں مزید نشان یہ ہوا کہ قادیان کا مشہور کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب کتب ہیں ایک حصہ دیوار مع چھت گر گیا۔ اور رات کا وقت تھا۔ بارش زور کی تھی۔ کوئی شخص خبر نہ لے سکا۔ آخر صبح تک تمام الماریں کیچڑ میں لدی ہوئی۔ تمام کتابیں بری طرح بھیگی ہوئی۔ صبح یہ نظارہ اپنے زبان حال سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ جو کتب خانہ قادیان کی علمیت کے فخر کا باعث تھا چن بسویشور کے تصرفات نے اس علم پر پانی پھیر دیا لطف یہ کہ وہ کل کتب دوپہر کے وقت جب دھوپ میں کھول کر ڈالی

زلیخا بجائے والدہ پرورش کی تھی یہاں مقابلہ کی زندگی۔
زلیخا غیر کی منکوحہ یہاں غیر کی منسوبہ درحقیقت اپنے نام کی۔
وہاں دن کا وقت یہاں رات کا وقت۔

اس واقعہ کے بعد پھر میرے دل میں نفس کے جذبات بکلی ٹھنڈے ہو گئے۔
دوستوں نے اور عزیزوں نے جب یہ واقعہ سنا میری ہمت پر آفریں کہا۔
(خادم خاتم النبیین ص۵ لغایتہ ص۶۶ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۶۱) ورلسنبت اور چن بسویشور

مختصر حال یہ ہے کہ یوں تو فقیر ۱۹۱۰ء میں بھی قادیان گیا تھا۔ اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔

(خادم خاتم النبیین ص۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور قادیان پہنچا اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا۔ اور ان کا عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا۔ دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا۔ وہاں سے نکلا بیعت فسخ کر دی اور لگاتار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا اور بڑے شد و مد سے کام کیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دعا کو سنا۔ اور ان کی (یعنی قادیانیوں کی) جماعت کا منتظر موعود بنا دیا۔ اس سے وہی کام محض اپنے روحانی تقاضہ کے ماتحت لے رہا ہے جو اس سے پیشتر بزرگان دین سے کام لیا تھا۔ اور کثرت سے نشانات ظاہر کئے اور قدرت کو کمال درجہ پر ہمارے ساتھ کر دیا۔

(خادم خاتم النبیین ص۲ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں اس فاضل اجل کی ہر لعنت ملامت کو اطمینان سے سنتا رہا جب وہ مجھے دنیادار سمجھ کر ریاست کابت سامنے لائے۔ میں فوراً سیدھا ہو گیا اور کہا کہ دوات قلم لاؤ۔ میں ابھی

اس کو دھکیل دیا اور وہ لڑکی اپنے حجرہ میں چلی گئی .... جب رات کے دس بجے میں کھانا کھا کر دیوان خانہ میں سونے کے لئے گیا۔ وہاں اس لڑکی کے چچا نے مجھے بلایا اور سٹرک پر لے گئے۔ وہاں ان کے والد کھڑے تھے۔ میں حیران تھا کہ کیا سوال ہوگا۔ جب دونوں ملے تو چچا نے کہا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے لئے ہوا۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ میرا خط ملا ہوا ہے۔ میں نے کہا واقعی بات ٹھیک ہے۔ بی بی کہتی تھی کہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ کی مراسلت ہم کو مل گئی۔ اس وجہ سے زہر کھایا ہے جب میں نے یہ بات سنی فوراً ہی اپنی بریت کی کوشش کرنا چاہا۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ میری نیت بری ہے۔ میں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پنجشنبہ کی رات کو بی بی دو بجے میرے گود میں آ کر سوگئی مگر خدا نے رحم کیا کہ مجھے بچایا۔ یہ بھی میں نے آپ سے اس وجہ سے کہا کہ میں ایک کنواری لڑکی کی طرح حیادار ہوں۔ میری عصمت پر دھبہ آتا ہے اس وجہ سے میں نے اظہار کیا ہے۔ غرض دوسرے دن وہاں سے نکل گیا۔ رفتہ رفتہ پھر یہ واقعہ عام ہونے لگا۔ اسی مماثلت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کے الہام میں وکذالک مننا علی یوسف نصرف عنہ السوء والفحشاء آیا ہے۔ اور آپ نے آخر زمانہ میں یہ لکھا ہے:۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو اپنے یوسف کی مجھے گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غرض اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں صرف یوسف علیہ السلام کا ذکر رہنے کی وجہ سے اس کو احسن القصص کہا ہے ...... اور اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو اس خوبی کے باعث مراتب دئے۔ ..... جس وقت فقیر کے نفس کی آزمائش کی جارہی تھی اس وقت اس عورت کی عمر (۱۷) سالہ اور میری عمر (۳۰) سالہ تھی۔ یہ واقعہ بعض وجوہات سے یوسف زلیخا والے واقعہ سے اہمیت زیادہ رکھتا ہے وہ اس طرح کہ:۔

زلیخا بوڑھی	یہاں جوان
یوسف غلام	یہاں آزاد
عزیز مصر کا خوف	یہاں کوئی خوف نہیں۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ ایسا شخص عقائد میں غلطی پر رہے گا اس کی اصلاح صدیق دیندار چن بسویشور سے ہوگی۔ اور صاف لکھا ہے کہ ویرسنبت (اولوالعزم محمود) قرآن کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرے گا..... اور لکھا ہے کہ چن بسویشور کے عقائد درست رہیں گے۔ اور چن بسویشور کے ذریعہ سے ویرسنبت کے عقائد کی اصلاح ہوگی۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

فقیر (صدیق دیندار چن بسویشور) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد صاحب ویرسنبت خلیفہ قادیان) ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑے بشارتیں والا ہے ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین دیباچہ صفحہ مورخہ یکم جون ۱۹۲۶ء مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اے جماعت احمدیہ کے فرلیں اور دانشمند لوگو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ نسبت دوسرے فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے اس امانت کو ضائع مت کرو۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ میں داخل مت ہو چن بسویشور اور ویرسنبت کو اللہ تعالیٰ نے صرف خدمت خاتم النبیین کے لئے انتخاب کیا ہے۔ چوں کہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں۔ وہ میرے ساتھ ہو ناضرور ہے ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی ہے جیسا میرا انتظار تھا ہم دونوں کا وجود ہی دکن کی قوام پر ہے۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ ۱۶ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بنا پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں گو لاہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو میری سمجھ میں نہیں آتا جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیا۔

لکھ دیتا ہوں۔ ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں کہ میں پکا قادیانی ہوں۔ کاغذ لے کر ذیل کی تحریر لکھ دی :۔

صدیق دیندار چن بسویشور پکا احمدی ہے قادیانی سلسلہ قادیان سے میاں محمود نے جو جاری کیا ہے اس کا سخت دشمن ہوں۔ اور عقائد جو میاں محمود نے جاری کئے ہیں ان کی بیخ کنی کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ صدیق دیندار چن بسویشور۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ ۳۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اس بات کی گواہ تقریباً تمام وکن کی اقوام ہیں ان کی عبارتوں میں یہ بات چلی آرہی ہے کہ پہلے ویر بسنت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہوگا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہوگی۔ لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے دور کرنے کے لئے چن بسویشور (صدیق دیندار) ظاہر ہوگا۔ ان بزرگوں نے ان دونوں وجود کی جو تاریخ ظہور و نشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید کردے تو میں ہر شرط منظور کرنے کو تیار ہوں۔ گویا پیشگوئیوں نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے بتادیا ہے کہ یہ چن بسویشور ہے اور یہ ویر بسنت۔ چن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہوا ہے صرف اب ویر بسنت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا ویر بسنت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کردے۔ تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔

ویر بسنت (اولوالعزم محمود) والی ایک علیحدہ کتاب تیار ہے اس میں تفصیل وار بیان ہے......... ان نشانات کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں۔ مگر اب میں جماعت قادیان اور تمام عالم سے سوال کرتا ہوں کہ ادھر قدیم کتب اولیاء میں یہ پیشگوئیاں موجود اور ادھر وہ موعود انسان (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) موجود ہے۔ پھر آپ کو شک میں ڈالنے والی وہ کونسی چیز ہے۔ ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے۔ یہ ویر بسنت مسلمانوں کو قرآن کریم کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتلائے گا۔ اور ایشور اوتار جس کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں ان کی ہتک کرے گا۔

فصل سیویں

خاتمہ

(۱) ابتلاء کی حقیقت

قرآن کریم کی تو ماشاء اللہ یہ شان ہے کہ :-

فلا اقسم بما تبصرون ٥ وما لا تبصرون ٥ انه لقول رسول کریم ٥ وما هو بقول شاعر قليلا ما تؤمنون ٥ ولا بقول كاهن قليلا ما تذكرون ٥ تنزيل من رب العلمين ٥ (پارہ ۲۹ رکوع ۷)

ترجمہ :- جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیز تم کو نہیں دکھائی دیتی ہم سب کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ (قرآن) بلاشبہ کلام (الٰہی) ہے ایک معزز فرشتے کا (لایا ہوا) اور کسی شاعر کی (بنائی ہوئی) بات نہیں ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ یہ (کسی حاضراتی) عامل کے تکے ہیں (مگر) تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو (یہ) پروردگار عالم کا اتارا ہوا (کلام) ہے۔

قرآن کریم میں کلام الٰہی اس درجہ خالص اور اس درجہ مخلص ہے کہ کسی التباس کا امکان نہیں۔ یہ خصوصیت کس شان سے واضح کی جاتی ہے۔ اللہ اکبر :-

ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين فما منكم من احد عنه حاجزين (پارہ ۲۹ رکوع ۶)

ترجمہ :- اور اگر (پیغمبر اپنی طرف سے) ہم پر کوئی بات بنا لاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیتے۔ اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس (بات) سے نہ روک سکتا۔

غرض کہ قرآن کریم وحی محض ہے۔ ایک نقطہ بھی زائد نہیں ہے اور کس طرح ہو سکتا ہے

(خادم خاتم النبیین ص۳۰۰ مصنفہ بصدیق دیندار صاحب جن بسویشور)

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے اور حال میں ایک خط قادیان سے آیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی دہلی میں دیوان میسور سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا .... بہر حال آپ کام کرتے جاویں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے۔

مزید براں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہا کریں۔ والتسلیم۔

دستخط عبدالرحیم نیر

نائب ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

مہر قادیان

(خادم خاتم النبیین ص۳۰۱ مصنفہ بصدیق دیندار صاحب جن بسویشور)

ترجمہ:- کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو کہ موت کی بے ہوشیوں میں پڑے ہیں۔ اور فرشتے (ان کی جان نکالنے کے لئے ان پر طرح طرح کی) دست درازیاں کر رہے ہیں (اور کہتے جاتے ہیں) کہ اپنی جانیں نکالو۔ اب تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس لئے کہ تم خدا پر ناحق (نارَوا) جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سن کر ان) سے اکڑا کرتے تھے۔

دراصل یہ شدید ابتلا ہے جس سے جیتے جی نکلنا بہت دشوار ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں تو الٹا عروج نظر آتا ہے تعظیم ہوتی ہے تکریم ہوتی ہے نعمتیں ملتی ہیں عزت بڑھتی ہے۔ شہرت بڑھتی ہے۔ یہ آثار بظاہر تائید الٰہی نظر آتے ہیں۔ صداقت کی دلیل مانے جاتے ہیں چنانچہ اس باب میں قرآنی تنبیہ ملاحظہ ہو:-

فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربی اكرمن (پارہ ۳۰ رکوع ۱۴)

ترجمہ:- لیکن انسان (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کا پروردگار (اس طرح پر) اس (کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے۔ تو وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تکریم کرتا ہے (حالانکہ وہ اس کو ابتلاء میں ڈالتا ہے)۔

یہ نکتہ کہ اصل مدار ایمان پر ہے۔ محض آثار سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ بہت نازک اور اہم ہے۔ علم ناقص ہو تو آثار میں بہت فریب اور گمراہی کا امکان ہے بڑی تباہی کا اندیشہ ہے۔ خیر کی شکل میں جو ایمان کی آزمائش ہوتی ہے وہ شر سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کہ اس کی فہم اور اس کی شناخت کے واسطے اعلیٰ بصیرت درکار ہے ورنہ ضلالت ہے۔ ادبار ہے۔ چنانچہ اس فتنہ کی بھی تنبیہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ونبلوكم بالشر والخير فتنة والينا ترجعون (پارہ ۱۷ رکوع ۴)

ترجمہ:- اور ہم تم کو بری اور بھلی حالتوں میں (رکھ کر) آزماتے ہیں اور (آخرکار) تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

پس کیسا ابتلا ہے۔ کیسا فتنہ ہے کہ کوئی آیات الٰہی کی تکذیب کرتا رہے اور ترقی کرتا رہے نصیب کھلتا رہے۔ مہلت پاتا رہے۔ اسی پر اتراتا رہے۔ کیسا سخت جال ہے۔ ٹوٹنا محال ہے والذين كذبوا بايتنا سنستدرجهم من حيث لا يعلمون ۝ واملی لهم ان كيدی

جب کہ خاتم النبیین رحمۃ للعلمین بالمومنین رؤف رحیم ؐ جیسے نبی کو تنبیہ ہو کہ جبروت و کبریائی سے دل کانپ اٹھے اور اس کے سوا کس کا حوصلہ ہے جو اس خطاب کا تحمل ہو۔ وہی ہے جو صاحب معراج ہے صاحب کوثر ہے اس پر عرش سے فرش تک صلوٰۃ و سلام جاری ہے۔ اور اسی کی شان ہے۔ ورفعنالك ذكرك (پ ۳۰) وانك لعلى خلق عظيم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لیکن کچھ لوگ ایسے ظالم ضرور ہوئے اور ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ان کی خبر دی گئی ہے۔

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل الله (پارہ ۷ رکوع ۱۷)

ترجمہ:۔ اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور نیز جو کہے کہ میں اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا۔

اس آیۃ میں ظلم کے تین مدارج بیان ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ پر جھوٹ لگائے یعنی اس کے کلام سے ایسی باتیں نکالے جو اصل حقیقت کے بالکل خلاف ہوں۔ دوسرے یہ کہ وحی کا اعلان کرے۔ حالانکہ وحی کی اس کو ہوا بھی نہ لگے۔ نہ معلوم کس مغالطہ میں مبتلا ہو کر ایسا دعویٰ کرے۔ اور سب سے بڑھ کر آخری ظلم یہ کہ اپنے کلام کو قرآن کے مساوی اور ہم پایہ سمجھے۔ مثلاً فصاحت میں بلاغت میں اعجاز میں۔ اور اس کو قرآن کی طرح قطعی حجت قرار دے۔ اپنے واسطے اپنے متبعین کے واسطے۔

جیتے جی تو ان گمراہوں کو کچھ پتہ نہ چلے گا کہ کس حال میں مبتلا ہیں۔ لیکن مرتے وقت جب حقیقت کھل جائے گی اور عجب مار پڑے گی نعوذ باللہ چنانچہ مذکورہ بالا آیۃ کے سلسلہ میں ہی مندرجہ ذیل آیۃ بہت عبرت آموز ہے۔

ولو ترى اذ الظلمون فى غمرات الموت والملئكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكنتم عن اياته تستكبرون ۔ (پارہ ۷ رکوع ۱۷)

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصلی حقیقت عیاں ہو جائے سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو ایما ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا چنانچہ قادیانی دعووں کا قرآنی جواب ملاحظہ ہو۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون وستردون الی عالم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون ۝ واخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبہم واما یتوب علیہم واللہ علیم حکیم ۝ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المومنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ط ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشہد انہم لکذبون ۝ (سورۂ توبہ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتا دیگا کہ جو تم کر رہے تھے اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے۔ اللہ کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنھوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے۔ اور اب قسمیں کھانے لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔

کیا دعوے ہیں۔ کیا حقیقت ہے۔ کون کاذب ہیں۔ گویا تصویر کھینچ کر آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اس پر بھی آنکھیں کھل جائیں تو بہتر ورنہ مایوسی ہے۔

نعوذ باللہ من ذلک۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (۲۸)

تمت بالخیر

متین۔ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)
ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہم اُن کو سہج سہج پکڑیں گے ایسے محل پر کہ ان کو علم بھی نہ ہو۔ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں۔ بیشک ہمارا داؤ بہت پکا ہے۔
اللہ تعالیٰ ابتلا اور فتنہ سے محفوظ رکھے خاص کر جب کہ وہ تکریم و تنعیم کی شان میں ہو اور نمود خیر کی شکل میں ظہور کرے، خوب مہلت پائے، مخلوق کو پھنسائے۔ رب کی عاقبت گنوائے کیسا سخت وبال ہے۔
ہدایت سب سے بڑی نعمت ہے اور ضلالت سے ہر آن پناہ مانگنے کی ضرورت ہے حتیٰ کہ اس دنیا سے با ایمان رخصت ہو۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

(۲) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان کو قرآن شریف میں اپنے لئے بہت سے مبشرات نظر آتے ہیں اور وہ بڑے شد و مد سے کتابوں میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ دعوے دیکھ کر ہم نے بھی ایک خاص وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اس بارے میں قرآن کریم سے حقیقت حال دریافت کی تو عجب پتہ کا جواب ملا۔ سبحان اللہ۔ ناظرین اس کے محل و مصداق پر غور فرمائیں۔
کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی خوب سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں تمام مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں رشتے ناتے غمی شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت و رسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں جن سے ایمان لرز جاتے ہیں یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا الٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

ضمیمۂ اوّل

قادیانی جماعت

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃ للعالمین بالمؤمنین رءوف رحیم

قادیانی جماعت

کی

کاوش و نازش

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے　　دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

تمہید۔ کچھ عرصہ سے قادیانی صاحبان اس ناچیز پر خاص توجہ فرما رہے ہیں چنانچہ چند ماہ قبل "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" کے عنوان سے ایک رسالہ شایع کیا تھا۔ حال میں "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس عنوان سے دوسرا رسالہ نکالا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ طبیعت بدمزہ اور مزاج بہت برہم ہے۔ اس ناچیز پر عتاب خوب گرم ہے لیکن ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں　　ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

قادیانی صاحبان کو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ اس ناچیز کو قرآن و حدیث اور تصوف سے مس نہیں (گویا کہ خود ان کو بڑا عبور رہے) اسے اپنی بے بضاعتی کا بھی اعتراف ہے (حالاں کہ ان کو اپنی علمیت کا بڑا دعوےٰ ہے) اس نے قادیانی کتابیں بھی نہیں پڑھیں (اگرچہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ ناقابل فروخت ہوں) اس کی تقریر بالکل بے اصل تھی (اگرچہ اس نے ہلچل ڈال دی) اور اس کی تالیف ناقص ہے (اگرچہ وہ جناب مرزا صاحب کے ارشادات کا مرقع ہے) اور اس نے فساد پھیلا دیا (حالاں کہ اشتعال کا سلسلہ ان کی طرف

فہرست مضامین

کی تاکید کرتے رہے۔ اور فی الحقیقت اپنے لوگوں کے دل میں نفاق و منافرت بھرتے رہے کہ مسلمانوں میں باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ جدا ہو گیا۔ بیاہ شادی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ موت غمی کا ساتھ چھوٹ گیا۔ تمام کلمہ گو مسلمان جو ان کی جماعت میں شریک نہ نہ ہوں۔ کافر بن گئے۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

(۴) قادیانی تحریک کی اشاعت

قادیانی جماعت نے حیدر آباد کو اپنا خاص مرکز قرار دے کر اپنے مذہب کی اشاعت میں جو تدابیر اختیار کیں ان میں سے بعض بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:۔

مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستہ میں آنے والے شہروں میں فرصت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدر آباد پہنچ گئے ہیں۔ اور انھوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر صاحب وکیل (حال نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ) کے مکان میں کیا ہے جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۰ر تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی اور انہوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے اس طرح ان شاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ ۷۵ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء)

یہاں (حیدرآباد) میں ہم نے درس قرآن اور لیکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہے۔ اس میں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس شر سے محفوظ رکھا میں اسسٹنٹ رزیڈنٹ بہادر سے جا کر ملا۔ تمام سلسلہ کے حالات ان کو سنائے۔ ریویو انگریزی کے بعض پرچے دکھائے ٹیچنگ آف

سے قائم ہے) اور اس نے حیدرآباد کو بدنام کر دیا حالاں کہ ماشاء اللہ حیدرآباد کا نام دُور دُور تک روشن ہے) پھر بھی اس ناچیز کو قادیانی صاحبان سے شکوہ نہیں کیوں کہ وہ بھی فی الحال معذور معلوم ہوتے ہیں ؎

دیکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

پہلے رسالے نے اس ناچیز کو "قادیانی مذہب" تالیف کرنے پر مجبور کیا۔ اور دوسرے رسالے نے یہ رسالہ لکھوایا چہرے کی پاؤڈر دھل گئی حقیقت کھل گئی۔

خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دران باشد

قادیانی صاحبان اس ناچیز سے جس قدر ناراض ہوں۔ معذور ہیں۔ یوں بھی ان کو اپنی تنظیم اپنے پروپیگنڈے اور اپنے فنڈ پر گھمنڈ ہے۔ لیکن ع

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست

(۲) قادیانی تحریک کی آمد

قصہ یہ ہے کہ ابتدا میں قادیانی تحریک حیدرآباد پہنچی تو حضرت شیخ الاسلام مولانا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا زمانہ تھا۔ اول تو حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کی بڑی شخصیت تھی۔ دوسرے حضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب لاجواب افادۃ الافہام تصنیف فرما کر قادیانی مذہب کی پوری قلعی کھول دی۔ بغرض کہ فی الوقت اس تحریک کا سدباب ہو گیا اور کچھ عرصہ تک حیدرآباد میں اس سے امن رہا۔

(۳) قادیانی تحریک کا قیام

لیکن قادیانی صاحبان صرف موقع کے منتظر تھے حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پھر انہوں نے ہاتھ پیر نکالے۔ مگر اس مرتبہ بھیس بدل دیا مسلمانوں سے گویا محبت و رفاقت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور خوب میل جول بڑھایا حیدرآباد کا خلق و مروّت تو مشہور ہے قادیانی صاحبان کو موقع مل گیا۔ تبلیغ شروع کر دی بظاہر تو مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد

لکھ رہا ہوں ہم شہر گلبرگہ میں جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افسر صوبیدار (گورنر) ہیں جن کے مکان پر جا کر کتاب پہنچائی گئی۔ اور یہاں کے صاحب مجسٹریٹ کمشنر (تعلقدار) اور ڈویژنل جج اور لفٹنٹ افواج و دیگر عہدہ داران سے ملاقات کی گئی اور کتابیں دی گئیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائے گئے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جون ۱۹۱۵ء)

۱۳ر جون ۱۹۱۵ء مسافر بنگلہ نظام آباد (ریاست حیدرآباد دکن)

حضور والا ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۶½ صبح کے عاجز اور حضرت حافظ روشن علی صاحب صوبہ اورنگ آباد کے دورہ پر روانہ ہو گئے چنانچہ آج ضلع نظام آباد میں ایک بجے پہنچ کر جا سے آٹھ بجے شب تک حکام مقامی میں بعد ملاقات چار کتابیں تقسیم کی گئیں۔

(۱) جائنٹ مجسٹریٹ ضلع (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) تحصیلدار صاحب (۴) سپرنٹنڈنٹ جیل۔

۱۶ر جون۔ مسافر بنگلہ جالنہ حیدرآباد دکن

نظام آباد سے ضلع ناندیڑ روانہ ہوئے۔ یہاں بھی ڈپٹی کمشنری ہے۔ اوّل تعلقدار صاحب کے پاس جب پہنچے ہیں تو اکثر حکام ضلع وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعلقدار صاحب سے گفتگو ہوئی۔ آخر میں انہوں نے عدیم الفرصتی کے عذر سے کتاب لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اکثر حاضر الوقت حکام کو تعلقدار صاحب کے انکار کی اطلاع ہو گئی تھی اور پھر رات کے آٹھ بھی بج گئے تھے۔ اور حکام کو کتابیں نہ دی گئیں۔

۱۹ر جون ۱۹۱۵ء اورنگ آباد

جمعہ کے روز اکثر حکام وغیرہ کو کتابیں دی گئیں اور صوبہ دار سے بھی ملاقات کی گئی۔ عدیم اردو دانی کی وجہ سے انہوں نے تحفۃ الملوک نہ لیا۔

اسلام دی جعفرت مسیح موعود کے دعوے اور دلائل پر گفتگو کی۔ بہت توجہ سے سب باتوں کو سنا اور تحریری اجازت دی کہ ہم روزانہ وعظ اور لیکچر کر سکتے ہیں۔ اب وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن میں نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی۔ چند نوجوان طلبا بھی سامعین میں تھے۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۱۹ء)

۵) سرکاری عہدہ داروں پر خاص توجہ

تبلیغ کی ایک آسان اور کارگر تدبیر یہ ہے کہ قادیانی صاحبان پوری آزادی اور بے باکی سے اپنی کتابیں خاص اہتمام کے ساتھ سرکاری عہدہ داروں میں تقسیم کریں۔ اگر (خدا نخواستہ) پڑھ کر چکر میں پڑ گئے معتقد یا مرید ہو گئے تو کیا کہنا۔ دلی مراد پوری ہوئی۔ اور اگر رواداری یا آزاد خیالی کے بہانے مروتاً کتابیں قبول کرلیں تو بھی رعایا، برایا کو مرعوب کرنے کا کافی موقع مل سکتا ہے کہ جب بڑے بڑے عہدہ دار کتابیں قبول کریں تو پھر عامۃ الناس ان کو کیوں نہ پڑھیں۔ البتہ اگر کوئی عہدہ دار غیرت مند اور مآل اندیش واقع ہو۔ تقسیم کی چال سمجھ جائے۔ اور کتابیں لینے سے انکار کر دے تو پھر خموشی اولیٰ ہے۔ دبے پانوں وہاں سے چل دینا چاہئے کہ خواہ مخواہ ہوا خیزی نہ ہو۔ بہر حال سرکاری عہدہ داروں پر قادیانی صاحبان کا التفات ملاحظہ ہو۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

حافظ روشن علی صاحب بہمراہی سید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور حکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب شہر حیدر آباد دکن میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔

(قادیانی مبلغ حیدرآباد کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ ع مورخہ ۲۳ جون ۱۹۱۵ء)

حیدر آباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کر کے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں۔ آج جب کہ میں یہ رپورٹ

ہے اہل سنت والجماعت کا ایک معزز عالم اس کی صدارت کرتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی حاضرین میں کثرت ہے اہل سنت والجماعت بلکہ جمہور امت کے عقیدے کے مطابق قرآن سے بیان ہوتا ہے خاص و عام سب کی تشفی ہوتی ہے۔ کسی جدید مخالف فرقہ کا نام تک نہیں آتا کسی غیر کی طرف اشارہ تک نہیں ہوتا۔ لیکن جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی نمائندے صاحب موجود ہیں۔ تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں۔ عذر کیا جاتا ہے کہ مناظرہ اپنا مقصد نہیں منصب نہیں لیکن قادیانی صاحبان کو یہ برداشت کہاں کہ کوئی مسلمان اپنے جلسہ میں بھی اپنے عقائد بیان کرے اور ان کی طرف سے باز پرس نہ ہو سہ

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی		بات پر واں زبان کٹتی ہے

چنانچہ عذر قبول نہیں ہوتا بلکہ جلد از جلد اس عاجز کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا جاتا ہے۔ اور اس میں اس عاجز کا نام لے لے کر تقریر کی تضحیک ہوتی ہے۔ تردید ہوتی ہے اور مناظرہ سے پہلو تہی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ کچھ نہ کچھ ہوا خیزی ہو جائے اس سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس درجہ عناد و فساد پر مائل ہے لیکن اس پر بھی صبر نہیں آتا۔ اسی زمانہ میں دور دور سے مشہور قادیانی واعظ اور مناظر آتے ہیں۔ دھوم سے جلسے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے عقائد کے خلاف خوب دل کھول کر تقریریں ہوتی ہیں۔ وہاں بھی یہ ناچیز متعرض بحث میں رہتا ہے۔ مزید براں بکثرت تبلیغی لٹریچر تقسیم ہوتا ہے۔ مگر اہل اسلام کا ضبط و تحمل دیکھئے کہ نہ کوئی حجت نہ تعرض یہ تجربہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کیا ہونا چاہیئے۔ اور کیا ہو رہا ہے سہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام		وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۸) جواب طلبی

بہر حال جب قادیانی صاحبان نے معاملہ کو بہت طول دیا تو لامحالہ مسلمانوں میں بھی ناگواری اور بیداری سی پیدا ہوئی۔ چونکہ شروع سے یہ ناچیز قادیانی صاحبان کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اظہار حق واجب ہو گیا۔ چنانچہ علمی تحقیقات کے طور پر قادیانی مذہب

لہذا انگلش کی ایک کتاب انہیں دی گئی۔

(سید بشارت احمد صاحب قادیانی کی مراسلت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳

(نمبر ۳ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۵ء)

(۶) قادیانی تحریک کا عروج

اس دوران میں قادیانی صاحبان کے قدم خوب جم گئے جماعت بھی بڑھ گئی۔ چندہ تو فرض مقدم ہے۔ آمدنی بھی بڑھ گئی۔ بخوبی تنظیم ہو گئی۔ اب رسوخ کے راستے تلاش ہونے لگے۔ سو اس کی عمدہ سبیل یہ نکلی کہ کوئی صاحب جامدیدہ مبلغ بطور خاص امور کر دیئے جائیں کہ وہ امراء اور حکام میں۔ معززین اور متمولین میں چکر لگاتے رہیں میل جول بڑھاتے رہیں مسلمانوں کی نگساری جتاتے رہیں۔ مصالح ملکی سمجھاتے رہیں جلسوں میں بلاتے رہیں۔ تقاریر کرتے رہیں تبلیغی رسالے پہنچاتے رہیں۔ اثر پھیلاتے رہیں۔ حرف مطلب سناتے رہیں۔ چندہ اگھاتے رہیں۔ غرض کہ اعلیٰ طبقوں کے خلق و مروّت۔ فیاضی اور رواداری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں اور باہر جائیں تو مسلمانوں پر رعب جماتے رہیں کہ اسلامی دار السلطنت کے اعلیٰ طبقے بالعموم ان کے ساتھ ہیں۔ باقاعدہ مرید نہیں تو دل سے معتقد ہیں ؎

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوّری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے

(۷) زبان بندی

غرض کہ قادیانی تحریک زوروں پر تھی۔ اور کامیابی کے شادیانے بجتے تھے لیکن ۔ ع چوں بہ شہرت برسی مست نہ گردی مردی

آزمائش کا وقت بھی آپہنچا۔ خدا کی قدرت قدیم معمول کے مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ یوم جمعہ شب کو میلاد النبی کے جلسہ میں بمقام بادشاہی عاشورخانہ اس ناچیز کی تقریر ہوتی ہے ختم نبوت اس کا مبحث قرار پاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے جلسہ منعقد ہوتا

(۱۰) سرکاری عہدہ داری

جواب طلب ہوا ہے کہ جب ہم سرکاری عہدہ دار ہیں تو پھر ہم اس بحث میں کیوں پڑے مگر ہماری یہ خصوصیت قادیانی صاحبان کو اس وقت بالکل فراموش ہوگئی جب کہ ہم کو خواہ مخواہ مناظرہ کی دعوت دی گئی ہمارے نام پر رسالہ شایع کیا گیا۔ اور اس میں ہم کو مناظرہ سے پہلو تہی کرنے کا الزام دیا گیا اور بعد کے جلسوں میں ہمارا ذکر خیر کیا گیا۔ تعجب ہے کہ قادیانی جماعت کے کسی سمجھ دار عہدہ دار نے بھی تنبیہ نہ کی کہ اس طرح کسی عہدہ دار کا پیچھا کرنا درست نہیں اس سے انہیں پر الٹی ذمہ داری عاید ہوتی ہے بلکہ غالباً یہ پہلے سے سوچ لیا تھا کہ تین صورتیں ممکن ہیں۔ اور تینوں میں اپنی جیت ہے یعنی ہم خاموش رہیں گے۔ تو وہ مسلمانوں کو شرمائیں گے۔ یا ہماری طرف سے دوسرے لوگ جواب شایع کریں گے تو وہ بے دیانتی کا الزام دیں گے۔ اور اگر ہم جرأت سے اظہار حقیقت کر دیں گے۔ تو پھر قانونی دھمکی ان کا آخری ہتھیار ہے۔ چنانچہ یہی آخری صورت پیش آئی جس کی قادیانیوں کو کم توقع تھی۔

اس ضمن میں ہم قادیانی صاحبان سے ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتے ہیں انصاف سے غور فرمائیں تو ہمارے جواب کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ فرض کیجئے ہم اسی طرح سرکاری عہدہ دار ہوتے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر با اثر اور ذی اقتدار ہوتے۔ لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک دین دار ہوتے یعنی قادیانی مذہب کے طرف دار ہوتے معین و مددگار ہوتے حامی کار ہوتے پھر بھی الگ گویا انجان ہوتے۔ تو کیا قادیانی صاحبان واقعی ہم سے اتنے ہی بیزار ہوتے۔ یا ان کی طرف سے ہماری دیانت داری کے اشتہار ہوتے۔

مزید برآں ہم عام تبلیغی جلسوں میں تقریر نہ کرتے البتہ اپنے حلقہ اثر میں بطریق مناسب تبلیغ کرتے۔ اپنے نام سے کوئی تبلیغی رسالہ شایع نہ کرتے۔ البتہ موقع محل کے لحاظ سے قادیانی رسالے تقسیم کرتے۔ تو کیا اس صورت میں ہماری غیر جانبداری پر قادیانی صاحبان حرف لاتے یا دل میں خوشی مناتے۔ ممکن ہے قادیانی صاحبان ہمارے اس سوال پر الزام دیں ممکن ہے اس کی داد دیں ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

کے نام سے ایک کتاب تالیف کر دی گئی جس میں اس مذہب کے اصول وعقائد کی مختصر کیفیت خود قادیانی کتب سے اخذ کر کے ترتیب دے دی الحمدللہ کہ اس سے بہت کچھ مغالطے رفع ہو گئے اور مسلمانوں کو تسکین حاصل ہوئی۔ انصاف پسند لوگوں نے اس کی متانت اور جامعیت کی داد دی لیکن قادیانی صاحبان اس پر اور بگڑ گئے۔ پہلے بے التفاتی کا شکوہ تھا۔ اب توجہ کی شکایت شروع ہوئی۔ ع

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ناراضی کی یہ کیفیت کہ "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس نام سے جو دوسرا قادیانی رسالہ شائع ہوا تو اس میں قانونی انداز سے اس ناچیز پر خاصی فرد جرم لگا دی اور جواب طلب کیا۔ گویا کہ خدانخواستہ عدالت ان کے گھر میں آگئی معلوم ہوا کہ کتاب ان کو زہر معلوم ہوئی۔ حالاں کہ اس کی حیثیت مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اس سے تیز تر مواد بہت کچھ باقی ہے ؎

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھئے کیا ہو
ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہے۔

(۹) صدائے بازگشت

پہلا قادیانی رسالہ تو علانیہ یہیں سے شائع ہوا۔ لیکن دوسرے رسالہ میں خاص نکتہ یہ بھی ہے کہ معاملات و معاودات تو حیدرآباد کے درج ہیں لیکن طباعت و اشاعت بنگلور سے ہوئی ہے۔ شاید اس میں قانونی مصلحت مدنظر ہو۔ خاص کر جب کہ رسالہ میں بعض غیر معتدل مباحث بھی درج ہیں۔ یا ممکن ہے۔ اس میں کوئی روحانی نکتہ مضمر ہو۔ جناب مرزا صاحب کو بنگلور سے بہت قوی ربط تھا۔ عجب نہیں اس نسبت کی برکت سے حیدرآباد۔ بنگلور کی بروزی شکل میں نمودار ہوا ہو بہر حال۔ اس مرتبہ کسی قدر فاصلہ سے فیر ہوا ہے حفظ ماتقدم لازم ہے۔

صاحبان کا یہ حسن ظن ہے تو شکریہ سوء ظن ہے تو شکوہ نہیں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے۔ اس قدر بے اصل ہے کہ قادیانی تحمل کا اعلےٰ کمال نظر آتا ہے حقیقت یہ کہ معاملہ برعکس ہے۔ ع

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ قادیانی صاحبان کی حسن تدبیر کا نتیجہ ہے۔ غالباً قادیانی صاحبان کو یہ خوف دامنگیر ہے کہ ان کے بنیادی عقیدے کا عام اعلان کیوں ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور تمام کلمہ گو مسلمان یا تو قادیانی مذہب قبول کریں یا وہ سراسر کافر ہیں۔ قادیانی صاحبان کا یہ عقیدہ بے شک مسلمانوں کے واسطے بہت صبر آزما ہے۔ پھر بھی اس قدر گھبرانے کی کیا بات ہے کہ خدانخواستہ حیدر آباد کا امن خطرہ میں پڑ گیا۔ یہاں قادیانی صاحبان کو جس قدر امن حاصل ہے اتنا تو ہندوستان بلکہ خود ان کے مرکز قادیان میں بھی میسر نہیں البتہ قادیانی صاحبان بات بڑھانے اور اشتعال دینے میں اتنی بد احتیاطی نہ کریں کہ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔

رہا بغاوت کا الزام عناداً در مخالفت میں کوئی اتنا بھی ناانصاف نہ ہو جائے کہ مضحکہ بن جائے جن اقتباسات پر الزام عاید کیا گیا ہے۔ ہم کو تو ان پر انعام یا کم از کم داد ملنے کی توقع تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک طرف تو جناب مرزا صاحب اہل برطانیہ کے نبی کو خوب کھری کھری گالیاں سناتے ہیں۔ اور دوسری طرف صاحب موصوف سرکار برطانیہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی عقیدت اور وفاداری شد و مد سے جتاتے ہیں ہم کو دونوں پہلو پیش کرنے لازم ہوئے۔ مبادا قادیانی صاحبان الزام دیں کہ جناب مرزا صاحب کی بیزاری تو دکھائی اور وفاداری غائب کر دی ع

عیبش گفتی ہنرش نیز بگو

بہر حال سرکار برطانیہ کی وفاداری پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ اس کو ظاہر کر دیا۔ اور خط کھینچنے کا بھی یہی منشاء ہے کہ وفاداری زیادہ واضح ہو جائے تاکہ خود مرزا صاحب کا مقصد پورا ہو۔ انصاف شرط ہے۔

(۱۱) تعلیمات کی بات

ہمارا جرم یوں اور بھی سنگین ہوگیا کہ ہم تعلیمات کے ملازم ہیں۔ ہم پر غیر جانبداری لازم ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی صاحبان کی توجہات تعلیمات کی طرف روزافزوں ہیں۔ نوبت یہ پہنچی ہے کہ اس کو تبلیغ واشاعت کیلئے یا چھیڑ چھاڑ اور شرارت سے کجا مدرسہ عثمانیہ دینیات اور اعلیٰ تعلیم یافتہ پروفیسروں کے پاس باقاعدہ قادیانی وفد جاتے ہیں۔ کہ گویا ان کو اسلام کی تبلیغ کریں اور اپنے مذہب کی دعوت دیں جب پروفیسروں پر یہ حربے چلے ہوں تو طلبہ کا کیا شمار ہوتا ہے تبلیغی لٹریچر تو آئے دن ہر کہیں تقسیم ہوتا ہے اس کی کیا روک ٹوک ہے بہتر ہو کہ کسی ترکیب سے کلیہ کے طلبہ احمدیہ جوبلی ہال کی آمدورفت شروع کر دیں۔ اور قادیانی مبلغ صاحب کے درس قرآن میں شریک ہونے لگیں تو سادہ دلوں پر کیسے صاف قادیانی نقش پڑیں اگر طلبہ کچھ خوف اور تامل کریں تو ان کے دینیات کے پروفیسر کو ہموار کیا چاہیے کہ وہ ان کو ترغیب یا کم از کم اجازت دے اگر پروفیسر نیک خیال اور رواداری ہو تو اس کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیں۔ اور اگر تنگ خیال اور متعصب ہو تو کوئی اور تدبیر سوچیں

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

(۱۲) سیاسی دکھی

سب سے بڑا جرم یہ تجویز ہوا ہے کہ ہم نے سرکار عالی کی رعایا میں تنفر پھیلایا بلکہ امن کو خطرہ میں ڈال دیا اور نیز یار وفادار اقتدار اعلیٰ کے خلاف جذبات پیدا کئے گویا بغاوت پھیلادی۔ بطور تشریح اس سلسلہ میں مولوی ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا کفایت اللہ صاحب بالخصوص۔ اور دیوبندی۔ بدایونی خلافتی۔ اور احراری جماعتیں بالعموم پیش کی گئی ہیں گویا یہ سب اسلامی جماعتیں قادیانی صاحبان کے خیال میں تباہ کن تحریکات کی حامل ہیں۔ اور شاید بروزی یا ظلی حیثیت سے حیدرآباد میں ہماری ذات ان سب کی مظہر بن گئی ہے۔ قادیانی

ایک طرف تو ہمارے سلسلہ میں مولوی ظفر علی خاں صاحب ۔ مولانا کفایت اللہ صاحب اور دیوبندی ۔ بدایونی خلافتی اور احراری جیسی اسلامی جماعتوں کا حوالہ دیا گیا کہ یہ سب تباہ کن تحریکات کے حامل ہیں ۔ اور ہم ان کے نقش قدم پر چل کر ان تحریکات میں حیدر آبادی مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف خلاف ادب اعلحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو تاج برطانیہ کا یار وفادار ہونا یاد دلا کر تعجب کیا جاتا ہے استغفر اللہ! یہ جرارت یہ بہتان ۔ اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور نادانستہ ہے تو شرمناک ۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داروں کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہئے رہا یہ عذر کہ رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے ۔ اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے ۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

کیا قادیانی تنظیم سے لوگ ناواقف ہیں ۔ کیا ایسے نازک مباحث کسی عامی کی انفرادی رائے کا نتیجہ ہو سکتے ہیں ۔ یا ہونے چاہئیں ۔ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۱۵) چند حوالے

قادیانی صاحبان نے بڑی چھان بین کر کے چند حوالے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فلاں مقام پر صفحہ کا نمبر غلط ہے فلاں لفظ کے نقطے چھوٹ گئے ۔ فلاں جملہ کے اعراب رہ گئے ۔ اور فلاں لفظ کا املا بدل گیا ۔ اگر قادیانی صاحبان انصاف پسند ہوتے تو ہم کو داد دیتے کہ بروقت کتابیں نہ ملنے پر بھی تھوڑے عرصہ میں ہم نے اتنے صحیح اقتباسات حاصل کر لئے کہ پوری کتاب میں بڑی تلاش کے بعد صرف چند سرسری غلطیاں مخالفین کو مل سکیں ۔ اگر وہ خود بھی تالیف و طباعت کا کچھ ذاتی تجربہ رکھتے تو ایسے خفیف اعتراض تحریر میں نہ لاتے ۔ اگر کتابیں ملنے میں دقت نہ ہوتی تو ایسی تکلیف فرمائی کی نوبت نہ آتی ۔ تاہم تصحیح کا شکریہ ۔ ع

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

(۱۳) بدگوئی

البتہ ایک امر قابل افسوس اور قابل شکایت ہے وہ یہ کہ اپنی وفاداری کی تائید میں مسلمانوں کی وفاداری کو مشتبہ قرار دینے کی جو بدنما کوشش کی جاتی ہے وہ مسلمانوں پر بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ "قادیانی مذہب" میں مرزا صاحب کے جو اقتباسات درج ہیں ان میں بھی یہ خیالات بلکہ صاف نظر آرہی ہیں اور صاحبزادہ صاحب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ہز ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں قادیانی صاحبان کی طرف سے جو اڈریس فروری ۱۹۲۲ء میں بمقام لاہور پیش کیا تھا اس میں صاحب موصوف نے مسلمانوں کی وفاداری پر کھلا وار کیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ :-

"آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ عملاً امن پسند تھا۔ اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا۔ مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فسادو کے طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرماں برداری کو ضروری جانتی ہے۔ اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔"

تاہم سرکار برطانیہ اصل حال سے خوب واقف ہے وہ کسی کے ورغلانے میں نہیں آتی۔ اس کو مسلمانوں پر کامل اعتماد ہے بلکہ وہ یہ بھی خوب سمجھتی ہے کہ۔ ع

جو گرجتے ہیں زیادہ وہ برستے نہیں یاں

۱۴ بہتان عظیم

مخالفت اور عناد جب حد سے گذر جائے۔ تو پھر جا دبے جا کی بھی تمیز باقی نہیں رہتی

کہہ رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پیدا ہوئیں تو حتی الوسع ہم بچنے کی کوشش کرتے رہے لیکن قادیانی صاحبان نے اس
بحث چھیڑا کیا اور ایسا گھیرا کہ ہم کو با دل ناخواستہ بقدر ضرورت حقیقت حال ظاہر کرنا پڑی
دوسرے قادیانی رسالہ میں نفس کتاب کے متعلق بھی دو ایک اعتراض درج ہیں نیز
اطلاع دی گئی ہے کہ کتاب کا جواب تیار ہو رہا ہے۔ ادھر بھی انتظار ہے۔ ان شاء اللہ
کل حساب ایک ساتھ بیباق کر دیا جائے گا۔

امید کہ قادیانی صاحبان ہماری معذرت قبول فرمالیں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا
اِلَّا الْبَلَاغ فقط

بیت السلام حیدرآباد دکن
۲۷ شوال ۱۳۵۲ھ

الیاس برنی

(۱۶) کتابوں کا معاملہ

خوشی کی بات ہے کہ قادیانی صاحبان کو بھی یہ امر قابل عار محسوس ہونے لگا۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ کام کی کتابیں فروخت نہ کی جائیں چنانچہ بڑے شدّ و مد سے انہوں نے ہماری شکایت کی تردید کی ہے۔ لیکن لفظی تردید کافی نہیں۔ اگر ان کو ہماری شکایت واقعی رفع کرنا مقصود ہے تو کوئی مشکل نہیں قیمت حاضر ہے لیجئے اور مطلوبہ کتابیں عنایت کیجئے۔ فرمایش کے ساتھ ہی رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال خدمت کردی جائے گی۔ اور کتابیں وصول ہوں تو شکریہ کا اعلان کردیا جائے گا۔ بسم اللہ۔ ع

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔

جب کہ ہم کو اپنے مطالعہ کے واسطے قادیانی کتابوں کی سخت ضرورت تھی اور ضرورت ہے تو ہم نے ان کے خریدنے میں ضروری کوشش کی اور وہ کوشش اب بھی جاری ہے خدا کرے کوئی نتیجہ نکلے بصورت ضرورت پوری کیفیت ایک ساتھ پیش کی جائے گی۔

رہے قادیانی صاحبان کے نیک مشورے۔ سو ان کا بہت بہت شکریہ کہ گویا ہم قادیانی ذہنیت کے کافی تجربہ کے بعد بھی اپنی تالیف کے واسطے ان کے مقامی کتب خانوں سے کتابیں مستعار طلب کرتے۔ یا قادیانی کارکنوں کی توجہ طلب کرتے۔ پھر اس میں کیا مضائقہ تھا کہ کتاب بھی ان کے مشورے سے لکھتے۔ اور قبل طباعت ہی ان سے تصحیح کرا لیتے تو بعد کو یہ مراحل کیوں پیش آتے وہیں فیصلہ ہو جاتا سہ

ہر کہ شمہ باید گرفتن بہ میل
چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل

(۱۷) معذرت

ہم کو ان مباحث میں پڑنے کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اور جب کچھ صورتیں

ضمیمہ دوم

قادیانی حساب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی حساب

(۱) تمہید

سال گذشتہ قادیانی صاحبان نے سکریٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام پر ایک رسالہ حیدرآباد سے شائع کیا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اس کے جواب میں ہماری ایک کتاب شائع ہوئی ہے "قادیانی مذہب" پھر قادیانی صاحبان نے غلام قادر شرق صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس رسالہ کے مضامین بہت غیر معتدل تھے۔ ان کو پڑھ کر بھید کھلا کہ حیدرآباد چھوڑ کر اس کو بنگلور سے کیوں شائع کیا گیا تاہم یہ رسالہ حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کے جواب میں بھی ایک رسالہ "قادیانی جماعت" ہم نے شائع کردیا کہ جو الزام دیے گئے۔ اور مغالطے پیدا کئے گئے۔ ان کا ازالہ ہوجائے۔

امسال قادیانی صاحبان نے پھر ایک رسالہ "احمدی جماعت" ان ہی غلام قادر شرق صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر شائع کیا اور حسب سابق اس کو بھی حیدرآباد میں خوب تقسیم کیا۔ مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل ہیں۔ مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق ہے وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور اس کا لہجہ نہایت

فہرست مضامین

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد"

(تصدیق احمدیت صلا)

تصدیق احمدیت کے شروع میں جو معذرت درج ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار ہو رہا ہے کہ جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ ایک بڑی کتاب کی شکل میں نمودار ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانی صاحبان کا انتظار پورا ہو گیا اور حسب دلخواہ کتاب حاضر ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں تیز مواد کا وعدہ کیا تھا سو کچھ فی الحال پیش ہے۔ ذرا بھی حس باقی ہو تو اسی قدر کافی ہے۔ تاہم مزید آئندہ۔ انشاء اللہ۔

قادیانی صاحبان نے اول بھی ہم کو تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی۔ اور ہم نے معذرت چاہی تو اپنے پہلے رسالہ میں اعلان کیا کہ۔

"ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی مذکرہ میں شریک تھے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع کیا جائے یہ جواب قابل غور ہے"

(رسالہ ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی صلا)

اس اعلان کے بعد قادیانی صاحبان نے جلسے بھی کئے جن میں ہمارا خاص ذکر مذکور رہا بالآخر ہمنے "قادیانی مذہب" کتاب لکھ کر فرمائش کی تعمیل کر دی۔ اپنی کتاب "تصدیق احمدیت" میں پھر ہم کو اصرار سے دعوت دی ہے ہم اس توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تکمیل فرمائش میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ بنگلور کے جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ جو اس دعوت کے خلاف رسالے نکال رہے ہیں ان کی تاویل و تردید حیدرآباد کے جنرل سکریٹری صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے ہم کو دوبارہ دعوت دی ہے کہ۔

"کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھ کر ہم خدا و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے"

(تصدیق احمدیت صلا)

قادیانی کتابوں کے معاملے میں چونکہ شکایت کی صورت پیش آئی۔ شکایت لکھ دی اس کے

مظلوما نہ ہے۔ پہلا رسالہ رجز تھا اور یہ نوحہ ہے۔ مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہیں حسب سابق حکومت اور حکام تک کو لپیٹا ہے۔ سچ

در ا۔ دستی ایں کوتہ آستیناں بیں

اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:۔

"ہم نے پیاکٹ کر برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا اور انتظار کی درخواست کی تھی اب انشاء اللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پیاکٹ کے ہاتھوں میں پہونچ جائے گا"

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو چار روز بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے ایک کتاب "تصدیق احمدیت" حیدرآباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی۔ یہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا جواب ہے۔ سید بشارت احمد صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قادیان سے طبع ہو کر آئی ہے۔ حیدرآباد۔ بنگلور اور قادیان کے اتحاد عمل سے کام میں کیسی سہولت ہو گئی۔

"تصدیق احمدیت" کی دلچسپ خصوصیت اس کی ہیئت ترکیبی ہے۔ عبارت کو دیکھئے کہیں چست کہیں سست۔ کہیں پختہ کہیں خام۔ اکثر مضامین بھی بے ربط و ناتمام۔ اشتراک ناقص کا لازمی انجام۔ بہرطور ہوگیا جیسا ہوا کام۔ بڑی خوبی یہ کہ جنرل سکریٹری صاحب کے نام سے کتاب شائع ہوئی کسی کی دیانت پہ دھبہ نہ آیا سکریٹری صاحب کو ہر طرح حق نیابت حاصل ہے خاص کر جبکہ سند وکالت بھی حاصل ہو تاہم سچ

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہماری پہلی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" یوں تو قادیانی صاحبان کو سخت ناگوار گذری۔ تاہم جس حد تک بھی انہوں نے اس کی قدر فرمائی۔ اس کا شکریہ واجب ہے چنانچہ فرماتے ہیں

"برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر فائدہ تو ہو چکا ہے کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے۔

واقعی سچ بولنے کی حد ہو گئی اور عام و خاص سب کو کامل یقین ہو گیا کہ راست بازی قادیانی صاحبان ہی کا حصہ ہے۔ حیدر آباد میں قادیانی صاحبان کے ساتھ جو رواداری اور حسن خلق برتا گیا۔ ہندوستان میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ لیکن اس کا جو ثمرہ مل رہا ہے وہ بھی کچھ کم سبق آموز نہیں۔

(۳) سیاسی چکّر

قادیانی صاحبان ہر جگہ سیاسیات میں پڑ جاتے ہیں۔ خوب پینگ بڑھاتے ہیں۔ کوئی بولے تو جھنجلاتے ہیں۔ اتہام سے دھمکاتے ہیں۔ حد سے گذر جاتے ہیں پھر بعد کو پچھتاتے ہیں تو بات بناتے ہیں۔

چنانچہ اپنے پہلے رسالہ میں ہم پر بگڑے تو افترا کے جوش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ آداب و مراتب کی بھی تمیز کھو بیٹھے۔ بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ملاحظہ ہو۔

"تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالہ کے صفحات ۹۸ اور ۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔"

(الیاس برنی کا علمی محاسبہ ص۲۰ مؤلفہ غلام قادر مشرقی صاحب قادیانی)

اپنے رسالہ "قادیانی جماعت" میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ہم نے قادیانی صاحبان کو تنبیہ کی تھی کہ بے سروپا اتہامات کے ضمن میں حضرت اقدس بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو بحث میں لاکر اس طرح اظہار تعجب کرنا آخر کیا معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور نادانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داران کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہئے۔ رہا یہ عذر کہ دوسروں کے نام سے رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

بالآخر قادیانی صاحبان نے پہلو بدل دیا۔ دوسرے رسالہ میں خصوصیت سے اپنی عقیدت

بعد جو کتابیں ملیں تو اس کی کیفیت اور شکریہ بھی قادیانی مذہب کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کر دیا۔ تصدیق احمدیت میں جو کتابیں عنایت کرنے کا مزید اعلان کیا گیا ہے کہ

"آئندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا استعارۃً بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں۔

(تصدیق احمدیت ص۔)

اس اعلان کا بہت بہت شکریہ۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کی پوری پابندی ہوگی۔ اور انشاء اللہ حسب سابق قیمت بھی پیشکش ہوگی۔ بہت سی کتابیں خریدنے کے بعد بھی متعدد ضروری کتابیں ملنی باقی ہیں۔ اپنی طرف سے بھی تلاش جاری ہے۔ بصورت مجبوری تکلیف دی جائے گی۔ اطمینان فرمائیں۔

قادیانی صاحبان نے اپنے دونوں رسالوں اور اپنی کتاب میں جو عذرات اور اعتراضات پیش کئے ہیں۔ ان کے متعلق وافر معلومات "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں موجود ہیں ان دونوں کے جدید ایڈیشن بھی شائع ہو گئے ہیں۔ تاہم بعض امور جن کو حال میں قادیانی صاحبان نے پیش کیا ہے۔ ذیل میں واضح کرتے ہیں۔

(۲) ابتدائی بحث

اول رسالہ "احمدی جماعت" کو لیجئے۔ قادیانی صاحبان نے کس طرح بحث پیدا کی اور ہم کو زبردستی اس میں گھسیٹ لیا۔ حیدرآباد اس سے بخوبی واقف ہے "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں بھی اس کی پوری کیفیت درج ہے۔ واقعات کا انکار تو مشکل تھا اور سچ بات ماننے سے الزام آتا تھا۔ اس لئے اصل واقعہ سے پیچھے ہٹ کر جدید رسالہ "احمدی جماعت" میں سال بھر سوچ کر یہ شکایت نکالی گئی کہ۔

"شاہی عاشور خانہ کے جلسہ میلاد کے کارکن کئی سال سے ایک ایسی تقریر رکھا کرتے تھے کہ جس سے احمدی جماعت کی تردید مقصود ہوتی تھی۔ چنانچہ اس جگہ ایک صاحب نے لعنت لعنت کے نعرے لگوائے"

ہوئے قادیانی صاحبان کس احتیاط سے جناب مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہیں کہ خاتم الاولیاء سے زیادہ زبان نہیں کھلتی۔ اور فی الحقیقۃ دعاوی کیا ہیں نمونۃً ملاحظہ ہوں:۔

"خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے"۔

(چشمۂ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر کوئی شخص مخلص بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو .... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیوں کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت صلعم نبی رکھیں کرشن نبی رکھے زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں لیکن باوجود ان شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی رہے"۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۹۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرلو اور اپنی راہیں درست کرو"۔

(اربعین ص۴ ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں

کا اظہار کیا۔ امن کا اعتراف کیا ۔ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

قادیانی صاحبان تو اپنے آپ کو ایک مذہبی گروہ بتاتے ہیں۔ ان کو سیاسیات میں اس قدر الجھنے کی ضرورت کیا ہے برطانوی ہند میں بھی مدت سے اپنی وفاداری اور امن پسندی کے ترانے گاتے رہے اور بظاہر امن پسند بنے رہے لیکن خدا جانے کیا اندرونی صورتیں پیش آئیں کہ حکومت ہند جیسی بیدار اور مدبر حکومت کے متعلق میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے حال ہی اس شکایت کا اعلان کیا کہ:۔

"احمدیت (یعنی قادیانی تحریک) کے ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالفت ہو رہے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی ڈالیں۔

انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظم جماعت مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہو گی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالفت کس طرح ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ گربہ کشتن روز اول کے مطابق ہمیں دبا دینا ضروری سمجھتی ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان بابت ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۴) احتیاط کی بات

اللہ رے رعب ایمانی اور سطوت سلطانی۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم و فدائی امیر المومنین خلد اللہ ملکہٗ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے

"... ایسا ہی خدا نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے ..... پس اگر در حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔"

(نزول المسیح ص۲۵ تا ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید یہاں مرزا صاحب کے چند اشعار مع ترجمہ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں قصیدۂ اعجازیہ جو مرزا صاحب کا خالص الہام ہے ایسی ہی خوش عقیدگیوں کا مجموعہ ہے۔

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ　اقول نعم واللہ ربی سیظھر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں افضل سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں (افضل سمجھتا ہوں) اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا (کہ میں افضل ہوں)۔

(اعجاز احمدی ص۵۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وشتان ما بینی وبین حسینکم　فانی اوید کل آن وانصر

واما حسین فاذکروا دشت کربلا　الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر (رہا) حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو

(اعجاز احمدی ص۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وانی قتیل الحب لکن حسینکم　قتیل العدی فالفرق اجلی واظھر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی ص۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"
(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)
"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت
مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج۔"
(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۵) کربلا کی مثال

قادیانی صاحبان امن وعافیت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی اپنے حق میں کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں اور حسب عادت تمثیلات کو بے ادبی تک پھیلاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اہل بیت (یعنی قادیانیوں) پر پانی بند کرادیا۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد وہاں بیت اطہار کے فدائیوں سے آباد و با مراد ہے البتہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خاص الہام ہے اخرج منہ الیزیدیون یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے گویا اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے لیکن اس عبارت کا کیا انجام ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؓ کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے اُن کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے جیسا کہ آیت ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے (اللہ رے گستاخی (مؤلف) حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے.......

کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اسی لئے میں اس خلافت سے جو محض اماری ہے سیاسی نہیں صاجزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کرکے عنداللہ اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظلمین اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاجزادے صاحب کے یہ عقائد (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں جزوی نبی یعنی محدث نہیں (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں اور ساس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جن کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولین ہے یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے "

اس اعلان سے بھی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہیں پیچھے۔ بلکہ اقرار کر لیا کہ

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیۃ اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے "

(آئینہ صداقت ص۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہے قادیانی کھیتی جس کو حیدر آباد میں سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کے تباہ ہو جانے کا انہیں از حد خوف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر آن کربلا کی سیر کرتے ہیں اور اپنی جیب میں سو حسین ڈالے پھرتے ہیں۔ (استغفراللہ)

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص۲۷۱ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) کھیت کا غم

قادیانی صاحبان کے واویلا کا اصلی راز کیا ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں۔ "ہم کو خوف ہے تو صرف یہ کہ ہمارا کھیت تباہ نہ ہو جائے" اور مسلمانوں کا عام احساس ہے کہ خدا چکی سین (تاگ بھینی) سے نجات دلائے۔ قادیانی صاحبان کے کھیت میں جو فصل کاشت ہوتی ہے اس کی حقیقت خود ان ہی کی زبانی سنئے کیسی زہریلی پیداوار ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

اوّل میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

"یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم و فضل اور اسلام کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریسیڈنٹ ہوں ...... پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت (مرزا صاحب) بھی ان کا ادب کرتے تھے۔"

(منصب خلافت ص۳۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ذیل میں مولوی سید محمد احسن صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو جس کا صاحب موصوف نے پوری جماعت کے سلسلہ میں اعلان کیا۔

"صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب

یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے "

(انوار خلافت ص۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہیں وہ اصول جن کی بناء پر قادیانی صاحبان نے حیدر آباد میں اصلاح و اتحاد کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے۔ کہ بکف چراغ دارد

(۸) چندہ کا پھندا

قادیانی صاحبان نے چندہ کا بھی رونا رویا ہے۔ بلکہ سچ پوچھئے تو یہی اصل رونا ہے سو اس کی کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان مسلمانوں سے میل بڑھاتے ہیں پھر ان سے چندہ اگھاتے ہیں اپنے کام بناتے ہیں اسلامی کام بتاتے ہیں۔ جب مسلمان سمجھ جاتے ہیں تو چندہ سے پچھتاتے ہیں۔ اس پر قادیانی صاحبان جھجلاتے ہیں۔ جان کھاتے ہیں۔ واویلا مچاتے ہیں۔

اگر زمانہ سازی چھوڑ کر قادیانی صاحبان اپنے مذہب کی پابندی کریں تو مرزا صاحب کے نزدیک مسلمانوں میں ایسے کیڑے پڑ گئے ہیں کہ ان سے الگ اور بے تعلق رہنے کی ہدایت ہے پھر مسلمانوں کے رفاہی کاموں میں شریک ہونے کی ممانعت ہے پھر مسلمانوں کے مقابلہ پر تیار ہونے کی اشاعت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"(۱) یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے

(۷) اصلاح واتحاد

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ احمدی جماعت باوجود سختیوں کے اصلاح واتحاد المسلمین کی مبارک سعی کو نہ چھوڑے گی۔ اس مبارک سعی کے اصول بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے بلکہ سخت حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے"

(برکات خلافت صفحہ۔ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے ان لوگوں (غیر احمدیوں) کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی ہو کر کافر (غیر احمدی) کو دیتے ہو"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے وہ بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا"

(انوار خلافت صفحہ ۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر

ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کر لو یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ ۷۵۔۶۰ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جائے۔ تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو۔ تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے دیکھیے صحیح اور وسیع معلومات ہیں۔ (مؤلف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں"
(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۲ء)

(۹) گالیوں کی شکایت

جناب مرزا صاحب کی تحریرات دیکھیے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں ان کو اپنی تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور لطف یہ کہ اکثر شرط لگا لگا کر خود بھی اپنے آپ کو گالیاں دے لیتے ہیں کہ اگر یوں ہو تو میں ایسا۔ یوں نہ ہو تو میں ویسا۔ ان تحریرات کے اقتباسات میں اکثر تینوں قسم کی گالیاں آ جاتی ہیں تو قادیانی صاحبان بگڑتے ہیں اور گالیوں کی فہرستیں بنا کر تہمت لگاتے ہیں کہ فلاں صاحب نے اتنی گالیاں لکھیں اور فلاں نے اتنی۔ حالانکہ ان کا قصور نقل کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا جانتی ہے کہ نقل کفر کفر نباشد۔ وہ بھی بدرجہ مجبوری کرنا نقل کرنا پڑتا ہے کہ اخلاق و تہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قادیانی صاحبان بلکہ خود جناب مرزا صاحب کی جوابی کتابوں سے مقابلہ کیجیے تو "تصدیق احمدیت" نسبتاً غنیمت ہے۔ بدزبانی معمول سے کم ہے بایں ہمہ بدمذاقی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے اس کے بغیر اچھے اچھوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو۔

"جناب برنی صاحب نے...... بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ قادیانی

پڑگئے ہیں۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ ص ۳)

"(۲) کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیر احمدیوں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا۔ اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ لیا گا۔" (ابتدا میں تو مدت تک مرزا صاحب نے اسلام کے نام پر مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ خود کتابوں میں اعتراف موجود ہے۔ چنانچہ اسی چندہ سے بنیاد جمی۔ اور آج کے دن تک مسلمانوں کو بہلا بہلا کر چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا اور آج بھی رفاہ کا نام ہے۔ قادیان کا کام ہے۔ المؤلف)

"حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی۔ اور وہاں کے جناب سکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور (مرزا صاحب) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سر سید صاحب (مرحوم) کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا حالانکہ اپنا خود مدرسہ جاری کیا ہوا تھا۔"

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

"(۳) قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶)

کہ نئی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کرلیں تاکہ معقول تبریہ کا انتظام کیا جائے۔"
اگر سیکریٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو جناب مرزا صاحب کی مصاحبت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبہ کی خدمات سے بہت ثواب کماتے۔ جناب مرزا صاحب کو اس شعبہ سے فطرتاً بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب و روز کا یہ خاص مشغلہ تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

"باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے، اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔"

(کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹ مجموعہ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ..... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے۔ اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳-۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"دوسری مرض ذیابیطس تقریباً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے .... اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عالم سے رخصت ہوتے وقت بھی یہ شعبہ خصوصیت سے مصروف کار تھا چنانچہ جناب مرزا صاحب کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا .... لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے .... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا

جماعت ہم کے اپنے موجودہ رسالہ "قادیانی مذہب" سے زیادہ تیز مواد آنی رہنے کی دھمکی دی ہے۔ گویا بنگلوری نرکیٹ نے حضرت کے لئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کرلیں تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔"

(تصدیق احمدیت ص۲)

کس مواد کے وعدہ پہ قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہو گئے ع

شکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ آئندہ اس بارہ میں مفصل ہدایت درج ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزاری قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے دوسروں کا تو ذکر کیا۔ آپس میں بھی کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اس پہ یہ دیدہ دلیری کہ دوسروں کو الزام دیتے ہیں۔ دوسروں کی شکایت کرتے ہیں خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہے۔

"خود جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی جلتی بھڑکتی آگ۔ دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔"

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ پیغام صلح لاہور ۳ جون ۱۹۳۷ء)

(۱۰) تیز مواد

رسالہ احمدی جماعت کے بعد اب "تصدیق احمدیت" کو لیجئے۔ شروع دیباچہ میں صفحہ ۲ پر سکریٹری صاحب فرماتے ہیں۔

"گویا بنگلوری ٹرکیٹ نے حضرت کے لئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے۔ ہم بھی منتظر رہیں گے

(۱۱) ذریۃ البغایا

یوں تو جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں گالیاں کچھ کم یاب نہیں۔ جا بجا موجود ہیں لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں۔ ان کا جواب بھی مل گیا ہے اس لئے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ اُلٹا ان کی صحت اور ان کے جواز پر اصرار ہے۔ البتہ عادت کی رو میں بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے۔ اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو از حد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہوگی۔ اس لئے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اول تو یہ گالی گالی ہی نہ رہے حالانکہ مرزا صاحب کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ ٹل سکے تو کم از کم مسلمان اس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ نہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے۔
قول بالکل صاف ہے اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے ملاحظہ ہو

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم	ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے
بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع	دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ
من معارفھا ویقبلنی ویصدق	اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں
دعوتی الا ذریۃ البغایا	اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں
الذین ختم اللہ علی قلوبھم	مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی
فھم لا یقبلون (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷)	اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے
مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)	وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز تصدیق احمدیت ص۱۳۳-۱۳۵ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں۔ گویا الا کے استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزا صاحب کو قبول کیا اور ان کی

مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہو گئے .... اس کے بعد ایک اور دست آیا اور جب آپ کو قے آئی ...... اور حالت دگرگوں ہو گئی "

(سیرۃ المہدی حصہ اول مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جناب مرزا صاحب کے انتقال کا جو اعلان شائع ہوا۔ اس میں بھی یہ اسہالی خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی چنانچہ یوں شروع ہوتا ہے۔

"برادران جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا مولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی۔ اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی .... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی۔ لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو ...... پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہو گیا .... اور قریباً گیارہ بجے ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی .... دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی .... ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھیرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی "

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

بہر حال منضج کی تو ضرورت نہ تھی البتہ اگر سکریٹری صاحب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ تبرید کا مستقل انتظام کر دیتے تو کیا کار ثواب تھا۔ مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر ادھر توقع لگاتے ہیں انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

"فتیاتکم علی البغاء" بدکاری پر مجبور نہ کرو۔
اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اردو میں سب سے اول مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ملاحظہ ہو۔

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی	(مریم) بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں
ولم اک بغیا (سورۃ مریم رکوع ۲)۔	مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔
یا اخت ہٰرون ما کان ابوک	اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی
امرا سوء وما کانت امک بغیا۔	اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔

(سورۂ مریم رکوع ۲)

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید مترجم "مترجمہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب" (قادیانی)۔ شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور جناب مرزا صاحب کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجۂ بالا آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں:۔
آیۃ اول :۔ اس نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی۔
آیۃ دوم :۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی۔

خدا کی قدرت کہ مرزا صاحب نے بھی حسب عادت بغیۃ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا شاید قادیانی صاحبان کی اب تک اس پر نظر نہیں پڑی یا اس کو مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا۔ بہر حال ملاحظہ ہو:۔

رقصت کرقص بغیۃ فی مجالس | تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا

(حجۃ اللہ ص۔۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:۔

(۱) "ویتزوجون البغایا۔ | و در نکاح خود می آرند زنان بازاری را۔"

دعوت کی تصدیق کی ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا پکے قادیانی بن گئے۔ البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ بیک قلم سب کو قادیانی بنا دیا نعوذ باللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ذریۃ البغایا سے مرزا صاحب کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کہ ذریۃ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں ”ہدایت سے دور لوگ“ تاج العروس کا حوالہ دیا ہے ممکن ہے کسی عبارت کی کتر بیونت سے یہ معنی پیدا کئے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس درجہ معروف و مسلم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ تاہم قادیانی صاحبان نے من مانے معنی لکھ دیئے۔ ذیل میں بغایا کے اصلی معنی ملاحظہ ہوں۔

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے اہل علم پر بخوبی روشن ہے مشہور امام لغت ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔

”البغایا الاماء لانهن کن یفجرن“	بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلنی انکا شیوہ تھا

پھر ابن خالویہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

”ثم کثر فی کلامهم	پھر کثرت استعمال سے بالآخر اس کا اطلاق بالعموم
حتی عموا به الفواجر	فاجرات یعنی بدچلن عورتوں پر ہونے لگا خواہ
اماء کن او حرائر“	باندیاں ہوں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت قرآن المفردات ملاحظہ ہو

”بغت المرءة بغاء اذا	بغت المرءۃ بغاء اس وقت بولتے ہیں جب
فجرت وذلک لتجاوزها	عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے
الی ما لیس لها۔ قال	کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے جو اس کے لئے ہے
عز وجل۔ ولا تکرهوا	نکل جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ باندیوں کو

(۱) تیسرا اور چوتھا حوالہ حمامۃ البشریٰ صہ۹ کا ہے لیکن ہمیں حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی" (تصدیق احمدیت صہ۶)

گویا محولۂ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یوں ہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ عبارت حسب حوالہ حمامۃ البشریٰ میں پہلے اڈیشن کے صفحہ (صہ۹) پر موجود ہے اور نیز اسی صفحہ ۹، کے حوالے سے دوسرے اڈیشن کے صفحہ (۹۶) پر درج ہے لیکن اس پر بھی قادیانی صاحبان کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہیئے

(۲) حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے سے پہلا حوالہ الوصیۃ کے صہ۱ کا ہے۔ صفحہ کا حوالہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے صہ۱۳ پر موجود ہے۔

(تصدیق احمدیت صہ۸)

بہر حال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہے محولہ بالا عبارت طبع اول کے صہ۱ پر درج ہے البتہ کاتب نے اس کو صہ۱ بنا دیا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین ۱۹۳۳ء کے نویں اڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے صہ۹ پر درج ہے لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت صہ۱۳ پر درج ہے حالانکہ صہ۱۳ پر اس کا ذکر ہی نہیں نہ پہلے اڈیشن میں نہ آخری اڈیشن میں۔ یہ غلط بیانیاں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار رہیں۔

(۳) "یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام کشتی نوح لکھا ہے اور صہ۱۲ کا حوالہ دیا ہے اور ترجمہ میں کتاب کا نام تقویۃ الایمان اور صہ۱۶ کا حوالہ دیا ہے تقویۃ الایمان اور کشتی نوح ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں جو صہ۱۶ مذکور پر حسب ذیل ہے۔"

(تصدیق احمدیت صہ۱۹)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ اگر دونوں نام ایک ایک حوالہ میں لکھ دیئے تو کیا برا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرے قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا

(۲) فلا شك ان البغايا   پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ

قد خلقن من مائها بنا ۔   مارا خراب کردہ اند۔ صفحہ

(۳) ان البغايا لحزب نجس في الحقيقة ۔   زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند۔ صفحہ

(۴) ان نساء داران كن بغايا   اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشند

فيكون رجالها ديوثين   پس مرداں آں خانہ دیوث

دجالين ۔   ودجال می باشند۔ صفحہ ۹

(تحفۃ النور مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اذیتنی خبثاً فلست بصادق   ان لم تمت بالخزی یا ابن بغایا

مرا بخباثت خود ایذا دہی پس من صادق نیم   اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

واعلم ان كل من هو من ولد الحلال وليس من ذرية البغايا ونسل الدجال فيفعل امراً من امرين ۔

اور جاننا چاہئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) غلط حوالے

قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہاں صاحبان کا پرانا داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈھ نکالیں اور باتیں بہ چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہو گئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت ہو گئی۔ لیکن آج کل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی سے تحریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کئے ہیں مثلاً تصدیق احمدیت کے صفحہ ۱۲۱ پر یہ کہ اسمع ولدی سن بیٹا "مرزا صاحب کا یہ کوئی الہام نہیں ہے" اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن البشریٰ جو جناب مرزا صاحب کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر اسمع داری لکھا ہے۔ وہاں ترجمہ نہیں ہے۔ کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے ولدی کا داری بن جانا کچھ عجب نہیں ولدی میں اس لئے کلام نہیں ہوسکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ مثلاً ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ جو خود مرزا صاحب کی خاص تصنیف ہے اس میں یہ الہام مع ترجمہ درج ہے انت منی بمنزلۃ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے "۔ اور مرزا صاحب کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے بمنزلہ ولدی سے بڑھ کر ٹھیٹ ولدی ہوگئے تو کیا تعجب ہے

ان غلطیوں سے اندازہ ہو سکے گا کہ قادیانی صاحبان جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شد و مد سے اعلان کرتے ہیں ان میں کس قدر غلط بینی ہوتی ہے اور کس قدر غلط بیانی

(۱۳) کثر ت بعث

جناب مرزا صاحب کی کتابیں علمی نظر سے دیکھئے تو مباحث میں ابہام اور التباس کی کثرت ہے۔ طول کلام و تکرار بیان نے اور پیچیدگی بڑھا دی ہے نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا اسی دقت کے مدنظر جناب مرزا صاحب اور ان کے خلفاء اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کر کے اور ان ہی کے اقوال کو اقتباسات کی شکل میں یکجا ترتیب دے کر ان کے اعتقادات واجتہادات ان کے اصول و مسائل کو علمی محاسبہ کے طور پر قادیانی مذہب کے نام سے شائع کر دیا۔

شاید اس کا علم نہ ہوگا رہا ص۱۲ کا اعتراض اگر ص۱۶ کو ص۱۲ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج ذرا اپنے ص۱۲ سے ملا دیکھیں کہ ص۱۲ چھپا ہے یا ص۱۶ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے

(۴) "چوتھا حوالہ سراج منیر ص۳۵۲ کا ہے۔ مگر سراج منیر میں اتنے صفحات ہی نہیں کل ۸۸ صفحات پر ہندسے ہیں اور باقی کے صفحات پر حروف ابجد از ج تا ن درج ہیں اس طرح جملہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے۔ کتاب مذکور کے ص۳ پر ملتی ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۶۲)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہے کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے۔ جو اقتباس اول لیا گیا وہ سراج منیر کے ص۲و۳ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ صفحہ ۲و۳ کاتب نے و کو ۵ بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ ص۲و۳ کتابت میں ص۳۵۲ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظر ثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا۔ صفحہ ۲ کی عبارت ترک ہو گئی البتہ حوالہ میں صفحہ ۲ کا اندراج سہواً رہ گیا تاہم بقیہ اقتباس ص۳ پر موجود ہے۔ خود قادیانی صاحبان کو بھی تسلیم ہے۔ کتابت کے معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرض کہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بے جا جواب میں دہرا کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی جو کتابیں پورے سامان و اطمینان سے تیار ہوتی ہیں ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں۔ قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے ملاحظہ ہو تصدیق احمدیت کے ص۷۸ پر کیسے دعوے سے لکھتے ہیں "کہ برنی صاحب نے الوصیۃ میں جس عبارت کا حوالہ صفحہ (۱۰) پر دیا ہے وہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔" حالانکہ صفحہ ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں۔ حوالہ وہی صحیح ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں۔ خفیف باتوں کی آڑ لیتے ہیں۔

اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی کتر بیونت رکھ دیا جائے تو اسم بامسمیٰ ہو جائے۔

(۱۴) قادیانی غلط بیانی (ج)

خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف سے اور خود قادیانی اکابر کی تصدیق و توثیق سے ذیل میں چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں ہر صاحب انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ علمی معاملات میں قادیانی اخلاق کا کیا معیار ہے بڑی سی بڑی بے دیانتی اپنے حق میں جائز سمجھتے ہیں رکیک سے رکیک تاویل اس کے جواز میں کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کی بے دیانتی پر گرفت کرے اس کو مورد الزام سمجھتے ہیں۔

اول قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کہ کس طرح مرزا صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں اس درجہ تصرف کیا کہ لفظ محدث کے بجائے اپنی طرف سے لفظ نبی لکھ دیا جب اس تحریف کا پتہ چلا اور گرفت ہوئی تو قادیانی صاحبان نے کیا خوب جواب دیا۔ وہو ہذا:۔

جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (خط مطابق اصل کھینچا گیا۔ للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ حقیقۃ الوحی کے صفحات (۳۹۰-

علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہو رہی ہے لیکن قادیانی صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور فکر کرنے کا موقع مل گیا۔ اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل کتابوں کا مطالعہ تو کون کرتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح اپنے اخبارات و رسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں لوگ بلا تحقیق اس کو اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔

چنانچہ ناخوش ہو کر غلط حوالوں کی طرح کتر بیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے الزام دیا ہے مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں۔ ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اول جامع مباحث قرار دئے۔ ہر مبحث کے ذیلی عنوانات قرار دیئے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات درج کئے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دے کر یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کئے گئے کئی کئی اقتباسات جمع کئے گئے تاکہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے بخوبی تصدیق و توثیق ہو جائے اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیتے ہیں شاید وہ چاہتے ہیں کہ بلا امتیاز متعلق وغیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں بھر دی جائیں چنانچہ انھوں نے تصدیق احمدیت میں ایسا ہی کیا بھی ہے تاکہ خلط مبحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے۔

قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا صاحب کی تصانیف میں چونکہ ابہام التباس اور انتشار بہت زیادہ ہے اس لئے جو کوئی مضمون وار اقتباسات انتخاب کر کے نکالے اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے لیکن نظر انصاف سے دیکھئے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے اس میں خود جناب مرزا صاحب اور ان کی امت نے جس درجہ کمال دکھایا ہے اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے قرآن میں حدیث میں تفسیر میں۔ اکابر امت کی تصانیف میں کس خوبی اور کس بے باکی سے کتر بیونت کی گئی ہے تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہو سکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو انشاء اللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہو گا کہ قادیانی تحریک

کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ امام مہدی کے لئے آسمان سے ندا آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اس پر ماسٹر (محمد ادریس صاحب) مذکور لکھتے ہیں "کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے" پھر لکھا ہے "ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آئیے اور اپنے گرو کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹائیے"

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۱ رفروری ۱۹۳۲ء ص۱۰ جلد ۱۹)

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب فرماتے ہیں :۔

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔

(شہادۃ القرآن ص۴۱ مصنفہ مرزا صاحب)

ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ روانی قلم میں اگر کسی سے کوئی غلط حوالہ لکھا جائے تو وہ سبقت قلم کہلائے گا نہ کہ لکھنے والے کا جھوٹ۔ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عناد و بے جا مخاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اس سے ہر منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا شہادت القرآن ص۴۱ پر حدیث مہدی کا حوالہ دینا آپ کا ایک محض سبقت قلم ہے جو کہ ایک کثیر التصانیف زود نویس شخص سے سرزد ہو نابعید نہیں لیکن ایڈیٹر مولوی فاضل (مولوی ثناء اللہ صاحب) کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت و استعجاب ضرور ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۰ مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۲۲ء)

(۳۹۱) کو خصوصیت سے پیش کرتے ہیں اس لئے ان سے یہ مطالبہ بارہا ہو چکا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا حوالہ مکتوبات میں سے دکھائیں جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جس میں پیش گوئیاں بکثرت ہوں نبوت قرار دیا ہو ایسے ملہم و متکلم کو نبی اللہ لکھا ہو۔ مگر وہ آج تک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

میں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد (قادیانی) سے بھی یہ سوال کیا تھا ان کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر محدث کے بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا۔ اور کہا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت صلعم سے علم پا کر درست کر دیتے ہیں۔

مگر ہر عقلمند اس جواب سے اندازہ کر سکتا ہے کہ قادیانی علماء اصل مطالبہ کا جواب دینے سے کہاں تک عاجز ہیں۔ اور پھر یہ کس قدر معقول جواب ہے اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ کسی عبارت میں پہلے تو تحریف کرلی اور بعد میں جب پکڑے گئے تو کہہ دیا کہ خدا سے علم پا کر ہم نے تو اصلاح کردی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام کرتے ہوں گے۔ مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا فتویٰ ہی دیا ہے۔

(لاہوری جماعت کے مولوی عمر الدین صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۲ جلد ۲۴ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ان کو کچھ خوف و تامل نہ تھا۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری

پیش کرتے ہیں اسکے وہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ ع۹ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۱ء)

رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کے دو دو تین تین اڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔ اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دونگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں۔

(۱) تا غیر احمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا مؤلف سے جو سہواً غلطی ہو جاتی ہے اس کو عمداً تحریف قرار دے کر اپنے ناسمجھ تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ تا غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا بلکہ من وعن شایع کی جاتی ہیں۔

(۳) ابتدا سے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تاکہ ہمیشہ کے لئے آپکے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو و نسیان جو لازمہ بشریت ہے آپ اس سے خالی نہ تھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۲ء ع۱۰۳ جلد ۱۹)

جبکہ خود مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایسی صریح تحریفات موجود ہیں اور قادیانی صاحبان ان کو ناقابل گرفت سمجھتے ہیں تو پھر گریبان میں منھ ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ دوسروں کی کتابوں معمولی معمولی غلطیاں ڈھونڈ کر الزام دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب کی زبان سے غلطیوں کے متعلق اپنے حق میں جو معذرت

ایک طرف تو مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی اور رسول ہیں (خدانخواستہ) قرآن دنیا سے اُٹھ چکا تھا اور وہ اس کو دوبارہ دنیا میں واپس لائے اور دوسری طرف کم علمی اور کم توجہی کی یہ حالت کہ جس آیت کو جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر لکھ دیا۔ نہ خوف نہ توجہ کہ آیات غلط نہ ہو جائیں جب آیات کی عبارت تک غلط ہو تو معنی معلوم۔ یوں تو مرزا صاحب نے بہت سی آیات قرآنی کی عبارت میں تصرف کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں چند آیات مع توجیہ ملاحظہ ہوں:۔

منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے جو بغرض جواب ہمارے پاس آیا ہے "حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات کو تغیر و تبدیل کر کے غلط لکھا ہے۔ بحسب ذیل آیات پیش کی ہیں۔"

(۱) جنگ مقدس (مصنفہ مرزا صاحب) مطبوعہ بار دوم ص۱۷۶ ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم (سورۃ توبہ رکوع ۶)

(۲) ازالہ اوہام (مصنفہ مرزا صاحب) بار اول ص۳۷۷ و ۶۰۹ ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً (سورۂ حج پارہ ۱۷)

(۳) ازالہ اوہام بار اول ص۶۷۵ وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں یہ آیت لکھی ہے یاایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نوراً تمشون بہ ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک وہ شخص جو کتابت اور طباعت سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے جانتا ہے کہ تحریروں میں کس طرح غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں لیکن ہمارے مخالفین جو اس قسم کی باتوں کو لیکر ہم پر اعتراض کرتے ہیں ان کے جواب میں ہمیں بھی بولنا پڑتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ جس امر کو وہ نہایت بد دیانتی کے ساتھ ہمارے خلاف

(۱۲) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے۔ اسکے اصول قابل ملاحظہ ہیں۔

(۱) "حضرت اقدس اور آپکے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابل توجہ ہیں"۔

(تصدیق احمدیت ص۳)

گویا جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور حکیم نور الدین صاحب خلیفۂ اول و میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں ناقابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں۔ اس لئے جوابدہی کی ضرورت نہیں خاص قانونی نکتہ ہے۔ چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کردی گئی۔ ملاحظہ ہو۔

"لیکن یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تتمہ کتاب ص۹۷ پر جو مزید حوالہ جات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے نہ آپکے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں اس لئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔ اس لئے تتمہ کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔

(تصدیق احمدیت ص۳)

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایۃً دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہو گئے صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چلکر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہو گیا ہے۔ فی الحال اصول اول زیر بحث ہے۔

ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے تتمہ ص۸۳ پر جو مزید حوالہ جات درج ہیں اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً ناقابل توجہ ہیں معلوم ہے وہ حوالہ کس کے ہیں قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے۔ وہ حوالے جناب مرزا غلام احمد قادیانی

لکھے گئے ہیں۔ قادیانی صاحبان اس کو فراموش نہ کرتے تو بے جا الزام دیکر خفت نہ اٹھاتے۔ ملاحظہ ہو۔ عاقل را اشارہ کافی ست۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل بعض معمولی غلطیاں ہو گئی ہیں

(انجام آتھم ص۲۷۴۔ ترجمہ از عربی ملخصًا)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء نمبر ۱۰۳ جلد ۱۹)

(۱۵) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں یا تو کم فہمی سے یا عمدًا۔ ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی لازم نہیں رکھی مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں کے شروع سے لے گئے وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعد رکھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوے۔ علیٰ ہذا جو کتابیں پہلے شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے جو آخر میں شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی نوعیت کے سبب تالیف کے شروع میں بیٹھ گئے لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ درحقیقت قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام والتباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جمعیت ہو کہ مذہب کی پردہ داری اور قول وفعل میں آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی مدد سے راہ نکال کر راز داری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بیزار ہوں معذور ہوں۔

کوئی سوال حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں حضرت مرزا صاحب کی کتاب
کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی
کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں "

(تصدیق احمدیت ص۱۳۱)

اصول تو واقعی بہت خوب ہے۔ اس میں بڑی عافیت ہے لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے۔ دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے ہے اور حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے۔ لامحالا اصول دوم کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کی برائے گفتن تائید بھی کرنی پڑی مثلاً یہ کہ حقیقۃ النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار مقصود نہ تھا نہ کچھ اور (گویا جواب ہوگیا)

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیر ضروری سمجھا جائے خاص کر جہاں معاملہ نازک ہو جائے اس اصول کے بعد جواب دہی بہت سہل اور معقول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ص۱۷۴

(۳) "اس کے بعد فصل چہارم میں برنی صاحب نے مرزا صاحب کے ارشادات کے اقتباسات دیئے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اوّل تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیر ضروری اور موجب طوالت ہوگی اس لئے ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان ۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیئے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے ہیں گویا ظہور خود ذات پاک آنحضرت صلعم ہی کا ہے"

(اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ورا س کا

صاحب کے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کے ہیں۔ مگر چونکہ وہ نہ خود مرزا صاحب ہیں اور نہ مرزا صاحب کے کوئی خلیفہ۔ لہٰذا از روئے قانون قادیان انکے حوالے مطلقاً ناقابل توجہ ہیں"۔ یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں انکا قول قابل توجہ نہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اول تو صاحبزادے دوسری ایم اے۔ آج کل کی تعلیم کچھ بچوں کی کھیل نہیں ہے۔ اسکی تصدیق تو خود خلیفہ صاحب بھی فرما سکتے ہیں۔

"جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی جو ایسا بہت فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اسمیں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں وہ ہوں...... اور واقعی یہ امر واقعہ ہے ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا میری صحت کم زور تھی اور اطباء نے کہا تھا اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

بہر حال جناب مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اور محض قانونی عذر پر دوسرے صاحبزادے کے اقوال "مطلقاً ناقابل توجہ" قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔ البتہ جواب دہی نہ ہو سکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزا صاحب کیساتھ خلفاء کو شریک کر لیا یہ بھی غنیمت تھا لیکن جیسا کہ پہلے اصول کے شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دے دئیے گئے۔ صرف مرزا صاحب کا ذمہ باقی رہ گیا۔ کیسی با اصول کتربیونت ہے۔ قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہر حال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو۔

(۲) "جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ صفحہ ۹ میں اس عنوان کے تحت کلمۃ الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کے چند حوالے مزید دیئے ہیں ان میں

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں جناب مرزا صاحب ہی کی مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے وہ مطلقاً ناقابل توجہ ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب سید بشارت احمد صاحب کی یہ کتاب "تصدیق احمدیت" کس نظر سے دیکھی جائے جو حیثیت ہے ظاہر ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار ہوتا۔

بہرحال جواب دہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو تاویلات کی جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے ان کے چند نمونے خود تصدیق احمدیت میں درج ہیں ناظرین خود ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

(۱۷) قادیانی تحریک کی ترکیب

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کیے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اس کے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب کے دوسرے اڈیشن میں درج ہیں یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں لیکن مرزا صاحب نے ایک بڑی دور اندیشی کی۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے اس طرح پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک بھی چاہیں بڑھیں کوئی روک ٹوک نہ کر سکے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک ہی کی تعظیم میں لوگ مرزا صاحب کی مخترعہ شان کو بھی لامحالہ تسلیم کریں متبعین نے بھی یہی طرز اختیار کیا چنانچہ کثیر مثالوں میں سے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔

احمد ما شد چو آخر الرسل	زانکہ دارد مقتدائے مصطفےٰ
گشت غالب برہمہ ادیان ازاں	بود در دستش لوائے مصطفےٰ
غیرت ما مردم مسیح ناصری	جانشیں گردد بجائے مصطفےٰ
زابن مریم بہ غلام احمد است	رسم امت برائے مصطفےٰ

کوئی جواب بھی نہیں)" حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان
عث کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں" (حالانکہ فصل دوم میں
عث کا عنوان ہے "تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت"! وفصل چہارم میں ع۱ کا
عنوان ہے۔ حلول اور اتحاد کی حقیقت" ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہوسکتا
ہے اسکے سوا فصل دوم کے عنوان عث کی تنقید میں اس امر کا ذکر تک نہیں
تاہم پیچھا چھڑانے کے لئے لکھ دینے میں کیا مضائقہ ہو۔ اصل مقامات کا کون
مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح کام چلتا ہے)

بہر حال تینوں اصول قابل داد ہیں۔ اوّل تو یہ کہ حضرت مرزا صاحب اور خلفاء صاحبان کے حوالہ جات کا جوابات دیں گے۔ دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔ دوم یہ کہ حضرت مرزا صاحب کے حوالہ جات کا جواب دیں گے۔ خلفاء کی کتابیں بھی قابل توجہ نہیں۔ سوم یہ کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات کا بھی جواب ضروری نہیں اس میں بھی طوالت کا خوف ہو۔ اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جس کے جواب کی ضرورت ہو۔ دوسروں کو اعتراض ہو تو ہوا کرے ہم پہ کیا ذمہ ہو۔

یہ تین زریں اصول ہیں جن سے حسب موقع جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔ قانون میں بھی امور متعلقہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہو اور ہوشیار وکلاء اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصولوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی صاحب کی کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو گالی سنوائیے۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

"الہامی حمل کے عنوان میں قاضی یار محمد (صاحب قادیانی) کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں وہ ایک مجنون شخص تھا تھا۔ جو چاہے لکھدے اس کی کوئی فضیلت نہیں"۔ (اللہ رے عتاب)

(التصدیق احمدیت ص۱۳۷)

تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جا رہا ہے ظاہر ہے لیکن شکایت کیجئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعت اسلام کو ان کر رہا ہے اشاعت کا ماحصل دیکھئے تو یہی کہ اسلام میں شدید اختلاف نمودار ہو۔ مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اس کے معاوضہ میں کچھ دور افتادہ نومسلموں کی فہرستیں شائع ہو جائیں جو کے دین و ایمان سے وہ خود ہی خوب واقف ہیں۔

غرض کہ خوش عقیدگی کی رشوت دے کر یا بے ادبی کی دھمکی دے کر مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یا تو مروتاً ہاں میں ہاں ملا دیں یا سکوت اختیار کریں تاکہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۸) اُمّت محمدی پر فضیلت

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا اُمت محمدی میں سب سے افضل ہو گئے۔ کھلی منطق ہے

"جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت محمدیہ میں سب سے افضل ہوں گے اس لئے ہم کو ان دونوں (یعنی حضرت علیؓ اور حضرت امام حسین) رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور ان پر مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل سنت والجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ تو جب مسیح موعود مہدی معہود ابوبکر سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے

(نظم قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء)

اسکے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کر دیا ہے چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں جہاں مرزا صاحب کے بے جا دعووں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنا دی یا کوئی عقیدت نامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ کی ایسی محبت ہو، ایسا ادب ہو اس کے دعووں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہوسکتا ہے۔ واقعی کیسا معقول عذر ہے۔ کچھ ایسا فتویٰ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملا دیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

علیٰ ہذا اہل بیت اطہار اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مداح اور ہمدردی لکھ دی اس کے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے بجا ہے۔ بے ادبی کی جائے روا ہے۔ عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کر لیا۔ اسکے بعد یہودیوں کے پردے میں جو جی چاہا سو کہا حضرت مریم علیہا السلام تک کو نہ چھوڑا۔ عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہے اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا حساب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا صاحب کو حد پر روکئے اور غلطیوں پر ٹوکئے تو پھر انبیاء کی بھی خیر نہیں۔ بیدریغ سب پر ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

(۱) "اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جن کی رو سے ان کو اسلام سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتا تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) "میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں

یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ھوالآخر میں اشارہ کیا گیا ہے کیوں کہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی علامت ہے۔"

(ضمیمہ خطبۂ الہامیہ ص۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) بروز کی تشریح

جناب مرزا صاحب نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے قادیانی صاحبان نے تصدیق احمدیت میں یا توکم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں ہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور جناب مرزا صاحب کی طرف سے پیش کرتے ہیں:۔

"بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے۔ اس لئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے مدعی تھے۔

. . . . . . اس مسئلہ کو حضور نے خطبۂ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے جو لفظاً لفظاً یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کر سکیں۔"

"اسی طرح ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی یعنی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا۔ خیر الرسل

کہ یقیناً تمامی امت سے بھی افضل ہوں گے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی فضیلت تو بدرجۂ اولیٰ قابل تسلیم ہے اور ناقابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی عقیدۃً مسلم ہو گئی تو دیگر اولیاء امت اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی کیا ضرورت ہے؟

(تصدیق احمدیت ص۱۴۴)

(۱۹) حضرت آدمؑ پر فضیلت

جناب مرزا صاحب نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء کے حضرت آدمؑ پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں اور مرزا صاحب کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں۔ ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب "قادیانی مذہب" میں درج ہے اس سے مرزا صاحب کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ ظاہر ہے۔ لیکن آخر وکالت بھی تو کوئی چیز ہے۔ بہرحال مضائقہ نہیں۔ دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو شاید اس کا مطلب عقل میں آجائے۔ تاہم مرزا صاحب کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے سخت دشوار ہے۔

"آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے" (ترجمہ)

"آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دار فناء کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت۔ تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد و محویت نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے۔ اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے

لازم ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے اگر حضرت مرزا صاحب کہیں یہ کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعوئے مسیح موعود اس طرح بآسانی رد کیا جاسکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کئے گئے جو نبی نہ ہو۔ اس لئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعوئے مسیحیت ہے اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۲۹)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو۔

"اس لئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب امت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر اپنا علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۲۹)

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریق میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔"

(القول الفصل ص۲۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے۔ اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

"اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں

کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں میں سے مت ہو.....

پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے..........

..... بلکہ حق یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"

(خطبۂ الہامیہ ص۱۸۰ تا ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس تشریح نے کالشمس فی النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور صرف فنافی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو اولیائے محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی ہے۔ بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے"

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۸ ص۱۲ ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء)

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں۔ مرنا ہے۔ خدا کو منہ دکھانا ہے کبھی کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کر لیں تو شاید ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۲۱) مرزا صاحب کی نبوّت

قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اس کے مدنظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ "اگر نبوت سے دست بردار ہو دیتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہے اور بقول قادیانی صاحبان" اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے" اس لئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ

(کشتی نوح ص۷۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ زلزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے اور فرمائش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف ہے۔ سنے اور سر دھنے۔ یہ تصوف اُن ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انہیں اختیار ہے سر دھنیں یا سر پٹکیں۔

(۲۳) حضرت مسیح کی شان

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبد اللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اوّل مرزا صاحب نے اُس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مر جائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا چنانچہ ایک چشم دید یادگار مولوی رحیم بخش صاحب قادیانی ام۔ اے نے اپنے والد صاحب (مرزا صاحب کے ایک صحابی یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی) کے حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ بہت سبق آموز ہے۔

"۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبد اللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہو گیا۔ تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہو گیا اور

تشریف لائے۔"
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی)

(۲۲) حمل کی بحث

جناب مرزا صاحب کے حمل کا ماجرا انظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل رکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہر حال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:۔

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر (۴) ص۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔"
(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

"عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ ... ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے ... اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا، پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔"

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۶-۷-۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب تک تو یہ عذر تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔ اب اسلام کے عیسیٰ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

ایمان تازہ ہو گیا۔ (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرت سر
جا کر عبد اللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے
بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا
کہ واقعہ میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں
آج نہیں تو کل مر جائے گا۔"

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشین گوئی پر بڑا ہنگامہ مچا۔ لوگوں نے مرزا صاحب کو بہت چھیڑا
اور خوب گالیاں کھائیں۔

دوسری غلط پیش گوئیوں کی طرح اس کی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور
سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آ گئے۔ عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا
مرزا صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو
برا کہتا ہوں۔ اور عیسائیوں سے بد زبانی کا بدلہ لیتا ہوں اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ
میں آ سکے گا کہ یہودیوں کے پردہ میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی
والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی۔ مثلاً ملاحظہ ہو

"ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے
پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بد زبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے
جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ
آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیش گوئی کے پورا
ہونے کے بارہ میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور
رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں۔ یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو
عیسائیوں کا مردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے برابر
ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔"

تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت کے عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا، اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ رے بے باکی کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا اور درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔ لیکن مرزا صاحب بات کو اس حد تک بڑھاتے ہیں کہ ان کا دلی منشاء سمجھنے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے۔ استغفر اللہ۔

"پانچواں قرینہ ان کے (یعنی افغانیوں کے) وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کوئی چنداں فرق نہیں سمجھتے۔ اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اسی اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریمؑ کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریمؑ کو ہیکل سے رخصت کرا دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

"اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملے میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں۔ کیوں کہ قرآن نے ان کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا اُن پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ہے"

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو رفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔"

(ضمیمہ کتاب نزول المسیح ص۱۳ ملحقہ اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مندرجۂ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہو گا کہ دریدہ مرزا صاحب کو اپنی پیش گوئیوں بالخصوص آتھم والی پیش گوئی کے غلط ہونے کی خفت ہے۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیسائیوں کے دل جلانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزا صاحب کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے:۔

"اور مفسد و مفتری ہے وہ شخص کہ جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح ہیں میں تو ان کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیوں کہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت

اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۵) حق ایجاد

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود اُن کے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے۔ خلیفہ صاحب اسی ایجاد پر جناب مرزا صاحب کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود آل اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہر حال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے وہ خود خلیفہ صاحب کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیوں کر شریک ہوسکتا ہے۔ اصل تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے دوم خود ان کے والد صاحب مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے لہٰذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے بڑے مسیحی پادریوں سے بڑھ کر ہوا۔ پھر جائے کہ قادیانی صاحبان اپنی بے توفیقی سے اُن کو مسیحی پادریوں کے برابر مشابہ ماننے میں بخل کریں۔

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی خاص تحقیق ہے۔ اگرچہ لاہوری جماعت کو تو اب بھی اس دورنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس ۔۔۔۔ یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے (مرزا صاحب نے) نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ

"یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی"

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہو سکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں۔

(۲۴) کنویں میں چنے

مرزا قادیانی صاحب کو پیش گوئی کا بڑا دعویٰ تھا۔ اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال سمجھتے تھے۔ معرکہ کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا صاحب نے کیا کیا کوششیں کیں۔ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی سے مرزا صاحب کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے) لے لو۔ اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی۔ مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے

مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائے گی۔ زبان وسازی کام نہ آئے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتلاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔ رشتے۔ ناتے۔ غمی۔ شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا اُلٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے۔ سو بطفیل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو ایماء ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔ اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو مایوسی ہے۔ و من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمیٰ و اضل سبیلا (۸/۱۵)

نعوذ باللہ من ذالک۔

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں۔ سبحان اللہ کیا اعجاز ہے۔

آیات	ترجمہ
وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ	کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا
عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ	اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول۔
وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ	اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ	جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ
تَعْمَلُوْنَ ۚ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ	تم کو جتا دے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ	دوسرے لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کی مرضی پر

ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۶) قادیانی لام

تصدیق احمدیت کے بعض حصے تو اپنی ہیئت اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعوے معلوم ہوتے ہیں جس میں حق ناحق سے بڑھ کر مقدمہ کی ہارجیت کا جذبہ غالب ہے۔ وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنیٰ نمونے ہیں۔ تاہم کہیں کہیں انشاء پردازی کی بھی کوشش نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ہم پر خوب لام باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"یہ ہے برنی صاحب کے تصرف کا حال۔ اس کی ایک اور مثال۔ اُن کا باطل خیال فریب کم علم لوگوں کے لئے جال۔ اور حق کو دبانے کی ایک چال۔ جو ان شاء اللہ ایک دن ضرور لائے گی اُن پر وبال۔"

(تصدیق احمدیت ص۴۰)

جن صاحب نے بھی ہمت کی۔ داد کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر محض قیاس آرائی کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی۔ مثلاً:۔ ملتے ملتے رہ گیا مال۔ اگلی باتیں خواب و خیال۔ روز و شب ہے یہی ملال۔ کیسا آگیا زوال۔ سنبھلنا ہو گیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال۔ کہ نظر آگیا آل۔ اِنفعال۔ اِنفعال اِنفعال۔ اِنفعال!

(۲۷) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان جو صاف صاف قرآن کریم کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے لیکن سورۂ توبہ میں اپنا حال پڑھ کر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی۔ بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ کچھ ہماری تضحیک۔ کچھ قرآن کریم کی تاویل۔ مگر اس درجہ بے اختیار و بے محل کہ حرکت

ضمیمہ سوم

قادیانی کتاب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْہِمْ	کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ
وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ہ	قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے
وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا	اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے
ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا	ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور
بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا	پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو
لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ	اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے
مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا	رسول سے پہلے سے۔ اور اب قسم کھانے لگیں گے
اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ	کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ
لَکٰذِبُوْنَ ہ (سورہ توبہ رکوع ۱۳)	گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں (پ ۱۱)

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واضح ہو گئی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں یہ تو صریح خود کشی ہے۔ اس کے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر پھر ہدایت نصیب ہو۔

بہر حال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی کتاب

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعی تاویلِ خیالات چلی جاتی ہے

تمہید - قادیانی صاحبان کی طرف سے حال ہی میں پھر ایک کتاب شائع ہوئی ہے "ہمارا مذہب" گویا قادیانی نقطۂ نظر سے اس میں قادیانی مذہب کی تشریح ہے۔ اس کے مؤلف مولوی فاضل علی محمد صاحب اجمیری قادیانی ہیں۔ سرورق پر لکھا ہے اور نیز اخبارات میں اعلان کیا ہے کہ "اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ "قادیانی مذہب" ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم "قادیانی جماعت" اور "قادیانی حساب" کا مکمل و مدلل جواب دیا گیا ہے"

(۲) تالیفات کا سلسلہ

مذکورۂ بالا کتاب میں ہماری جن تالیفات کا حوالہ دیا ہے ان کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے اوّل قادیانی صاحبان نے حیدرآباد سے ایک رسالہ شائع کیا تھا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اس کے بعد ہماری پہلی مختصر کتاب "قادیانی مذہب" شائع ہوئی۔ پانچ فصلوں کے تحت پچاس عنوان۔ ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے چند اقتباسات۔ تقطیع چھوٹی۔ حجم صرف ایک سو بیس صفحے۔ اس کے بعد

فہرست مضامین

تو تیسرے رسالہ میں ہمارے مظالم اور اپنی مظلومیت کا فسانہ سنایا کہ شاید یہ فسوں چل جائے لوگوں کی ہمدردی ادھر سے اُدھر پھر جائے۔ غرض کہ قادیانی قرابادین کے سب مجرّب نسخے استعمال ہوئے لیکن۔ ع

الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

بلکہ۔ ع ۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حقیقت بخوبی عیاں ہو چکی تھی۔ قادیانی صاحبان کی سعی بے جا نے اور بھی قلعی کھول دی۔ بالآخر نوبت پہنچی کہ ؎

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائے گی وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے

(۴) قادیانی کتاب

ان تین رسالوں کے سوا چوتھے نمبر پر قادیانی صاحبان نے ایک کتاب شائع کی ''تصدیق احمدیت'' یہ گویا ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کے پہلے اڈیشن کا جواب ہے۔ جیسا کچھ بھی جواب ہے اس کی اصولی تنقید ہم نے اپنے رسالہ ''قادیانی حساب'' میں وضاحت سے پیش کر دی۔ خود قادیانی صاحبان نے بھی غالباً جلد محسوس کر لیا کہ۔ ع۔

جو چال ہم چلے وہ نہایت بری چلے

بالآخر پانچویں نمبر پر موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے سرورق پر اعلان درج ہے کہ ''اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ ''قادیانی مذہب'' اڈیشن اول و اڈیشن دوم ''قادیانی جماعت'' اور ''قادیانی حساب'' کا مکمل اور مدلل جواب دیا گیا ہے'' لیکن کتاب دیکھئے تو اعلان سے کوئی مطابقت نہیں۔ ع۔

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

ایسے بے اصل اعلان میں نہ معلوم کیا مصلحت سمجھی گئی۔ شاید یہ کہ ناواقف اور نادان لوگ مطلع اور مطمئن ہو جائیں کہ قادیانی صاحبان نے جواب کا حق ادا کر دیا۔ لیکن جب

قادیانی صاحبان نے بنگلور سے دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس کے جواب میں ہمارا ایک رسالہ "قادیانی جماعت" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے تیسرا رسالہ "احمدی جماعت" اور ایک کتاب "تصدیق احمدیت" قادیان سے شائع کی۔ ان دونوں کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ "قادیانی حساب" شائع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا دوسرا اڈیشن بھی نکل آیا۔ گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے مختصر متعدد اقتباسات۔ اس طرح یہ دوسرا اڈیشن متوسط تقطیع کے ۴۴۴ صفحات پر شائع ہوا۔ چنانچہ جدید قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کے سرورق پر ہمارے جن رسائل اربعہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک رسالہ گویا یہ کتاب بھی ہے۔

خدا کے فضل سے اس دوران میں دو سال کے اندر ہی ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا اڈیشن بھی نکل آیا۔ تیرہ فصلوں کے تحت چار سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے متعدد اقتباسات اس طرح یہ کتاب تقریباً ایک سو قادیانی کتب پر حاوی ہوگئی۔ جن میں سے نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیفات ہیں۔ اور باقی نصف قادیانی خلفاء اور اکابر کی تالیفات اور اس کے ساتھ یہ رسالہ "قادیانی کتاب" بھی شائع ہو گیا۔ اس سے جدید قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

(۳) قادیانی رنگ

قادیانی صاحبان کے جن رسائل کا اوپر ذکر ہوا ان میں سے ہر ایک کی روش جداگانہ تھی۔ سب سے پہلے رسالہ میں تاویل اور تضحیک کا پہلو اختیار کیا کہ شاید ہماری ہوا اکھیڑی ہو جائے اور ان کی بات رہ جائے۔ لیکن اس میں ناکامی ہوئی تو دوسرے رسالہ میں ہم پر دل کھول کر سیاسی الزام لگائے کہ شاید حکومت مغالطہ میں پڑ جائے ہم کو دبائے یا نقصان پہنچائے تو ان کو امن چین ہو جائے۔ اس میں بھی مایوسی ہوئی

قادیانی صاحبان نے اپنا یہ مسلک بے ادبی بہت واضح طور پر پیش کیا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں لاکر مسلمانوں کے مقابل قادیانی صاحبان جو جو چالیں چلتے ہیں اس کی مختصر کیفیت ہمارے رسالہ "قادیانی حساب" میں درج ہو چکی ہے۔ ذیل میں ہم صرف دو ایک خاص امور کی تشریح پیش کرتے ہیں جو موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) میں بطور جدید درج ہیں:-

(۶) قادیانی خطاب

لوگ خیال کرتے ہیں کہ "قادیانی" ایک معمولی اور سرسری خطاب ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے اس لئے لوگ ان کو قادیانی کہنے لگے حالانکہ "قادیانی" مرزا صاحب کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے۔ اور وہ ان کی نبوت کا ایک جزو لاینفک ہے۔ حتیٰ کہ لفظ قادیانی مرزا صاحب کے نام سے خارج کر دیجئے تو ان کی نبوت کا ایک ثبوت غائب ہو جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر لفظ قادیانی مرزا صاحب کی نبوت کا ایک الہامی ثبوت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے "غلام احمد قادیانی" اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں"

(ازالہ اوہام ص۱۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہر حال مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع گورداس پور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے

تحقیق پسند لوگ اس مکمل اور مدلل جواب کا ہمارے رسائل اور کتب سے مقابلہ کریں گے تو قادیانی غلط بیانی کس درجہ واضح اور واثق ہو جائے گی۔ ع۔

چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اعلان جو کچھ بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی "تصدیق احمدیت" کی طرح ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے صرف پہلے ایڈیشن سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ برائے گفتن دوسرے ایڈیشن کا بھی کہیں کہیں سرسری طور پر ذکر آگیا ہے حالانکہ دوسرے ایڈیشن کے بعد پہلے کی حیثیت ایک جزو سے زیادہ نہیں رہی۔ اور وہ بھی اس میں ضم ہو گیا۔ جدا نہیں رہا۔ ایسی صورت میں دوسرے ایڈیشن کے ہوتے ہوئے پہلے ایڈیشن کو جواب کا مدار بنانا بظاہر عبث معلوم ہوتا ہے۔ لیکن راز یہ ہے کہ موجودہ کتاب "فی الحقیقت" "تصدیق احمدیت" کا اصلاح شدہ ایڈیشن ہے اکثر و بیشتر وہی اعتراضات ہیں وہی عذرات وہی تاویلات وہی مغالطات ہیں۔ البتہ زبان و بیان کی خامیاں اور خرابیاں بہت کچھ رفع کر دی ہیں۔ تاہم کتاب کا نام بھی بدل دیا کہ شمار میں ایک جواب کا اضافہ ہو جائے اور "تصدیق احمدیت" سے جو بدنمائی ہوئی تھی اس پر بھی پردہ پڑ جائے۔ بیک کرشمہ دو کار۔

تنقیح (۵)

"تصدیق احمدیت" اور موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) میں جو اعتراضات اور عذرات مشترک ہیں ان کی تنقید ہمارے رسالہ "قادیانی حساب" میں موجود ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بطور ضمیمہ "قادیانی مذہب" طبع سوم کے آخر میں شریک ہے۔ قادیانی صاحبان کن امور پر ساکت ہیں اور کن امور کی تاویلات پیش کرتے ہیں اور کس رنگ کی تاویلات پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ قارئین اس کا خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اور یہی فیصلہ قابل وثوق ہوگا۔ علیٰ ہذا بطور جواب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزامات لگانا قادیانی صاحبان کا قدیم مسلک ہے اس میں وہ جس درجہ بے باک ہیں محتاج بیان نہیں چنانچہ اس جدید کتاب میں بھی

جبکہ ہم نے مرزا صاحب کے مذہب پر کتاب لکھی تو اس کا پورا نام ہوتا "غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب" لیکن طویل عنوان علمی ذوق کے منافی تھا۔ اس لئے مختصر عنوان "قادیانی مذہب" قرار پایا اور سمجھ دار لوگوں نے اس کو بہت پسند فرمایا اور اب تک قادیانی صاحبان نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ لیکن حال میں جو کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں "قادیانی مذہب" کی ترکیب و معنی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ حالانکہ خود قادیانی عنوان "ہمارا مذہب" بلحاظ ترکیب "قادیانی مذہب" کے ساوی اور بلحاظ معنی قادیانی مذہب کے مرادف ہے۔ لفظ قادیانی مرزا صاحب کا اور ان کے مذہب کا۔ اور ان کی جماعت کا۔ سب کا علم ہے۔ البتہ مطالعہ مشاہدہ اور تجربہ سے اس لفظ کا جو مفہوم ذہنوں میں پیدا ہو چلا ہے اس کے مدنظر قادیانی صاحبان کو لفظ "قادیانی" سے شرم و عار محسوس ہو تو دوسری بات ہے۔

(۷) قادیانی مذہب

رہا یہ سوال کہ قادیانی مذہب کیا ہے۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب "قادیانی مذہب" میں قابل ملاحظہ ہے۔ مختصر اور نہایت مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:۔

(۱) "مسئلہ تکفیر۔ قادیانی (جماعت قادیان) تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی۔ کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں"

(۲) "مسئلہ نبوت۔ قادیانی (جماعت قادیان) خاتم النبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجرائے نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین (ظلی نبوت) کے

غلام احمد رہتے تھے جو مرزا صاحب کے ہم عصر تھے۔
لیکن جب غلام احمد قادیانی کے نام سے مرزا صاحب کے مقابل ان کو پیش کیا گیا تو قادیانی صاحبان نے لفظ "قادیانی" کو تمام و کمال مرزا صاحب کے واسطے پیٹنٹ کرا لیا۔ اور اس کو مرزا صاحب کے نام کا جزو لاینفک قرار دیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے) سوا کوئی دوسرا شخص "غلام احمد قادیانی" کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔ اس لئے اگر ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا ہے۔ تو اس سے آپ کے دعویٰ کی تغلیط نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ نے قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔

(کتاب آئینہ احمدیت ص۔ مصنفہ دوست محمد صاحب قادیانی جس کو ۱۹۳۳ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا)

غالباً مرزا صاحب نے اپنی ہی نسبت کی برکت سے بحالت کشف لفظ "قادیان" کو قرآن شریف میں لکھا دیکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

"تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ۔ مدینہ قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔"

(ازالہ اوہام ص۔ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید برآں مرزا صاحب فرماتے ہیں اور قادیانی صاحبان وجد کرتے ہیں کہ

"زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

(درثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا صاحب)

غرض کہ ہر طرح لفظ "قادیانی" مرزا صاحب کی خاص الخاص نشانی ہے

کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کر سکتے اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا نہیں مشکل نظر آتا ہے۔ یہی وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ جنوری ۱۹۳۵ء)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب قادیانی) فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام و توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اب میں مولوی (نورالدین) صاحب کو مرزا (غلام احمد قادیانی صاحب) سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب۔ کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا۔ تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر وہ صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو نہیں آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیۂ خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے

الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف اُمت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں اور ظلی نبوت سے مراد اصلی نبی ہے ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کا ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ غرض کہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں۔"

(۳) "مسئلہ خلافت۔ جب حضرت مسیح موعود کو نبی بنایا تو ان کی خلافت بھی قادیانیوں نے چلائی اور ان ہی اصولوں پر چلائی جن پر مسیحیت کا پوپ اپنی خلافت منواتا ہے۔ خلیفہ مطاع الکل ہے۔ وہ غلطی نہیں کر سکتا اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے، وہ ہر ایک مرید کی جان، مال۔ عزت۔ ایمان سب کا مالک ہے۔ بہشت کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔"

(۴) "سیاسیات۔ قادیانی (جماعت قادیان) لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عزوجاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا۔ جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور ریاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہرا اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و بازو بننا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام پر لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف

ضمیمۂ چہارم

قادیانی کتابیں

قادیانی مذہب کا پہلا اڈیشن تیار ہوا تو اس وقت مطلوبہ کتابیں بہت کم مل سکیں۔ فرمائشوں کا جواب تک نہ ملا۔ چنانچہ اس بارہ میں شکایت شائع کرنی پڑی لیکن "قادیانی جماعت" کے نام سے جو دوسرا رسالہ شائع ہوا۔ جو ضمیمۂ اول میں درج ہے اس کے بعد سبیل پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مقامی کتاب گھر کی معرفت قادیان سے کتابیں آنے لگیں اور اس کے ذریعہ بہت سی کتابیں خرید میں آگئیں۔ اسی زمانہ میں قادیان کے ایک تاجر کتب بھی حیدرآباد آنکلے ان سے بھی کچھ کتابیں مل گئیں۔ کچھ کتابیں براست قادیان سے آگئیں۔ غرض کہ خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ قادیانی صاحبان کا بہت بہت شکریہ۔

تاہم فرمائش کی متعدد کتابیں مہیا ہونی باقی تھیں۔ مقامی کتاب گھر نے امروز فردا میں بہت زمانہ گزار دیا تو بالآخر براست قادیان فرمائش بھیجنی پڑی۔ امید تھی کہ وہاں سے کتابیں آجائیں گی۔ لیکن مایوسی ہوئی۔ ان میں سے بعض کے متعلق یہ عذر ہوا کہ وہ نایاب یا کم یاب ہیں۔ حال آں کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ کافی اہم ہیں۔ جب کہ وسیع پیمانہ پر قادیانی تبلیغی لٹریچر شائع کیا جائے بعض اصلی کتابوں کا اشاعت سے غائب ہو جانا بہت عجیب اور مایوس کن ہے۔ مریدین و معتقدین۔ محققین و مناظرین سب متعلقہ جماعتوں کو ان کی ضرورت ہے۔ یہ شبہ قبل از وقت ہے کہ شاید کسی مصلحت سے ان کی اشاعت ختم کر دی گئی یا کچھ وقفہ کے بعد وہ حسب مصلحت ترمیم ہو کر شائع ہوں گی۔ بہر حال ہماری طرف بھی ان کتابوں کی تلاش جاری رہی۔ چنانچہ بڑی جستجو سے کچھ کتابیں ہاتھ لگیں۔ ایک کم یاب مقالہ

ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہوجائے تو اس کے کسی دعویٰ میں چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۹۹ مؤلفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی)

قصہ مختصر مرزا قادیانی صاحب کی تائید میں قادیانی صاحبان کی تاویلات کی کوئی حد نہیں۔ عجیب مغالطوں میں مبتلا ہیں۔ ؎

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعی تاویل خیالات چلی جاتی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار

قریباً نصف خاص مرزا صاحب کی تصانیف ہیں اور باقی دیگر قادیانی صاحبان کی کتابیں ہیں
چند اخبارات و رسالے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مفصل فہرست درج کرتے ہیں۔

(الف) جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف

(۱) اربعین
(۲) آریہ دھرم
(۳) ازالہ اوہام
(۴) استفتاء
(۵) آسمانی فیصلہ
(۶) اعجاز احمدی
(۷) اعجاز المسیح
(۸) البلاغ مسمی بہ فریاد درد
(۹) الوصیت
(۱۰) انجام آتھم
(۱۱) انوار الاسلام
(۱۲) آئینہ کمالات اسلام
(۱۳) ایام الصلح
(۱۴) ایک غلطی کا ازالہ
(۱۵) براہین احمدیہ
(۱۶) پیغام صلح
(۱۷) تجلیات الہیہ
(۱۸) تحفۃ الندوہ
(۱۹) تحفہ قیصریہ
(۲۰) تحفہ گولڑویہ
(۲۱) تذکرۃ الشہادتین
(۲۲) تریاق القلوب
(۲۳) توضیح مرام
(۲۴) جنگ مقدس
(۲۵) چشمہ مسیحی
(۲۶) چشمہ معرفت
(۲۷) حجۃ اللہ
(۲۸) حقیقۃ المہدی
(۲۹) حقیقۃ الوحی
(۳۰) حمامۃ البشریٰ
(۳۱) خطبہ الہامیہ
(۳۲) دافع البلاء
(۳۳) درثمین
(۳۴) رسالہ جہاد
(۳۵) ستارہ قیصریہ
(۳۶) ست بچن
(۳۷) سراج منیر
(۳۸) سیرۃ الابدال

مکتبہ الفضل حیدرآباد کی قادیانی انجمن کے امیر صاحب سے چندہ دن کے واسطے مستعار مل گیا۔ جس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تائید غیب ہوئی تو الفضل اخبار کی بھی اکثر پرانی جلدیں مل گئیں۔ اس طرح قادیانی لٹریچر کا بہت خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ تاہم فراہمی کا سلسلہ جاری ہے تاکہ مسلمانوں کی لاعلمی اور بے خبری رفع ہو سکے۔

یہ امر قابل ستائش ہے کہ فی الجملہ قادیانی جماعت جناب مرزا صاحب کی اصلی کتابیں شائع کرنے میں زیادہ مستعد بنی ہوئی ہے وہیں سے بیشتر کتابیں دستیاب ہوتی ہیں لاہوری جماعت نے بھی مرزا صاحب کی کتابیں شائع کی ہیں۔ لیکن کم۔ ان میں بھی خصوصیت سے عربی کتابیں شامل ہیں۔ تاکہ عربی ممالک میں کام آئیں۔ ان کو اپنا تبلیغی لٹریچر شائع کرنے کی زیادہ فکر معلوم ہوتی ہے تحقیق کے واسطے ان کے ہاں سے اصلی مواد کم ملتا ہے۔ تاہم وہاں سے بھی کتابیں آئیں۔ کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ دونوں جماعتوں کا شکریہ واجب ہے۔

"قادیانی مذہب" میں جو اقتباسات درج ہیں ان میں سب نہیں تو ننانوے فی صدی سے زیادہ اصل کتابوں سے اخذ کئے گئے شاذ اصل کتابیں نہ ملنے کی صورت میں دیگر کتب سے نقل کرنے پڑے لیکن یہ کتابیں بھی بجائے خود کافی معروف و مروّج ہیں مسلّم ہیں۔ صفحوں کے حوالے میں بھی کافی اہتمام کیا گیا۔ لیکن ایک پیچیدگی رہ گئی۔ وہ یہ کہ مختلف اڈیشنوں کے صفحوں میں بھی اختلاف نکلا۔ اور بعض اڈیشنوں پر سن طباعت بھی درج نہیں ملا۔ اس لئے بعض صورتوں میں ایک اڈیشن کے صفحات کا حوالہ دوسرے اڈیشن میں بعینہٖ ملنا ممکن نہیں لیکن ایسی صورتیں معدودے چند ہیں۔ زیادہ نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں تک موقع ملا۔ پوری چھان بین کی گئی۔ یوں سہو انسانی یا کتابت کی غلطی دوسری بات ہے۔

بہر حال جن کتابوں کے اقتباسات و حوالہ جات چوتھے اڈیشن میں درج ہیں ان کی فہرست ذیل میں پیش ہے جس سے واضح ہوگا کہ کل (۱۳۵) کتابوں سے مواد لیا گیا جن میں سے (۱۱۷) قادیانی ہیں اور صرف (۱۸) غیر قادیانی۔ ان (۱۸) میں بھی صرف (۵) قادیانی مذہب کی تنقید میں ہیں پانچ فن طب سے متعلق ہیں اور باقی (۸) متفرق کتب اخبارات اور رسالے ہیں جن سے بعض واقعات نقل کئے گئے ہیں رہیں (۱۱۷) کتب قادیانی ان میں

(د) حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفۂ اوّل کی تصانیف

(۷۵) نورالدین

(ہ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی تصانیف

(۷۶) النبوۃ فی الاسلام　　(۷۸) تحریک احمدیت
(۷۷) بیان القرآن　　(۷۹) حقیقت اختلاف
(۸۰) نکات القرآن

(و) دیگر قادیانی صاحبان کی تصانیف

(۸۱) احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے ہینڈبل نمبر ۱۵ و نمبر ۲۱ و ۲۲۔

(۸۲) ازہاق الباطل	مؤلفۂ	میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۸۳) اسلامی قربانی	مصنفہ	قاضی یار محمد صاحب قادیانی
(۸۴) اظہار حقیقت	منجانب	انجمن انصار اللہ قادیان
(۸۵) البشریٰ	مؤلفہ	محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری
(۸۶) المہدی	مؤلفۂ	حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری
(۸۷) آئینۂ احمدیت	مولفۂ	دوست محمد صاحب قادیانی لاہوری
(۸۸) آئینہ حق نما	مولفۂ	یعقوب علی صاحب قادیانی
(۸۹) ام العرفان	مصنفۂ	عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۹۰) انوار احمدی	مولفۂ	شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب قادیانی
(۹۱) تبلیغ رسالت	مولفۂ	میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۹۲) تفسیر آسمانی	مولفۂ	عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۹۳) حیات احمد	مولفۂ	یعقوب علی صاحب قادیانی

(۳۹) شہادۃ القرآن
(۴۰) ضرورۃ الامام
(۴۱) کتاب البریّۃ
(۴۲) کشتی نوح
(۴۳) کشف الغطاء
(۴۴) گورنمنٹ کی توجہ کے لائق رسالہ
(۴۵) سجۃ النور
(۴۶) لکچر اسلام
(۴۷) لوح الہدیٰ
(۴۸) نجم الہدیٰ
(۴۹) نزول المسیح
(۵۰) نسیم دعوت
(۵۱) نشان آسمانی
(۵۲) نور الحق
(۵۳) نور القرآن
(۵۴) مواہب الرحمٰن

(ب) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تصانیف

(۵۵) القول الفصل
(۵۶) انوار خلافت
(۵۷) آئینۂ صداقت
(۵۸) برکات خلافت
(۵۹) تحفۃ الملوک
(۶۰) تحفہ اردن
(۶۱) تحفہ شہزادہ ویلز
(۶۲) تحفہ ولنگڈن
(۶۳) حق الیقین
(۶۴) حقیقۃ الامر
(۶۵) حقیقۃ النبوۃ
(۶۶) دعوۃ الامیر
(۶۷) ذکر الٰہی
(۶۸) صادقوں کی روشنی
(۶۹) ملائکۃ اللہ
(۷۰) منہاج الطالبین
(۷۱) منصب خلافت
(۷۲) مسیح موعود کے کارنامے

(ج) صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کی تصانیف

(۷۳) سیرۃ المہدی
(۷۴) کلمۃ الفصل

(۱۱۵) اخبار فاروق قادیان
(۱۱۶) رسالہ تشحیذ الاذہان۔ قادیان
(۱۱۷) رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

(ح) غیر قادیانی کتب

(۱۱۸) اکسیر اعظم (طب) مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں۔
(۱۱۹) آئینہ کمالات۔ مرزا (صاحب) تنقید۔ منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعۃ رحمانی مونگیر شریف۔
(۱۲۰) تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق (طب) مصنفہ حکیم اصغر حسین خاں فرخ آبادی

(۱۲۱) خطوط سرسید	مرتبہ	سید راس مسعود صاحب
(۱۲۲) مسیح دجال کا سربستہ راز	تنقید	از ملک نظیر احسن صاحب بہاری
(۱۲۳) رسالہ الذکر الحکیم	مولفہ	ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب
(۱۲۴) سودائے مرزا (صاحب)	تنقید	از حکیم محمد علی صاحب امرتسر
(۱۲۵) سیر المصنفین	مولفہ	محمد یحیٰی صاحب تنہا
(۱۲۶) شرح اسباب وعلامات (طب)	مصنفہ	علامہ برہان الدین نفیس بن عوض المتطبب الکرمانی
(۱۲۷) مخزن حکمت (طب)	مصنفہ	شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب
(۱۲۸) قادیانی جماعت	مولفہ	پروفیسر الیاس برنی
(۱۲۹) قانون۔ (طب)		شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا

(ط) غیر قادیانی اخبار ورسائل

(۱۳۰) اخبار النجم۔ لکھنؤ
(۱۳۱) اخبار مباہلہ۔ قادیان وامرتسر

(۹۴) حیات النبی	مولفہٗ	یعقوب علی صاحب قادیانی
(۹۵) خادم خاتم النبیین	مصنفہ	صدیق دین دار صاحب قادیانی
(۹۶) خطوط امام بنام غلام	مولفہٗ	محمد حسین قریشی صاحب قادیانی
(۹۷) رسالہ درود شریف	مولفہٗ	محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی
(۹۸) رسالہ نمبر ہشتم	مصنفہ	شیخ غلام محمد صاحب قادیانی
(۹۹) رسالہ	مولفہٗ	فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی
(۱۰۰) رسالہ احمدی النبوۃ فی الالہام	مولفہٗ	قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی
(۱۰۱) فتاوی احمدیہ	مولفہٗ	محمد فضل خاں صاحب قادیانی
(۱۰۲) کتاب منظور الہی	مولفہٗ	محمد منظور الہی صاحب قادیانی
(۱۰۳) کشف الاختلاف	مولفہٗ	سید سرور شاہ صاحب قادیانی
(۱۰۴) نکل امۃ اجل	مصنفہ	احمد نور کابلی صاحب قادیانی
(۱۰۵) مجدد کامل	مصنفہ	خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی
(۱۰۶) مکاشفات	مولفہٗ	محمد منظور الہی صاحب قادیانی
(۱۰۷) مکتوبات احمدیہ	مولفہٗ	شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی
(۱۰۸) ملفوظات احمدیہ	منجانب	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
(۱۰۹) منکرین خلافت کا انجام	مصنفہ	جلال الدین شمس صاحب قادیانی
(۱۱۰) نہج المصلی	مولفہٗ	محمد فضل خاں صاحب قادیانی

(ز) قادیانی اخبار ورسائل

(۱۱۱) اخبار الحکم قادیان
(۱۱۲) اخبار الفضل قادیان
(۱۱۳) اخبار بدر قادیان
(۱۱۴) اخبار پیغام صلح لاہور

ضمیمہ پنجم

پروفیسر الیاس برنی کے تالیفات و تراجم

(۱) سلسلۂ دعوتِ صدق

(۱) اسرار حق۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ارشادات صدیقین واکابرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب اور اُن کے مقابل یورپ کے جدید سائنس اور فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب، خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن توحید اور اس کے مقامات احدیت کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت، نبوت اور ولایت کے مراتب، کشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ، ایک نظر میں اسلام کی روحانی تعلیم کا عجیب نظام دل نشین ہو جاتا ہے اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۲۴) جن علوم کو اللہ جل شانہ صدق اور جن عالموں کو صادقین و صدیقین سے تعبیر فرماتا ہے اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوف اور صوفی کہلاتے ہیں اُن کی تحقیق اور تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے جو قابل دید ہے۔ حجم تقریباً ۴۰۰ صفحہ مجلد قیمت صرف مبلغ ستے،

پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ دوسرا اڈیشن بعد نظر ثانی و اضافہ مضامین

(۱۳۲) اخبار مدینہ بجنور
(۱۳۳) رسالہ حقیقت اسلام۔ لاہور
(۱۳۴) رسالہ دلگداز۔ لکھنؤ۔
(۱۳۵) رسالہ شمس الاسلام (بھیرہ پنجاب)

کتابت کشادہ، طباعت پاکیزہ، کاغذ رنگین ۔تقطیع حمائلی، بہر صورت قابل دید قیمت صرف آٹھ آنہ ۸/

(۴) ہدایت الاسلام ۔ تمدّن حاضرہ کی بدولت جوں جوں معاشی اور سیاسی مصروفیت بڑھ رہی ہے ، دین کی ضروری معلومات حاصل کرنے کا موقع بھی بمشکل نصیب ہوتا ہے ۔چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ عام طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات شعائر اسلام سے اس درجہ ناواقف ہیں کہ کسی عبادت یا مذہبی تقریب میں کبھی شرکت کا موقع آتا ہے تو ظاہری تقلید بھی اُن کے واسطے دشوار ہو جاتی ہے لامحالہ دل میں ندامت ہوتی ہے جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ اسی تعلیم یافتہ طبقہ کی خاطر ایک مختصر اور مستند مجموعہ ترتیب دیا ہے اس میں اسلامی عبادات اور تقریبات کے تمام ضروریات ادعیہ وغیرہ جن سے روزمرّہ سابقہ پڑتا ہے یا پڑ سکتا ہے بترتیب خاص جمع ہیں۔ عربی متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی درج ہے ان کے مطالعہ کے بعد اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق و آداب سے بخوبی واقفیت ہو جاتی ہے کسی موقع پر حیرانی و پریشانی کا احتمال باقی نہیں رہتا جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اس مجموعہ کی بالخصوص ضرورت ہے چھوٹی تقطیع طباعت پاکیزہ (زیر طبع)

(۵) فتوح الحکم ۔ یہ ایک جدید تالیف ہے قطب ربّانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات فتوح الغیب میں اور خطبات فتح الربانی میں مرتب اور محفوظ ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی حضرت کے ارشادات و خطبات کا بہت سا بیش بہا ذخیرہ کئی معتبر کتب میں موجود ہے بفضلہ بعض قدیم قلمی نسخوں کا بھی پتہ لگا ہے جو اب تک طباعت و اشاعت سے مستغنی رہے ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز یہ تمام نعماء دینیہ خاص اہتمام سے مومنین کے واسطے عنقریب مہیا ہو جائیں گی ۔تالیف مکمل ہو چکی ۔ طباعت در پیش ہے ۔ فالحمد للہ ۔

(۶) فتوحات قادریہ ۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے تمام اذکار و اوراد ادعیہ اور وظائف خاص تحقیق سے فراہم کئے ہیں ۔سلوک قادریہ کا اصلی مرقع ہے طالبین کے واسطے بڑی نعمت ہے ۔ یہ مجموعہ خاص اہتمام سے طبع ہو کر جلد شائع ہو گا ۔ انشاء اللہ ۔

(۷) سلطان مبین ۔ شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

عنقریب طبع ہو کر شائع ہوگا (انشاء اللہ)

(۲) **تسہیل الترتیل** - قرأت کی ضرورت اور اہمیت، اُس کے اصول و طریق اس کے نکات و اشارات خاص ترتیب سے نہایت سلیس اور عام فہم پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر عمل پر قرآنی کلمات و آیات مع حوالجات بطور مثال کافی درج ہیں۔ نتیجہ یہ کہ قرآن کریم کے اکثر نازک اور دقیق مقامات بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور پڑھنے میں غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اصول قرأت سے واقف ہونے کے بعد تلاوت میں کچھ اور ہی لطف آتا ہے اور امرِ حق کا راز کھلتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ط

یوں تو ماشاء اللہ فن قرأت میں متعدد اردو رسالے موجود ہیں لیکن اپنی ترتیب اور تفہیم کے لحاظ سے یہ رسالہ بھی قابل دید ہے۔ حافظوں کو، پیش اماموں کو، عربی کے طلباء کو، عام قرآن خوانوں کو اس کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ (زیر طبع)

قیمت فی نسخہ ہ

(۳) **مشکوٰۃ الصلوات** - اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۲۲) حضور انور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں علماء عظام اور اولیاء کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جو صلوٰۃ و سلام عرض کیے ہیں وہ اسلامی معارف اور عربی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں گویا رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی الہامی تفاسیر ہیں اور اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ط کی معنوی تفاسیر ہیں۔ اُن کے مطالعہ سے حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت اور محبت دل میں پیدا ہوتی ہے اُن کے ورد سے اتباع اللہ نصیب ہوتا ہے کا فیضان جاری ہوتا ہے اور دین کی نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

یہ بے بہا ذخیرہ بعض قدیم مجموعات مثلاً دلائل الخیرات وغیرہ میں فراہم کیا گیا تاہم اس کا بہت سا حصہ متفرق رہ گیا۔ الفضل الٰہی ایک جدید مجموعہ تیار ہوا ہے جس میں اکابر دین کے اکثر درود شریف بڑی تجسس و تحقیق سے بہ ترتیب خاص جمع کئے ہیں۔ غالباً اب تک صلوٰۃ و سلام کا کوئی مجموعہ اس قدر وسیع شائع نہیں ہوا۔ فدائیان رسول کے لئے بڑی نعمت ہے،

عقیدت و محبت کا مزا ملتا ہے۔ مزید برآں خاص خاص زیارات کی ایک درجن قابل دید عکسی تصویرات کہ شنید میں دید کا لطف آجائے گویا آنکھوں میں نقشہ پھر جائے۔

ضمنی طور پر بمبئی کراچی، بصرہ، حلب، حمص، حما، بیروت، حیفہ، قنطرہ، سویز، ینبوع، جدہ اور کامران۔ ان مقامات کا بھی ضروری حال درج ہے اور مسافروں کو جہاں جہاں جو صورتیں پیش آتی ہیں وہ بھی واضح کر دی ہیں کہ وقت پر حیرانی و پریشانی نہ ہو نا واقفیت سے کچھ زیرباری نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ عامۃ المومنین اور بالخصوص حجاج و زائرین کے واسطے یہ سفرنامہ واقعی بڑی نعمت ہے گھر بیٹھے زیارت کا لطف آتا ہے۔ سفر میں نہایت ہمدرد رفیق اور واقف کار معلم کا کام دیتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی کی محتاجی نہیں رہتی۔ ان خوبیوں کی بدولت ہاتھوں ہاتھ جا رہا ہے۔ طباعت پاکیزہ حجم ۲۵۰ صفحہ قیمت دو روپیہ۔

(۱۰) تحفۂ محمدی۔ اس میں عربی صلوٰۃ و سلام اور فارسی اردو نعتوں کا عجیب پُر اثر انتخاب درج ہے کہ ؎

"روح کو گرما دے اور قلب کو تڑپا دے"

قابل دید مجموعہ ہے۔ مرد، عورت، بڑے چھوٹے خاص و عام سب مسلمانوں کے واسطے حب محمدی کا بہترین سرمایہ ہے میلاد مبارک کا بہترین تحفہ ہے۔ ایمانی لذات اور روحانی تفریح کا بہترین توشہ ہے۔ ہاتھوں ہاتھ جا رہا ہے۔ بفضلہ اس سلسلہ کی چار جلدیں طبع ہو گئی ہیں تقطیع معمولی کاغذ رنگین۔ طباعت پاکیزہ ہر طرح دیدہ زیب۔

یہ سلسلہ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے ہدیہ ہے وہ چاہیں تو ہر جلد کا ایک ایک نسخہ اپنے واسطے دست بدست یا فی نسخہ ½ ۲ آنہ محصول ڈاک بھیجکر بلا قیمت مؤلف سے حاصل کر سکتے ہیں۔ عام مسلمان ۲ر فی جلد کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔ فدائیان رسول اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں تو دس روپیہ فی صد کے حساب سے کم از کم سو نسخے بذریعہ وی پی منگالیں اگر بیکمشت سو روپیہ عنایت فرمائیں تو ایک ہزار نسخے چار سال خدمت ہونگے اور انہی کا اسم گرامی بحیثیت معطی طبع کرا کر درج کر دیا جائیگا۔ یہ نسخے اپنے کنبے برادری، محلے

کی حیاتِ بابرکات خاص تحقیق کے ساتھ اس انداز سے مرتب ہوئی ہے کہ ظاہری اور باطنی سراپا پیش نظر ہو کر زبان اور دل بیساختہ پکار اٹھتے ہیں ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

(زیر طبع) قیمت صرف ۸/

(۸) **مکاتیب المعارف**۔ مرشدی و مولائی حضرت الحاج مولانا شاہ محمد حسین صاحب قبلہ چشتی القادری مدظلہ العالی کے مکتوبات شریف کا مجموعہ حقائق قرآنی اور تعلیم ربانی کا عجیب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے۔ ایمان و اعتصام کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے اہل ایمان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ عجیب فیوض و برکات ہیں انشاء اللہ ترتیب ہو رہی ہے عنقریب اشاعت ہوگی۔ انشاء اللہ تخمیناً ... ۵ صفحے۔

(۹) **صراط الحمید یعنی سفرنامۂ مقاماتِ مقدسہ**۔ عراق، شام، فلسطین و حجاز، ان چاروں اسلامی ممالک کے گوناگوں چشم دید حالات، نہایت دلچسپ و مفید معلومات سیر و سفر کے مفصل ہدایات، راہ و منازل کے مکمل نقشہ جات، غرض کہ سیاحت کے تمام ضروریات بالتفصیل مذکور ہیں۔

اکثر مقدس مقامات مثلاً بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریفین، سامرہ شریف، دمشق، بیت المقدس، بیت اللحم، خلیل الرحمٰن۔ ان سب کے متبرک زیارات و روایات، اولیائے کرام کی علمی فتوحات و تصنیفات سب کچھ بہ تفصیل موجود ہے سب سے بڑھ کر مدینۂ منورہ اور مکۂ معظمہ کے تفصیلی مشاہدات اسلامی احساسات بارگاہِ اقدس کے انوار و برکات، فیوض و انعامات، بیت اللہ شریف کی دینی تحقیقات فریضۂ حج کے تمام تفصیلات یعنی احکام و مسائل طور و طریق، ادعیہ و صلوات بترتیب و تفہیم خاص کہ پھر کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے اور حج تمام و کمال بحسن و خوبی ادا ہو جائے۔ بحول اللہ تعالیٰ۔

سفرنامہ میں جا بجا قرآنی معارف اور ایمانی نکات، وہبی واردات، اور روابط قلبی کے نازک اشارات، عبارت کی لطافت گویا آئینہ ہے کہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے، دل کو

نشتر قدرت شہادت تازہ کر دیتے ہیں۔ اسلامی مدارس کے واسطے بہت موزوں ہے۔

جلد سوم متعلق قومیات یعنی ہندوستان کی متحدہ قومیت کے متعلق درد مند اور محب وطن بہت شاعروں کا دل پذیر کلام جو عبرت سکھاتا اور غیرت دلاتا ہے اس جلد میں چند قدیم شہر آشوب بھی قابل دید ہیں۔ قومی مدارس کے واسطے بہت موزوں ہے۔

جلد چہارم۔ متعلق اخلاقیات یعنی اُردو شاعری میں اخلاق و حکمت کے جو انمول موتی جواہر بکھرے پڑے تھے اور جو بہترین قومی سرمایہ ہیں۔ فراہم کر دئے گئے ہیں یہ جلد لڑکوں اور نوجوانوں کے واسطے قابل قدر تحفہ ہے۔ تمام مدارس کے لئے یکساں مفید ہے

دوسرا سٹ

جذبات فطرت

جلد اوّل۔ اُردو شاعری کے قافلہ سالار یعنی میر تقی میر اور میرزا رفیع سودا کے کلام کا مرلوط اور جامع انتخاب، یہ کتاب کالج کی اعلیٰ جماعتوں میں درس کے قابل ہے۔

جلد دوم۔ اُردو کے سرمایۂ ناز شاعر مرزا غالب اور اُن کے خاص ہم عصر یا خاص ہم رنگ شعرا ذوق، ظفر اور حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب، یہ کتاب بھی اعلیٰ جماعتوں کے درس کے قابل ہے۔

جلد سوم۔ تقریباً تیس قدیم مستند اور باکمال شعرا کے کلام کا اعلیٰ انتخاب جو اپنی قدامت اور جامعیت کے لحاظ سے قابل دید ہے۔

جلد چہارم۔ تقریباً ساٹھ جدید مشہور و مقبول شعرا کے کلام کا دلکش انتخاب شاعری کے جدید دور کا اس سے خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔

تیسرا سٹ

مناظر قدرت

جلد اوّل۔ متعلق اوقات۔ یعنی صبح، شام، دن، رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما

مدرسے میں فی سبیل اللہ بچوں کو ہدیتہً تقسیم کردیں۔ اس طرح اس سلسلہ کی اشاعت تمام ہندوستان میں آسانی ممکن ہے۔ خادمانِ اسلام حُبِ محمدیؐ کا تخم دلوں میں بو دیں اور لطف الٰہی کا کرشمہ دیکھیں۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

(۲) سلسلۂ منتخبات نظم اردو

مروجہ غزلیات کی کثرت سے عموماً یہ خیال پھیل گیا ہے کہ اُردو شاعری کی ساری کائنات محض حسن و عشق اور گل و بلبل کی پارینہ داستان ہے مگر تحقیق سے ثابت ہوا کہ اُردو میں بھی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں۔ البتہ وہ اب تک منتشر اور غیر معروف تھیں چنانچہ موجودہ انتخاب سے اس کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ اردو کے تقریباً دو سو قدیم و جدید نامور شعرا کا بہترین کلام نہایت عجیب و غریب ترتیب کے ساتھ بارہ مستقل جلدوں میں پیش کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر اُردو شاعری کی وسعت و رفعت پر حیرت اور مسرت ہوتی ہے۔ دوسری زبانوں میں اس سلسلے کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ادب اُردو کا عجیب دل فریب اور نادر تحفہ ہے جس کی بڑے بڑے ادیب اور نقاد و سخن داد ملکہ مبارک باد دے رہے ہیں۔ اردو خواں حلقوں میں اس سلسلے کی خاصی دھوم مچ گئی ہے اور اس کی مقبولیت روز افزوں ہے۔ الحمد للہ۔

یہ سلسلہ یوں تو ۱۹۱۹ء سے بتدریج شائع ہو ہو کر ختم ہوتا تھا۔ لیکن ۱۹۲۲ء میں اس کی بارہ جلدیں اضافۂ مضامین اور جدید ترتیب کے ساتھ ازسرِ نو شائع کی گئیں اور یہ ان کی مستقل شکل قرار پائی۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

پہلا سٹ

معارفِ ملت۔ جلد اوّل متعلق دینیات یعنی حمد، نعت، مناجات اور معرفت کی نظمیں جن میں دین و ایمان کی خوشبو مہکتی ہے۔ صاحب دلوں اور عاشقان رسول کے واسطے بڑی نعمت جلد دوم۔ متعلق اسلامیات یعنی اسلام اور مسلمانوں کے ماضی حال اور مستقبل کی تفسیریں اور تصویریں جو قلب کو گرماتی اور روح کو تڑپاتی ہیں۔ خاص کر واقعہ کربلا کے جگردوز

پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف نئے نئے مضامین بخوبی ذہن نشین ہوتے ہیں بلکہ خاصی دماغی تفریح حاصل ہوتی ہے۔ خوبی مضامین کی بدولت ہندوستان کے بلکہ ہر حصے میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ لطف یہ کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں میں اکنامکس کے متعلم بیسیوں ضخیم انگریزی کتابوں کے ہوتے ہوئے اس کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال جو خود بھی معاشیات کے عالم ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کی کتاب علم المعیشت اردو زبان پر ایک احسان عظیم ہے اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل" سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن) تیسرا ایڈیشن بنظر ثانی حال میں شائع ہوا ہے۔ حجم تقریباً ... صفحے قیمت پانچ روپیہ صہ

(۲) اصول معاشیات۔ پہلی کتاب علم المعیشت عام و خاص قارئین کے واسطے نہایت سہل اور سلیس پیرایہ میں لکھی گئی لیکن خاص طلبہ کے واسطے کسی قدر دقیق اور دشوار مباحث کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مضامین میں کافی رد و بدل اور تخفیف و اضافہ کر کے یہ جداگانہ نصابی کتاب تیار کی گئی۔ دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی خوشنما جلد تقطیع کلاں حجم ...۶ صفحے قیمت آٹھ روپیہ پانچ آنے (عـہ)

(۳) المعیشت الہند۔ ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح و ترقی کے واسطے فی زمانا از حد ضروری ہے کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں علم المعیشت اور اصول معاشیات میں جو نظری مسائل بیان ہوئے ہیں اس کتاب کے ذریعہ سے ان کا ہندوستان پر عمل درآمد دکھا یا گیا ہے خاص کر زر (کرنسی) بینک اور تجارت خارجہ جیسے اہم مباحث قابل دید ہیں یہ بھی بلا مبالغہ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع اور مستند کتاب ہے۔ مدت سے مشائقین کو انتظار تھا۔ الحمد للہ کہ دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہو گئی۔ تقطیع کلاں حجم تقریباً ۵۰۰ صفحے قیمت عـہ

سرما، برسات اور بہار کے دل کش مناظر نظموں میں اس خوبی سے عکس فگن ہیں کہ ان کو دیکھ کر جی طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ نیچر پرستوں کے لئے یہ جلد قدرت کی دل فریبیوں کا بہترین مرقع

جلد دوم۔ متعلق مقامات یعنی آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت باغات، شہر اور عمارات۔ شاعروں نے ان سب کی ایسی صاف ستھری تصویریں کھینچی ہیں کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے ان کی سیر کر رہے ہیں۔

جلد سوم۔ متعلق نباتات وحیوانات یعنی پھول پھل کیڑے پتنگے، تتلیاں، چڑیاں پرندے، چرندے، چوپائے اور متفرق جانور وغیرہ ان سب کے حالات پڑھنے سے اندازہ ہو سکے گا کہ اردو شاعروں نے اشیائے قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم۔ متعلق عمرانیات یعنی ہندوستان کے تمدن، رسم و رواج، عید تہوار، غمی، شادی، میلے ٹھیلے، صحبتیں، جلسے، کھیل تماشے، وضع لباس، صورت شکل، ہنسی مذاق بزم اور رزم سب طرح کے حالات پیش نظر ہو کر دل کو بے چین کرتے ہیں۔ مناظر قدرت کی چاروں جلدیں زنانہ مدارس کے واسطے خاص کر بہت موزوں ہیں۔

غرض کہ شعر وسخن کا عجیب دل کش انتخاب ہے۔ شریف اور مہذب گھرانوں میں لڑکوں لڑکیوں، مردوں، بیبیوں اور بڑے بوڑھوں کی خوش وقتی اور تفریح طبع کے لئے اس کے مطالعہ سے بہتر کوئی مشغلہ ملنا مشکل ہے شاید ہی کوئی علم دوست گھر اس سلسلے سے محروم رہنا گوارا کر سکے۔ کل بارہ جلدیں۔ خوش خط، خوش قطع خوش نما مجلد قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ عہ۔

جواہر سخن۔ فارسی شاعری کا بہترین کلام ایک جدید اصول پر زیر ترتیب ہے اور انشاء اللہ بہت دل کش اور دل پذیر ہوگا۔ عن قریب شائع ہوگا۔

(۳) سلسلۂ معاشیات

(۱) علم المعیشت۔ جدید مغربی علم اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی نہایت مستند اور جامع کتاب ہے۔ مشکل سے مشکل معاشی اصول و مسائل کو ایسے سلیس اور دلچسپ

(۴) مالیات۔ پبلک فائنس پر [illegible] صاحب کی [illegible] جامع اور مستند کتاب مہذب اور ترقی یافتہ سلطنتوں میں آمدنی کے کیا کیا ذرائع اور خرچ کی کیا کیا مدیں ہیں اور محاصل اور محاسج کا انتظام کس نہج پر قائم ہے سلطنتوں کی مالی ترقی اور مرفہ الحالی کے کیا اسباب ہیں اور ان کا کیونکر عمل درآمد ہوتا ہے۔ یہ تمام دقیق اور اہم مباحث نہایت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے مالی انتظام کو بالتفصیل بطور مثال پیش کیا ہے اس کی تنقیح اور تنقید کی ہے۔ ہندوستان کے قومی رہبروں اور رئیسوں کو اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید بلکہ از حد ضروری ہے زیر تالیف ہے۔

(۵) مقدمۃ المعاشیات۔ [illegible] صاحب کی انگریزی کتاب "انٹروڈکشن ٹو اکنامکس" کا سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول و مسائل بیان کئے گئے ہیں تقطیع کلاں حجم تقریباً ۴۰۰ صفحے مجلد دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے قیمت [illegible]

(۶) معاشیات ہند۔ مسٹر پرمتھ ناتھ بنرجی کی انگریزی کتاب "انڈین اکنامکس" کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر ہندوستان کے معاشی حالات بیان کئے گئے ہیں تقطیع کلاں حجم تقریباً ۳۰۰ صفحے مجلد دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے قیمت [illegible]

(۷) برطانوی حکومت ہند۔ انڈرسن صاحب کی انگریزی کتاب "برٹش ایڈمنسٹریشن ان انڈیا" کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر حکومت ہند کا نظام اور طریق عمل بیان کیا گیا ہے۔ تقطیع کلاں حجم تقریباً ۲۰۰ صفحے مجلد دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت [illegible]